

مقاماتِ معنوی

جلد چہارم

تعلیقات و توضیحات

تالیف

محمد اقبال مجددی

ضیاء القرآن پبلیکیشنز

لاہور - کراچی - پاکستان

مقاماتِ معصومی

جلد چہارم

تعلیقات و توضیحات

تالیف

محمد اقبال مجددی

ضیاء الہیہ پبلی کیشنز

لاہور-کراچی، پاکستان

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب	مقامات معصومی جلد چہارم
مؤلف	محمد اقبال مجددی
کتابت	محمد ریاض اعظمی
تاریخ اشاعت	اکتوبر 2004ء
تعداد	ایک ہزار
ناشر	ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور
کمپیوٹر کوڈ	1Z442
قیمت	1200/- روپے (کامل سیٹ)

ضیاء القرآن پبلی کیشنز

ملنے کے پتے

داتا دربار روڈ، لاہور۔ فون: 7221953 فیکس: 042-7238010

9۔ الکریم مارکیٹ، اردو بازار، لاہور۔ فون: 7225085-7247350

14۔ انفال سنٹر، اردو بازار، کراچی

فون: 021-2212011-2630411۔ فیکس: 021-2210212

e-mail:- sales@zia-ul-quran.com

Vist our website:- www.zia-ul-quran.com

لاہوری کیٹلاگ کارڈ

محمد اقبال مجددی :
مقامات معصومی

(احوال و مقامات و ملفوظات حضرت خواجہ محمد معصوم سرہندی ۱۰۰۷-۱۰۷۹ھ/۱۵۹۹-۱۶۶۸ء)

لاہور، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، ۲۰۰۴ء

- ۱۔ محمد معصوم، خواجہ
۲۔ جلد اول مجددی تحریک تالیف محمد اقبال مجددی
۳۔ جلد دوم اردو ترجمہ
۴۔ جلد سوم اردو ترجمہ
۵۔ جلد سوم اردو ترجمہ
۶۔ جلد سوم اردو ترجمہ
۷۔ جلد چہارم تعلیقات و توضیحات تالیف محمد اقبال مجددی
۸۔ محمد اقبال مجددی، (تحقیق و تعلق و ترجمہ) ۹۔ عنوان
۹۔ جلد اول مجددی تحریک تالیف محمد اقبال مجددی

۹۲۲،۹۷

فہرست مندرجات

۴	مقدمہ
۱۵	مفتاح اول: ذکر شجرات مشائخ نقشبندیہ، قادریہ و چشتیہ و بیان حدیث مسلسل بالاولیت بایمان معارف و مکاشفات حضرت مجدد الف ثانی کہ حضرت ایشاں در مکتوبات خویش تحریر فرمود
۶۴	مفتاح دوم: بیان ولادت صوری حضرت ایشاں و بدایت حال آنحضرت از تحصیل علوم دینی تا رسیدن بہ مرتبہ کمال و اکمال تا ایام وصال حضرت مجدد الف ثانی
۹۶	مفتاح سوم: بیان بعضی از اہل مقالات بزرگ و مراتب کہ حضرت حق سبحانہ و تعالیٰ ایشاں را بہ محض فضل و کرم باک اختصاص بخشید و نائب اتم حضرت مجدد الف ثانی گردانیدہ
۱۰۹	مفتاح چہارم: بیان عادات و عبادات حضرت ایشاں و بیان تاویلات بعضی سورو آیات قرآنی
۱۲۸	مفتاح پنجم: بیان تصرفات و انونطات حضرت ایشاں
۱۵۱	مفتاح ششم: بیان انتقال حضرت ایشاں ازیں جہان بہ فرادیس آں جہاں با مدحت روضہ منورۃ ایشاں
۱۷۰	مفتاح ہفتم: ذکر بعض از احوال انبیاء کرام حضرت ایشاں
۲۶۱	مفتاح ہشتم: ذکر از احوال ابناء عظام حضرت ایشاں
۳۰۶	مفتاح نہم: ذکر بعضی از خلفای عالی مقام حضرت ایشاں
۴۷۷	ماخذ مقدمہ و تعلیقات
۵۲۹	فہرست عکسیات
۵۳۵	عکسیات

تعلیقات

تعلیقات میں سطور کے ساتھ صفحات (صفحہ / سطر) کے نمبر صفحوں کے نیچے درج شدہ
ذیلی نمبروں کے مطابق ہیں۔

صفحہ / سطر

۱۱-۱۰ / ۳ وقل الحمد لله تکبیراً - قرآن مجید ۱۱۱/۱۷

۱۲-۱۳ / ۳ الذی ارسل المشركون - قرآن ۳۳/۹

۱۴-۱۳ / ۳ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ فِي الْإِنجِيلِ - قرآن ۲۹/۴۸

۲ / ۴ صفرا احمد فضل معصومی

حالات کے لیے دیکھئے مقدمہ کتاب حاضر

۳ / ۴ شیخ محمد فضل اللہ عمری احمدی

حالات کے لیے ملاحظہ ہو مقدمہ کتاب ہذا

۷ / ۴ ”بہ ارذلِ عمر“

یہاں قرآن پاک کی اس آیت کی طرف اشارہ ہے وَمِنْكُمْ مَّنْ يُوْدُّ الْاِ

اِرْذَلِ الْفُجُورِ ۷۰/۱۶

۱۲ / ۴ لَا تَقْنَطُوا هُوَ الْفُجُورُ ، قرآن ۵۲/۲۹

۱۸ / ۴ ”حضرت شیخ محمد صبغت اللہ“

حالات کے لیے دیکھئے مقدمہ کتاب حاضر و مفتاح ہفتم کنز اول کتاب ہذا

۲۰ / ۴ معدن الجواہر

تالیف شیخ صفرا احمد معصومی (مؤلف مقامات معصومی) تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو

- مقدمہ کتاب ہذا تحت عنوان تصانیف شیخ صفراحمہ و ضمیمہ اول کتاب حاضر۔
..... ”ایں سفر سعادت ثمر اثر“ ۹/۵
- اس سفر کی تفصیل کتاب کے مقدمے میں بعنوان احوال مولف مقامات معصومی
ملاحظہ کریں۔
- نور چشم ابوداؤد دنیا ز احمد ۲۱/۵
- حالات کے لیے دیکھئے اس کتاب کے مقدمے کا عنوان ”مولف مقامات معصومی
کا خانوادہ“
- شفاعتی لاہل الکباثر من امتی ۱۴/۶
- حدیث، ترمذی (قیامۃ ۱۱)، ابن ماجہ (زہد ۳۷)، مسند امام احمد بن حنبل
۲۱۳/۳ - [بحوالہ المعجم المفہرس لالفاظ الحدیث النبوی ۱۵۱/۳]
- من رآنی فقد رآی الحق ۷/۶
- حدیث، بخاری (تعبیر ۱۰)، مسلم (روایا ۱۰)، دارمی (روایا ۴)
[بحوالہ المعجم المفہرس ۲۰۰/۲]
- وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ ، قرآن ۳۵/۴ ۵/۷
- والله ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ ، قرآن ۱۰۵/۲ ۸/۷
- وَإِنَّكَ لَعَلَىٰ خُلُقٍ عَظِيمٍ ، قرآن ۴/۶۸ ۲۰/۷
- وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ ، قرآن ۱۰۷/۲۱ ۴/۸
- ذَٰلِكَ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ ، قرآن ۲۱/۵۷ ۷/۸
- ”ایں سفر خیر الاسفار“ ۱۱/۸
- اس سفر کی تفصیل بھی کتاب کے مقدمہ میں ملاحظہ کریں۔
- اتقوا ينظر بنور الله ، ۱۸/۹
- حدیث، ترمذی (تفسیر سورۃ ۱۵، ۶)
- نام ایں نسخہ مقامات و تاریخ عنوان آں ”مفتاح اہل السعادت“ ۵-۴/۱۲
- گویا مقامات معصومی کا سال تالیف ”مفتاح (۵۲۹) اہل (۳۶) السعادت“
(۵۶۷) ہے جس سے ۱۱۳۲ھ برآمد ہوتے ہیں جو اس کا آغاز تالیف ہے،

(رک مقدمہ کتاب حاضر)

۹/۱۲

سال اول از جلوس سلطان الاسلام محمد شاہ بادشاہ.....“

محمد شاہ کا پہلا سال جلوس ۱۱۳۱/۱۹ء ہے۔ گویا ۲۸ ستمبر کا دن تھا اور
مولف نے جب یہ کتاب شروع کی تو اگلا سال ۱۱۳۲ھ شروع ہو چکا تھا،
(رک مقدمہ کتاب ہذا)

۱۳-۱۴/۱۳ سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعَالَمِينَ ، قرآن ۳۷/۱۸۰-۱۸۲

۱۴-۱۵/۱۴ وَمَا تَوْفِيقِي وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ، قرآن ۱۱/۸۸

مقدمہ

- ۱۰/۱۵ ”روایات والدین شریفین ایں راقم.....“
 مولف کے والد حضرت شیخ محمد فضل اللہ، حضرت مجدد الف ثانی کے
 نواسے اور والدہ حضرت خواجہ محمد معصوم کی صاحبزادی تھیں (ر۔ک بہ مقدمہ
 کتاب حاضر)
- ۱۶/۱۵ ان اکرمکم عند اللہ اتقکم ، قرآن ، ۱۳/۲۹
- ۱۹/۱۴ ”قریب پانزدہ سال است انتقال آں قبلہ ارباب کمال روی دادہ...“
 یہاں مولف نے اپنے والد حضرت خواجہ محمد فضل اللہ کے وصال ۱۱۱۷ھ
 کی طرف اشارہ کیا ہے (ر۔ک بہ مفتاح ہشتم کنز اول کتاب حاضر) اس وقت
 ان کے وصال کو تقریباً پندرہ سال گزرے تھے کہ مولف کی والدہ نے سرہند میں
 گوشہ نشینی اختیار کی یعنی سنہ ۱۱۳۲ھ (۱۱۱۷ + ۱۵) میں۔
- ۱۱-۱۰/۱۴ حضرت والدہ ماجدہ رادرایم حیات حضرت ایشاں رحمۃ اللہ علیہا فرزند نرینہ
 نخستینہ بہ ظہور آمدہ و آل طفل در دوروز ایں بی وفائی دنیای دنی
 را شناختہ“
- تفصیل کے لیے دیکھئے مفتاح ہشتم کنز اول کتاب ہذا و مقدمہ کتاب حاضر
 شیخ عزالدین احمد ۱۶/۱۷
- حالات کے لیے دیکھئے اس کتاب کی مفتاح ہشتم و مقدمہ کتاب بعنوان
 ”خانوادہ مولف“
- ۲۱-۲۰/۱۷ ”ولادت ایں راقم الحروف بعد از ہشت سال از وصال

حضرت ایشاں رحمۃ اللہ علیہا اتفاق یافتہ

یعنی مولف مقامات معصومی کی ولادت حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہ کے وصال ۱۰۷۹ھ کے آٹھ سال بعد (۱۰۷۹ + ۸ = ۱۰۸۷ھ کو ہوئی) (ر۔ ک مقدمہ "احوال مولف")

..... "در وقت کثرت غلبہ کفار نگوں سار و نانک پرستان بی اعتبار بر مردم آل بلدہ معظمہ....."

یہاں سرہند شریف پر سکھوں کے لیڈر بندہ سنگھ کا حملہ مراد ہے جو ۱۱۲۲ھ / ۱۷۱۰ء میں ہوا تھا۔ (ر۔ ک مقدمہ کتاب حاضر بعنوان "سرہند کی تباہی")
مَنْ دَخَلَهُ كَانَ آمِنًا، قرآن ۹۷/۳

"آنجناب (والد مولف شیخ محمد فضل اللہ) ہمیشہ زادہ حقیقی حضرت ایشاں رحمۃ اللہ علیہا بودند"

یعنی شیخ محمد فضل اللہ بن قاضی عبدالقادر بن شیخ محمد امین بن شیخ عبدالرزاق برادر تھنر مجد الف ثانی (عمدۃ المقامات ۲۴۳) حضرت خدیجہ بنت تھنر مجد الف ثانی کے صاحبزادے یہی شیخ محمد فضل اللہ تھے (روضۃ القیومیہ ۱/۳۱۸) (تفصیل کے لیے دیکھئے مقدمہ کتاب حاضر، مفتاح، ہشتم کنز اول کتاب ہذا)..... مخدومی شیخ عبدالاحد قدس سرہ.....

حضرت امام ربانی مجد الف ثانی کے والد بزرگوار تھے، حالات کے لیے دیکھئے مقدمہ مولف کنز دوم پر تعلیقات

۱-۲۲/۱۹-۱۸ قاضی شیخ عبدالقادر، شیخ محمد امین و شیخ عبدالرزاق قدس اسرارہم کے حالات کنز دوم مقدمہ مولف کے تعلیقات میں ملاحظہ کریں۔

کتاب منظر اولی الالباب..... ۵/۱۹

کے بارے میں معلومات کے لیے اس کتاب پر ہمارے مقدمے کا عنوان "تالیفات شیخ صفراحمہ" ملاحظہ کریں۔

..... "غالب حصول روایت ازیں حضرات ثلاثہ ایں است"..... ۱۹/۱۹

یہاں حضرات ثلاثہ سے مراد اس کتاب کے تین اہم راوی ہیں یعنی

والد مولف شیخ محمد فضل اللہ، مولف کی والدہ اور حضرت شیخ محمد صبغۃ اللہ بن
حضرت خواجہ محمد معصوم سرہندی قدس اسرارہم ان کے احوال کے لیے کتاب حاضر
کا مقدمہ اور مختلف فصول ملاحظہ ہوں۔

”نسبِ نسب حضرت ایشاں (خواجہ محمد معصوم) بہ آں خلص اصحاب
امیر المومنین حضرت عمر فاروق بہ بست و ہفت واسطہ بدیں طریق
می رسد کہ“.....

۵-۳/۲۰

یہاں حضرت مولف کو سہو ہوا ہے بدید تحقیق کی رو سے حضرت خواجہ محمد معصوم
رحمۃ اللہ علیہ کا نسب ۳۳ واسطوں سے حضرت امیر المومنین عمر فاروق تک
واصل ہوتا ہے۔ تفصیل آئندہ حواشی میں ملاحظہ کریں۔

”آنحضرت (خواجہ محمد معصوم) والا منقبت فرزند اوسط و خلف ارشد قطب العرفا
(حضرت مجدد الف ثانی) ہستند“

۶-۵/۲۰

حضرت خواجہ محمد معصوم علیہ الرحمت حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ
کے تیسرے فرزند تھے یعنی اول حضرت خواجہ محمد صادق، دوم حضرت خواجہ محمد سعید
اور سوم حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہم۔

”حضرت مجدد الف ثانی (صاحب منصب القیومیۃ).....“

۱۰/۲۰

حضرت مجدد قدس سرہ نے اپنے اس منصب کی خود وضاحت فرمائی ہے
کہ ”حق تعالیٰ نے حضرت مجدد کو ذات قیومیت عطا کی جو عالم کے قیام کا باعث
ہے“ (زبدۃ المقامات ص ۱۹۲ بحوالہ مکتوبات امام ربانی ۳/ ۷۹) اس امر کی وضاحت
شیخ بدرالدین سرہندی نے بھی کی ہے کہ ”حضرت ایشاں (مجدد الف ثانی) را
بہ نسبت قیومیت مشرف ساختند چنانکہ تفصیل ایں در مکتوبات مندرج است“
(حضرات القدس ۲/ ۷۸)، حضرت مجدد الف ثانی نے خود تحریر فرمایا ہے کہ ان
دنوں (آخری ایام حیات) یہ منصب مجھ سے جدا ہو کر میرے فرزند خواجہ محمد معصوم
کو مل گیا ہے (مکتوبات امام ربانی ۳/ ۱۰۴).....

”مخدوم شیخ عبدالاحد کابلی (والد حضرت مجدد الف ثانی).....“

۲۳/۲۰

خواجہ محمد ہاشم کشمی نے حضرت مجدد کی زبانی مخدوم شیخ عبدالاحد کے حالات

تحریر کئے ہیں، لکھا ہے :

”شیخ عبدالاحد ایام جوانی میں حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی قدس سرہ کی خدمت میں حاضر ہوئے، پھر تحصیل علوم کے بعد وہاں گئے تو حضرت گنگوہی کا وصال ہو چکا تھا ان کے صاحبزادے شیخ رکن الدین سے منسلک ہو کر سلسلہ قادریہ و چشتیہ میں خلافت حاصل کی۔ مخدوم شیخ عبدالاحد نے ۱۰۰۷ھ / ۱۵۹۸ء میں وصال فرمایا۔ ان کی تالیفات میں سے کنوز الحقائق اور اسرار المشہد کا ذکر ملتا ہے۔ خواجہ کشمی نے اسرار المشہد کا کچھ حصہ نقل بھی کیا ہے تفصیل کے لیے دیکھئے :

محمد ہاشم کشمی : زبدۃ المقامات ۹۱ - ۱۲۶

بدر الدین سرہندی : حضرات القدس ۲ / ۲۸ - ۳۰ و ضمناً

کمال الدین محمد احسان : روضۃ القیومیہ ۱ / ۲۹ - ۳۲

”شیخ زین العابدین بن شیخ عبدالحی بن شیخ حبیب اللہ“.....

۲۳ / ۲۰

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کے شجرہ نسب کے ان بزرگوں کے حالات تذکروں میں نہیں ملتے۔ یہاں مقامات معصومی کے دونوں نسخوں میں شیخ عبدالحی کے بعد ”شیخ محمد“ کا نام نقل ہونے سے رہ گیا ہے، زبدۃ المقامات ص ۸۹ اور حضرات القدس (۲ / ۲۸) میں یہ نام موجود ہے جو بالکل صحیح ہے۔
”امام رفیع الدین بن شیخ نصیر الدین بن شیخ سلیمان“.....

۱ / ۲۱

امام رفیع الدین کے والد کا نام حضرات القدس میں نور الدین درج ہوا ہے جو مولانا زید کے نزدیک مولف کا سہو ہے جبکہ یہ نام فرخ شاہ کے والد کا ہے (مقامات خیر ص ۲۸ - ۲۹)

حضرت امام رفیع الدین، حضرت مجدد الف ثانی کے جدِ ششم تھے علم ظاہر و باطن میں جامع اور حضرت سید جلال الدین بخاری معروف بہ مخدوم جہانیاں کے صحبت یافتہ تھے..... ہندوستان آگئے فیروز شاہ تغلق نے امام رفیع الدین کے بڑے بھائی خواجہ فتح اللہ جو کہ بادشاہ کے مقربین میں سے تھے کو حکم دیا کہ

وہ سرائس اور سامانہ کے مابین ایک شہر آباد کریں، چنانچہ انہوں نے جو شہر آباد کیا وہ یہی شہر سہرند (سرہند) ہے۔ (تفصیل کے لیے دیکھئے زبدۃ المقامات ۸۹-۹۰)۔ سرہند کی بنیاد اور آباد کاری کے سلسلے میں مورخین کی مختلف آراء کے لیے دہرا اور فوجا سنگھ کے مقالات ملاحظہ کریں، دیکھئے :

Sirhind through the Ages, ed. by fuja singh

”شہاب الدین علی معروف بہ فرخ شاہ کابلی فاروقی“.....

۲/۲۱

حضرت فرخ شاہ کابلی حضرت مجدد کے پندرہویں مجدد تھے، حضرت شیخ فرید الدین گنج شکر قدس سرہ کا نسب بھی اسی بزرگ فرخ شاہ کابلی سے حاصل ہوتا ہے، سیرالاولیاء میں فرخ شاہ کو کابل کا بادشاہ بتایا گیا ہے (۶۸-۶۹) اور حشمتی سلسلے کے متاخر تذکرہ نویسوں نے اسی کا اتباع کیا ہے۔ جب کہ صاحب زبدۃ المقامات نے فرخ شاہ کو ”از اجلہ امراء اعظم ذراریہ سلاطین کابل بودہ“ (۸۸) اور مزید بتایا ہے کہ وہ اس خانوادے کے پہلے فرد تھے جو غزنی و کابل سے ہندوستان آئے (ایضاً ص ۸۹) پروفیسر خلیق احمد نظامی کی تحقیق کے مطابق ”غزنویوں نے جب کابل کا احاق کر لیا تو فرخ شاہ کے جانشینوں کی حیثیت ختم ہو گئی۔ تاریخ سے فرخ شاہ کی حیثیت اور منصب پر آج تک کوئی روشنی نہیں پڑ سکی اور یہ اب تک ایک راز ہی ہے۔“

Nizami, k.A: Life and Times of sh. Farid-ud-Din Ganji-i-

Shakar pp. 11-12

صاحب عمدۃ المقامات نے لکھا ہے کہ نواح کابل میں جہاں حضرت فرخ شاہ کا مزار ہے ”درۃ فرخ شاہ“ کے نام سے مشہور ہے (فضل اللہ قندھاری: عمدۃ المقامات ص ۹۹) انہیں فرخ شاہ کابلی کی نسبت سے حضرت مجدد کا خانوادہ ”کابلی“ کہلاتا ہے (زبدۃ المقامات ۸۹)۔

جولائی ۱۹۷۶ء میں ہمیں پروفیسر عبدالحی حبیبی نے کابل میں ایک ملاقات کے دوران بتایا کہ صاحب زبدۃ المقامات خواجہ محمد ہاشم کشمی کا ”فرخ شاہ کابلی“ کے حالات پر ایک مستقل رسالہ میری نظر سے گزرا تھا۔“

..... ”خواجہ نصیر الدین بن خواجہ محمود“ کی والدہ ہرات کے سادات سے تھیں
(ہدیۃ احمدیہ، حاشیہ ص ۵)

۳/۲۱

..... ”خواجہ سلیمان بن خواجہ مسعود“ کی والدہ ”صدیقیہ“ تھیں (ایضاً ص ۵)

۳/۲۱

”خواجہ مسعود بن عبد اللہ واعظ الاصفہر“ کا مزار گردین میں ہے (ایضاً ص ۵)

۳/۲۱

”حضرت عبد اللہ واعظ الاصفہر“ کی والدہ ”صدیقیہ“ تھیں (ایضاً ص ۵)

۳/۲۱

”حضرت عبد اللہ واعظ الاکبر“ کا مزار غزنی میں ہے (ایضاً ص ۵)

۳/۲۱

”ابوالفتح بن اسحق“ کا مزار غزنی و قریہ لوگر کے مابین ہے (ایضاً ص ۵)

۴/۲۱

..... ”ناصر بن عبد اللہ بن عمر ابن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین“.....

۴/۲۱

حضرت مجدد الف ثانی کے تقریباً تمام معاصر و متاخر تذکرہ نویسوں سے یہاں

ضبط اسما میں سہو ہو گیا ہے۔ صاحب مقامات معصومی کو بھی یہاں اشتباہ ہوا

ہے۔ میزان الاعتدال اور تقریب التہذیب میں ”عبد اللہ بن عمر بن حفص بن عاصم

بن عمر“ درج ہے۔ یہی نسب کتاب المعرفة والتاریخ از ابی یوسف یعقوب

بسوی (ف ۲۷۷ھ) ۴۲۹/۱، ۸۲۱/۲ (و بامداد اشاریہ) میں بھی وارد ہوا

ہے۔ اہل انساب کا خیال ہے کہ انہیں عبد اللہ بن عمر بن حفص کے صاحبزادے

کا نام ناصر ہے اور مشابہت کی وجہ سے عبد اللہ بن عمر کو ابن الخطاب سمجھ لیا

گیا ہے۔ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نو صاحبزادے تھے ان میں

اول کا اسم گرامی عبد اللہ ہے اور انہیں عبد اللہ کے تیرہ فرزند تھے، تیسرے ہویں

صاحبزادے کا نام عاصم ہے۔ لیکن دونوں حضرات میں سے کسی کے فرزند کا نام

ناصر نہیں ہے۔ جب کہ حضرت مجدد الف ثانی کے نسب میں حضرت فرخ شاہ

کے گیارہویں جد کا نام ناصر ملتا ہے اور ان کو حضرت عبد اللہ کا فرزند قرار

دیا گیا ہے۔

محمود احمد عباسی، مولانا احمد حسین خان امر دہوی اور مولانا ابوالحسن زید

کی تحقیق کے مطابق یہ نسب یوں ہونا چاہیے:

”ناصر بن عبد اللہ بن عمر بن حفص بن عاصم بن عبد اللہ بن عمر فاروق

رضی اللہ تعالیٰ عنہ“

نسب کی بحث کے لیے دیکھئے :

(۱) فتاویٰ تانارخانی (فصل سادس عشر)

(۲) فضل اللہ مجددی : عمدة المقامات (کے حاشیہ ص ۹۸ پر حضرت خواجہ عبدالقیوم

نے یہی مذکورہ صیح نسب نقل کیا ہے)

(۳) نظام الدین شکارپوری مجددی : اوج مودد اسرار نقشبند (۱۲۲۸ھ) میں

فصل ہشتم در بیان نسب حضرت مجدد (قلمی ورق ۵۳ - ۵۴) کے حاشیہ

میں اس کتاب کے کاتب اور مودد فیض طریقت حضرت خواجہ محمد حسن جان مجددی

نے حاشیہ میں یہی نسب مذکور مع اضافہ صیحہ نقل کیا ہے۔

(۴) محمود احمد عباسی : تاریخ امروہہ (تحقیق الانساب) جلد چہارم

(۵) احمد حسین خان امروہوی : جواہر معصومیہ ۳-۵

(۶) زید ابوالحسن فاروقی : مقامات خیر ۲۶-۲۳

نوٹ (مقامات خیر میں نسب کے تمام واسطے (اسماء) بہ تحقیق مذکور درج

کئے گئے ہیں۔)

”جناب حقائق آگاہ..... خواجہ محمد ہاشم کشمی..... در مقامات حضرت مجدد الف ثانی

۱۰-۸/۲۱

..... مسمی بہ زبدۃ المقامات بہ تفصیل نوشتہ اند و نیز ملا بدر الدین سرہندی کہ

مقامات حضرت مجدد الف ثانی نوشتہ بہ حضرات القدس نامیدہ اند.....

خواجہ کشمی اور ملا بدر الدین سرہندی کے حالات اور ان کی تالیفات

زبدۃ المقامات اور حضرات القدس کی تفصیل کے لیے دیکھئے مقدمہ کتاب ہذا

ب عنوان ”ماخذ مقامات معصومی“

یہ منقبت حضرت وحدت سرہندی کی تصنیف ہے۔ ان کے پیش نظر شعری مجموعہ

۲۳-۱۵/۲۱

چہار چہن وحدت میں اس منقبت کا صرف پہلا شعری درج ہے (قلمی نسخہ ص ۱۱)

ممکن ہے حضرت وحدت کے کسی دوسرے مجموعہ کلام میں یہ پوری منقبت شامل ہو۔

لیکن مولف نے حضرت خواجہ محمد معصوم کی ”قیومیت اور اصالت محبوبیت ذاتی“

۵-۲/۲۲

کے موضوع پر حضرت وحدت کے جو شعر نقل کیے ہیں ان میں سے پہلے دو شعر

اسی مذکورہ منقبت میں چہار چہن وحدت (ص ۱۱) میں (شعر نمبر ۵-۵) موجود

ہیں۔ لیکن مولف نے چونکہ حافظہ کی بنیاد پر لکھا ہے اس لیے پہلے شعر نمبر ۱۵ اور پھر چوتھا نقل کیا ہے۔ چوتھا شعر چہارچہن میں یوں ہے۔

جہاں را بدانش کہ در سر بود

عرض را چہ نسبت بجوہر بود

”ملک الشعراء ہندوستان کہ“.....

۹/۲۲

یہاں ملک الشعراء سے ناصر علی سرہندی مراد ہیں ان کے معاصر تذکرہ نویس سرخوش نے انہیں ”ملک الشعراء عصر“ لکھا ہے (کلمات الشعراء ص ۵۷)۔
..... ”ولایتین ایران و توران“.....

۹/۲۲

یہاں ایران کے ساتھ ولایت ماوراء النہر مراد ہے۔ توران کا دراصل ماوراء النہر کے تمام بلاد پر اطلاق ہوتا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھئے :

یا قوت حموی : معجم البلدان ۵۷/۲

یا قوت حموی : المشرک ص ۴۷

سمعی، ابی سعد عبدالکریم : الانساب ۱۰۶/۳-۱۰۷ حاشیہ معلی

بارتولد : ترکستان نامہ ۱۶۷-۱۶۸

..... ”اشتہار سخن رسی او (ناصر علی) تمام بلبلان ولایتین ایران و توران را
بی آشاں ساختہ“.....

۱۰-۹/۲۲

ناصر علی سرہندی کے کلام نے انہیں واقعی اتنی شہرت دی تھی کہ ان کی شہرت ایران و توران تک پہنچ گئی تھی۔ اس عہد میں تالیف ہونے والے شعراء کے تذکروں میں ناصر علی کو جس طرح خراج تحسین پیش کر کے ان کے کلام کے محاسن بتائے گئے ہیں ان کے معاصرین میں کسی کو کم اتنا مرتبہ ملا ہوگا۔ تذکروں کے اقتباسات کے لیے دیکھئے : راشدی، حسام الدین : تذکرہ شعرائے کشمیر ۹۲۰/۲-۹۶۱

..... ”ایں قبولیت از یمن ارادت حضرت ایشاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ
یافتہ“.....

۱۰/۲۲

صاحب روضۃ القیومیہ (۱۲۶/۲) نے حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہ

کے ساتھ ناصر علی کی خصوصی عقیدت کے واقعات لکھے ہیں اور حضرت خواجہ کی شان میں ناصر علی کے کہے ہوئے چند مدحیہ اشعار بھی نقل کیے ہیں، ناصر علی کے دیوان اور ثنوی میں حضرت خواجہ کی مدحیات موجود ہیں۔ بعض اشعار کے لیے دیکھئے:

نور الحسن انصاری: فارسی ادب بعہد اورنگ زیب ۸۴

..... "روزی بہ حضور، ایں ضعیف (مولف) و دیگر مردم شریف بلدہ طیبہ سرہند بہ پور مہینہ خویش کہ در آں ہنگام خرد سالی بودہ"..... ۱۲-۱۱/۲۲

یہاں "پور مہینہ" سے مراد ناصر علی سرہندی کے بڑے بیٹے علی عظیم ہیں۔ ناصر علی کے تین لڑکے تھے علی عظیم، علی علیم اور علی کریم، علی عظیم بھی اچھے شاعر تھے، عظیم تخلص اور عظیم الدین محمد نام تھا۔ خوش گو نے ان کے اشعار نقل کئے ہیں ان کے والد نے ایک شعر میں کہا ہے :-

عظیم الدین محمد صاحب ہوش من دو ہر دو یک خواب فراموش
لیکن حاکم لاہوری نے ان کا نام عزیز الدین محمد لکھا ہے جبکہ ناصر علی کا مذکورہ بالا شعر بھی نقل کر دیا ہے (مردم دیدہ ص ۸۱) حاکم لاہوری اور خوش گو کو علی عظیم کی خدمت میں حاضر ہونے کا موقع ملا تھا جب کہ ناصر علی کے دوسرے بیٹے علی علیم سپاہی پیشہ تھے، اوائل محمد شاہی میں سید قطب الدین بارہہ کی نوکری کی تھی۔ خوش گو نے ان کا ایک شعر بھی نقل کیا ہے۔ ناصر علی کے تیسرے بیٹے علی کریم بھی شاعر تھے ان کا بھی ایک شعر ملتا ہے وہ بیس سال کی عمر میں فوت ہو گئے۔ (سفینہ خوش گو ص ۲۴۳) علی عظیم (ف ۱۲۰۰ھ) کے حالات کے لیے دیکھئے:

(۱) خوش گو: سفینہ ۲۴۲-۲۴۳

(۲) حاکم لاہوری: مردم دیدہ ۸۱-۸۲

(۳) حیرت اکبر آبادی: مقالات الشعراء ۶۶

(۴) ہندی، بھگوان داس: سفینہ ہندی ۱۳۲

(۵) اخلاص، کشن چند: ہمیشہ بہار ۱۷۲

(۶) بعض دیگر مراجع کے لیے دیکھئے فرہنگ سخنوران۔

..... "در ثنوی خویش اشعار افادات آثار در مدح آں قبلہ اختیار آورده"..... ۱۷-۱۶/۲۲

ناصر علی کی مثنوی کے تین دفتر پائے جلتے ہیں مختلف قلمی نسخوں کی تفصیل کے لیے دیکھئے ، انصاری : فارسی ادب بعہد اورنگ زیب ۹۰-۹۴ ، اس مثنوی کی شہرت ایران اور بغداد تک پہنچ چکی تھی ، بغداد میں اسے فارسی شاعری کا بہترین نمونہ قرار دیا گیا تھا (آزاد : خزانہ عامرہ ص ۲۳۸) "ناصر علی رحمہ اللہ تعالیٰ"

۱۶/۲۱

یہاں ناصر علی سرہندی مراد ہیں ۱۱۰۸ھ/۱۶۹۷ء میں انتقال ہوا ، مرزا بیدل کے بعد یہ اس عہد کے مشہور ترین شاعر تھے حضرت خواجہ محمد معصوم کے ساتھ خاص عقیدت تھی آپ کے علاوہ انہیں شاہ حمید الدین ساکن جنبی ، شاہ عادل اور نبی شاہ جیسے صوفیہ کے ساتھ بھی عقیدت تھی (فارسی ادب بعہد اورنگ زیب ص ۸۷) ناصر علی سرہندی کے حالات اس عہد کے اور مابعد فارسی شعراء کے تذکروں میں درج ہوئے ہیں حسام الدین راشدی نے ایسے دریافت شدہ چند تذکروں سے اقتباسات نقل کئے ہیں (تذکرہ شعرائے کشمیر ۲/۹۲۰-۹۶۱) بعض مآخذ جن کا ذکر ڈاکٹر راشدی نہیں کر سکے وہ یہ ہیں :

(i) مرآۃ العالم ۲/۶۲۷ ، ۶۵۹

(ii) فرحت الناظرین ۱۷۶-۱۷۴ (ترجمہ و حواشی محمد ایوب قادری)

(iii) تاریخ محمدی مع حواشی عرشی ۱۵۰

(iv) روضۃ القیومیہ ۲/۱۲۷-۱۲۸ و بہ بعد

(v) مآثر الامراء ۲/۱۰۱ ، ۲۸۷

(vi) نرہۃ الخواطر ۶/۳۷۹

(vii) پنجاب میں اردو (شیرانی صاحب نے ناصر علی کی بعض اردو منظومات کی نشاندہی کی ہے)

(viii) فارسی ادب بعہد اورنگ زیب میں نور الحسن انصاری نے بنیادی اور اہم

مآخذ کی بنیاد پر ناصر علی کے بارے میں اہم اور تفصیلی بحث کی ہے ص ۸۷-۹۲

۲۲-۱۸/۲۲ "چراغ ہفت محفل خواجہ معصوم"

یہ مدحیہ اشعار ناصر علی سرہندی کی مثنوی سے منقول ہیں خود مولف نے اس منقبت

کے بھول جانے کا اعتراف کیا ہے اور اس طویل مثنوی کے صرف دس شعر نقل کئے ہیں جب کہ روضۃ القیومیہ (۱۲۴/۲ - ۱۲۸) میں اس مثنوی کے ۲۶ شعر نقل ہوئے ہیں نیز روضہ اور کتاب حاضر میں منقول اشعار کی ترتیب بھی مختلف ہے۔

تاریخ ناصری مولفہ ناصر علی سرہندی، خطی

اس میں زیادہ تر عہدِ مغلیہ کے حالات مندرج ہیں۔ مملوکہ سید رجب علی شاہ، اپیل نگار فیروز پور، اصلاً باشندہ ڈیرہ میراں شاہ درحدِ سرہند، یہ ناصر علی کی اولاد میں سے تھے، تاریخ ناصری میں سرہند کی آبادی کے علاوہ قوم سُوداں کا بھی تذکرہ ہے، رجب علی شاہ عرصہ ہوا فوت ہو چکے ہیں۔ ان کے صاحبزادے امرتسر میں سب انپکٹر پولیس تھے، یہ مخطوطہ تید رجب علی کی وفات کے بعد ان کے گھر میں موجود ہے۔

(تاریخ سُوداں مولفہ سلامت رائے دوساج ترک میٹری لدھیانہ، ۱۹۳۵ء، ص ۹۶)

”اعطیت الكنزین الاحمر والابيض“.....

۲۳/۸-۹

یہ حدیث پاک ہے، صحیح مسلم میں یہی الفاظ آئے ہیں۔ رک ۲/۳۹۰ مطبوعہ کراچی، لیکن متون حدیث میں اس حدیث کے الفاظ مختلف صورتوں میں آئے ہیں سنن ابوداؤد (فتن ۱) ترمذی (فتن ۱۲) ابن ماجہ (فتن ۹)، مسند احمد بن حنبل (۲/۱۲۳، ۵/۲۴۸، ۲۸۴) اور صحیح مسلم (فتن ۱۹، ۲۰) (یہ تفسی حوالے معجم المفہرس ۶/۶۷ سے ماخوذ ہیں) میں یہ اختلاف ملاحظہ کریں۔

”وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى تِسْعَ آيَاتٍ بَيِّنَاتٍ“.....

۲۳/۱۲

آیت کریمہ قرآن ۱۰۱/۱۷

”فَاعْتَبِرُوا يَا أُولِيَ الْأَبْصَارِ“

۲۳/۱۵

قرآن ۲/۵۹

مفتاح اول

۱۴-۱۲/۲۵ ”أَلَمْ نَشْرَحْ وَ إِلَىٰ رَبِّكَ فَارْغَبْ“.....

القرآن ۸-۱/۹۴

۱۹/۲۵ ”أَنَا خَن نَزَلْنَا لِحَافِظُونَ“

القرآن ۹/۱۵

۲-۱/۲۶ ”صوفیہ علیہ در ہر طریقہ کہ باشند سند اسند در زنگ اصحاب حدیث نسبت

خود با بآن سرور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ وسلم می رسانند“.....

محدثین کرام نے اپنی اسناد حدیث بکثرت جمع کی ہیں جس سے اس فن پر بہت سے اہم مجموعے مرتب ہو گئے ہیں، ان کتابوں کی تفصیل کے لیے دیکھئے:

(۱) اتحاد الاکابر برویات الشیخ عبدالقادر از علامہ مخدوم محمد ہاشم ٹھٹھوی

(۲) وثیقۃ الاکابر از علامہ شاہ فقیر اللہ علوی شکار پوری

(۳) فہرس الفہارس از علامہ عبدالحی الکتانی

(۴) الرسالة المستطرفة از علامہ محمد بن جعفر الکتانی

اسی طرح صوفیہ کرام کے شجرات طریقت بھی کتابی صورت میں مدون ہو کر بکثرت طبع ہو چکے ہیں۔

۳/۲۶ ”قُلْ فِي الْقُرْبَىٰ“

القرآن ۲۳/۲۲

۵-۴/۲۶ ”إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ تَطْهِيرًا“

القرآن ۳۳/۳۳

”مثل اهل بیتي کمثل سفینة نوح من رکبها نجا ومن تخلف عنها هلك“ ۶-۵/۲۶

یہ حدیث ہے، علامہ یوسف نبھانی نے اسے مختلف روایتوں سمیت نقل کیا ہے، یہاں مولف مقاماتِ معصومی کے درج کردہ الفاظ میں قدرے اختلاف ہے، علامہ نبھانی نے اس طرح نقل کیا ہے:

”مثل اهل بیتي فیکم سفینة نوح من رکبها نجا ومن تخلف عنها هلك“

(نبھانی، یوسف بن اسماعیل: الشرف المؤید لآل محمد صلی اللہ علیہ وسلم، ص ۲۸) قادریہ سلسلے کا جو شجرہ حضرت مولف نے نظم کیا ہے وہ غالباً قوتِ حافظہ پر بھروسہ کر کے لکھا گیا ہے اس لیے وہ اشعار میں شجرے کے اسماء کی ترتیب ملحوظ نہیں رکھ سکے۔ خود حضرت مجدد الف ثانی نے اپنا شجرہ قادریہ اس طرح درج فرمایا ہے:

۲۳-۱۲/۲۶

فیقول العبد احمد بن عبد الاحد القاروقی انه
لبس الخرقة الصوفیة القادرية للاخ الصالح
من ید العارف الكامل الشیخ اسکندر وهو من شیخه
وحده شیخ کمال وهو الشاہ فضیل وهو
..... السید گدار حنن وهو سید شمس الدین الصحرانی
وهو السید عقیل وهو السید بہاء الدین وهو
..... السید عبد الوہاب وهو شرف الدین القتال
وهو السید عبد الرزاق وهو الغوث الصمدانی
..... سید محی الدین ابی محمد عبد القادر الجیلانی
قدس اللہ تعالیٰ سرہ (مکاشفات غیبیہ ص ۸۰)

یہ شجرہ شاہ ولی اللہ نے بھی دیا ہے

(انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ ۱۶-۱۷)

..... ”از دستِ شہ گدار دریش“.....

۱۴/۲۶

اس شعر میں شاہ گدار حنن عباس کی طرف اشارہ ہے جو تھڑ شاہ سکنہ کیتھلی

کے بڑے صاحبزادے تھے درس و تدریس اور سلوک کی تعلیم دینے میں ساری زندگی بسر کر دی۔ شاہ گدار حمل کا ۱۰۳۱ھ / ۱۶۲۱ء میں وصال ہوا (تذکرہ شاہ سکندر کیتھلی ص ۱۵۶) ”شاہ سکندر“

۱۵/۲۶

یہاں حضرت شاہ سکندر کیتھلی مراد ہیں۔ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ نے سلسلہ نقشبندیہ سے منسلک ہونے سے پہلے سلسلہ قادریہ میں انہی سے بیعت کی تھی، حضرت مجدد الف ثانی ان کی بہت تعریف کیا کرتے تھے حدود ۱۰۲۳ھ / ۱۶۱۴ء میں وصال ہوا حضرت شاہ کمال کیتھلی کے نبیرے تھے۔ (زبدۃ المقامات ۱۰۸)

”شاہ کمال“

۱۶/۲۶

شاہ کمال کیتھلی مراد ہیں حضرت مجدد الف ثانی کے والد گرامی حضرت مخدوم عبدالاحد سلسلہ قادریہ میں انہیں سے بیعت تھے۔ شاہ کمال نے ۹۸۱ھ / ۱۵۷۳ء میں انتقال کیا اور کیتھلی میں دفن ہوئے قریہ کتھلی (کیتھلی) سرہند کے متابعات میں سے ایک قریہ ہے (زبدۃ المقامات ۱۰۸) اس وقت کیتھلی مشرقی پنجاب (ہندوستان) کے ضلع کرنال میں ایک تحصیل ہے :

Imperial Gazetteer of India Vol. xiv, pp. 288-89

..... ”شیخ رکن الدین“

۱۱/۲۷

یہاں حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی کے صاحبزادے شیخ رکن الدین (۸۹۷-۹۸۲ھ / ۱۴۹۱-۱۵۷۴ء) مراد ہیں۔ تفصیل کے لیے دیکھئے :

(۱) اخبار الانبیاء ۲۲۲

(۲) منتخب التواریخ ۵۰/۳

(۳) سیر الاقطاب ۲۲۰

(۴) اقتباس الانوار ۲۵۱

..... ”امیر سید ابراہیم معین الحسنی الحسینی الایرجی القادری“

۱۲/۲۷

یہاں سلسلہ شطاریہ کے معروف صوفی علامہ ابراہیم بن معین بن عبدالقادر

حسنی ایرچی ثم دہلوی مراد ہیں۔ ایرچی (ایرچی) نسبت ہے قصبہ ایرچی سے
ایرچی مالوہ میں ایک گاؤں ہے اب ضلع جالون سے متعلق ہے (تذکرہ علمائے
ہند ۸۴) ۱۹۰۹ء میں یہ قصبہ ضلع جہانسی میں تھا اور اس وقت تک اس کے
تاریخی آثار کھنڈر بن چکے تھے۔

Har. J Gazetteer of India by Bartholomen. p. 149

بقول شیخ عبدالحق محدث دہلوی، علامہ ابراہیم ایرچی کو تمام عقلی و نقلی اور رسمی و
حقیقی علوم پر کامل عبور تھا اور عقل و دانش میں کوئی ان کا ثانی نہیں تھا۔
شیخ بہاء الدین نے رسالہ شطاریہ انہی شیخ علامہ ابراہیم کے لیے تالیف کیا تھا،
علامہ ابراہیم حدود ۱۵۱۴ء میں دہلی آئے اور ۱۵۲۶ء میں
انتقال کیا۔ (اخبار الانبیاء ۲۵۰-۲۵۱) نیز دیکھئے :

۱۔ تذکرہ علمائے ہند ۸۳-۸۴

۲۔ نزمۃ النواظر ۴/۵-۵

”شیخ بہاء الدین انصاری قادری حسینی“.....

۱۲/۲۷

شیخ بہاء الدین بن ابراہیم بن عطاء اللہ انصاری شطاری جیندی (ف ۱۵۲۱ء)
۱۵۱۵ء کی ولادت اور تربیت بلدہ جیند (بفتح جیم و سکون التیمیۃ والنون المختفیہ)
میں ہوئی جو سرہند کے مضافات میں ایک قصبہ ہے، حصول علم کے بعد حج کے لیے
گئے اور وہاں طریقہ قادریہ میں شیخ احمد الشریف البجیلانی الشافعی سے حرم محترم میں
بیعت ہوئے۔ ماندو، احمد آباد اور بیدر وغیرہ کا سفر بھی کیا۔ شیخ بہاء الدین نے
سلسلہ شطاریہ کے اصول و ضوابط اور اذکار و اشغال پر ایک اہم رسالہ شطاریہ
شیخ ابراہیم بن معین ایرچی کے لیے تالیف کیا تھا (اخبار الانبیاء ۱۹۸، نزمۃ النواظر
۴/۵۹-۶۰) اس اہم رسالے کو محمد ادریس اعوان نے اپنے پی ایچ ڈی کے
مقالہ شرح احوال و آثار شیخ محمد غوث گویاری (تہران یونیورسٹی) میں ایڈٹ
کر کے بطور ضمیمہ شامل کیا ہے۔

..... ”سید سند شیخ احمد علی قادری دایشاں از شیخ و والد خود سید السادات سید
موسیٰ قادری“.....

۱۳/۲۷

یہاں مولف مقاماتِ معصومی سے سہواً ایک نام رہ گیا ہے شیخ احمد حلبی کے والد کا نام شیخ حسن بن موسیٰ ہے۔ شاہ ولی اللہ نے لکھا ہے :

..... شیخ بہاء الدین القادری عن الحسیب النسیب سید السادات ابی العباس احمد بن حسن بن موسیٰ بن علی بن محمد بن حسن بن ابی نصر بن ابوصالح بن عبد الرزاق بن قطب ابی محمد محی الدین عبد القادر جیلانی
(الانتباه ۱۷)

گویا یہ شجرۂ نسب جسے شاہ ولی اللہ نے نقل کیا ہے صاحب مقاماتِ معصومی کے درج کردہ شجرے سے خاصا مختلف اور تحقیق طلب ہے۔
شیخ بہاء الدین انصاری نے رسالہ شطاریہ میں اپنے شیخ کا ذکر ان الفاظ میں کیا ہے :

هو لقن شيخ السموات والارضين شيخ محي الدين عبد القادر الجيلي ابنه الشيخ عبد الرزاق ولقن الشيخ عبد الرزاق شيوخاً بعد شيوخ الى شيوخ ومرشدي سيد احمد الجيلي القادري الشافعي

(رسالہ شطاریہ ۲۲۵، یہ اقتباس اخبار الاخیار میں بھی منقول ہے ۱۹۸)
..... ”شیخ ابی سعید مخزومی“

۱۹/۲۷

متن میں یہ نسبت ”مخزومی“ درج ہے جو سہو کتابت معلوم ہوتا ہے اصل میں یہ نسبت ”مُخَرَّمی“ ہے جو بغداد کے ایک مشہور محلے ”مُخَرَّم“ کے مقیم کے لیے مستعمل ہے۔

سمانی نے اس کا تلفظ اس طرح دیا ہے :

”بضم المیم وفتح الخاء المعجمة، وتشديد الراء المسكورة، هذه النسبة الى المخرم، وهي محلة ببغداد مشهورة“ الانساب ۱۳۱/۱۲، جزری، ابن الاثیر: اللباب

- ۱۷۸/۳

یا قوت حموی نے وضاحت کی ہے :

(مُخْرَم) ”ہی محلة كانت ببغداد بين الرصافة ونهر الملعى“.....

(معجم البلدان ۵/۷۱، مرصدا لاطلاع ۳/۱۲۳۹)

سمعی اور یا قوت نے اس محلے کے مقیم رجال کے نام بھی دیئے ہیں اسی طرح حافظ ذہبی نے ابواسحق ابراہیم..... مُخْرَمی بغدادی کے تحت بھی بعض رجال کا ذکر کیا ہے (سیر اعلام النبلاء ۱۴/۱۹۶)۔ یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ نسبت مُخْرَمی دو قبیلوں سے متعلق ہے، جن کا زیر بحث شخصیت شیخ ابوسعید مُخْرَمی سے کوئی تعلق نہیں ہے، دیکھئے :

الانساب ۱۲/۱۳۵-۱۳۶

اللباب ۳/۱۷۹

حضرت شیخ ابوسعید مُخْرَمی مبارک بن علی بن حسن بن بندار بغدادی حنبلی کی ولادت رجب ۴۴۶ھ اور وفات ۵۱۳ھ میں ہوئی، ان کی صحیح کنیت ابوسعید ہے ان کی نسبت مُخْرَمی کی طرح یہ بھی برصغیر کے کاتبوں کے تصرف سے ”ابوسعید“ بن کر مسلمہ ہو گئی، تفصیل کے لیے دیکھئے :

۱۔ سبط ابن جوزی : مرآة الزمان، جلد اول (جز ۸) ۸۸

۲۔ یافعی، ابو محمد عبد اللہ : مرآة الجنان ۳/۲۰۵

۳۔ حنبلی، ابن العماد : شذرات الذهب ۴/۴۰-۴۱

شیخ الاسلام ابی الحسن علی القرشی.....

شیخ ابوالحسن علی ہرکاری، کی نسبت ہرکاری کے تلفظ کے بارے میں سمعی نے لکھا ہے :

بفتح الهاء والكاف المشددة وفي آخرها الراء، هذه

النسبة الى الهكارية، وهي بلدة وناحية عند جبل،

وقيل جبال وقرى كثيرة فوق الموصل من الجزيرة

(الانساب ۱۳/۴۱۶)

سمعی نے ہی آپ کا پورا نام مع نسب یوں دیا ہے :

”ابوالحسن علی بن احمد بن یوسف بن جعفر بن عرفہ بن
 المامون بن المؤمل بن الولید بن القاسم بن الولید بن عتبہ
 بن ابی سفیان صخر بن حرب بن امیہ بن عبد شمس بن
 عبد مناف القرشی العبشمی الہکامی الملقب بشیخ الاسلام“.....

(الانساب ۱۳/۴۱۶)

شیخ ابوالحسن علی ہکامی (۴۰۹-۴۸۶ھ) کے حالات کے لیے دیکھئے :

فرحت، فرح بخش : اذکار قلندری مرتبہ نامی (مقدمہ نامی ۳۷-۴۹)

شرافت نوشاہی : شریف التواتر ۱/۴۳۰-۴۳۷

۲۳-۲۱/۲۷ از شیخ الاسلام ابی بکر شبلی شیخ الاسلام الداؤد الطائی ۲۳-۲۱/۲۷

۵-۱/۲۸ از امام علی بن موسیٰ رضا امیر المومنین علی ۵-۱/۲۸

ان اصحاب کے احوال و مقامات کے لیے ملاحظہ ہو :

سلمی، ابو عبد الرحمن : طبقات الصوفیہ

ہروی، خواجہ عبد اللہ انصاری : طبقات الصوفیہ

اصبہانی، حافظ ابو نعیم : حلیۃ الاولیاء

ابن جوزی : صفۃ الصفوہ

ہجویری، علی بن عثمان : کشف المحجوب

قشیری مکی : رسالہ قشیریہ

”بیاض خاصہ خویش (حضرت محمد فضل اللہ والد مولف) بدست خط شریف نوشتہ

۱۲/۲۸

اند.....

اس بیاض کی تفصیل کے لیے کتاب حاضر پر ہمارا مقدمہ ملاحظہ کریں۔

(بعنوان ”مقامات معصومی کے مآخذ“)

..... حضرت مجدد الف ثانی کے اس سلسلہ شطاریہ کے بزرگ شیخ رکن الدین بن

۱۳/۲۸

شیخ عبد القدوس گنگوہی کے میر سید ابراہیم شطاری کی خدمت میں حاضر ہونے کا

ذکر شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے بھی کیا ہے۔ (اخبار الاخبار ۲۵۱/۹-۷)

..... شیخ عبد القدوس الغزنوی الحنفی مذہباً و نسباً.....

۲۰/۲۸

حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی (ف ۱۵۳۸/۷۹۲۵ء حدود) سلسلہ صابریہ کے سرگرم ترین مشائخ میں سے تھے، ان کے مکتوبات ان کی زندگی میں ہی مدون ہو گئے تھے، لطائف قدوسی ان کے ملفوظات کا مجموعہ ہے، ملاحظہ ہو :

- ۱- رکن الدین شیخ : لطائف قدوسی،
- ۲- عبدالحق محدث : اخبار الانبیاء ۲۲۱
- ۳- جلال الدین تھانیسری : ارشاد الطالبین طبع مولانا نور احمد امرتسر، ۱۳۱ھ
- ۴- غوثی ماندوی : گلزار ابرار ۲۳۹-۲۴۰
- ۵- محمد ہاشم کشمی : زبدۃ المقامات ۹۶-۱۰۱
- ۶- اعجاز الحق قدوسی : شیخ عبدالقدوس گنگوہی اور ان کی تعلیمات

7- Digby, Simon: Abdul Quddus Gangohi, the personality and attitudes of Medieval sufi, Medieval India (a mise.) vol. III pp. 1-66

8- Iqtidar Alam Khan: S. Abdul Quddus Gangohi's relations with political authority, Medieval India (A. miscellany). Vol. IV pp. 73-90

..... شیخ محمد عارف ۲۰/۲۸

یعنی شیخ محمد بن شیخ احمد عارف بن شیخ احمد عبدالحق ردو لوی
 ۱۵۸۸ھ/۱۲۸۳ء میں شیخ محمد کا شہرہ پورے عروج پر تھا (گلزار ابرار ۵۸۲)
 غوثی ماندوی نے شیخ محمد کا ایک مکتوب بھی نقل کیا ہے، ملاحظہ ہو :
 غوثی : گلزار ابرار ۵۸۲-۵۸۳

الہدیہ چشتی : سیر الاقطاب ۲۱۸

محمد اکرم براسوی : اقتباس الانوار ۲۲۱-۲۲۵

نظامی، خلیق احمد : تاریخ مشائخ چشت ۲۱۸

”شیخ محمد عارف دوی را بہ پدر خود شیخ خود شیخ احمد عبدالحق“..... ۲۱-۲۰/۲۸

یہاں صاحب مقامات معصومی سے سہواً ایک نام نقل ہونے سے رہ گیا ہے یعنی

شیخ محمد کے والد کا نام شیخ احمد عارف اور دادا کا نام شیخ احمد عبدالحق ہے۔ شیخ احمد عارف بن شیخ احمد عبدالحق ایک ہرولعزیز صوفی بزرگ تھے، شیخ محدث نے ان کے اخلاق حسنہ کا ذکر کیا ہے (اخبار الانبیاء ۱۸۶) شیخ عبد القدوس گنگوہی نے انوار العیون میں ان کی بہت توصیف کی ہے اور ان کے ساتھ عوام کی عقیدت کا ذکر کیا ہے۔

..... "شیخ احمد عبدالحق"

۲۱/۲۸

شیخ احمد عبدالحق ردولوی (ف ۸۳۷ھ / ۱۴۳۴ء) نے سلسلہ صابریہ کی عظیم خانقاہ ردوی (ضلع بارہ بنکی) میں بنائی۔ یہ سلسلہ صابریہ کا سب سے پہلا مرکز ہے جسے تاریخ کی روشنی میں دیکھا جاسکتا ہے (تاریخ مشائخ چشتیہ) شیخ عبد القدوس گنگوہی نے شیخ احمد عبدالحق کے حالات و ملفوظات پر ایک مستقل کتاب انوار العیون کے نام سے تالیف کی تھی جو کئی مرتبہ چھپ چکی ہے ملاحظہ ہو :

(۱) عبدالحق محدث : اخبار الانبیاء ۱۸۲-۱۸۳

(۲) غوثی : گلزار ابرار ۵۸۲

(۳) عبد اللہ غوثی شکی قصوری : معارج الولايت - قلمی ورق ۱۹۵

(۴) الہدیہ چشتی : سیر الاقطاب ۲۱۵-۲۲۲

(۵) محمد اکرم براسوی : اقتباس الانوار ۲۰۶-۲۱۸

شیخ جلال پانی پتی

۲۱/۲۸

شیخ شمس الدین ترک پانی پتی کے خلیفہ تھے، امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد میں سے تھے، حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی (خلیفہ حضرت میرزا منظر جان جاناں شہید) انہیں شیخ جلال کی اولاد سے تھے، ملاحظہ ہو :

غوثی : گلزار ابرار ۵۸۳-۵۸۶

عبد اللہ غوثی شکی قصوری : معارج الولايت ، قلمی ورق ۱۹۲ ب

ثناء اللہ پانی پتی، قاضی : رسالہ در احوال خود (اقتباس شامل

مقاماتِ مظہری (۲۳۳-۲۳۴)

الہدیہ چشتی : سیر الاقطاب ۱۹۷-۲۱۵

محمد اکرم براسوی : اقتباس الانوار ۱۹۶-۲۰۶

شیخ شمس الدین ترک پانی پتی.....

۲۲/۲۸

خواجہ احمد سیوی (ف ۵۶۲ھ / ۱۱۶۶ء) ترکستانی کی اولاد میں سے تھے،
[خواجہ احمد سیوی کے حالات کے لیے دیکھئے : محمد عالم صدیقی : لمحات من
نفحات القدس، مطبوعہ تاشکند ۱۳۲۷ھ، کاشفی : رشحات ۱/۱۷-۳۱ بہ امداد
اشاریہ، جامی : نفحات ۳۸۲]

شیخ شمس الدین ترک، حضرت شیخ علی احمد صابر کے خلیفہ تھے ۷۱۸ھ /
۱۳۱۸ء میں وصال ہوا، تفصیل کے لیے دیکھئے :
غوثی : گلزار ابرار ۵۸۶

..... شیخ علاء الدین علی احمد صابر.....

۲۲/۲۸

حضرت شیخ فرید گنج شکر کے خلفاء میں سے تھے، سلسلہ صابریہ کے مؤسس
تھے معاصر تذکرے ان کے معاملے میں خاموش ہیں، مؤخر تذکرے اس سلسلے میں
کشف و الہام پر مبنی ہیں، شیخ صابر کے بارے میں جو چند سطور سیر الاولیاء میں
درج ہیں ان پر حضرت شیخ محدث نے تردد کا اظہار فرمایا ہے۔ مباحث کے
لیے دیکھئے :

(۱) امیر خرد : سیر الاولیاء ۱۸۵

(۲) نظام غریب مینی : لطائف اشرفی ۱/۳۶۷

(۳) عبدالحق محدث : اخبار الاخیار ۶۶

(۴) غلام سرور لاہوری، مفتی : حدیقت الاولیاء ۸۰ (حاشیہ میں ہم نے بعض

تذکروں کے اقتباسات یکجا کر کے بحث کی ہے۔)

شیخ فرید الحق والدین مسعود ابودہنی مشہور بہ گنج شکر.....

۲۳-۲۲/۲۸

حضرت گنج شکر (۵۷۱-۶۶۲ھ / ۱۱۷۵-۱۲۶۵ء) سلسلہ چشتیہ کے

اجل مشائخ میں سے تھے، حالات کے لیے دیکھئے :

- (۱) امیر حسن سجزی : فوائد القواد ، بامداد اشاریہ
- (۲) امیر خسرو : سیر الاولیاء ۵۲-۸۱
- (۳) عبدالحق محدث : اخبار الاخیار ۵۰-۵۲
- (۴) جمالی : سیر العارفین ۹۰-۹۷
- (۵) نظام غریب مینی : لطائف اشرفی
- (۶) حمید شاعر قلندر : خیر المجاس مرتبہ خلیق احمد نظامی
- (۷) لعل بیگ : ثمرات القدس ، تہران ، بامداد اشاریہ
- (۸) غوثی : گلزار ابرار ۴۸-۵۳
- (۹) بدرالدین سرہندی : مجمع الاولیاء قلمی ذخیرہ آذر ، دانش گاہ پنجاب ، لاہور
- (۱۰) اصغر علی : جواہر فریدی مطبوعہ (فارسی)
- (۱۱) معنی اجمیری : سوانح حضرت بابا فرید الدین

12-Nizami, k.A. Life ad Times of sh. Farid-ud-Din Ganj-i-Shakar

Alighar, 1955.

۲۳/۲۸ خواجہ قطب الدین بختیار کاکی ادشی دہلوی
 بلدۂ ادش (من بلاد فرغانہ) سے تعلق تھا، نسبت ادشی کے متعلق ماہرین علم
 انساب کا قول ہے :
 ”اوشی“ بضم الالف والشین المعجمہ المكسورة، ہذہ
 النسبة الى اوش من بلاد فرغانة“ (الباب ۱/۹۴)
 خواجہ قطب الدین بختیار (ف ۶۳۳/۱۲۳۵ء) کے حالات کے لیے
 ملاحظہ ہو :

- (۱) امیر حسن سجزی : فوائد القواد ۲۲، ۲۳-۲۴، ۸۷ بہ بعد
- (۲) امیر خسرو : سیر الاولیاء ۴۵-۶۶
- (۳) جمالی : سیر العارفین ۱۶-۳۱
- (۴) عبدالحق محدث : اخبار الاخیار ۲۵
- (۵) غوثی : گلزار ابرار ۳۹

(۶) محمد صادق : کلمات الصادقین ۶-۱۲

(۷) الہدیہ چشتی : سیر الاقطاب ۱۲۲-۱۶۰

(۸) عبداللہ خوشگی قصوری : معارج الولاہیت قلمی ورق ۱۲-۳۵

..... ”خواجہ معین الدین سجزی اجمیری.....“ شیخ خلیفہ مرعشی..... ۲-۱/۲۹

ان اصحاب کے احوال چشتی سلسلے کے معروف تذکروں میں مندرج ہیں۔ بامداد تاریخ مشائخ چشت

..... شیخ ابو محمد چشتی ددی راہ ابو اسحاق شامی..... ۲/۲۹

یہاں مولف مقامات معصومی سے ایک نام ”ابو احمد چشتی“ درج ہونے سے رہ گیا ہے۔ یعنی شیخ ابواسحق کے مرید و خلیفہ شیخ ابو احمد چشتی اور ان کے خلیفہ شیخ ابو محمد چشتی تھے۔ (تاریخ مشائخ چشت ۱/۳۱۹، لطائف اشرفی ۱/۳۶۹)

”حسن بصری ددی راہ امیر المومنین علی مرتضیٰ.....“ ۵/۲۹

حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی نے الانتباہ میں یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ چشتیہ سلسلہ حضرت خواجہ حسن بصری کے ذریعہ حضرت علی تک نہیں پہنچتا اس لیے کہ خواجہ بصری اس وقت کم سن تھے اور وہ خلیفہ نہیں ہو سکتے تھے۔ حضرت شاہ فخر الدین دہلوی (معاصر شاہ ولی اللہ) نے اس خیال کی تردید میں رسالہ فخر الحسن لکھا جس میں خواجہ بصری کا حضرت علی سے خلافت پانا ثابت کیا ہے۔ اس رسالے کی شرح مولانا حسن الزمان حیدر آبادی نے قول المستحسن فی فخر الحسن کے نام سے عربی زبان میں لکھی جو دو مرتبہ دو ضخیم جلدوں میں طبع ہو چکی ہے۔

نقشبندیہ عجب قافلہ سالار اند..... الخ ۱۸-۱۵/۲۹

یہ اشعار مولانا عبدالرحمن جامی کے ہیں صاحب رشحات نے کتاب کے خاتمے میں یہ نقل کئے ہیں جو متن مقامات معصومی سے خلاصہ مختلف ہیں، نیز دیکھئے معیار السلوک ۴۷

..... طریقہ کہ اقرب است واسبق..... طریقہ علیہ نقشبندیہ است..... ۲۳/۲۹

یہ حضرت مجدد الف ثانی کے مکتوب ۱/۲۹۰ کا اقتباس ہے جو بہت طویل مکتوب بنام مولانا محمد ہاشم کشمی سے ماخوذ ہے۔

۵-۲/۳۰ ”ایں بزرگواران (حضرات نقشبندیہ) بہ واسطۃ التزام متابعت سنت سنیہ
..... نہایت کار در بدایت شان مندرج گشتہ است“..... الخ

حضرات نقشبندیہ سنت نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع کرنے اور
بدعت سے اجتناب میں نہایت راسخ قدم ہیں ہم نے اپنے حضرات کی اس
موضوع پر تحریرات کو جمع کر کے کتابی شکل دی ہے۔
..... ”قبلۃ الاولیاء مؤید الدین الرضی خواجہ محمد الباقی“.....

۹/۳۰

حضرت محمد باقی ملقب بہ باقی باللہ (۹۷۲-۱۰۱۲ھ/۱۵۶۲-۱۶۰۳ء)
ہندوستان میں سلسلہ نقشبندیہ کے مروج اعظم، صاحب مکتوبات و رسائل اور
حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی و شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہما کے
شیخ طریقت تھے حالات کے لیے دیکھئے :

- (۱) محمد ہاشم کشمی : زبدۃ المقامات (فصل اول)
- (۲) کشمی : نسیمات القدس، قلمی، کتابخانہ گنج بخش، اسلام آباد
- (۳) بدرالدین سرہندی : حضرات القدس جلد اول
- (۴) عبید اللہ بن خواجہ باقی باللہ : زاد المعاد، قلمی
- (۵) سید کمال سنہلی : اسرار یہ، قلمی
- (۶) نسیم احمد فریدی امر دہلوی : تذکرہ خواجہ باقی باللہ۔
..... خواجگی اکمنہ ۹/۳۰

مولانا خواجگی اکنگی بن خواجہ درویش محمد، کی وفات ۱۰۰۸ھ/۱۶۰۰ء میں
ہوئی ان کی نسبت اکنگی موضع اکمنہ سے ہے جہاں یہ مدفون بھی ہیں تحفۃ الزائرین
میں ہے :

”روضہ شریف ایساں در خواجہ اکمنہ است در بین شہر سبز و شہر کتاب
(کذا)“ (۶۵)

صاحب حضرات القدس نے قریہ اکمنہ کو سمرقند میں بتایا ہے (جلد اول
۳۴۸ قلمی نسخہ عجائب گھر، لاہور، فرہنگ جہانگیری - طبع مشہد)
مولانا خواجہ اکنگی کے حالات کے لیے ملاحظہ ہو :

- (۱) کشمی : نسماۃ القدس ، قلمی ۱۵۶-۱۶۰
- (۲) بدرالدین سرہندی : حضرات القدس - جلد اول قلمی ۳۴۲-۳۴۸
(اردو ترجمہ ۱/۲۱۳ میں یہ نسبت ابکنہ درج ہے جو غلط ہے)
- (۳) کمال الدین محمد احسان : روضۃ القیومیہ ۱/۷۳
- (۴) محمد فضل اللہ قندھاری : عمدۃ المقامات ۸۳-۸۴
- (۵) ناصر الدین بخاری : تحفۃ الزائرین ، بخارا ۱۳۲۸ھ ۶۴-۶۵
(اس کے مولف نے خواجگی الکفلی کا جو شجرہ نسب دیا ہے وہ محل نظر ہے)
شہر سبز کو ”کش“ بھی کہتے ہیں، اس کا صحیح تلفظ ”س“ سے ہے یعنی
”کس“ لیکن بقول یا قوت حموی اہل بخارا اس کا تلفظ ”ش“ سے کرتے ہیں
یعنی ”کش“ شہری است در ماوراء النہر نزدیک نغشب (برگزیدہ مشترک ۱۶۲)
کش ، بفتح اقل و سکون ثانی نام شہری است از ماوراء النہر نزدیک بنغشب
و مشہود بہ شہر سبز (برہان قاطع ۳/۱۶۴۶ مع تعلیقہ معین) ، فرہنگ جہانگیری
۲/۲۱۸۲ ، کش (شہر سبز) کا ذکر اکثر کتابوں میں ملتا ہے ، دیکھئے :
- معجم البلدان ۴/۴۶۰ ، حدود العالم ۱۰۸ ، آثار البلاد ۵۵۴ ، صورۃ الارض
۲۲۸ ، تاریخ بخارا طبع مدرس رضوی بامداد اشاریہ ، مہمان نامہ بخارا ۳۱۹ ،
تاریخ ملا زادہ ۵۳ ، ظرائف و طرائف ۵۴۸ ، بار تولد : گزیدہ مقالات تحقیقی
ترجمہ کریم کشاورز ، بامداد اشاریہ -

..... خواجہ درویش

۱۰/۳۰

حضرت خواجہ درویش محمدؒ کے حالات کے لیے ملاحظہ ہو :

- (۱) کشمی : نسماۃ القدس ، قلمی ۱۵۶-۱۵۳
- (۲) بدرالدین سرہندی : حضرات القدس ۱/۲۵۶-۲۵۸
- (۳) محمد فضل اللہ قندھاری : عمدۃ المقامات ۸۳

نسماۃ القدس میں ہے :

مولانا درویش محمد..... خواہر زادہ مولانا محمد زاہد بودند والدہ مرشد مولانا
خواجگی امکنہ..... از علم ظاہر نیز بہرہ تمام داشتند عزیزی گفت از ایشان

رسالہ دیدہ ام در اثبات آنکہ ہستی حق سبحانہ وجود مطلقست سخت نیکو و
 مولانا امیر علی ہر وی در رسالہ خویش منقبت ایشان را چہ نہیں
 بزنگاشہ "حضرت مولانا اعظم و قطب دائرۃ التوحید فی العالم" حضرت مولانا ی
 درویش محمد انکلی (انکلی) ایشان کسب کمال در خدمت خال بزرگوار خویش
 نموده اند (قلمی ۱۵۴)۔ مولانا درویش محمد کا مدفن قریہ اسفرار (مضافات
 کش (شہر سبز) میں ہے) میں مشہور ہے (ایضاً ۱۵۵) موضع کا یہ نام
 صحیح نہیں پڑھا گیا نسماۃ کے قلمی نسخہ میں اسفرار، حضرات القدس دفتر
 اذل قلمی ۳۴۲ میں "اسفرار کہ از قراء مشہورہ شہر سبز است" مترجم محمد اشرف
 نے اسے اسفرار اور مترجم مولانا احمد حسین خان امر دہوی (۱/۲۱۰) نے
 قریہ الضرار پڑھا ہے جو محل نظر ہے۔ موصوف الذکر نے مولانا درویش محمد کا سال
 وفات ۹۷۰ھ دیا ہے جبکہ فارسی متن میں سال وفات مذکور ہی نہیں ہے۔
 صاحب تحفۃ الزائرین نے اسے "اسفرار کہ از قرائ شہر سبز" لکھا ہے (۶۴)
 ہمارے خیال میں مولف تحفۃ الزائرین اور خواجہ محمد ہاشم کشمی نے اس مقام کا
 تلفظ "اسفرار" صحیح طور پر درج کیا ہے البتہ نسماۃ کے پیش نظر نسخے میں
 "ز" پر نقطہ کاتب کی غلطی سے رہ گیا ہے اور صاحب تحفۃ تودہاں کے
 مقامی مولف ہیں۔

..... خواجہ محمد زاہد ۱۰/۳۰

حضرت شیخ مولانا محمد زاہد دہشتواری (دہشتی) (ف ۹۳۶ھ / ۱۵۲۹ء) کے حالات
 کے لیے دیکھئے :

- (۱) کشمی : نسماۃ القدس، قلمی ۱۵۲-۱۵۳
 - (۲) سرہندی : حضرات القدس ۱/ ۲۴۸-۲۵۵
 - (۳) محمد مراد قرزانی : ذیل رشحات عین الحیات ۵-۶ (حاشیہ رشحات عربی)
 - (۴) ناصر الدین بخاری : تحفۃ الزائرین ۶۳
- مولانا محمد زاہد کی نسبت دہشتی موضع دہشت سے ہے مولانا کشمی
 لکھتے ہیں :

”دخش موضعی است از مضافات مملکت حصار آں را
 و خشوار نیز خوانند“ (نہات، قلمی ۱۵۲)
 ملا سرہندی نے لکھا ہے:

”دخش بہ خاء معجمہ ساکن و شین منقوط قریہ ایست از
 توابع حصار و خشوار نیز گویند“
 (حضرات القدس ۱/۳۲۵ - قلمی)

سمعی نے لکھا ہے:

”وخشی، بفتح الواو وسكون الخاء المعجمة وفي آخرها
 الشين المعجمة هذه النسبة الى وخش، وهي بليدة بنو ابي
 بلخ من ختلان....“ (الانساب ۱۳/۱۹۱)

یا قوت حموی کا قول ہے:

”وخش، بالفتح ثم السكون، والشين معجمة.....
 بلدة من نواحی بلخ من ختلان..... وہی علی نهر
 جیحون.....“ (معجم البلدان ۵/۳۶۲)

حدود العالم میں ہے:

”دخش، ناحیتست آبادان و بر کرانہ و ختاب نہادہ“
 (طبع تہران) ۱۱۹ [و برای تعلیقات مینورسکی ر۔ ک طبع میر حسین شاہ چاپ
 کابل بامداد اشاریہ]۔

حصار بھی ترکستان کی امارت بخارا میں ہے (ظرائف و طرائف ۲۵۳، لیسترنج ۴۴۰)
 شیخ محمد زاہد کا مزار ”موضع و خشوار کہ بدرون کوہ جانب غربی دہنو مسمی بہ کوہ
 خواجہ“ پر ہے۔ (تحفۃ الزائرین ۶۳)

حضرت شیخ محمد زاہد و خشی کے حضرت خواجہ عبید اللہ احرار کے ساتھ اتصال پر
 اختلاف کے لیے دیکھئے:

(۱) مجدد الف ثانی امام ربانی: مکتوبات ۱/۱۸۰ (آمد حضرت خواجہ غاوند محمود
 لاہوری و بحث اتصال)

(۲) سرہندی : حضرات القدس ۱ / ۳۲۶ - ۳۳۰ [تنقید برافنادگی رشحات] ، قلمی

(۳) محمد مراد قرزانی : ذیل رشحات ۴ - ۶ (حاشیہ رشحات عربی ترجمہ)

حقیقت یہ ہے کہ مولف رشحات فخر الدین علی کاشفی سے حضرت مولانا محمد زاہد دہلوی کے احوال و کمالات کے اندراج میں کوتاہی ہو گئی ہے۔ صرف یہی ایک بزرگ نہیں بلکہ ماوراء النہر اور عربستان و ہندوستان سے بہت سے اصحاب نے حضرت خواجہ عبید اللہ احرار قدس سرہ سے فیض پایا لیکن اگر ان کے ذکر سے رشحات خالی ہے تو یہ اتصال کسی طرح بھی مشکوک نہیں ہو سکتا، حضرت خواجہ احرار کے حالات پر مولانا محمد قاضی نے سلسلۃ العارفین کے نام سے ایک اہم کتاب لکھی ہے، اس میں بھی تمام فیض یافتگان حضرت احرار کے احوال و کمالات درج نہیں ہو سکے۔

ناصر الدین خواجہ محمد عبید اللہ احرار ۱۱-۱۰/۳۰

حضرت خواجہ عبید اللہ احرار قدس سرہ (۸۰۶ - ۵۸۹۵ / ۱۴۰۳ - ۱۴۹۰ء)
سلسلہ نقشبندیہ کے سب سے معروف شیخ طریقت اور مصلح بزرگ گذرے ہیں،
حالات کے لیے دیکھئے :

- ۱- فخر الدین علی کاشفی : رشحات عین الیحات بامداد اشاریہ
- ۲- محمد قاضی، مولانا : سلسلۃ العارفین (در حالات خواجہ احرار) قلمی نسخہ
- عارف نوشاہی : احوال و سخنان خواجہ عبید اللہ احرار، تہران، ۱۳۸۰ ش
- ۳- خواند میر : حبیب السیر (رجال حبیب السیر ۱۴۸ - ۱۴۹)
- ۴- فضل اللہ بن روز بہان نخعی : مہمان نامہ بخارا ۲۵۱
- ۵- جامی، عبدالرحمن : نفحات الانس ۴۰۶ - ۴۱۳
- ۶- علی شیر لوائی فانی : نسائم المحبۃ (ترکی) ۲۵۶ - ۲۵۸
- ۷- بابر، ظہیر الدین : بابر نامہ (ترجمہ بیورج بامداد اشاریہ مشروح)
- ۸- مرزا حیدر دغلات : تاریخ رشیدی (انگریزی ترجمہ بامداد اشاریہ)
- ۹- نزاری بخاری : مذکر احباب، بامداد اشاریہ

..... خواجہ یعقوب ۱۱/۳۰

حضرت خواجہ یعقوب بن عثمان بن محمود بن محمد غزنوی ثم چرخي ثم سررزی

معروف بہ خواجہ یعقوب چرخئی (ف ۵۸۵۱ / ۱۲۲۷ء) کے حالات کے لیے ملاحظہ ہو:

(۱) جامی : نفحات الانس ۳۹۸

(۲) نوائی، علی شیر: نسائم المحبۃ (ترکی) ۲۵۰-۲۵۱

(۳) فخرالدین علی کاشفی: رشحات، بامداد اشاریہ

(۴) مولانا یعقوب چرخئی کی وطنی نسبتوں ”غزنوی، چرخئی اور سرحدی“ کی تفصیل کے لیے استاد خلیلی کافی نامہ چرخئی مطبوعہ کابل کا مقدمہ ملاحظہ کریں۔

..... خواجہ بہاء الدین نقشبند.....

۱۱/۳۰

حضرت خواجہ بہاء الدین محمد بن محمد بن محمد نقشبند بخاری (۷۱۷-۷۹۱ھ /

۱۳۱۷-۱۳۸۸ء) موسس سلسلہ نقشبندیہ کے حالات کے چند بنیادی مآخذ یہ ہیں۔

(۱) محمد پارسا بخاری، خواجہ: رسالہ قدسیہ طبع احمد طاہری عراقی۔ تہران، ملک محمد اقبال، اسلام آباد

(۲) صلاح بن مبارک بخاری: انیس الطالبین فارسی مطبوعہ لاہور

(۳) ابوالحسن محمد باقر بن محمد علی: مقامات حضرت خواجہ نقشبند، مطبوعہ

بخارا ۱۳۲۸ھ

(۴) فضل الدین روز بہان خنجی: مہمان نامہ بخارا ۲۳

(۵) جامی، نفحات الانس ۳۸۴-۳۸۸

(۶) نوائی، علی شیر: نسائم المحبۃ (ترکی) ۲۳۹-۲۴۳

(۷) کاشفی: رشحات بامداد اشاریہ

امیر سید کلال.....

۱۲/۳۰

حضرت سید امیر کلال بن حمزہ سوخاری (ف ۷۷۲ھ / ۱۳۷۰ء) ان کی

نسبت ”سوخاری“ موضع سوخاری سے ہے جو شہر بخارا سے صراہیک فرسنگ

کے فاصلے پر ہے (رشحات ۷۵/۱)، حالات کے لیے ملاحظہ ہو:

(۱) شہاب الدین بن بنت امیر حمزہ بن امیر کلال: مقامات امیر کلال،

مطبوعہ بخارا ۱۳۲۸ھ

(۲) کاشفی: رشحات ۷۵/۱-۷۷

(۳) سرہندی : حضرت القدس ۱/۱۶۱-۱۶۲ (اردو ترجمہ)

(۴) جامی : نفحات ۳۸۲

(۵) نوائی : نسائم المحبة ۲۳۶-۲۳۷

..... خواجہ محمد بابا سماسی

۱۲/۳۰

حضرت شیخ محمد بابا سماسی (ف ۱۵۵۵ھ / ۱۳۵۴ء) کی نسبت موضع ”سماس“ سے ہے جو قصبہ رامیتین میں ہے۔ قصبہ سماس کے محل وقوع کے لیے دیکھئے رشحات ۱/۳۳، ۳۴، ۳۵۔ کلمہ ”سماس“ کو ملا عبد الغفور لاری (شاگرد مولانا جامی) نے یوں ضبط کیا ہے :

”بفتح سین مرہملۃ اولی وکسر ثانیہ“ (مشکلات نفحات الانس

قلی بحوالہ مقدمہ احمد طاہری عراقی بر رسالہ قدسیہ ۳۸ حاشیہ)

شیخ سماسی کے حالات کے لیے دیکھئے :

۱۔ کاشفی : رشحات بامداد اشاریہ

۲۔ جامی : نفحات ۳۸۰-۳۸۱

۳۔ نوائی : نسائم المحبة ۲۳۵-۲۳۶

۴۔ صالح بن مبارک بخاری : انیس الطالبین، فارسی مطبوعہ لاہور ۱۳۲۳ھ

حامد الکار : بابا سماسی، دانشنامہ جہان اسلام ۱/۴۴

خواجہ علی رامیتنی

۱۲/۳۰

حضرت خواجہ علی عزیزان رامیتنی (ف ۱۵۱۵ھ / ۱۳۱۵ء) کا مولد قصبہ

”رامیتن“ ہے جو بخارا سے دو فرسنگ کے فاصلے پر ہے (رشحات ۶۰،

۶۱، ۶۲) خواجہ رامیتنی، معروف عالم و صوفی حضرت شیخ علاء الدولہ سمنانی

(۱۳۳۵ھ / ۱۳۳۵ء) کے معاصر تھے۔ ان دونوں بزرگوں کے مابین خط و کتابت

بھی تھی (رشحات ۱/۶۳)

خواجہ رامیتنی کے احوال کے لیے دیکھئے :

۱۔ جامی : نفحات ۳۸۰

۲۔ نوائی : نسائم المحبة ۲۳۴

۳۔ کاشفی : رشحات ۱/۶۲-۷۳ و بامداد اشاریہ

..... خواجہ محمود انجیر فغنوی

۱۳/۳۰

حضرت خواجہ محمود انجیر فغنوی (ف ۶۸۵ھ / ۱۲۸۶ء باختلاف)
ان کا تعلق قصبہ "انجیر فغنی" سے ہے جو دابکنی کے مضافات میں ہے دابکنی
بخارا سے تین فرسنگ کے فاصلے پر ہے (رشحات ۵۹) حالات کے لیے ملاحظہ ہو:

۱۔ جامی : نفحات ۳۸۰

۲۔ نوائی : نسائم المحبۃ ۲۳۲

۳۔ کاشفی : رشحات ۵۹-۶۲

..... خواجہ محمد عارف ریوکردی

۱۳/۳۰

کی نسبت ریوکردی "ریوکر" سے ہے جو مضافات بخارا میں چھ فرسنگ کے
فاصلے پر ایک دیہہ ہے (رشحات ۵۸-۵۹، تحفۃ الزائرین ۴۳)
حالات کے لیے دیکھئے :

۱۔ مقامات شیخ عبدالحق غجدوانی و شیخ عارف ریوکردی - تبصیح سعید نفیسی

فرہنگ ایران زمین ۲/۱۳۳۳ ش

۲۔ جامی : نفحات ۳۸۰

۳۔ نوائی : نسائم ۲۳۳-۲۳۴

۴۔ کاشفی : رشحات ۱/۵۸-۵۹

شیخ خواجہ عبدالحق غجدوانی

۱۳/۳۰

ان کی نسبت غجدوانی، قصبہ غجدوان سے ہے جو بخارا سے چھ میل کے
فاصلے پر ہے (رشحات ۳۴) سمعانی نے اس کا تلفظ اس طرح بتایا ہے :

بضم الفین وسکون الجیم وفتح الدال والواو بعد

الألف نون (الانساب ۱۰/۱۴-۱۸، اللباب ۲/۳۷۵)

یا قوت حموی نے بھی اس کے تلفظ کو ضبط کیا ہے (معجم البلدان ۲/۱۸۷)
نیز سیاحوں کے مختلف بیانات کے لیے دیکھئے مقدمہ احمد طاہری عراقی بر رسالہ
قدسیہ ۳۲ حاشیہ خواجہ غجدوانی کے حالات کے لیے دیکھئے :

(۱) مقامات خواجہ عبدالخالق غجدانی و شیخ ریوگری طبع سعید نفیسی حوالہ مذکورہ بالا

(۲) جامی : نفحات ۳۷۷-۳۷۹

(۳) نوائی : نسائم ۲۳۲-۲۳۳

(۴) کاشفی : رشحات ۳۲-۵۰ و بامداد اشاریہ

خواجہ یوسف ہمدانی

۱۴/۳۰

امام، عارف ربانی ابویعقوب یوسف بن ایوب ہمدانی (۴۴۰-۵۳۵ھ)

۱۰۴۸-۱۱۴۰ء کے حالات کے لیے دیکھئے :

(۱) محمد یار سا بختاری، خواجہ : رسالہ قدسیہ (بامداد اشاریہ)

(۲) محمد یار سا بختاری، خواجہ : فصل الخطاب ۲۲۱-۲۲۵ مطبوعہ تاشکند ۱۳۳۱ھ

(۳) جامی : نفحات ۳۷۷-۳۷۹

(۴) نوائی : نسائم ۲۳۰-۲۳۲

(۵) کاشفی : رشحات ۱۳/۱-۱۵

(۶) عطار نیشاپوری : تذکرۃ الاولیاء (طبع استعلامی بامداد اشاریہ)

(۷) سبط ابن جوزی : مرآة الزمان ۱۸۰/۱/۸

(۸) یافعی، عبد اللہ : مرآة الجنان ۲۶۴/۳

(۹) حنبلی، ابن العماد : شذرات الذهب ۱۱۰/۲-۱۱۱

..... خواجہ ابوعلی فارمدی

۱۴/۳۰

خواجہ ابوعلی فضل بن محمد بن علی فارمدی (از فارمدن مضافا طوس)

۴۰۷-۴۷۷ھ/۱۰۱۶-۱۰۸۴ء شیخ ابوالقاسم کرکائی اور شیخ ابوالحسن خرقانی سے فیض یاب تھے، تفصیل کے لیے دیکھئے :

(۱) سماعی : الانساب (بلسلہ فارمد)

(۲) ابن اثیر : اللباب ۴۰۵/۲

(۳) سجوری، علی بن عثمان لاہوری : کشف المحجوب ۲۱۱-۲۱۲ (طبع ژوکوفسکی)

(۴) عطار نیشاپوری : تذکرۃ الاولیاء ۷۲، ۷۵ و بامداد اشاریہ

(۵) سبکی، تاج الدین : طبقات الشافعیہ ۹/۲-۱۰

(۶) جامی : نفحات ۳۶۸

(۷) نوائی : نسائم ۲۲۶ - ۲۲۷

(۸) یافعی : مرآۃ البیان ۱۲۲/۳

(۹) صنبل : شذرات الذهب ۳۵۵/۳

خواجہ شیخ ابوالقاسم کرکانی

۱۵/۳۰

شیخ ابوالقاسم کرکانی (ف ۴۵۰ھ/۱۰۵۸ء) کی نسبت کرکان سے ہے،
شیخ علاء الدولہ سمنانی نے لکھا ہے:

”کرکان، بہ ضم کاف بہ فتح رای مشدد یہی است از دیہای
طوس۔“

سمنانی : خرقہ ہزار معنی طبع محمد تقی دانش پڑوہ، مجموعہ سخن راسنہا۔ ۱۵۷
حالات کے لیے دیکھئے :

ہجوری : کشف المحجوب ۲۱۱ و بامداد اشاریہ

..... خواجہ ابوالحسن فرقانی

۱۵/۳۰

حالات کے لیے دیکھئے :

(۱) نورالعلوم (در حالات شیخ فرقانی) متن قدیم شامل ”تصوف و ادبیات

تصوف“ از برتلس ۳۱۹ - ۳۶۶ مع مراجع دیگر

(۲) ہجوری : کشف المحجوب بامداد اشاریہ

سلطان العارفین بایزید بسطامی

۱۶-۱۵/۳۰

شیخ ابویزید، طیفور بن علی بن سرؤشان (ف ۲۶۱ھ/۶۸۷ء) ان کی

نسبت بسطامی (زبر سے آئے گی) الباب ۱/۱۵۲، شیخ بسطامی کے مناقب،

صوفیہ کے اکثر تذکروں میں ملتے ہیں نورالدین شریبہ نے طبقات الصوفیہ ۶۷

کے حاشیہ میں بنیادی مآخذ کی نشاندہی کر دی ہے۔

..... امام جعفر صادق فلا امام نسبتان

۱۶/۳۰

یعنی حضرت امام جعفر صادق کو دو نسبتیں حاصل تھیں اول اپنے آبائی کرام

سے یعنی امام جعفر بن محمد صادق، محمد بن علی الباقر، علی بن حسین زین العابدین،

حسین بن علی، حضرت امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ، دوسری نسبت جعفر بن محمد صادق، قاسم بن محمد بن ابوبکر سلمان فارسی، امیر المومنین ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پہلی نسبت میں امام جعفر صادق کے بعد اسمائے شجرہ یوں ہیں :

امام جعفر صادق، موسیٰ کاظم، علی بن موسیٰ رضا، معروف کرخی، سمری سقطی، جنید بغدادی، ابوعلی رودباری، ابوعلی کاتب، ابو عثمان مغربی، ابوالقاسم کرکائی، ابوعلی فارمدی (یہاں یہ شجرہ پھر شیخ ابوالحسن خرقانی سے مل کر دوسری نسبت سے واصل ہو جاتا ہے)

یہی شجرہ تیسری نسبت سے بھی واصل ہوتا ہے یعنی شیخ معروف کرخی، داؤد طائی، حبیب عجمی، حسن بصری، امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ (مقدمہ احمد طاہری عراقی بر قدسیہ "شجرہ نامہ")

..... بسیط

۱/۳۱

"بسیط" نام کی مختلف الموضوع کئی کتابیں ہیں، تفصیل کے لیے دیکھئے : حاجی خلیفہ : کشف الظنون ۱/۲۴۵، سرکیس : معجم المطبوعات العربیہ (بامداد اشاریہ) لیکن یہاں کتاب بسیط سے مراد امام ابی الحسن علی بن احمد شافعی واحدی نیشاپوری کی تصنیف "بسیط" ہے جو علم التفسیر سے متعلق ہے (حاجی خلیفہ ۱/۲۴۵)

امام واحدی (ف ۴۶۸ھ / ۱۰۷۶ء) کے حالات کے لیے دیکھئے :

کحالہ : معجم المؤلفین ۲۶/۷

..... وسیط

۱/۳۱

یہ امام محمد غزالی (۴۵۰ - ۵۰۵ھ / ۱۰۵۸ - ۱۱۱۱ء) کی علم فقہ میں تصنیف ہے۔
صہبائی، جلال الدین : غزالی نامہ ۲۶۸ - ۲۶۹ و بامداد اشاریہ

..... اسباب نزول

۱/۳۱

اسباب النزول نام کی علم تفسیر میں کئی ایک کتابیں ہیں حاجی خلیفہ نے ان کی تفصیل دی ہے (۱/۷۶ - ۷۷) لیکن یہاں سابق الذکر مولف امام واحدی کی تالیف مراد ہوگی (حاجی خلیفہ ۷۶)

..... تفسیر بیضاوی

۲/۳۱

یہاں انوار التنزیل و اسرار التاویل از امام ناصر الدین ابی سعید عبداللہ بن عمر بیضاوی شافعی کی کتاب تفسیر مراد ہے جو تفسیر بیضاوی کے نام سے کئی مرتبہ چھپ چکی ہے اور بہت متداول ہے۔

..... منہاج الاصول وغایۃ القصوی.....

۲/۳۱

یہ دونوں کتابیں امام بیضاوی مذکور کی تصانیف ہیں پہلی کتاب کا پورا نام منہاج الوصول الی علم الاصول ہے (حاجی خلیفہ ۲/۸۷۷) اور دوسری کا نام الغایۃ القصوی فی درایۃ الفتوی ہے جو فقہ شافعیہ کے موضوع پر ہے (حاجی خلیفہ ۲/۱۱۹۲)

..... صحیح امام بخاری

۲/۳۱

حضرت امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بخاری کی علم حدیث میں معروف و متداول کتاب ہے۔

..... ثلاثیات

۳/۳۱

ثلاثیات البخاری بھی امام بخاری مذکور کی تالیف ہے بقول حاجی خلیفہ : ”والمراد به ما اتصل الی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من الحدیث بثلاثة وتنحصر الثلاثیات فی صحیح البخاری فی اثنین وعشرین حدیثاً..... (کشف الظنون ۱/۵۲۲)

..... ”ادب مفرد“

۳/۳۱

الادب المفرد بھی امام بخاری کی تالیف ہے۔ اخلاق و آداب کے موضوع پر احادیث کا مجموعہ ہے، اسے امام بخاری سے احمد بن محمد بن ابی بکر البزار روایت کرتے ہیں۔ متعدد مرتبہ چھپ چکی ہے۔

..... ”افعال العباد“.....

۳/۳۱

اس کا نام ”خلق افعال العباد“ ہے۔ امام بخاری کی تالیف ہے۔ اس کتاب میں فرقہ باطلہ جہمیہ اور معطلہ کا رد ہے۔ (محمد عبدالسلام مبارکپوری: سیرۃ البخاری ۲/۱۲)

..... تاریخ

۳/۳۱

امام بخاری کی "التاریخ الکبیر" مراد ہے، یہ صحابہ، تابعین اور تبع تابعین روادۃ حدیث کے حالات پر مشتمل ہے۔ جرح و تعدیل بھی اس کا موضوع ہے، طبع ہو چکی ہے اس کے علاوہ امام صاحب کی التاریخ الاوسط اور التاریخ الصغیر بھی رجال حدیث کے موضوع پر ہیں۔

..... مشکوٰۃ تبریزی و شمائل ترمذی

۴/۳۱

مشکوٰۃ المصابیح حدیث پاک کی معروف و متداول کتاب ہے۔ شمائل ترمذی، امام ابی عیسیٰ محمد بن سورۃ الامام الترمذی کی کتاب ہے جس کا موضوع "شمائل النبویۃ والخصائل المصطفویۃ" (صلی اللہ علیہ وسلم) ہے۔

..... جامع صغیر سیوطی

۴/۳۱

"الجامع الصغیر من حدیث البشیر والنذیر" شیخ حافظ جلال الدین عبدالرحمن سیوطی ۹۱۱ھ/۱۵۰۵ء کی تالیف ہے، علم حدیث پر یہ معروف اور متداول کتابوں میں سے ہے۔

"قصیدۃ بردہ شیخ سعید البوصیری"

۴/۳۱

قصیدۃ البردۃ الموسومة بالکواکب الدریۃ فی مدح خیر البریۃ (صلی اللہ علیہ وسلم)

یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں شیخ شرف الدین ابی عبداللہ محمد بن سعید الدولابی ثم البوصیری (ف ۶۹۲ھ/۱۲۹۵ء) کی تصنیف ہے جو بہت مقبول اور متداول ہے۔

..... "روایت حدیث رحمت از والد ماجد خود وایشاں از علم ربانی قاضی بہلول بدخشی کہ یکی از مخلصان و مریدان آنحضرت (حضرت مجدد الف ثانی) بود، یافتہ"

۵-۳۱

یہ عبارت بتصرف زبدۃ المقامات ۱۲۸ سے منقول ہے۔

شیخ بہلول بدخشی کے بارے میں صاحب زبدۃ المقامات نے لکھا ہے:

"قاضی مذکور اجازت ایں کتب مزبور را بآں حدیث مسلسل از شیخ معظم

عبدالرحمن بن فہد داشتہ (۱۲۸)

کتاب حاضر مقامات معصومی سے پہلی مرتبہ یہ معلوم ہوا ہے کہ قاضی بہلول بدخشی حضرت مجدد الف ثانی کے مرید مخلص تھے۔ یہی بات بغیر حوالے کے صاحب عمدۃ المقامات (۱۳۰) نے بھی لکھی ہے لیکن جیسا کہ انہوں نے اپنے مآخذ میں وضاحت کی ہے ان کا سب سے بڑا مآخذ یہی مقامات معصومی ہے۔ مولف نزہۃ الخواطر (۵/۹۴) نے ایک عظیم محدث شیخ بہلول دہلوی (ف ۱۰۰۷ھ / ۱۵۹۸ء) کا ذکر کیا ہے، نیز بدایونی نے بھی لکھا ہے ”علم حدیث را خوب در زیدہ“ (منتخب التواریخ ۳/۱۱۳ کلکتہ ۱۸۶۹ء)۔ ہمارا قیاس ہے کہ یہی شیخ بہلول بدخشی ہیں لیکن ان کی اصل شکار پور بتائی گئی ہے، اگر ان کا سال وفات ۱۰۰۷ھ درست ہے تو حضرت مجدد الف ثانی اپنے والد گرامی مخدوم عبدالاحد کے وصال ۱۰۰۷ھ سے پہلے ہی شیخ بہلول دہلوی کے حلقہ حدیث سے استفادہ کر چکے تھے۔ ممکن ہے مولانا بہلول لاہوری (استاذ قاضی محمد اسلم کابلی معاصر حضرت مجدد الف ثانی) جن کے حالات تذکروں میں نہیں ملتے یہی قاضی بہلول ہوں۔

..... ”شیخ معظم عبدالرحمن بن فہد داشتہ کہ ادو آبائی او از کبار محدثین بلاد معظم عرب بودہ“

۹-۸/۳۱

یہ جملہ بھی بتغیر زبدۃ المقامات (۱۲۸) سے منقول ہے۔

حضرات القدس میں ہے :

”اجازت درس کتب تفسیر و حدیث بیک واسطہ از قدوۃ المحققین و زبدۃ المحدثین شیخ عبدالرحمن کہ از کبراء اہل حدیث و اکابر علماء عصر بودہ داشتند“ (۳۲/۲) آزاد بلگرامی نے سبحة المرجان (۱/۱۲۴) میں لکھا ہے کہ ”شیخ عبدالرحمن ہندوستان کے کبار محدثین میں تھے“، محض غلط فہمی ہے آزاد کا اتباع صاحب تذکرہ علمائے ہند (۸۸) نے بھی کیا ہے جو بالکل بے بنیاد ہے۔ تعجب ہے کہ سبحة المرجان کے مصحح ڈاکٹر فضل الرحمن ندوی نے حاشیہ میں شیخ عبدالرحمن کو شیخ یعقوب صر فی کشمیری کیونکر سمجھ لیا اور اس پر ایک طویل حاشیہ کیوں لکھ دیا؟ نیز دیکھئے :

(i) برہان الدین ابراہیم کردی کورانی : الاثم لایقظا لحم طبع دکن ۱۳۲۸ھ
ص ۶۹، ۸۲، ۱۰۳

(ii) عبداللہ بن سالم بصری : الامداد بمعرفۃ علوالاسناد ۵۵، ۵۹، ۶۴

..... ”حافظ جارا اللہ بن فہد“.....

۱۱/۳۱

شیخ جارا اللہ بن عبد العزیز بن عمر بن محمد بن محمد بن فہد الباشمی المکی معروف بہ
”ابن فہد“ (۸۹۱-۵۹۴ھ/۱۴۸۶ء) محدث و مورخ تھے اپنے شیوخ کی فہرست
مرتب کی تھی، اس کے علاوہ تحفۃ اللطائف فی فضائل ابن عباس
(کشف الظنون ۱/۳۷۲) اور تحفۃ اللطیف فی انباء المسجد الحرام و الکعبۃ الشریفۃ
(ایضاً ۱/۳۷۳)، حافظ جارا اللہ بن فہد کے لیے حالات کے لیے دیکھئے :

(۱) العیدروسی، عبد القادر : النور السافر ۲۴۱-۲۴۲

(۲) الغزی، نجم الدین : الکواکب السائرہ ۱۳۱/۲

(۳) حنبلی، ابن العماد : شذرات الذهب ۳۰۱/۸

(۴) حاجی خلیفہ : کشف الظنون ۱/۳۰۶، ۳۷۲، ۳۷۳

(۵) کمالہ، عمر رضا : معجم المؤلفین ۱۰۷/۳

(۶) ایضاً : التاریخ والجغرافیہ ۱۵۰

(۷) (مجلہ) العرب، ریاض، ج ۱-۲، ص ۱۸ رجب ۱۴۰۳ھ ۷-۸-۲۹

[مقالہ ”حسن القری شیخ جارا اللہ“]

..... حافظ عز الدین عبد العزیز بن فہد.....

۱۳-۱۲/۳۱

حافظ عز الدین عبد العزیز (۸۵۰-۹۲۰ھ/۱۴۴۶-۱۵۱۴ء) بن عمر بن محمد
بن محمد بن محمد بن محمد بن عبد اللہ بن فہد بن (غزی : کواکب ۱/۲۳۸)
محدث اور مورخ تھے، متعدد کتابوں کے مولف بھی، حافظ ذہبی کی طبقات القراء
کو بصورت معجم ترتیب دیا تھا، تفصیل کے لیے دیکھئے :

(۱) غزی : کواکب السائرہ ۱/۲۳۸-۲۳۹

(۲) حنبلی : شذرات الذهب ۱۰۱/۸-۱۰۲

(۳) کتانی، عبدالحی فاسی : فہرست الفہارس ۲/۴۷-۴۸

(۴) کمالہ، عمر رضا : معجم المؤلفین ۲۵۵/۵

(۵) معرفت القراء الکبار لذہبی مقدمہ محققون ۱۴

(۶) (مجلد) العرب، ریاض ج ۱-۲ ص ۱۸، رجب ۱۴۰۳ھ ۵-۷

..... حافظ تقی الدین محمد بن الفہد الباشمی العلوی

۱۴/۳۱

حافظ تقی الدین محمد (۷۸۷-۷۸۷/۱۳۸۵-۱۴۶۶ھ) بن محمد بن محمد

بن محمد بن عبد اللہ بن محمد بن عبد اللہ بن فہد التقی ابو الفضل متعدد کتابوں کے

مولف تھے۔ تذکرۃ الحفاظ لذہبی کا ذیل بھی لکھا جو طبع ہو چکا ہے ملاحظہ ہو :

(۱) سخادی، شمس الدین محمد : الضوء اللامع ۲۸۱/۹-۲۸۳

(۲) شوکانی : بدرالطلع ۲۵۹/۲-۲۶۰

(۳) حاجی خلیفہ : کشف الطنون ۱۹۸۷

(۴) کمالہ : معجم المؤلفین ۲۹۱/۱۱

(۵) (مجلد) العرب (ریاض) ج ۱-۲ ص ۱۸- رجب ۱۴۰۳ھ ۲-۳

..... علامہ برہان الدین الابناسی

۱۶/۳۱

علامہ ابراہیم بن موسیٰ بن ایوب ابرہان ابواسحاق وابو محمد الابناسی ثم القاہری

المقسی الشافعی (۷۲۵-۷۸۰/۱۳۲۵-۱۳۹۸ھ) ان کی نسبت ابناسی

ربفتح الحمزہ و سکون الموحدة بعد حانون و فی آخر حاسین، شذرات ۲/۷

قریہ ابناس سے ہے جو قاہرہ کے مضافات میں ہے۔ کئی اہم کتابوں کے مولف

تھے، تفصیل کے لیے دیکھئے :

(۱) سخادی : الضوء ۱۷۲/۱-۱۷۵

(۲) منبلی : شذرات الذهب ۲/۷-۳

(۳) حاجی خلیفہ : کشف الطنون ۱۵۳، ۱۰۲۸، ۱۸۳۶

(۴) کمالہ : معجم المؤلفین ۱۱۷/۱

خطیب صدر الدین ابو الفتح محمد بن المیدومی

۱۸/۳۱

خطیب المیدومی (۶۶۴-۷۷۴/۱۲۶۵-۱۳۵۳ھ) سلامی نے لکھا ہے :

"المسند المعمر صدر الدین ابو الفتح محمد بن محمد بن ابراہیم

بن ابی القاسم المیدومی المصری ودفن بالقرافة (الوفیات ۱۶۱/۲)
ان کی نسبت ”میدومی“ بلکہ میدوم سے ہے، نجوم الزاہرہ میں ہے:

”بلدة میدوم احدی قری مرکز الواسطی مدیریہ بنی سولیف،

وہی من القرى المصریة القديمة“ (الوفیات، حاشیہ ۱۶۱/۲)

کتاب الوفیات لتقی الدین ابی المعالی محمد بن رافع السلامی کے محقق
صالح مہدی عباس نے اس کتاب کے حاشیہ میں ”خطیب المیدومی“ کے حالات
کے تمام معاصر ماخذ کی نشاندہی کر دی ہے۔

..... شیخ نجیب الدین عبداللطیف الحرانی

۲۰/۳۱

شیخ نجیب الدین ابوالفرج عبداللطیف بن عبدالمنعم بن الصیقل الحرانی
الحنبلی (۵۸۷-۵۹۷/۱۱۹۱-۱۲۷۳ء) محدث و مولف کتب متعددہ، ملاحظہ ہو:

(۱) ذبی: تذکرۃ الحفاظ ۱۴۹۱/۲

(۲) سلامی، تقی الدین محمد: منتخب المختار ۱۱۷-۱۲۰ [ترجمہ مفضل]

(۳) سلامی: الوفیات ۱۳۲/۱ (حاشیہ محقق) و بامداد اشاریہ

(۴) حنبلی: شذرات الذهب ۳۳۶/۵

(۵) حاجی خلیفہ: کشف الظنون ۵۲۳، ۹۷۵

(۶) کمالہ: معجم المؤلفین ۱۲/۶

حافظ ابوالفرج ابن الجوزی

۲۱/۳۱

حافظ جمال الدین ابوالفرج عبدالرحمن بن علی بن محمد بن جعفر الجوزی

(ف ۵۹۷/۱۲۰۱ء) استاد عبدالحمید العلوی نے کتاب ”مولفات ابن جوزی“

میں بڑی تحقیق سے ابن جوزی کی ۴۰۲ تالیفات کی نشاندہی کی ہے چھٹی صدی

ہجری کے تذکروں اور کتب تاریخ (الکامل فی تاریخ ۱۲/۱۷۱) میں ابن جوزی

کے حالات مندرج ہیں (الوفیات ۲۴۰/۱ حاشیہ محقق)

..... ابوسعید اسماعیل بن ابی صالح النیسابوری

۲۲/۳۱

رجال و تراجم کی اکثر کتابوں میں ان کی کنیت ابوسعید درج ہے، طبقات

الشافعیہ میں ہے:

بکی، تاج الدین : طبقات الشافعية الکبری ۲۰۴/۲

ذهبی : تذکرۃ الحفاظ ۱۲۷۷/۲

منبلی : تذرات ۹۹/۴

..... ابو صالح احمد بن (عبد) الملك المؤذن

۲۳/۳۱

مقاماتِ معصومی کے دونوں نسخوں میں ”الملک المودن“ ہے جو درست نہیں بلکہ ”عبد الملک المودن“ ہونا چاہیئے، ابن العماد عنبلی نے لکھا ہے :

ابو صالح المؤذن احمد بن عبد الملك بن علي النيسابوري

الحافظ محمد بن خراسان (ف ٥٢٤٠ هـ)

حالات کے لیے دیکھئے :

(۱) منبلی : شذرات ۳۳۵/۳

(۲) شاہ ولی اللہ دہلوی : تحف النبۃ تعلیقات عطاء اللہ حنیف ۸۱

(۳) ذهبی : تذکرۃ الحفاظ ۳/ ۱۱۶۲-۱۱۶۵ [ترجمہ مفصل]

..... ابو طاہر محمد بن محمش الزیادی

۲-۱/۳۲

حافظ ابو طاهر محمد بن محمد بن محمش ربيع مفتوحه وحاء مهملة ساكنة

بعدها ميم مكسورة ثم شين معجمة) (٣١٣-٥٢١٠/٩٢٥-١٠١٩)

ملاحظہ ہو :

(۱) فاسی، عبدالغافر: تاریخ خیساپور ۸

(۲) ذهبی : تذکرة أصفاء ۳ / ۱۰۵۱

(۳) سمعانی: الانساب (ضمن زیادتی)

(۴) جزری : الباب ۸۴/۲

(۵) منبلی : شذرات ۱۹۲/۳

..... عبدالرحمن بن بشر بن الحكم العبدی نیساپوری.....

٢-٣/٣٢

حالات کے لیے دیکھئے :

(۱) عسقلانی، ابن حجر: تہذیب التہذیب ۱۴۴/۶

..... سفیان بن عیینہ

۵/۳۲

حضرت سفیان بن عیینہ بن ابی عمران ابو محمد (۱۰۷-۱۹۸ھ/۷۲۵-۸۱۳ء)
تفصیل کے لیے دیکھئے:

(۱) سلمی: طبقات الصوفیہ ۸۹ و بامداد اشاریہ

(۲) اصبہانی، ابونعیم: حلیۃ الاولیاء ۲۷۰/۷-۳۱۸

(۳) ابن جوزی: صفۃ الصفوة ۲۳۱/۲-۲۳۷

(۴) انصاری: طبقات الصوفیہ طبع سرور مولائی بامداد اشاریہ

(۵) بخاری، علی بن عثمان لاہوری: کشف المحجوب ۱۲۲، ترجمہ نکلسن

۱۱۸، ۹۸

..... الراحمون فی السماء ۹-۸/۳۲

حدیث، بخاری، الادب المفرد، ابوداؤد، ترمذی (بامداد معجم المفہرس)۔
حدیث کی یہ سند زبدۃ المقامات (۱۲۸-۱۲۹) سے ماخوذ ہے۔ زبدہ کے مولف
نے اس سند کو شیخ ابن حجر عسقلانی کے واسطے سے بھی بیان کیا ہے (۱۳۰)

..... سید زین العابدین المحدث المدنی

۱۱/۳۲

حضرت سید زین العابدین مدنی قدس سرہ، حضرت خواجہ محمد معصوم کے
حلقہ مریدین میں شامل ہو گئے تھے۔ روضۃ القیومیہ کی ایک عبارت سے معلوم ہوتا
ہے کہ وہ درس و تدریس چھوڑ کر سرہند آئے اور بیعت و خلافت یاب ہو کر
واپس مدینہ منورہ چلے گئے (۲۴۴/۲)

۱۰۸۶ھ/۱۶۷۵ء میں معروف عالم شیخ بہلول گول بن مرزا خان برکی ہاندھری
نے حدیث کی اجازت انہیں سے لی تھی خود لکھتے ہیں:

”اجازت حدیث بسند صحیح در سنہ یک ہزار و ہشتاد و شش

بابویم از جانب محمد زین العابدین و علی الطبری ساکنین مکہ معظمہ

واسطہ میاں ادمیاں ایشاں شیخ عارف باللہ تعالیٰ حافظ متقی متوسل حاجی

حرمین الشریفین شیخ عبدالکریم است دینرز اجازت حدیث بسند از

مولوی محمد فرخ کابلی ثم السہرندی تمیم و تخصیص از مشکوٰۃ و صحیح بخاری
وغیرہما از صحاح ستہ و اجازت مسلسل و مرسل رسیدہ و ایشان را اجازت
از جانب شیخ علی طبری و والد شریف (نوائد الاسرار - قلمی ورق اول)
شیخ زین العابدین مدنی کے حالات کتب رجال و تراجم میں ہمیں نہیں مل
سکے حضرت خواجہ محمد معصوم نے ان سے حدیث کی یہ سند اپنے قیام حرمین ۱۰۶۸ھ کے
دوران لی تھی۔ تفصیل کے لیے کتاب حاضر کا مقدمہ بعنوان "سفر حرمین"
ملاحظہ کریں۔

۱۳/۳۲

"در مکتوبات (معصومیہ) جلد ثانی مکتوب فصیح بہ زبان تازی بنام مشار الیہ
ثبت گردیدہ"

مکتوبات معصومیہ کی جلد دوم کا مکتوب نمبر ۴۲ ہے جو فصیح عربی زبان میں
لکھا گیا ہے۔ مکتوب کا موضوع "فناء العارف" ہے، خود حضرت خواجہ نے
شیخ زین العابدین کے لیے جو القاب لکھے ہیں وہ قابل توجہ ہیں:

بکمال العز والاحترام اخص بہ الجناب العالی
والکواکب المتلالی بہجۃ الایام والیالی السید الفاضل
الکامل المحدث العالم العامل لازال شمس ہدایۃ
طلالۃ وما انفک انوار افادۃ ساطعۃ

(مکتوبات معصومیہ ۴۲/۲)

میر شرف الدین حسین ہروی جامع مکتوبات معصومیہ نے سید محدث کے لیے یہ شاندار
الفاظ لکھے ہیں:

اسوۃ العلماء المحدثین السید (ایضاً)

۲۲-۱۸/۳۲ "بیعت ہم حضرت ایشان را بہ شش واسطہ بہ جناب سید المرسلین امام النبیین
(صلی اللہ علیہ وسلم) می رسد بدیں طریقہ کہ آنحضرت مصافحہ بہ حضرت مجدد الف ثانی ...
علامہ بدر الدین سرہندی نے حضرات القدس (۳۰/۲) اور سنوات الاتقیاء
میں اس مصافحہ کی تفصیل درج کی ہے۔

..... حاجی عبدالرحمن رمزی بدخشی کابلی

۱/۳۳

حضرت حاجی بدخشی کے متعلق مولفِ نزہۃ الخواطر کا بیان ہے :
 الشيخ العالم المحدث عبدالرحمن البدخشی الکابلی المعروف
 بحاجی رمزی کان من العلماء الصالحین، سافر الی البلاد
 فحج وزار واخذ المسلسل بالمصافحة عن الشيخ السلطان
 علی الدوسی عن (۲۱۵/۵)

عبدالحی حبیبی کا بیان غلط فہمی پر مبنی ہے، لکھتے ہیں :
 ”از مشاہیر علمی بدخشان است کہ حضرت مجدد کابلی بیک واسطہ از
 دی علم حدیث را تحصیل فرمودہ بودند۔“

(تاریخ افغانستان کابل ۱۳۴۱ ش ۲۶۳)

حبیبی کی اس عبارت میں حقائق کی دو غلطیاں ہیں :
 اول یہ کہ حضرت مجدد الف ثانی ایک واسطے سے حاجی رمزی سے منسلک
 ہیں حالانکہ معاصر مآخذ حضرات القدس اور سنوات الاتقیاء نے براہِ راست تعلق
 بتایا ہے۔

دوم یہ کہ حضرت مجدد نے حاجی رمزی سے علم حدیث کی تحصیل کی۔ حالانکہ یہ
 نسبت تو محض مصافحہ کی ہے۔

حبیبی نے دو رسائل رسالہ در اثبات نبوت اور رسالہ در ردِ شیعہ
 حاجی رمزی کی تصنیف بتلئے ہیں۔ (ایضاً ۲۶۳)

ممکن ہے کہ یہ رسائل حاجی رمزی کے نہ ہوں بلکہ حبیبی کی محولہ کتاب چراغ انجمن
 کے مولف کو غلط فہمی ہوئی ہو کہ یہ رسائل تو حضرت مجدد الف ثانی کی تالیف ہیں
 گویا آقای حبیبی کا تمام تر بیان مشکوک ہے دراصل انہیں ۱۳۰۹ھ ش ۱۹۳۰ء
 میں تالیف ہونے والی ایک کتاب ”چراغ انجمن“ سے اخذ کیا ہے جو حال ہی کی
 تالیف ہے۔ معاصر شواہد کی موجودگی میں اس کے مندرجات بے بنیاد ہیں۔
 ملا بدرالدین سرمنہدی نے لکھا ہے کہ یہ بھی روایت ہے کہ حاجی رمزی نے
 مولانا محمد حاجی سے مصافحہ بھی کیا اور انہوں نے حاجی محمد جنود شانی سے
 (سنوات ۲۴۲-۱)

سنوات الاتقیاء میں ان کا نام سلطان علی ادبہی (۲۴۲-۱) اور
 نزہۃ الخواطر میں "الشیخ السلطان علی الدوسی" (۲۱۵/۵) روضۃ القیومیہ (بحوالہ
 حضرات القدس) میں حافظ سلطان ادبہی (۶۱/۱) درج ہوا ہے جو غلط ہے
 کیونکہ محولہ کتاب حضرات القدس (۳۰/۲) میں صاف "ادبہی" تحریر ہے سنوات
 اور نزہۃ کے بیان کے مطابق ان کا پورا نام "شیخ سلطان علی ادبہی دوسی" قرار پائے
 گا، مصافحہ کے وقت ان کی عمر ایک سو دس سال تھی (سنوات ۲۴۲-۱) لیکن
 یہاں نسبت "ادبہی" بھی مشکوک ہے۔ البتہ اگر یہ "ادبہی" ہو تو مناسب ہوگا
 "ادب" بلخ کا ایک قریہ ہے (الباب ۹۲/۱) یہ یوں بھی صحیح ہے کہ ان دونوں
 حضرات حافظ سلطان علی ادبہی (بلخ) اور شیخ محمود اسفزاری (ہرات) کا تعلق
 افغانستان کے مذکورہ قصابات سے تھا۔

..... شیخ محمود اسفزاری

ان کے حالات متعارف تذکروں میں نہیں ملتے ان کی نسبت مقاماً معصومی
 کے نسخہ "م" میں اسفزاری اور نسخہ "د" میں اسفزاری درج ہے یہ دونوں نسبتیں
 کتب انساب کے مطابق غلط ہیں ظاہر ہے کہ یہ ناقلین کا تصرف ہے اصل
 نسبت "اسفزاری" ہے۔ ابن اثیر نے لکھا ہے "اسفزاری" بکسر الالف
 وسكون السين المهملة وكسر الفاء وفتح الزای وفي آخرها الراء
 بعد الالف هذه النسبة الى "اسفزار"، وهي مدينة بين هراة
 وسجستان" (الباب ۵۵/۱)

..... شیخ سعید معمر حبشی

حضرات القدس کے مولف ملا بدر الدین سرہندی نے سنوات الاتقیاء میں
 اس مصافحہ کی تفصیل دی ہے۔ انہوں نے لکھا ہے کہ شیخ سعید معمر حبشی حضرت عیسیٰ
 علیہ السلام کے اصحاب میں سے تھے۔ ایک دن حضرت عیسیٰ خاتم النبیین
 صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل و کمالات بیان کر رہے تھے کہ شیخ سعید حبشی اس قدر
 متاثر ہوئے کہ انہوں نے حضرت عیسیٰ سے اپنی درازی عمر کے لیے دعا کی درخواست

کی تاکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے فرد بن سکیں حضرت کی دُعا قبول ہوئی، انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ مبارک پایا اور مصافحہ کی، شیخ سرہندی الفاظ ملاحظہ ہوں :

”شیخ سعید معمر حبشی رضی اللہ عنہ، گویند کہ دی در وقتِ حضرت عیسیٰؑ..... بود بہ دی ایمان آورده و داخل اصحابِ دی گشتہ، روزی حضرت عیسیٰ فضائل و کمالاتِ حضرت (رسالت) خاتمیت علیہ السلام و بزرگیہای اُمتِ سیدِ بشر بیان نمود اور اشوقِ دیدارِ پُر انوار سید انوار علیہ السلام دامن دل گرفت..... و التماس دعا از حضرت رُوح اللہ کرد..... خدای تعالیٰ مرا عمری دراز دہد کہ بہ دیدارِ فائض الانوار..... بہ درگاہِ الہ نالید کہ خداوند اشوقِ بندہٗ توبہ دیدن حبیبِ تو بر کمال است اورا عمر دراز دہ تا بہ شرفِ دولتِ صحبتِ خیر البشر بہ رسد و..... بہ سعادتِ صحبتِ حضرت خاتمیت علیہ السلام و التَّحِیۃ در خندقِ مشرفِ گشت..... آنرور علیہ السلام از غایتِ رضامندی اورا پیشِ خود طلبید و بہ مصافحہٗ خاصہٗ خود مستعد گردانید و فرمود علیہ السلام من صافحنی صافحتہ یوم القیامۃ و وجبت علی شفاعتہ و کذا لک من صافح بمن صافحنی الی سبعہ مراتب صافحتہ یوم القیامۃ و وجبت علی شفاعتہ - بار سعادتِ خطابِ مستطاب اورا مشرف ساختہ فرمود علیہ السلام الی صافحتک لستہ و قیل بسبع لم تمسہ النار و فی روایۃ دخل الجنة رواہ الشیخ سعید الحبشی - عمر او بقولی یک ہزار و سیصد سال بود و بعد از ارتحال سید کائنات علیہ افضل الصلوات زیادہ از ہشت صد سال ماندہ..... در سنہ ہشت صد و پانزدہ و قیل دہ باخترت شتافتہ.....

(سنوات الاتقیاء قلمی ورق ۲۴۱- ۱- ۲۴۲- ب)

ملا بدرالدین سرہندی خود بھی اس مصافحہ کی سعادت میں شریک تھے وہ دیگر سعادت مندوں کے نام بھی لکھتے ہوئے فرماتے ہیں :

..... میر سید علی ہمدانی و ابو عبد اللہ حسام الدین و امیر حیدر اصفہانی و
 شیخ محمود اسفزاری باری مصافحہ کردند و حافظ سلطان علی اوہی با شیخ
 محمود اسفزاری مصافحہ کردہ و میر عبد اللہ بزرگش آبادی صاحب کتاب
 مونس العشاق وغیرہ کہ از خلفای شیخ اسحاق ختلانی است و شیخ یعقوب
 کشمیری و حاجی عبدالرحمن بدخشی کابلی و قیل حاجی رمزی
 بامولانا محمد جامی مصافحہ کردہ و او با شیخ حاجی محمد غوثی و او با شاہ علی
 بید بازی (کذا) و او با امیر عبد اللہ البرزگش آبادی و او با امیر حیدر اصفہانی
 و او با سعید حبشی و حضرت خواجہ محمد باقی کابلی دہلوی نقشبندی و
 شیخ تاج الدین خلیفہ حضرت خواجہ و حضرت میر محمد نعمان بدخشی
 با حاجی رمزی مصافحہ کردند و فقیر حقیر مولف ایں سنوات اقیابدر الدین
 عفی عنہ بشرف مصافحہ حضرت میر محمد نعمان سلمہ اللہ المنان مستعد
 گشتہ و اجازت مصافحہ یاد گیران از آنحضرت (میر محمد نعمان) یافتہ ایں حقیر
 در مرتبہ پنجم است طریق مصافحہ نبویہ مرویہ از شیخ سعید معمر حبشی چنانکہ
 حضرت میر (ورق ۲۴۲ - ۱)

ہاں یہ امر تحقیق طلب ہے کہ حضرت مجدد الف ثانی نے حضرت حاجی عبدالرحمن
 بدخشی کابلی سے کہاں مصافحہ کیا؟ ممکن ہے کہ بھی حضرت بدخشی ہندوستان تشریف لائے
 ہوں تو حضرت مجدد الف ثانی ان کی خدمت میں حاضر ہو کر مشرف ہوئے ہوں کیونکہ
 حضرت مجدد الف ثانی خود کبھی ہندوستان سے باہر نہیں گئے۔

”ہر کمال کہ در نوع بشر ممکن است مستعان نمایم“

۹-۷/۳۳

یہ عبارت زبدۃ المقامات سے ماخوذ ہے۔ غالباً مولف مقامات معصومی
 نے اسے حافظہ کی بنا پر لکھا ہے اس لیے الفاظ میں قدرے کمی بیشی ہو گئی ہے،
 حضرت مجدد الف ثانی نے اپنے آخری ایام حیات میں فرمایا تھا:

”ہر کمالی کہ در نوع بشر ممکن است مرا عطا فرمودند و بہ دراشت و

تبعیت سید البشر علیہ الصلوٰۃ والسلام بدار متحقق ساختند و اگر خواہم

آں را بہ مقامات معقولہ معقول مستعان نمایم“ (۱۹۲)

۱۱-۱۰/۳۳ ”بعد ازاں خواجہ محمد ہاشم..... پی نبرد“

زبدۃ المقامات ۹/۱۹۲

۴-۶/۳۳ ”دورِ بعث اولوالعزم بود کہ ہزار سال را در تغیر امورِ دخیلی است عظیم، چنانچہ ایں معنی بر متبع کلام مجدد الف ثانی واضح و ہویدا است“.....

صاحبِ حضرات القدس (۶۸/۲-۶۹) نے مکتوبات حضرت مجدد کے اقتباسات کی بنیاد پر اس موضوع پر بحث کی ہے، معلوم ہوتا ہے کہ مولف مقاماتِ معصومی کے پیش نظر اس وقت حضرات القدس کا یہی دفتر تھا۔

۱۸-۱۷/۳۴ کل حزب..... فَرِحُونَ

قرآن ۵۳/۲۳

۲۳/۳۴ وَاِنَّ لَهُ مَاب

قرآن ۲۵/۳۸

۱/۳۵ تِلْكَ الرُّسُلُ بَعْضِ

قرآن ۲۵۳/۲

۳/۳۵ ”قبیلہ علیہ احمدیہ“.....

یہاں قبیلہ احمدیہ سے حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی قدس سرہ کا خاندانہ مراد ہے۔ آپ کے اسم گرامی ”شیخ احمد“ کی مناسبت سے اس خاندان کے افراد خود کو ”احمدی“ اور پورے خاندان کو ”احمدیہ“ کہا جاتا ہے۔

۴/۳۵ اِنَّ رَبِّيْ رَحِيْمٌ وَدُوْدٌ

قرآن ۹۰/۱۱

۱۰-۹/۳۵ ”بر جلد مکتوبات (معصومیہ) اندازم کہ ہر دفتر شرح آں دناتہ ہر سرہ جلد حضرت مجدد الف ثانی است“.....

حضرت خواجہ محمد معصوم کے مکتوبات کے تینوں دفتر مکتوبات حضرت مجدد الف ثانی کی توضیحات و شرح سے بھرے پڑے ہیں اگر ان تمام مقامات کو یکجا کر دیا جائے تو ”شرح مکتوبات امام ربانی بزبان حضرت خواجہ“ کا ایک عمدہ دفتر تیار ہو جائے، اس سلسلے میں مولوی نصر اللہ ہوتکی نے اچھی کوشش کی ہے،

ان کی کتاب شرح مکتوبات قدسی آیاتیں ... دو جلدیں مطبوعہ کابل ۱۹۷۷ء
مکتوبات معصومیہ کے بکثرت اقتباسات شامل ہیں۔ دیگر شارحین نے بھی شرح و
توضیح کے لیے اقوال حضرت خواجہ کوئند کا درجہ دیا ہے۔

”مولانا عبدالغفور سمرقندی کہ از یاران حضرت مجدد الف ثانی بود“..... ۱۳-۱۳/۳۵

یہ حضرت خواجہ محمد صدیق پشاورمی کے والد بزرگوار تھے، حالات کے لیے
دیکھئے: مفتاح ہنم (کنز دوم) کتاب حاضر صفحہ ۴۳۲ کے تعلیقات۔
..... ”برادر اصغر خود..... شیخ محمد یحییٰ قدس سرہ“..... ۱۱-۱۰/۳۷

یہاں آپ کے برادر اصغر حضرت شیخ محمد یحییٰ بن حضرت مجدد الف ثانی
رحمۃ اللہ علیہما مراد ہیں، حالات کے لیے دیکھئے،

تعلیقات حاضر ۴۰۳/۳۶۱

..... ”سرخاران شراب احمدی از کاسات جذبات معصومی نشاء دو بالاسازند“..... ۱۳/۳۷

یہاں ”شراب احمدی“ سے مراد حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی
کے معارف اور ”کاسات معصومی“ سے مراد حضرت خواجہ محمد معصوم سرہندی قدس سرہما
کے عارفانہ اقوال ہیں۔

حضرت خواجہ محمد معصوم علیہ الرحمۃ نے اپنے بہت سے مکاتیب میں حضرت مجدد الف ثانی
قدس سرہ کے ساتھ والہانہ عقیدت و محبت کا اظہار کیا ہے۔ ہم نے اس
کتاب کے مقدمے میں بعض مندرجات کی تلخیص کر دی ہے۔

..... حضرت مروج الشریعت..... شیخ محمد عبید اللہ جیو..... ۱۷-۱۶/۳۹

حضرت مروج الشریعت کے حالات کے لیے کتاب حاضر کی مفتح ہفتم کی
تیسری کنز ملاحظہ کریں اور اس کنز پر ہمارے مفصل تعلیقات بھی دیکھئے۔

..... ”معارف مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بر پنج قسم انقسام یافتہ است“..... ۵-۴/۴۰

خواجہ محمد ہاشم کشمی نے حضرت مجدد الف ثانی کے اسرار کی تین قسمیں گنوائی
ہیں یعنی:

..... قسمی آن بود کہ ہرگز از دل بر زبان نمی آوردند چہ بہ محرمان

اسرار و چہ بغیر ایشان از اخبار..... قسم دوم آن بود کہ بہ محرمان خاص

دہم نشینان زاویہ اختصاص درخوات در میان می آوردند وقت بیان
آن ضبط می فرمودند کہ جز چند تن کہ لائق استماع دیدہ طلب نموده اند
دیگری داخل نہ شود..... قسم دیگر از معارف مفاضلہ آن بود کہ بالتماس
سائلان یا بہ نیت افادہ طالبان عمومًا و شمولًا بہ تقریر و تحریر می رسید.....

(زبدۃ المقامات ۲۲۱-۲۲۳)

حضرت خواجہ محمد معصوم کو حضرت مجدد الف ثانی کے اسرار کی غایت درجہ
اطلاع تھی خود فرماتے ہیں :

”قبلۃ الاولیاء امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ نے مجھے
اسرارِ خفیہ سے آگاہ کیا تھا اور میں اپنے میں ہر چندان معاملات کو پاتا تھا
اور ان اسرار و معاملات کے انتہائی بلند ہونے کی وجہ سے کبھی کبھی ہمت
ہوتی تھی اور تردد بھی، اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ ”حجرۃ منورۃ مطہرۃ“
(در مدینہ طیبہ) میں ان اسرار سے نقاب ہٹا دیا گیا اور ظاہر کر دیا گیا کہ
”مطلوب“ تک پہنچنے کے لیے میرے لیے دو طریقے ہیں اول وہ طریقہ
ہے کہ اصالت کے اعتبار سے جس کا حصول ممکن ہے اور وہ ”طریقۃ
احساء“ ہے۔ دوسرا طریقہ یہ ہے کہ کسی کے ”توسط اور ضمانت“ سے سلوک
کی منازل طے کی جائیں اسے ”طریقۃ انابت“ کہتے ہیں لیکن پہلا طریقہ
جیسا کہ ظاہر ہے وصول کے قریب ترین ہے اور طریقہ ثانی میں حضرت
خیر البریہ صلی اللہ علیہ وسلم کے الطاف و عنایات حد سے زیادہ ہیں۔“

(حسنات اکرمین ۲۴۳)

خواجہ محمد ہاشم کشمی لکھتے ہیں :

”ایں مخدوم زادہ (خواجہ محمد معصوم) را غایت اطلاع است
بر اسرار و معارف پدر بزرگوار خود..... از اسرارِ خاصہ کہ
در خلوات از زبان مبارک آنحضرت (مجدد الف ثانی) شنودہ
اند.....“

(زبدۃ ۳۱۸، حسنات اکرمین ۱۹۲ حاشیہ)

..... زعفران گرچہ صد دریا رواں کرد.....

۱۳/۴۰

یہ شعر حضرت خواجہ محمد ہاشم کشمی کی اسثنوی سے منقول ہے جو انہوں نے حضرت مجدد الف ثانی کی منقبت میں لکھی تھی یہ ثنوی صاحب حضرات القدس نے نقل کی ہے جس میں یہ شعر بعینہ درج ہے (۲۸۰/۲)

..... اظہار تاویل مقطعات قرآنی است کہ.....

۱۵/۴۰

حضرت خواجہ محمد معصوم نے اپنے مکتوبات میں کئی مقامات پر مقطعات قرآنی کے اسرار پر بحث کی ہے۔ ایک مکتوب میں لکھا ہے :

از مقطعات و تشابہات قرآنی..... کہ باخص خواص بندگان خود در میان آورده است و بہ رمز و اشارات سخن کرده و از نامحرمان مستور

ساختہ..... (مکتوبات معصومیہ ۳/۱۸۳/۲۳۳)

مکتوبات دولیت دسی و ششم است از مکتوبات (معصومیہ) جلد اول.....

۶/۴۱

لیکن مکتوبات معصومیہ کے مطبوعہ نسخوں میں یہ مکتوب ۲۳۷ نمبر پر درج ہوا ہے یعنی ایک عدد کا فرق ہے معلوم ہوتا ہے کہ مولف مقامات معصومی کے پیش نظر مکتوبات کا جو خطی نسخہ تھا اس میں ترتیب یہی تھی۔

..... الحمد للہ..... شکور

۱۹/۴۱

قرآن ۳۴/۳۵

حضرت ایشاں (خواجہ محمد معصوم) را بہ منصب قیومیت مناسبت تمام یافتند.....

۷/۴۲

منصب قیومیت کے مفہوم اور اس سے متعلق مباحث کے لیے کتاب حاضر کا مقدمہ ملاحظہ کریں۔

..... مخدوم زادہ..... شیخ محمد اشرف.....

۱۲-۱۱/۴۲

مخدوم زادہ کے حالات کے لیے دیکھئے اسی کتاب کی مفتاح ہفتم (کنز چہارم) اور اس کے تعلیقات۔

مکتوب دولیت و بیت و ہفتم از جلد اول.....

۱۱/۴۲

لیکن مکتوبات معصومیہ کے مطبوعہ نسخوں میں یہ مکتوب ۲۲۹ نمبر پر درج ہوا ہے۔

..... هَذَا كِتَابُنَا تَعْمَلُونَ ۱۳/۴۲

قرآن ۲۹/۴۵

۲۱-۲۰/۴۲ ذالک فضل اللہ العظیم

قرآن ۵۴/۵

۲۴-۲۳/۴۲ اللہ یتوفی موتھا

قرآن ۴۲/۳۹

..... "فضلِ روضۃ مقدسہ حضرت مجدد الف ثانی نیز متصل ہمیں مذکور سازد".....

حضرت خواجہ محمد معصوم نے حضرت مجدد الف ثانی کے روضۃ النور کے فضائل کے بارے میں اپنے مکاتیب میں بہت کچھ تحریر کیا ہے ملاحظہ ہو:

مکتوباتِ معصومیہ ۸۲/۴۸/۲ (آخری پیرا گراف)، ۱۰۷/۴۵/۳،

۱۲۵/۸۱/۳، ۱۳۲/۹۰/۳، ۱۴۲/۱۴۲/۳، ۱۹۸/۱۴۲/۳، ۱۹۶/۱۴۲/۳ -

..... ملا محمد افضل ولد بدر الدین سرہندی ۲۲/۴۳

ملا محمد افضل سرہندی، صاحبِ حضرات القدس ملا بدر الدین سرہندی

کے صاحبزادے تھے ان کے حالات تذکروں میں نہیں ملتے، ملا بدر الدین کے

تین صاحبزادے ملا محمد شاکر (مترجم حناتِ اکھڑین)، شیخ محمد اور ملا محمد افضل

کے اسماء ملتے ہیں۔ یہ صاحبزادگان حضرات کے ہمراہ حج کے لیے ۱۰۶۸ھ /

۱۶۵۸ء میں گئے تھے (حناتِ اکھڑین، مقدمہ ۶۰) شیخ کمال الدین محمد احسان

نے ملا محمد افضل کو حضرت خواجہ محمد معصوم کے "بڑے خلیفہ اور اولیائے وقت"

میں شمار کیا ہے (روضۃ القیومیہ ۲/۲۴۵)، ان کے نام حضرت خواجہ محمد معصوم

کے دو مکاتیب بھی ہیں (مکتوباتِ معصومیہ ۱/۷۰، ۱۹۴) حضرت خواجہ کے

حلقہ میں ایک صاحبِ خواجہ محمد افضل بھی تھے جن کے ہاتھ حضرت شیخ محمد کبھی

(شاہ جیو) بن حضرت مجدد الف ثانی نے اپنا ایک مکتوب حضرت خواجہ محمد معصوم

کی خدمت میں ارسال کیا تھا (مکتوباتِ معصومیہ ۲/۱۱۸) ممکن ہے کہ خواجہ محمد افضل

ملا محمد افضل سرہندی سے مختلف شخصیت ہوں۔ (نیز ریک ۵۰۴/۱۷)

"القبر روضۃ من ریاض الجنة"

۱/۴۴

حدیث کے الفاظ اس طرح ہیں :

إِنَّمَا الْقَبْرِ رَوْضَةٌ مِنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ ، تَرْمِذِي (قیامتہ ۲۶) ،

[بحوالہ ، المعجم المفہرس ۳۱۹/۲]

”ما بین قبری و صبری روضۃ من ریاض الجنۃ“ ۵-۴/۲۴

حدیث ، سند امام احمد بن حنبل ۴۴/۳ (بحوالہ المعجم المفہرس ۳۲۰/۲) حضرت مجدد کا قول ہے ”مرا محاذی قبر فرزندِ اعظمی خواجہ محمد صادق قدس سرہ

مدفون خواہند ساخت کہ آنجا روضہ از ریاضِ جنت دیدہ ام (حضرات القدس

۱۰۲/۲) و نیز مکاشفہ نمبر ۲۵

..... حضرت ایشاں در مکتوبی از مکتوباتِ جلد ثانی نوشتہ کہ ۲۵/۴۴

..... ”فوقِ مقامِ رضا مقامی نیست مگر خاتمِ الرسل علیہ و علی آلہ الصلوٰۃ

والسلام“..... ۷-۱/۴۵

یہاں حضرت ایشاں سے مراد حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی ہیں، حضرت مجدد

کے مکتوبات کی جلد دوم کے ساتویں مکتوب کا آخری پیرا گراف حضرت خواجہ محمد معصوم

نے یہاں نقل کیا ہے ”فوقِ مقامِ رضا مقامی نیست مگر خاتمِ الرسل علیہ و

علیہ الصلوٰۃ و التسلیمات مگر ازاں مقام خبر دادہ کہ فرمودہ“.....

یہی بات حضرت مجدد الف ثانی کے مکاشفات کے باب میں درج ہے

(حضرات القدس ۱۰۸-۱۰۹/۲)

..... حضرت ایشاں مَا مُحَمَّدٌ إِلَّا عَبْدُهُ می فرمودند کہ روزی در حلقہٴ فجر نشستہ بودم..... ۱۰/۴۵

یہاں حضرت ایشاں سے مراد حضرت مجدد الف ثانی ہیں، یہ حضرت مجدد

کا مکاشفہ ہے جسے حضرت خواجہ محمد معصوم نے بہ تغیرِ قلیل اپنے اس مکتوب میں

نقل کیا ہے (ملاحظہ ہو حضرات القدس ۱۰۰/۲)

..... ابراہیم نخعی..... ۱۵/۴۵

حافظ ابو عمران ابراہیم بن یزید بن قیس بن الاسود کوفی نقیہ -

حالات کے لیے دیکھیے :

ذہبی : تذکرۃ الحفاظ ۱/۴۳-۴۴

۱۸-۸/۲۶ حضرت ایشان ماحضہ اللہ تعالیٰ فرمودند کہ در نماز چاشت بودم دیدم بلائی عظیم از سینه من برآمد و آشیانہ اورا.....

یہ بھی حضرت مجدد الف ثانی کا ایک مکاشفہ ہے جسے حضرت خواجہ محمد معصوم نے اپنے اس مکتوب (۱۹۰/۱) میں نقل کیا ہے۔ یہ مکاشفہ حضرات القدس (۹۹/۲-۱۰۰) میں موجود ہے لیکن الفاظ قدرے مختلف ہیں، مثلاً وہاں حضرت مجدد کے سینه مبارک سے ”مرغی عظیم الجثہ..... خناس“ کے نکلنے کا ذکر ہے جبکہ اس زیر بحث مکتوب میں اسے ”بلائی عظیم“ کہا گیا ہے۔
شاہ خواجہ.....

۱۹/۲۶

مکتوب الیہ شاہ خواجہ کے حالات تذکروں میں نہیں ملتے ہیں ان کے نام حضرت خواجہ محمد معصوم کا ایک اور مکتوب (۱۲۶/۱/۲۸۰) بھی ہے جہاں ان کا نام ”شاہ خواجہ ترمذی“ لکھا گیا ہے۔
..... محمد یوسف خادم.....

۱۱/۲۷

یہ مکتوب الیہ حضرت شیخ محمد یوسف گردیزی ملتان (رک مفتاح ہنم، کنز ۱۶ کتاب حاضر) سے مختلف شخصیت ہیں جن کے حالات ہمیں نہیں مل سکے۔

..... ہفت رسائل.....

۷/۲۸

مؤلف مقامات معصومی نے حضرت مجدد الف ثانی کے رسائل کی تعداد سات کی قید معلوم نہیں کس بنیاد پر لگائی ہے حالانکہ زبدۃ المقامات میں تو یہ تعداد اس سے زیادہ بنتی ہے بہر حال اب تک ۲۲ رسائل کے نام معلوم ہوئے ہیں۔
(محمد مسعود احمد: سیرت مجدد الف ثانی ۲۶۴-۲۶۸)

”جلد اول مکتوبات (حضرت مجدد الف ثانی) مخدومی مولانا یار محمد جدید بدخشی طالقانی جمع نمودہ است“

۹/۲۸

مولانا یار محمد جدید، حضرت مجدد الف ثانی کے ”مخصوص“ خلفاء میں سے تھے (روضۃ القیومیہ ۳۳۵/۱) ان کو جدید اس لیے کہا گیا کہ ان کے ہم نام و ہم وطن مولانا یار محمد طالقانی حضرت مجدد الف ثانی سے منسلک تھے۔ ان دونوں

میں فرق کرنے کے لیے پہلے کو قدیم اور انہیں ”جدید“ کہا گیا (زبدۃ المقامات ۳۷۷) مولانا یار محمد جدید کے حالات دونوں معاصر کتابوں زبدۃ المقامات اور حضرت القدس میں موجود نہیں ہیں مولف روضۃ القیومیہ اور صاحب نہرۃ الخواطر (۴۳۴/۵) نے کوئی قابل ذکر بات نہیں لکھی۔ حضرت مجدد الف ثانی کا ایک مکتوب (۱۶۰/۱) ان کے نام ہے۔

۱۰-۹/۴۸ ”و جلد ثانی را خواجہ عبدالحی حساری..... مرتب ساخته اند“

ان کا تعلق حصار شادمان سے تھا یہ علاقہ جانب شمال جھون بخارا میں واقع ہے ”شرف الدین علی یزدی نے ظفر نامہ تیموری میں ”قلعہ حصار شادمان“ کا ذکر کیا ہے۔ (لی سترنج : جغرافیہ خلافت شرقی ۴۶۸، ظرائف و طرائف ۲۵۳)۔ مولانا عبدالحی حساری، حضرت مجدد الف ثانی کے حلقے کبار میں سے تھے، انہیں پلٹہ میں طالبوں کی تعلیم و تربیت کے لیے مقرر کیا گیا تھا، حضرت مجدد نے اپنے مکاتیب میں بھی ان کی بہت تعریف کی ہے (۸۵/۲) حضرت خواجہ محمد معصوم کے حکم سے انہوں نے حضرت مجدد الف ثانی کے مکتوبات کی یہ دوسری جلد مرتب کی تھی (زبدۃ ۳۷۶ و دیباچہ مکتوبات جلد ثانی ۵) انہوں نے اس جلد کے دیباچے میں اپنا نام اس طرح لکھا ہے:

”کمترین خاک و بان این درگاہ اضعف عباد اللہ الباری عبدالحی بن خواجہ چاکر حساری“

حالات کے لیے دیکھئے :

۱- زبدۃ المقامات ۳۷۵-۳۷۶

۲- حضرات القدس ۳۶۶/۲-۳۶۸

۱۰/۴۸ جلد ثالث (مکتوبات) را خواجہ ہاشم کشمی قدس سرہ مرتب ساخته اند.....

حضرت خواجہ محمد ہاشم کشمی کے حالات کے لیے دیکھئے کتاب حاضر پر ہمارا

مفصل مقدمہ بعنوان ”حیات حضرت خواجہ محمد معصوم کے مآخذ“

۱۱-۱۰/۴۸ نام جلد اول (مکتوبات) و تاریخ اختتام آن ”در المعرفت است“

یعنی جلد اول کا تاریخی نام در المعرفت (در = ۲۰۴ + ال = ۳۱ + معرفت = ۷۹۰ = ۱۰۲۵)

ہے جس سے اس کا سال ترتیب ۱۰۲۵ھ برآمد ہوتا ہے، یہ مادہ تاریخ مکتوبات کی جلد سوم کے جامع اور زبدۃ المقالات کے مولف کا تجویز کیا ہوا ہے جسے خود حضرت مجدد نے پسند اور قبول فرمایا تھا (زبدہ ۲۴۰ دیا چہ جلد ثالث مکتوبات ۲۷۴)

نام جلد ثانی (مکتوبات) با تاریخ اختتام آن "نور الخلائق" است ۱۱/۲۸
اس جلد میں ۹۹ مکاتیب "اسما حسنی" کی تعداد کے مطابق رکھے گئے ہیں "نور الخلائق" اس جلد ثانی کا مادہ تاریخ ترتیب ہے (دیا چہ مولانا کشمی بر جلد ثالث ۲۷۴) اس مادے نور الخلائق (نور = ۲۵۶ + ال = ۳۱ + خلائق = ۷۴۱ = ۱۰۲۸ھ) [یعنی اعداد و شمار میں لفظ "خلایق" میں ہمزہ کی بجائے "ی" کے دس عدد شمار کئے گئے ہیں] سے ۱۰۲۸ھ برآمد ہوتے ہیں جو اس جلد کا سال ترتیب و اختتام ہے۔

نام جلد ثالث (مکتوبات) "بحر المعارف" مقرر گشتہ و تاریخ اتمام آن از لفظ "ثالث" ظاہر و ہویدا است ۱۲/۲۸

یہاں مولف مقامات معصومی کو سہو ہوا ہے جلد ثالث کا نام "بحر المعارف" نہیں ہے بلکہ "معرفۃ الحقائق" ہے اور لفظ "ثالث" سے ۱۰۳۱ھ اس کا سال ترتیب برآمد ہوتا ہے (مکتوبات جلد ثالث، دیا چہ جامع مولانا کشمی ۲۷۵/۸) فریڈمان یوحنا کو غلط فہمی ہوئی ہے کہ "معرفۃ الحقائق" بھی تاریخی نام ہے (شیخ احمد سرہندی ۱-۲ حاشیہ نمبر ۶) "معرفۃ الحقائق" کے عدد ۱۰۴۰ ہوتے ہیں۔ مکتوبات حضرت مجدد الف ثانی کے یہ تینوں دفتر بخارا اور پاک و ہند سے متعدد مرتبہ طبع ہو چکے ہیں، حضرت مولانا نور احمد امرتسری نے مختلف خطی نسخوں کی بنیاد پر اس کا نہایت تحقیقی متن مرتب کر کے شائع کیا تھا۔
"مبداء و معاد" ۱۵/۲۸

حضرت مجدد الف ثانی کے اس رسالہ مبداء و معاد کو آپ کے حلیف شیخ محمد صدیق ہدایت بدخشی کشمی نے ۱۰۱۹ھ / ۱۶۱۰ء میں آپ کے مسودات میں سے مرتب کیا (خاتمہ جامع ۶۲)۔ مولانا نور احمد امرتسری مرحوم کا ایڈیشن

بہت معتبر ہے۔ نیز دیکھئے : مکتوباتِ معصومہ ۲/۱۱۶/۲۰۰
 ”معارفِ لدنیہ“

۱۵/۲۸

حضرت مجدد الف ثانی نے یہ رسالہ سلسلہ نقشبندیہ سے فلک (۱۰۰۸ھ/۱۵۹۹ء) ہونے کے بعد تالیف کیا تھا۔ کئی مرتبہ چھپ چکا ہے۔
 ”مکاشفاتِ غیبیہ“

۱۵/۲۸

یہ حضرت مجدد الف ثانی کے مکاشفات کا مجموعہ ہے جسے حضرت خواجہ محمد معصوم نے ۱۰۵۱ھ/۱۶۴۱ء میں حضرت مجدد کی تحریرات سے مرتب کر کے اس پر خطبے کا اضافہ کیا۔
 ”ردِ شیعہ“

۱۵/۲۸

یہ رسالہ حضرت امام ربانی نے ۱۰۰۱ھ/۱۰۰۲ھ/۱۵۹۲-۱۵۹۳ء کے مابین تالیف کیا، ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان کی تصحیح سے طبع ہو چکا ہے۔
 ”اثباتِ نبوة“

۱۵/۲۸

اثباتِ نبوت کے موضوع پر حضرت امام ربانی کا یہ رسالہ بھی حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہ سے بیعت ہونے سے پہلے تالیف کیا تھا۔ ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان صاحب نے طبع کروایا ہے۔
 ”شرح رباعیات حضرت خواجہ بیرنگ“.....

۱۶-۱۵/۲۸

حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہ نے بعض رباعیوں کی شرح خود فرمائی تھی، اس شرح کی حضرت مجدد الف ثانی نے یہ شرح لکھی ہے۔ کئی مرتبہ چھپ چکی ہے۔

رسالہ تہلیلہ.....

۱۷/۲۸

اس رسالے میں حضرت امام ربانی نے لفظ ”اللہ“ کی تحقیق، اس لفظ کے لطائف اور کلمہ طیبہ کے فضائل بیان کئے ہیں۔ یہ رسالہ آپ نے اپنے والد گرامی مخدوم عبدالاحد کے وصال ۱۰۰۷ھ/۱۵۹۹ء کے بعد تالیف کیا۔
 ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان صاحب نے ۱۳۸۲ھ میں شائع کر دیا تھا۔

”مکاشفاتِ غیبیہ“ حضرت ایشاں (خواجہ محمد معصوم) و مبارک و معاد را

۱۹-۱۷/۲۸

خواجہ محمد صدیق بدخشی قدس سرہ جمع نموده اند یعنی خطبہ انہا از خود ساختہ و رسائل
باقیہ من البدایت الی النہایت عبارت از حضرت مجدد الف ثانی است....
یعنی ان مکاشفات کی زبان و بیان خود حضرت مجدد الف ثانی کا ہے
اور حضرت خواجہ نے انہیں خواجہ محمد صدیق بدخشی کے مرتبہ رسالہ مبداء و معاد کی
طرح مرتب کر کے اس پر اپنے خطبے کا اضافہ کیا ہے۔ حضرت خواجہ محمد معصوم
قدس سرہ نے اپنے ایک مکتوب میں اس طرف اشارہ کیا ہے :

”در آخر مرض (حضرت مجدد) ایں ذرۂ حقیر (حضرت خواجہ محمد معصوم) را وصیت
بنوشتن بعض ازیں اسرار کہ قابل اظہار بودند نمودند چنانچہ ایں فقیر
بہ مقتضای وصیت در ایام عزای آنحضرت بہ حسب فہم قاصر خویش با چشم
گریاں و دل ریش مواجہ روضہ منورہ نشستہ آل دُرہای ناسفۃ را در
سلک نظم کشیدہ و داخل مکتوبات قدسی آیات آنحضرت گردانید چنانچہ ختم
مکتوبات جلد ثالث بہاں مرقمات مقرر گشت“

(مکتوبات معصومیہ ۱/ ۱۹۳)

اس اقتباس سے یہ قیاس کیا جاسکتا ہے کہ حضرت خواجہ محمد معصوم نے آپ
کے مکاشفات و اسرار آپ کے وصال کے سال (۱۰۳۴ھ / ۱۶۲۴ء) میں ہی
تحریر کر لیا تھا اور اس رسالے کا یہی نام یعنی مکاشفات عینیہ رکھا گیا تھا
کیوں کہ اس رسالے کا خواجہ کشمی نے زبدۃ المقامات (۲۴۰) میں ذکر کیا ہے
زبدۃ المقامات ۱۰۳۴-۱۰۴۰ھ تک معرض تالیف میں تھی، اس کے بعد
حضرت خواجہ نے جیسا کہ خود اس کے خطبے میں لکھا ہے ۱۰۵۱ھ / ۱۶۴۱ء میں
اس پر خطبے کا اضافہ کیا یا خطبہ لکھنے سے پہلے ہی یہ مجموعہ مخلصین میں رائج ہو
گیا یا مطبوعہ نسخہ میں ۱۰۵۱ھ کتابت کی غلطی ہے یا خطی نسخوں میں یہ غلطی ناقلوں
کی کم علمی کے باعث نقل ہوتی چلی گئی۔ یہ رسالہ جناب ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان نے
”مکاشفات عینیہ مجددیہ“ کے نام سے ۱۹۴۵ء میں شائع کیا تھا۔ ڈاکٹر صاحب
نے اس مجموعہ میں درج ایک اجازت نامہ (۱۵) برائے خواجہ محمد ہاشم کشمی سے
اسے خود خواجہ کشمی کا مرتبہ مجموعہ قیاس کر لیا، جو سہو و صریح ہے جس کے قرائن

مندرجہ ذیل میں :

- (۱) اگر یہ خواجہ کشمی کا مرتبہ مجموعہ ہوتا تو وہ زبدۃ المقامات میں اس کے نام کے ساتھ اپنی اس سعادت مندی کا حسب عادت ضرور ذکر فرماتے۔
- (۲) خود حضرت خواجہ نے اپنے درج بالا مکتوب میں اس مجموعے کو اپنی ترتیب بتایا ہے۔

(۳) حضرت خواجہ کے نواسے اور کتاب حاضر (مقامات معصومی) کے مولف شیخ صفراحمہ کے منقولہ بالا بیان کے سامنے آجکل کے بعد قیاس آرائی کی گنجائش نہیں رہ جاتی۔ ۱۹۶۵ء سے لے کر اب تک (۱۹۸۶ء) اس موضوع پر لکھنے والوں نے ڈاکٹر غلام مصطفیٰ صاحب کی اتباع میں غلطی کی ہے اور اس کا انتساب خواجہ محمد ہاشم کشمی سے کر دیا ہے۔

حضرت خواجہ نے مکتوبات حضرت مجدد کی جلد ثالث کے آخر میں بطور ضمیمہ اسے شامل کرنے کا ذکر فرمایا ہے لیکن جو مطبوعہ یا قلمی نسخے ہماری نظر سے گزرے ہیں ان میں یہ مجموعہ الگ منقول نہیں ہے۔ غالباً اس مکتوب کے بعد اسے الگ کتابی صورت دینے کا فیصلہ فرمایا ہوگا۔ (نیز رک مقدمہ)

”دو جلد مقامات یکی از خواجہ محمد ہاشم کشمی قدس سرہ تالیف فرمودہ مسیحی بہ زبدۃ المقامات گردانیدہ و جلد دیگر را ملا بدالدین سرہندی مرتب ساختہ مسیحی بہ حضرات القدس نمودہ اند“

۲۱-۱۹/۳۸

زبدۃ المقامات اور حضرات القدس۔۔۔۔۔ کے مولفین کے حالات کی تفصیل کے لیے کتاب حاضر پر ہمارے مقدمے کا عنوان ”حیات حضرت خواجہ محمد معصوم کے مآخذ ملاحظہ کریں۔“

وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللَّهِ ۝۵۰

قرآن ۸۸/۱۱

مخدوم زادۃ ثالث..... شیخ محمد عبید اللہ.....

۱۱-۱۰/۵۰

کے حالات کے لیے کتاب حاضر کی مفتاح ہفتم (کنز سوم) ملاحظہ کریں۔

”تاریخ اتمام آل (مکتوبات معصومیہ جلد اول) جمع کمالات نبوۃ“ یافتہ اندو نام

۱۲/۵۰

تایں نیز اس کلمہ تاریخ را مقرر نموده اند“
یعنی اس کی جلد اول کے نام ”درة التاج جاوید اور جمع کمالات نبوة“ دونوں
تاریخی مادے ہیں جن سے ۱۰۶۳ھ برآمد ہوتا ہے (دیباچہ جلد اول ۵۶)
”میر شرف الدین ہرودی سرہندی“

۱۳/۵۰

میر شرف الدین ہرودی کے حالات کے لیے اس کتاب کی مفتاح نہم کی
کنز ۳ کا ذیل بعنوان ”خاندان میر عماد احسینی“ ملاحظہ کریں۔
حاجی محمد عاشور بخاری

۱۷/۵۰

حاجی بخاری کے حالات بھی اسی کتاب کی مفتاح مذکورہ کی کنز ۳ کے
ذیل پر ہمارے تعلیقات ملاحظہ کریں۔

..... ”حضرت ایشاں سر دفتر مکتوبات..... و ہفت رسائل نہ نوشتہ اند
تا وجہش چہ باشد“.....

۲۳-۲۰/۵۰

حضرت خواجہ محمد معصوم کی تالیفات کا ہم نے اس کتاب کے مقدمے میں
مفصل تعارف کرایا ہے۔

مفتاح دوم

۱۳-۱۱/۵۱ اِذَا جَاءَ..... كَانَ تَوَابًا

قرآن ۱۱۰/۱-۳

۱۴/۵۱ ”اسرار و دقائق قیومی“.....

اس سے حضرت مجدد الف ثانی کے اسرار مراد ہیں۔

۱۹-۱۸/۵۱ دائرہ ظلال ولایت ثلاثہ

ان اصطلاحات تصوف کے مفہوم کے لیے ملاحظہ ہو :

سجادی : فرہنگ معارف اسلامی، فرہنگ ولغات عرفانی

۵-۴/۵۲ ”بستی ملک حیدر کہ قریب بہ دوسیل خام از بلدہ متبرکہ دارالاشاد حضرت سرہند“.....

یہ بستی حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہ کی جائے ولادت ہے کتاب حاضر کی

بدلت پہلی مرتبہ آپ کے مقام ولادت کا نام معلوم ہوا ہے ورنہ دیگر تذکرہ نویسوں

نے جائے ولادت کا ذکر نہیں کیا (مقامات خیر ۵۹) ”بستی ملک حیدر“ اب

”بسی پٹھاناں“ کہلاتی ہے۔ ۱۷۳۷ء کے بعد یہ گاؤں مہاراجہ پٹیالہ کے قبضے میں

آگیا اور اب تک یہ پٹیالہ کی حدود میں ہے۔ سرہند سے صرف تین میل کے

فاصلے پر ہے (یہی تین میل منقولہ اقتباس میں دوسیل خام ہے) امپیریل گزٹیر

میں اسے شمال میں سرہند سے چھ میل کے فاصلے پر بتایا گیا ہے (۹۵/۷)

شیر شاہ سوری کے عہد میں ایک افغان ملک حیدر خان عمر زئی نے یہ بستی

۱۵۴۰ء/۹۴۷ء میں آباد کی اور اسی کے مسکن کے طور پر ”بستی ملک حیدر“ کہلائی

لیکن جیسا کہ عام ہندوستانی مزاج ہے کہ کثرت استعمال سے طویل نام مخفف ہو

جلتے ہیں یہ نام بھی "بستی" کی بجائے "بسی" بن گیا۔ ۱۷۶۳ء میں اس بستی پر سکھوں (سردار دیوان سنگھ) کا قبضہ ہو گیا۔ سردار مذکور کا قلعہ وہاں مدتوں موجود رہا۔ اس بستی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ریش مبارک کا ایک بال بھی محفوظ تھا جس کی عید میلاد کے موقع پر زیارت کروائی جاتی تھی یہ مقدس بال تقسیم ہند کے بعد مسلمان پاکستان لے گئے ۱۹۴۷ء۔ "بستی ملک حیدر" کے بارے میں یہ تمام معلومات پنجابی پٹیا لہ یونیورسٹی کے پٹیا لہ کے بارے میں شائع کردہ کتابچے سے بتغیر قلیل ماخوذ ہیں،
ملاحظہ ہو :

1. patiala and its historical surroundings, patiala, 1967 p. 69
2. Imperial Gazetteer of India, Oxford, 1909, vol. vii, p. 95

برطانوی عہد میں "بستی ملک حیدر" کی آبادی ۱۳۸۱۰ نفوس پر مشتمل تھی نیز اس کے رقبے کے لیے دیکھئے :

Burgess: Hand Gazetteer of India, p. 47

اس سے قیاس کیا جاسکتا ہے کہ حضرت مجدد الف ثانی کا مسکن شہر سرہند سے دو میل خام بطرف موجودہ پٹیا لہ اس "بستی ملک حیدر" میں تھا۔

"ولادت باسعادت حضرت ایشاں ~~مجدد الف ثانی~~ در ماہ شوال سنہ یک ہزار و ہفت ہجری اتحاق افتاد"

حضرت خواجہ محمد معصوم کا یہ سال ولادت (۱۰۰۷ھ / ۱۵۹۹ء) معاصر ماخذ زبۃ المعانی (۳۱۵) کے عین مطابق ہے۔ وہاں گیارہ شوال کی تاریخ بھی درج ہے اور سنہ کے ساتھ لفظ حدود کا اضافہ ہے۔ دوسرے معاصر ماخذ حضرات القدس (۲۶۲/۲) کے مولف نے سال ولادت ۱۰۰۹ھ دیا ہے جو سہو مرتب ہے ۱۰ کے قرائن حسب ذیل ہیں :

(۱) صاحب حضرات القدس نے سال ولادت کے متصل خود ہی لکھا ہے کہ اس ولادت پر حضرت مجدد الف ثانی نے فرمایا کہ محمد معصوم کی ولادت

میرے لیے بہت مبارک ثابت ہوئی کہ اس سے چند ماہ بعد مجھے حضرت خواجہ باقی باللہ
قدس سرہ کی ملازمت نصیب ہوئی (۲۶۲/۲) حضرت مجددی کی اس مسرت کا
اظہار انہی الفاظ میں مولف زبدۃ المقامات نے بھی کیا ہے (۳۱۵)

(۲) مولف حضرات القدس نے خود ہی حضرت مجدد الف ثانی کے اپنے والد
گرامی کے وصال ۱۰۰۷ھ / ۱۵۹۹ء کے سال ہی حج کے ارادہ سے سفر اختیار
کر کے دہلی پہنچے اور یہیں حضرت خواجہ باقی باللہ علیہ الرحمت کی خدمت میں
حاضری کے اشتیاق کا بھی ذکر کیا ہے (۳۲/۲) جو اس امر کا بین ثبوت ہے
کہ حضرت خواجہ محمد معصوم کی ولادت اسی سال یعنی ۱۰۰۷ھ میں ہوئی اور
حضرات القدس کے بزرگ مولف سے سہو ہو گیا ہے۔

(۳) مقامات معصومی کے چند سال بعد تالیف ہونے والے تذکرہ روضۃ القیومیہ
(۲-۱/۲) میں آپ کا یہی سال ولادت (۱۰۰۷ھ) درج ہے۔
اس لیے حضرات القدس کی بلا تحقیق اتباع کرنے والے تذکرہ نویسوں

یعنی :

(۱) رافت، رؤف احمد مجددی : جواہر علویہ

(۲) محمد منظر مجددی : مناقب احمدیہ و مقامات سعیدیہ ۳۰

(۳) غلام سرور لاہوری : خزینۃ الاصفیاء ۶۴۲/۱

کے مندرجات غلط ہیں اور حضرت خواجہ محمد معصوم کا صحیح سال ولادت
۱۱ شوال ۱۰۰۷ھ ہے۔

..... ماہِ تاب در آنکہ ہند قدم نہاد
اس جملے میں "انکہ ہند" سے مراد سرزمین ہند ہے۔ لفظ "الکا" کے

۸/۵۲

تحت ڈاکٹر محمد معین نے لکھا ہے :

الکا، زمین، بوم، ناحیہ، قسمتی از ایالت، الکا، الکہ، الگہ (فرہنگ
فارسی) "الکا" بضم اول و سکون ثانی و کاف بالف کشیدہ، ملک و بوم و زمین
را گویند۔ (برہان قاطع ۱/۱۵۹) ڈاکٹر محمد معین نے اس پر ایک عمدہ حاشیہ بھی
دیا ہے۔ انند رام مخلص نے "الکہ" کو اسی مفہوم سے استعمال کیا ہے :

”چوں آبادی و معموری الکہ پنجاب و آرام و آسودگی سکۂ آں“.....

(بدائع و قائع، اقتباس مشمولہ مقالات مولوی محمد شفیع ۲۹۰/۵)

..... ”افاغۂ بستی مذکور کہ اکثر شان بہ تہور و شجاعت مشہور اند و بعضی از انہادر
اعتماد و محبت ایں حضرات عالی درجات معمور از استملع طلوع بدر سپہر
ولایت بستی خود ہا آرزوی دیدن بلا توقف“.....

۲۰/۵۲

ہم نے تعلیقات حاضر (۵۲/۴-۵) میں اس بستی میں حضرت مجدد کے
قیام پر جس قیاس کا اظہار کیا تھا وہ اس اقتباس سے یقین میں بدل گیا ہے کہ
اس بستی کے بانی ملک حیدرخان عمر زئی سمیت سارے افغان آپ کے
معتقد تھے۔ اس سے اگلے جملوں (۵۳/۱-۴) سے ان افغانوں کی جس عقیدت
کا ثبوت ملتا ہے وہ حضرت مجدد الف ثانی کے اس بستی میں قیام کا اصل
سبب معلوم ہوتا ہے۔

..... ”این شیر جبار (حضرت خواجہ محمد معصوم) است کہ بعد از رفتن دو عزیز
صاحب کمال یعنی ہر دو جد اشرف حضرت ایشاں جد پدری و جد مادری
کہ دو در ہماں سال بہ شہادت رسیدہ بودند و الم جد شریف ایشاں عارف
باللہ الصمد مخدوم عبدالاحد است“.....

۹-۷/۵۳

یعنی جس سال (۱۰۰۷ھ) حضرت خواجہ محمد معصوم کی ولادت ہوئی اسی سال
آپ کے جد پدر حضرت مخدوم عبدالاحد قدس سرہ کا وصال ہوا۔

(تعلیقات حاضر ۵۲/۴)

..... ”در ہماں سال بہ شہادت جد مادری ایشاں شیخ سلطان محمد تھانیری
است یکی از ظالمان جابر ایشاں را بر مقدمہ اسلام شہید نمودہ بودند“

۱۰-۹/۵۳

اسی سال حضرت خواجہ محمد معصوم کے جد مادری یعنی حضرت مجدد الف ثانی
کے خسر شیخ سلطان کو اکبر نے اہل تھانیس کی شکایت پر پھانسی دے دی
۱۰۰۷ھ کے واقعات کے تحت اکبر نامہ میں لکھا ہے :

”دریں روز شیخ سلطان را از حلق کشیدند، در گروہ عمامہ داران می زیست
آرزوی عمل گزاری اورا کا لیوہ ساخت، تھانیس (کہ بنگاہ او بود) بدو

سپردند۔ از بدستی دنیا کہن کینہارا تازہ بر ساخت ، و بجان گزائی نیکوان
برخواست (چوں داد خدا را بدان شہر گزارہ شد۔ و نختی ستمکاری اذ خاطر
نشین گشت) بسزای کردار خود رسید

(ابوالفضل : اکبرنامہ ۳/۲۸ ، چاپ کلکتہ ، دانگریزی ترجمہ

بیورج ۳/۱۱۱۸)

یہاں ابوالفضل نے شیخ سلطان کو ملنے والی سزا کی اصل وجہ بتلنے سے
چشم پوشی کی ہے جیسا کہ دیگر مورخین نے لکھا ہے کہ اس سے پہلے بھی اکبر
ان سے تھانیسریں گاؤں کشی (ذبح گاؤں) پر ناراض ہوا تھا اور اس نے انہیں
بھکر جلا وطن کر دیا تھا خان خانان کی سفارش سے دوبارہ تھانیسری کے گرد پڑی
مقرر ہوئے تو انہوں نے اکبر کے احکام کی پروا کئے بغیر پھر فریضہ اسلام کے
تحت گائے ذبح کردائی تھانیسری چونکہ ہندو اشیاء کا مرکز تھا اس لیے اکبر نے
ہندوؤں کو خوش کرنے کے لیے انہیں گائے کی قربانی دینے کے جرم میں سزائے
موت دی۔ تفصیل کے لیے دیکھئے :

(۱) بدایونی ، عبدالقادر : منتخب التواریخ فارسی ۳/۱۱۸-۱۱۹ دانگریزی
ترجمہ بامداد اشاریہ

(۲) محمد شریف معتمد خان : اقبال نامہ جہانگیری ۲/۲۵۹

(۳) ابوالفضل : اکبرنامہ ۳/۲۸ ، مطبوعہ کلکتہ

اس لیے مقامات معصومی کے یہ الفاظ کہ شیخ سلطان کو ”بر مقدمہ اسلام
شہید نمودہ بودند“ اسی خلاف اسلام اکبر کے حکم یعنی گاؤں کشی پر پابندی نہ کرنے
کے جرم میں پھانسی دینے کی طرف اشارہ ہے۔ ورنہ حضرت سلطان تھانیسری
اکبر کے مقربین میں سے تھے اور مہاراجا بھارت کے ایک حصے کا اکبر کے حکم
سے فارسی میں ترجمہ بھی کیا تھا۔

قصہ بزرگی و خوبی و کمالات ایں صاحبین در ہر دو جلد مقامات حضرت مجدد الف ثانی
خواجہ محمد ہاشم و ملا بدر الدین بہ تفصیل بیان کردہ اند۔

۱۲-۱۱/۵۳

یہاں دو صاحبین سے مراد حضرت مخدوم عبدالاحد اور شیخ سلطان تھانیسری

ہیں۔ خواجہ محمد ہاشم کشمی نے زبدۃ المقامات میں مخدوم صاحب کا مفصل حال (۹۳-۱۲۵) لکھا ہے۔ اسی طرح ملا بدرالدین سرہندی نے حضرات القدس میں مخدوم عبدالاحد کا ذکر کیا ہے (۳۱/۲-۳۳)

۱۹-۱۸/۵۳ درہماں سال (۱۰۰۷ھ ولادت حضرت خواجہ محمد معصوم) جناب امام ربانی مجدد الف ثانی راجبت پیر بزرگوار خود حضرت خواجہ بیرنگ خواجہ محمد باقی دست داد.....

اسی سال ۱۰۰۷ھ (۱۱ شوال) حضرت خواجہ محمد معصوم کی ولادت کے چند ماہ بعد حضرت مجدد الف ثانی کو حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہ کی خدمت میں حاضر ہونے کی سعادت نصیب ہوئی۔ (تعلیقات حاضر ۵۲/۲)

۲۳-۲۲/۵۳ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ خودی فرمایند کہ قدم مہمنت لزوم فرزندى محمد معصوم بر ما بسى ہمایوں آمد کہ بعد ولادت دى بہ چند ماہ بہ حضرت مجدد کا یہ قول انہیں الفاظ میں زبدۃ المقامات (۳۱۵) اور حضرات القدس (۲۶۲/۲) سے یہاں منقول ہے۔

۵-۳/۵۳ ”ایں فرزند ارجندہ ما دو سالہ بود کہ گفت کہ ایں منم و آں منم“

حضرت مجدد کے حضرت خواجہ محمد معصوم کے بارے میں یہ جملے حضرت القدس (۲۶۲/۲) سے ماخوذ ہیں غالباً مولف نے حافظہ سے کتاب دیکھے بغیر تحریر فرما دیا ہے اس لیے فقرات میں قدرے تغیر و تبدل ہو گیا ہے۔ حضرات القدس میں عمر دو سال کی بجائے تین سال تحریر ہے۔ حضرت خواجہ کی عمر یقیناً تین سال ہی تھی جب یہ مشاہدہ ہوا خواجہ محمد ہاشم کشمی نے بھی یہی لکھا ہے :

”نیز بر زبان شریف راندند کہ در ایام سہ سالگی بجامعیت استعداد و حقیقت تجلی ذاتی و حرف توحید لب کشود و می گفت من آسمانم و من زمینم و من فلامن و من فلامن دیوار حق ست“ (زبدۃ المقامات ۳۱۶)

۱۶/۵۳ ملا دو پیازہ

ملا دو پیازہ اکبر کے نورتنوں میں سے تھا تفصیل کے لیے دیکھئے :

Smith, V.A: Akbar, the great Mughal, Delhi, 1966, p.260, 362

البتہ تاریخ میں یہ بات پہلی مرتبہ کتاب حاضر (مقامات معصومی) کے ذریعہ معلوم ہوئی ہے کہ ملا دوپیارہ حضرت مجدد الف ثانی کا عقیدتمند اور سرسبز شریف حاضر ہوا کرتا تھا۔

خال اکرم حضرت حجۃ اللہ.....

۲۳/۵۴

حضرت حجۃ اللہ محمد نقشبند ثانی بن حضرت خواجہ محمد معصوم مولف کتاب ہذا کے ماموں تھے تفصیل کے لیے اس کتاب پر ہمارے مقدمے کا عنوان ”احوال و آثار مولف“ اور مفتاح در احوال ابنای حضرت خواجہ محمد معصوم ملاحظہ کریں۔

إِنَّ أَكْرَهَكُمْ أَتَقْسِمُ

۵/۵۵

قرآن ۱۳/۲۹

”لقب آنحضرت (خواجہ محمد معصوم) مجدالدین است“

۱۰/۵۵

آپ کا یہ لقب ”مجدالدین“ کئی دوسرے مآخذ میں بھی ملتا ہے۔ جامعین مکتوبات مجدد نے بھی آپ کے نام کے ساتھ یہی لقب تحریر کیا ہے۔

(دفتر اول ۳۰۰، ۳۰۲)

..... ”مریم مکانی حضرت والدہ ماجدہ سلمہا و بیہامی فرمایند کہ“.....

۱۶/۵۵

یہاں مولف مقامات معصومی کی والدہ ماجدہ مراد ہیں ان کے حالات و مناقب کے لیے کتاب حاضر پر مولف کے مقدمے کی کنز اول ملاحظہ کریں۔

..... ”بہ قمچہ شہتوت و اشجار“

۲۲/۵۵

یہاں لفظ ”قمچہ“ تازیانہ کے طور پر آیا ہے یعنی ہندوستانی استاد کی وہ چھڑی جسے وہ طالب علموں کو سزا دینے کے لیے استعمال کرتا ہے۔ یہ دراصل ترکی لفظ ”قمچی“ سے بنایا گیا ہے جو تازیانہ اور شلاق کی بجائے استعمال ہوتا ہے (فرہنگ فارسی معین ۲/۲۶ ۲۷ نیز دیکھئے ابراہیم اولغون: فرہنگ ترکی استانبولی بہ فارسی ۱۷۳)

یہاں آپ کے ابتدائی تعلیم کے اس استاد محترم کا نام نہیں لکھا گیا جیسا کہ تعلیقات مابعد میں وضاحت کی جائے گی کہ آپ ابتدائی تعلیم کے بعد حضرت شیخ طاہر زندگی لاسودی کی خدمت میں حصول علم کے لیے حاضر ہوئے تھے

یہ کوئی مدرسہ سرہند کے ہی استاد ہوں گے۔

..... زہرای عصر والدہ ماجدہ حضرت ایشاں (خواجہ محمد معصوم) ۱۲-۱۱/۵۶

آپ کی والدہ محترمہ حضرت شیخ سلطان تھانیسری (۵۳/۹-۱۰) کی صاحبزادی تھیں حضرت مجدد کے مکتوبات (۲/۳) سے اس رابعہ عصر خاتون کی استقامت کا اندازہ ہوتا ہے۔ حضرات القدس (۵۰/۲) میں بھی اس عفت مآب خاتون کے زہد و تقویٰ کا ذکر ہے۔ اس خاتون محترمہ کا وصال شبِ دو شنبہ ۷ ذی الحج ۱۰۵۰ھ کو ہوا خود حضرت خواجہ محمد معصوم نے اپنے ایک مکتوب میں خواجہ محمد حنیف کابلی کو اطلاع دی ہے :

شبِ دو شنبہ ہفتم ماہِ حال کہ ماہِ ذی الحج سنہ یک ہزار و پنجاہ ہجری است حضرت قبلہ گاہی والدہ ماجدہ جیو سفر آخرت گزیدند و پسماندگان را جگر کباب و دیدہ پر آب گذاشتند و جو در شریف شاں وسیلہ سعادت کونین و در یحیہ رضامندی رب المشرقیں بودہ (مکتوبات معصومیہ ۲/۱۳/۴۱)
 فضل مسجد کلاں حضرت سرہند از آنحضرت عالی منزلت (خواجہ محمد معصوم) ۵/۵۷
 نمودہ

حضرت خواجہ نے لکھا ہے :

در باب فضل و شرافت و باہت و عظمت این مسجد و تضاعف حنات در آن چیز با دیدہ اند و شاید نمودہ کہ تفصیل آن گنجائش وقت نیست
 (مکتوبات معصومیہ ۲/۱۱۹/۲۰۶)

تفصیل اس معنی در مکتوبات جلد ثانی حضرت ایشاں رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهَا در مکتوب دوم کہ بنام شیخ مذکور (عبدالاحد وحدت) صدور یافتہ مسطور است
 یہاں مکتوب کا نمبر غلط درج ہو گیا ہے مکتوباتِ معصومیہ کی جلد دوم کا یہ مکتوب ۱۱۹ ہے جس کا موضوع بھی عین اسی کے مطابق ہے یعنی: ”سائک در عین نماز بچہ چیز متوجہ شود و در ابہت و بزرگی مسجد سرہند“
 حضرت وحدت نے اپنے ایک رسالہ میں سرہند کی شرافت و بزرگی بیان کی ہے رسالہ وحدت ورق ۱۱، ۱۲، ۱۳، ۱۴، ۱۵، ۱۶، ۱۷، ۱۸، ۱۹، ۲۰، ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰، ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱

”بادشاہِ خلد مکان کہ مریدِ مخصوص حضرت ایشاں بودند“

۸/۵۷

بادشاہِ خلد مکان سے مراد اورنگ زیب ہے۔ صاحبِ وضۃ القیومیہ نے حضرت خواجہ اورنگ زیب عالمگیر کے تعلقات کو جس مبالغہ آمیزی سے پیش کیا ہے محققین اس سے پریشان ہو کر اس امر میں شک کرنے لگے ہیں کہ آیا اورنگ زیب حضرت خواجہ کامرید تھا بھی یا نہیں ہم نے اس کتاب کے مقدمے میں ”اورنگ زیب کے حضرت خواجہ کے ساتھ تعلقات“ کے موضوع پر مفصل بحث کی ہے۔

..... ”از بارِ گراں و خوفِ الآخرة“

۱۲-۱۱/۵۷

یہ حضرت خواجہ کے اورنگ زیب عالمگیر کے نام ایک طویل مکتوب کا اقتباس ہے دیکھئے مکتوباتِ معصومیہ (۳/۲۲۷/۲۷۳)
”حضرت مجدد الف ثانی بآحضرت (خواجہ محمد معصوم) خطاب کردہ فرمودند کہ
”بابا از تحصیل چاره نہ بود“

۲۲-۲۰/۵۷

حضرت مجدد الف ثانی کا یہ قول زبدۃ المقامات اور حضرات القدس میں موجود ہے، یہاں عبارت قدرے آگے پیچھے ہو گئی ہے :

می فرمودند کہ چوں علم مبداء حال ست از تحصیل آن چاره نہ بود
می فرمودند بابا زود از تحصیل (زبدہ ۳۱۶)

حضرات القدس (۲/۲۶۳) میں صرف موخر الذکر جملہ ہی درج ہے۔

”در سن شانزده سالگی بہ انجام (تحصیل علوم) رسانیدہ مجمع البحرین علم حال و
قال گردیدند“.....

۱/۵۸

یہ جملہ زبدۃ المقامات (۳۱۶) کے اس بیان پر مبنی ہے :

”در شانزده سالگی از تحصیل علوم فراغ یافت و اگرچہ در ضمن تحصیل قال
در تحصیل حال و تنویر مال سرگرم می بود“.....

نیز دیکھئے حضرات القدس (۲/۲۶۳)

عالم ربانی عارف سبحانی برادرِ کلاں خود خواجہ محمد صادق قدس سرہ خواندہ
حضرت مجدد الف ثانی نے اپنے اس جوان سال صاحبزادے کو خود

۳/۵۸

انہی صفات "عالم ربانی و عارف سبحانی" سے یاد فرمایا ہے تفصیل کے لیے
ملاحظہ ہو مکتوبات امام ربانی ۱/۲۳۴، ۲۴۶، ۳۰۶

"پارہ از شیخ محمد طاہر لاہوری کہ از مخول علماء و از اعظم خلفاء مجدد الف الثانی
بود حاصل نموده"

۲/۵۸

حضرت خواجہ محمد ہاشم کشمی نے خود مخدوم زادگان کی زبان سے بارہا یہ سنا
تھا کہ حضرت شیخ محمد طاہر کے احسانات اور حقوق ہم پر ہیں:

در تعلیم و تفہیم صاحبزادہای کبار سلمہم اللہ سبحانہ جہد بلیغ و سعی
تمام بذول داشت چنانکہ از زبان مبارک مخدوم زادہا مکرر شنودم کہ
فرمودند حقوق حضرت شیخ طاہر برمایان نہ آں قدرست کہ از عہدہ شکر
آں توانیم بردل آمد..... (زبدۃ ۳۴۰)

حضرت شیخ محمد طاہر لاہوری حضرت مجدد الف ثانی کے اکابر خلفاء میں
سے تھے ۱۰۴۰ھ/۱۶۳۰ء میں وصال ہوا زندگی کا بیشتر حصہ لاہور میں درس و
تدریس اور تبلیغ و ارشاد میں گذار شاہ جہاں بادشاہ نے انہیں لاہور میں مدرس
مقرر کیا تھا (طبقات شاہ جہانی ورق ۲۲۱ بحوالہ مقالہ محمد سلیم اختر) حضرت
شیخ محمد طاہر لاہوری کے حالات کے چند بنیادی مآخذ یہ ہیں:

(۱) کشمی: زبدۃ المقامات ۳۴۰-۳۴۶

(۲) سرہندی، بدرالدین: سنوات الاتقیاء، قلمی مخزونہ خانقاہ حضرت
غلام محی الدین - قصور

(۳) سرہندی: حضرات القدس ۲/۳۱۹-۳۲۶

(۴) آدم بنوڑی شیخ: خلاصۃ المعارف ۲/۲۵۹ ب قلمی

(۵) محمد امین بدخشی: نتائج الحرمین، جلد سوم قلمی

(۶) محمد صادق کشمیری: طبقات شاہ جہانی (بحوالہ مقالہ ڈاکٹر محمد سلیم اختر
بعنوان:

(۷) عبدی، عبداللہ خوشگی قسوری : اخبار الاولیاء ورق ۱۵۶ اب ،

۱۵۴ اب قلمی

(۸) کمال الدین محمد احسان : روضۃ القیومیہ ۱/۳۲۶، ۳۲۸

(۹) عبدالفتاح بن محمد نعمان بدخشی : مفتاح العارفین۔ قلمی نسخہ ذخیرہ

شیرانی دانش گاہ پنجاب۔ لاہور

(۱۰) محمد بن غلام غوث : شرائف غوثیہ۔ قلمی نسخہ خاندان فاضلیہ، لاہور

(۱۱) احمد علی : قصر عارفان (بامداد اشاریہ)

(۱۲) شاہ محمد قریشی : مخزن ہدایت و مرآت المعرفت ورق ۵۰، ۵۱۔ ۱

ہم نے حدیقتہ الاولیاء ۴۸ کے حواشی میں حضرت شیخ محمد طاہر کے حالات کے مآخذ میں اصغر علی کی جواہر فریدی کو شامل کر دیا تھا لیکن اب معلوم ہوا ہے کہ وہ ”محمد طاہر“ کوئی اور شخصیت ہیں۔

”ملا بدر الدین در مقدمات حضرت القدس در بیان احوال حضرت ایشان ۸-۷/۵۸

رضی اللہ تعالیٰ عنہ برنگاشته اند کہ کارخانہ حال برقال غالب گشت“

ملا بدر الدین سرہندی نے لکھا ہے :

جمع میان تحصیل قال و حال نموده بعد حصول ملکہ مولویت ہر چند بدر بس

علوم و افادہ طلبہ علم نیز اشتغال داشتند اما کارخانہ حال برقال غالب

گشت (۲/۲۶۳)

ملا بدر الدین علیہ الرحمت کے اس جملے پر کتاب ہذا کے مولف بزرگ

نے گرفت کی ہے۔

لَا أُحِبُّ الْأَفْسَلِينَ ۱۶/۵۸

قرآن ۷/۷۷

إِنِّي وَجَّهْتُ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ۱۷/۵۸

قرآن ۷/۸۰

العلماء ورثة الانبياء ۱۸/۵۸

حدیث کے الفاظ اس طرح ہیں :

”وَإِنَّ الْعُلَمَاءَ (ہم) وَرِثَةُ الْأَنْبِيَاءِ“ — بخاری (علم ۱۰) ابوداؤد (علم ۱)
 ابن ماجہ (مقدمہ ۱۷)، سنن دارمی (مقدمہ ۳۲)، مسند امام احمد ۵/۱۹۶
 [بحوالہ معجم المفہرس ۳۲۱/۴]

سعد اللہ خان

۱/۵۹

علامی سعد اللہ (ف ۱۰۶۶ھ / ۱۶۶۵ء) شاہ جہان بادشاہ کے مقربین
 میں سے تھا اس عہد کی کتب تاریخ میں اس کے حالات ملتے ہیں۔ دیکھئے؛
 صمصام الدولہ شامہنواز خان : آثار الامراء ۲/۴۴۴ - ۴۵۲
 داراشکوہ

۱/۵۹

داراشکوہ بن شاہ جہان بادشاہ کے احوال و افکار کے لیے اس کتاب
 پر ہمارا مقدمہ ملاحظہ کریں۔

”از داراشکوہ منقول است مکتوبات قدسی آیات حضرت مجدد الف الثانی
 مطالعہ نمودہ بسیار مخطوط گشتہ بر زبان آورد کہ بندگی شیخ احمد نشتی بے نظیر
 گذشتہ اند“

۳-۱/۵۹

داراشکوہ نے سفینۃ الاولیاء (۱۹۷-۱۹۸) میں حضرت مجدد الف ثانی
 کا ذکر کیا ہے لیکن اس قسم کے تاثرات کا اظہار نہیں ملتا۔ ممکن ہے یہ بیان
 علامی سعد اللہ خان کا ہو۔

در آں جا درس فصوص

۹/۵۹

یہاں شیخ محی الدین ابن عربی کی مشہور کتاب فصوص الحکم کی طرف اشارہ ہے۔
 ”در مخفل یکی از امرای روزگار از مخلصان خاصی است با وجودیکہ شیخ برہان
 معتقدان ایں طائفہ علیہ می دانستہ“

۱۰-۸/۵۹

شیخ برہان، برہان الدین تونی ملقب بہ فاضل خان، ملا علاء الملک
 علاء الدین تونی کے بھتیجے تھے، کئی مناصب پر فائز رہے۔ کشمیر کے بھی والی
 بنائے گئے (تاریخ کشمیر ۱۹۰)، آثار الامراء میں ہے ”وہ اکثر کمالات روحانی
 سے آراستہ، بہت باوقار اور مستقیم الاحوال تھا“ (۳/۳۰) ۱۱۱۳ھ / ۱۷۰۲ء
 میں برہان پور میں انتقال ہوا، ملاحظہ ہو؛

(۱) مصمصام الدولہ شاہ نواز خان : مآثر الامراء ۳۰/۳-۳۳

(۲) عبدالحی حسنی : نزہۃ الخواطر ۶/۴۷-۴۸

(۳) محمد اعظم دیدہ مری : تاریخ کشمیر ۱۹۰-۱۹۱

مقاماتِ معصومی سے نواب فاضل خان برہان الدین کی علم پروری اور اس کے ہاں درس و تدریس کتب تصوف کا اندازہ ہوتا ہے غالباً کتاب حاضر کے مولف صفراحمہ معصومی کے شیخ برہان فاضل خان کے ساتھ اچھے تعلقات تھے اور اس کے لشکر میں بھی رہے۔

تفصیل کے لیے اس کتاب پر ہمارے مقدمے میں مولف کے احوال کا مطالعہ کریں۔

”پیرزادہ خود خواجہ محمد عبداللہ المعروف بہ خواجہ خرد“

۱۴/۵۹

خواجہ عبید اللہ معروف بہ خواجہ خرد بن حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہما کی ولادت ۱۰۱۰ھ/۱۶۰۱ء اور وصال ۱۰۷۲ھ/۱۶۶۲ء میں ہوا۔ بہت سی کتب سلوک کے مولف ہیں۔ ذخیرہ دہلی انڈیا آفس لائبریری لندن میں ان کے عربی و فارسی کے کئی اہم رسائل بصورت مخطوطات محفوظ ہیں۔ خواجہ خرد کے ملفوظات کا ایک خطی نسخہ کتب خانہ آصفیہ میں ہے۔ انہوں نے حضرت خواجہ باقی باللہ کے خلیفہ خواجہ حسام الدین احمد سے بھی فیض پایا تھا اور حضرت مجدد الف ثانی سے روحانی تربیت لی، خواجہ خرد کے حالات کے لیے دیکھئے :

(۱) سلام اللہ بن خواجہ خرد : ملفوظاتِ خواجہ خرد (تلخیص شامل تذکرہ

خواجہ باقی باللہ از نسیم احمد فریدی ص ۶۸-۸۳

(۲) کمال اسماعیل سنہلی : اسرار یہ قلمی نسخہ

مخزونہ کتابخانہ ندوۃ العلماء، لکھنؤ

(۳) شاہ ولی اللہ دہلوی : انفاس العارفین (بامداد اشاریہ)

”مسئلۂ وحدۃ الوجود و بیان الاتحاد الذاتی بین الخلق

والحق تعالیٰ“..... الخ

اس طویل عربی مکتوب میں حضرت خواجہ محمد معصوم نے خواجہ خرد کے

وحدت الوجود کے متعلق سوالات کے جواب دیئے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ خواجہ خرد کا میلان طبع وحدت الوجود کی طرف تھا، ان کے معاصر تذکرہ نویس اور مرید سید کمال اسماعیل لکھتے ہیں :

”علوم صوفیہ اور اس راہ کے معارف ان کے دل پر کھل گئے اور اس قدر تصانیف علم توحید و معرفت کے اندر عربی و فارسی زبان میں ان کے قلم سے نکلیں کہ اگر شیخ ابن عربی اس وقت زندہ ہوتے تو انصاف کو کام میں لا کر فرماتے ”مرحبا مر جبالے خواجہ خرد آج تم جیسا علم جاننے والا کوئی نہیں۔“ (تذکرہ خواجہ باقی باللہ ۵۳)

۱۹-۱۸/۶۱ حضرت امام ربانی ایں فرزندِ محمدی المشرّب است
حضرت خواجہ محمد معصوم کے بارے میں حضرت مجدد الف ثانی کا یہ قول حضرات القدس سے ماخوذ ہے :

”می فرمودند کہ ایں فرزند با استعداد ولایت محمدی دارد و محمدی المشرّب است“ (۲۶۲/۲)

۲۵-۲۱/۶۱ ”از فرزندان محمد معصوم چه نویسد کہ اتمام تالیف مع انجام حفظی“
حضرت خواجہ محمد معصوم کے بارے میں حضرت مجدد الف ثانی کا یہ قول زبدۃ المقامات میں مولف نے خود روایت کیا ہے :
راقم فقیر گوید روزی (زبدۃ ۳۱۷)

حضرات القدس (۲۶۳/۲) میں ہے :
”حضرت ایشاں (مجدد الف ثانی) در خلوتی بحضور اصحاب خلص فرمودند کہ اقتباس فرزندِ محمد معصوم نسبتہای“

۵-۱/۶۲ حضرت وحدت کے یہ اشعار ”مجدد بہ توصیفِ ادلب کشاد“ مولف اس سے پہلے بھی نقل کر چکے ہیں ملاحظہ ہو تعلیقاتِ حاضر

۱۰-۶/۶۲ حضرت ایشاں در سنہ چہارمہ سالگی بودند کہ بہ عرض حضرت مجدد الف ثانی
رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ رسانیدہ بودند کہ من نوری می یابم

اس واقع کا تعلق حضرت خواجہ محمد معصوم کو حضرت مجدد الف ثانی کی طرف

سے قطبیت کی بشارت ملنے سے متعلق ہے۔ خواجہ محمد ہاشم کشمی لکھتے ہیں :
 ”حضرت والد بزرگوار در تعبیر آں اشارتی بترتیب قطبیت یافتہ و آں
 واقعہ ایں است کہ بہ عرض اشرف حضرت ایشاں (مجدد الف ثانی) رسانیدہ
 اند کہ من از خود نوری یافتہ کہ (زبدۃ المقامات ۳۱۷)
 حضرت خواجہ محمد معصوم نے اس واقعہ کی خود تصریح کی ہے :

”آں درویش ہنگام در حوالی چہار دہ سالگی بود بعرض اشرف رسانیدہ بود
 کہ من از خود نوری می یابم کہ تمام عالم ازاں نور منور است و آں نور در
 ہر ذرہ از ذرات عالم ساری است چوں آفتاب اگر آں نور فرورد عالم
 ظلمانی است آں عالی حضرت دی را بشارت دادہ فرمودند کہ تو قطبِ وقت
 خویش می شوی و ایں سخن من یاد دار (مکتوبات معصومیہ ۱/۸۶/۲۲۴)
 ”تفصیل ایں مقدمہ (بشارت قطبیت و قیومیت) در مکتوبی کہ نقل بشارت
 قیومیت“

۱۰/۶۲

تفصیل کے لیے دیکھئے : مکتوبات معصومیہ ۱/۸۶

نیز در ہنگام خرد سالی حضرت ایشاں حضرت مجدد الف الثانی در
 آرام شدند“

۲۰-۱۲/۶۲

یہ روایت حضرات القدس (۲/۲۶۲-۲۶۳) سے ماخوذ ہے مولف
 حضرات القدس سے یہ روایت ایک ایسے خادم نے بیان کی تھی جو سفر دہلی
 میں حضرت مجدد الف ثانی کے ساتھ رہتا تھا۔

”دارالاولیاء حضرت دہلی“

۱۳/۶۲

دہلی واقعی اس عہد میں ”دارالاولیاء“ تھی۔ بعض شواہد کے لیے دیکھئے :

مقامات مظہری، مقدمہ (۱۰۰-۱۰۶)

”مسجد فیروز آبادی“

۱۳/۶۲

”حضرات القدس (۲/۲۶۲) میں جہاں سے یہ روایت منقول ہے
 اے ”مسجد فیروزی“ لکھا گیا ہے۔ اس مسجد کی عمارت کی تفصیل

آثار الصنادید میں ملاحظہ کریں (۱۹۸)

علی بن محمد بن علی سید الزین ابوالحسن حسینی جرجانی حنفی معروف بہ
سید شریف جرجانی (۷۴۰-۸۱۶ھ) کی تالیف ہے کئی مرتبہ چھپ چکی ہے
آج تک حنفی مدارس میں نصاب درس ہے۔

۱۲-۱۱/۶۳ الحمد للہ الذی ربنا بالحق

قرآن ۴۳/۷

۲/۶۴ ”سرفراز نامہ عالی کہ بہ مصحوب ممریز خان مرسل بود“.....

ممریز خان حضرت مجدد الف ثانی کے مکتوب الیہم میں سے تھا۔ اس
کے ایک سولے کے جواب میں جس میں غالباً اس نے اپنے منصب میں ترقی
کے لیے دعا کی درخواست کی ہوگی، حضرت مجدد نے تحریر فرمایا:

بہ ممریز خان افغان در نکویش رجوع از فقر بہ غنا..... اخوی میاں
ممریز خان از تنگیہای فقر گریختہ التجا با غنیا آوردند.....

(مکتوبات ۳/۵۵/۳۹۷)

حضرت خواجہ محمد معصوم کا بھی ایک مکتوب اس کے نام ہے جو ترغیب
بر تحصیل فنا کے موضوع پر ہے (مکتوبات معصومیہ ۱/۲۱۶/۳۹۲-۳۹۳)
میاں ممریز خان افغان کے حالات ہمیں تذکروں میں نہیں مل سکے۔
اخوی خواجہ محمد ہاشم.....

۱۰/۶۴

حضرت مجدد نے اپنے ”مکتوبات و معارف جدیدہ“ خواجہ محمد ہاشم کے ہاتھ
آگرہ سے حضرت خواجہ محمد معصوم کے پاس ارسال فرمائے۔ غالباً یہ ان ایام کا واقعہ
ہے جب آپ جہانگیر کے لشکر میں قیام فرما کر لشکر کے ساتھ سفر پر جایا کرتے
تھے۔ یقیناً یہ ”خواجہ محمد ہاشم“ حضرت مجدد الف ثانی کے معروف سوانح نویس
یعنی مولف زبدۃ المقامات کے علاوہ شخصیت ہیں۔ زیر بحث بزرگ بھی
حضرت مجدد الف ثانی کے خلیفہ تھے اور خاص خدمات ان کے سپرد تھیں،
اس وجہ سے ان کا عرف ہی ”محمد ہاشم خادم“ ہو گیا تھا۔ حضرت مجدد ان پر بہت
مہربان تھے (روضۃ القیومیہ ۱/۳۳۹) حضرت خواجہ محمد معصوم نے اپنے مکاتیب

میں "اخوی اعززی معارف آگاہی محمد ہاشم" کا ذکر اور ان کے روزگار کے لیے سفارش کی ہے (۲/۱۳، ۳/۲۵۵) یقیناً یہ کوئی تیسری ہم نام (محمد ہاشم) شخصیت ہیں۔ مولانا محمد ہاشم خادم "حضرت مجدد الف ثانی کے ایام وصال میں جبکہ نزع کا عالم تھا، حاضر تھے۔ (وصال احمدی ۲۴)

۱۰-۹/۶۵ حتی اذا..... نصرنا۔ قرآن ۱۱۰/۱۳

۱۵/۶۵ اس عریضہ اولیٰ کا آخری پیرا گراف مولف مقامات معصیٰ نے نقل نہیں کیا۔

۱۴-۱۶/۶۶ "امشب کہ شبِ شنبہ بیت و ششم ربيع الثانی است میاں شیخ منزل ازیں دار رحلت نمودند"

میاں شیخ منزل، حضرت مجدد الف ثانی کے خلفاء اور مکتوب الیہ تھے، آپ نے اپنے شیخ حضرت خواجہ باقی باللہ کی خدمت میں اپنے ایک عریضے میں میاں شیخ منزل کی تعریف کی ہے (مکتوب ۱/۱۱) سفر و حضر میں حضرت مجدد کے ساتھ رہتے تھے۔ حدود ۲۶-۱۰ھ میں وصال فرمایا (زبدۃ المقامات ۳۶۴)

حضرت مجدد الف ثانی کے چند مکاتیب ان کے نام ہیں۔ (مکتوبات ۱/۸۷، ۱۱۷، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۹۷)

زبدۃ المقامات میں میاں شیخ منزل کا صرف سال وصال (حدود ۲۶-۱۰ھ) درج ہے حضرت خواجہ محمد معصوم کے اس عریضہ بنام حضرت مجدد سے ان کی تاریخ وفات شبِ شنبہ ۲۶ ربيع الثانی بھی واضح ہو جاتی ہے۔

نیز اس سے حضرت خواجہ محمد معصوم کے اس مکتوب کی تاریخ دستِ تحریر ۲۶ ربيع الثانی ۱۰۲۶ھ متعین ہو جاتا ہے۔ میاں شیخ منزل کے حالات کے لیے دیکھئے :

(۱) کشمی، زبدۃ المقامات ۳۶۳-۳۶۴

(۲) کمال الدین محمد احسان : روضۃ القیومیہ ۱/۳۳۰

..... "سفر از نامہ گرامی کہ از "سرای ہودل" مرسل بود رسید"

۱۰/۶۷

حضرت خواجہ محمد معصوم کو حضرت مجدد الف ثانی کا مکتوب "سرای ہودل" سے موصول ہوا یعنی حضرت مجددان ایام میں اس سرائے میں قیام فرماتے تھے

”سرائے ہودل“ ایک چھوٹے سے گاؤں ”ہودل“ میں تھی۔ یہ گاؤں دہلی سے متھرا جانے والی سڑک پر واقع ہے۔ دہلی سے ۵۴ میل، متھرا سے ۳۶ میل، گڑ گاؤں کے جنوب مشرق میں ۲۵ میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ ۱۹۱۰ء تک اس سرائے کے کھنڈرات موجود تھے :

1. Gurgaon District Gazetteer, 1910. p. 249
2. Imperial Gazetteer of India. Vol. xiii, p. 158
3. Qanungo, K.R: History of the Jats, p.75

..... سفری کہ مولانا محمد صدیق اختیار کردہ بودند

۱۲/۶۷

یہاں مولانا محمد صدیق سے مراد خواجہ مولانا محمد صدیق ہدایت بدخشی جامع رسالہ مبداء و معاد میں (رک بہ تعلیقات حاضر) یہاں حضرت خواجہ محمد معصوم کے خلیفہ شیخ محمد صدیق پشاور میں (رک مفتاح در احوال خلفای حضرت خواجہ محمد معصوم کتاب حاضر) مراد نہیں ہیں۔

اِنِّیْ وَجَّهْتُ مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ

۲-۱/۷۰

قرآن ۸۰/۶

..... چند دانہ برنج افتاد

۱۳/۷۰

”برنج“ اردو میں چاول کو کہتے ہیں (فرہنگ عامہ ۷۸)، فرہنگ روستائی میں ہے :

”برنج“ بہترین غلہ ہندوستان شرقی و ژاپن و چین وغیرہ میں باشد (۲۴۵/۱) نیز دیکھئے : فرہنگ فارسی معین ۵۱۳/۱، برہان قاطع (معین) ۲۶۴/۱ شیخ محمد طاہر لاہوری کہ از اعظم خلفاء

۵/۷۱

حضرت شیخ محمد طاہر لاہوری قدس سرہ کے حالات انہی تعلیقات میں ملاحظہ کریں (۴/۵۸)

میر صفرا احمد ولد میر رمضان

۸/۷۱

حضرت میر صفرا احمد رومی حضرت مجدد الف ثانی کے خلفاء میں سے تھے مولف کتاب حاضر کے جدِ مادری اور مولف کا نام انہی میر صفرا احمد کے نام پر

رکھا گیا تھا، تفصیل کے لیے دیکھئے اس کتاب پر ہمارے مقدمے کا عنوان
”خانوادہ مولف“

..... ”والد شریف ایشاں (میر صفرا احمد) میر رمضان بودہ اند قدس سرہما از
روم تشریف آوردہ بہ دار السلطنت لاہور کہ قطب البلاد است سکونت اختیار
فرمودند“.....

روضۃ القیومیہ (۱۱۹/۱) کے مولف نے میر صفرا احمد (میر نصیر احمد یقیناً سہو
کتابت ہے) کے روم (براستہ مدینہ منورہ) سے لاہور وارد ہونے کا ذکر کیا ہے
اس سلسلے میں مولف روضۃ القیومیہ کی زیادہ تر روایات مقامات معصومی سے
مانخوذ ہیں۔ لاہور جے اس اقتباس میں ”قطب البلاد“ کہا گیا ہے واقعی ان ایام
میں اولیا کامرکز تھا حضرت مجدد الف ثانی نے لاہور کو ”نزد فقیر، پچو قطب ارشاد
ست“ لکھا ہے (مکتوبات ۷۶/۱)

”در آں مرتبہ کہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ رخصت ارشاد اجازت
تعلیم طریقہ مسالکان نیک نہاد را از پیر بزرگوار خویش یافتہ اول بہ لاہور تشریف
برودہ بودند“

یہ اس زمانے کی طرف اشارہ ہے جب حضرت مجدد الف ثانی اپنے پیر
بزرگوار حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہما کے حکم کے مطابق لاہور میں مصروف
ارشاد و تبلیغ تھے۔ یہاں حضرت مجدد حدود ۱۰۱۰ء سے ۱۰۱۲ھ/۱۶۰۱-۱۶۰۳ء
تک مقیم رہے (سیرت مجدد الف ثانی ۸۱)

..... ”جمع کثیر از علماء و صلحا آں دیار د امرای ذوالاعتبار و فقرای ادلی الابصار
سعادت خود دانستہ چنگ بہ دامن دولت آنحضرت (مجدد الف ثانی) والا منزلت
زودہ بودند و داخل طریقہ.....“

یہ بھی اسی مذکورہ قیام لاہور کے دوران کے واقعات ہیں جس میں خان خاناں
مرضی خان، مولانا محمد طاہر لاہوری، حاجی محمد لاہوری، ملا جمال تلوی وغیرہ جیسے
اکابر حضرت مجدد الف ثانی کے مرید ہوئے (رک روضۃ القیومیہ ۱۱۶/۱-۱۲۰)
برادر ایشاں میر مظفر حسین.....

یہیں قیام لاہور کے دوران میر صفرا احمد رومی کے بھائی میر مظفر حسین بھی
حضرت مجدد کے حلقہ مریدین میں شامل ہوئے۔ حالات کے لیے دیکھئے مقدمہ
کتاب حاضر ”خانوادہ مولف“

عزای مخدوم زادہ ہای عالی مقدار بہ حضرت دہلی رسیدند.....

۳/۷۲

یہاں مخدوم زادوں سے مراد حضرت خواجہ باقی باللہ کے صاحبزادگان ہیں
حضرت خواجہ کے دو فرزند تھے خواجہ عبداللہ معروف بہ خواجہ کلال اور خواجہ عبید اللہ
معروف بہ خواجہ خرد، حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہ کی دو بیگیاں تھیں،
دونوں کے بطن سے یہ دونوں صاحبزادے ایک ہی سال ۱۰۱۰ھ میں تولد ہوئے
ان صاحبزادوں کے حالات و کمالات کے لیے دیکھئے :

فریدی، نسیم احمد امروہوی : تذکرہ خواجہ باقی باللہ ۳۹-۸۳

”در اسفار دیگر کہ جناب امام ربانی بہ لاہور تشریف فرمودہ عالمی راگرداب ضلالت
بر آوردہ“

۳/۷۲

حضرت مجدد الف ثانی کی ”تحریک اخیائے دین“ کے مراکز میں سے لاہور
اہم ترین مرکز تھا۔ یہاں آپ کی متعدد بار تشریف آوری کا ذکر ملتا ہے، ۱۰۱۰-
۱۰۱۲ھ/۱۶۰۱-۱۶۰۳ء تک آپ کے قیام لاہور کا ذکر کیا جا چکا ہے تعلیقات
حاضر (۱۸-۱۹) پھر حضرت خواجہ محمد معصوم کی شادی کے بعد بھی کئی سال تک
قیام فرمایا جہانگیر بادشاہ کے ساتھ اس کے لشکر میں رہتے ہوئے آپ ۱۰۲۹-
۱۰۳۴ھ/۱۶۱۹-۱۶۲۴ء کسی سال میں پھر لاہور میں مقیم اور مصروف ارشاد
تھے خود حضرت خواجہ محمد معصوم نے آپ کے خواجہ قاسم کی حویلی اور پھر وہاں سے
گزر طلا میں واقع حویلی میں منتقل ہونے کا ذکر کیا ہے :

حضرت ایشان ماقد سنا اللہ سبحانہ بسرہ الاقدس دراں ہنگام کہ
بتقریب سلطان وقت در بلدہ لاہور تشریف داشتند اول یک دو ماہ ہے
در گزر حاجی سوای در حویلی کہنہ خواجہ قاسم تشریف داشتند در آن جا اسرار
و معارف بی شمار کہ اکثر آن تعلق بہ کمالات فنا و عدمیت اشیاء.....

(مکتوبات معصومیہ ۱/۲۵)

..... میرشارالیه توجہاتِ فراوان یافتہ از خلفاءِ عالی مقدار گردیدہ اند ۵-۴/۴۲

یہاں میر سے مراد حضرت میر صفرا احمد رومی ہیں۔ گویا میر صفرا احمد حضرت مجدد الف ثانی کے پہلے سفرِ قیامِ لاہور ۱۰۱۰-۱۰۱۲ھ کے دوران صرف حاضر خدمت ہو کر ”شرفِ ارادت سے مشرف ہوئے تھے“ (روضۃ القیومیہ ۱/۱۱۹) اور حضرت مجدد حضرت خواجہ محمد معصوم کی شادی سے پہلے بھی کئی مرتبہ لاہور تشریف لائے جس میں دیگر اصحاب کے ساتھ میر صفرا احمد رومی بھی حاضر ہو کر خلافتِ یاب ہوئے۔

..... ”بعد چندیں روز تعین عقد نمودہ بآرائش تمام..... حضرت مجدد الف ثانی ﷺ“

حضرت خواجہ محمد معصوم کی دختر میر صفرا احمد کے ساتھ شادی کی طرف اشارہ ہے۔ یہ شادی حدود ۱۰۲۵ھ/۱۶۱۶ء میں ہوئی (روضۃ القیومیہ ۱/۱۴۴، ۱۵ سال قیومیت) ان بابت کی تفصیل اس کتاب کے مقدمے میں بعنوان ”خانوادہ مولف“ ملاحظہ کریں۔

۲۲-۲۱/۴۲ مَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ فَهُوَ حَسْبُهُ

قرآن ۳/۶۵

۲۳/۴۲ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِينَ

قرآن ۱۵۹/۳

۴/۴۳ آلِ عَفِيفَةٍ رُزْغَارِ رَادِرِ عَقْدِ خُودِ آوَرْدَنَد.....

یہاں حضرت میر صفرا احمد رومی کی دختر کے ساتھ حضرت خواجہ کے نکاح کی طرف اشارہ ہے اس عقیقہ کا اسم گرامی رقیہ تھا یہ میر صفرا احمد کی دوسری صاحبزادی تھیں حضرت خواجہ کی ساری اولاد اسی خاتون کے بطن سے ہے۔ (روضۃ ۲/۵-۴ سال تزویج ۱۰۲۱ھ دیا ہے جو مولف کے سابقہ بیان کے خلاف ہے)

۱۹-۱۸/۴۳ ”بعد رخصت دختر خود در خانہ مایم تمام نشستہ بودند کہ یکایک خیر وفات برادر خود میر مظفر حسین رحمۃ اللہ تعالیٰ شنیدند“.....

یعنی اسی سال جس میں یہ شادی اور رخصتی ہوئی میر صفرا حمد کے بھائی
میر مظفر حسین کا بھی انتقال ہوا۔ اگر کتب تاریخ سے میر مظفر حسین کا سال
وفات مل جائے (کیوں کہ میر مظفر حسین منصب دار تھے) تو اس شادی کا
سال باسانی متعین ہو سکتا ہے لیکن افسوس کہ کتب تاریخ میر مظفر حسین کے
ذکر سے خالی ہیں۔

”وصال ایشان (میر صفرا حمد رومی) در حدود سنہ ہزار و سی و ہشت در بلدہ
لاہور اتفاق افتاد“..... ۶-۵/۴۲

کمال الدین محمد احسان نے میر صفرا حمد رومی کا سال وصال ۱۰۴۱ھ (۷۰۰ +
۱۰۳۲ = ۱۰۴۱ھ سال ہفتم قیومیت حضرت خواجہ محمد معصوم) لکھا ہے (روضۃ ۲/۲۶)
جو مقامات مصوری کے مقابلہ میں غلط محض ہے دراصل مولف روضۃ القیومیہ سے
حضرت مجدد الف ثانی اور حضرت خواجہ محمد معصوم کے سنین متعین کرنے میں بہت
سی فاش غلطیاں سرزد ہوئی ہیں (رہک مقدمہ خانوادہ مولف)

”متصل شہر آما خارج بلدہ (لاہور) راہ ملتان مزار شریف ایشان (میر صفرا حمد رومی)
یہ حضرت میر صفرا حمد رومی کے مدفن اور مزار کے محل وقوع کی طرف اشارہ
ہے کہ ان کا مدفن شہر لاہور کی فصیل سے باہر ملتان روڈ کے کنارے واقع ہے۔
لیکن اس وقت اس مزار مبارک کا اس محل وقوع کے مطابق کہیں نشان نہیں ہے
لاہور کی تاریخ پر لکھی جانے والی کتابیں بھی ان کے ذکر سے خاموش ہیں۔ کتاب
حاضر کی تالیف ۱۱۳۲ھ/۱۷۲۲ء سے تا دن سال قبل عبداللہ خوشیگی تصوری نے
۱۰۷۷ھ/۱۶۶۶ء میں اخبار الاولیا لکھی تو اس وقت ”دریائے راوی کی طرف“
اس مزار کا وقوع تھا :

”شاہ سفر از مجاذیب بود خوارق بسیار از وی نقل می کنند و قبر وی در لاہور
بجانب رود راوی ست یزار ویتبرک بہ“

یہاں شاہ سفر (صفر) کو عبداللہ خوشیگی نے مجاذیب میں بتایا ہے جو
اس کی غلط فہمی ہے اگر خوشیگی کی مراد یہی شاہ میر صفرا حمد رومی ہیں تو ممکن ہے
دریائے راوی کے رخ تبدیل کرنے کے دوران یہ متبرک مزار دریا برد ہو گیا ہو

تاہم مقاماتِ معصومی کی تالیف ۱۱۳۲ھ/۱۷۲۲ء تک موجود اور مرجع خلافت تھا۔ ہمیں تعجب ہے کہ حضرت سید زوار حسین صاحب نے میر صفرا احمد کا وصال روضۃ القیومیہ کے حوالے سے سرہند میں بتایا ہے۔ حالانکہ روضۃ القیومیہ میں مقام وصال کا سرے سے ذکر ہی نہیں ہے (روضہ ۲/۲۶) یقیناً انہیں سہو ہوا ہے۔

”نام ایں راقم سیاہ کار ہم محض بہ مناسبت نام ایشان (میر صفرا احمد) تینا گذاشتہ اند کہ ایشان والدہ فقیر را جد مادری می شوند“

۹-۸/۷۴

یعنی کتاب حاضر کے مولف کا نام صفرا احمد معصومی انہیں بزرگ صفرا احمد رومی کے نام پر تبرکاً رکھا گیا تھا (ر۔ ک مقدمہ ”خانوادہ مولف“)

..... ”روزی حضرت ایشان (مجدد الف ثانی) رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی پش از اں کہ بہ سفر اجمیر روند ہمراہ خلیفہ عصر در صوبہ پنجاب بالای آب چناب در ایام تشریق موسم اعتدال خریفی بود“.....

۱۵-۱۴/۷۴

یہ حضرت خواجہ محمد معصوم کے ایک مکتوب (۱/۲۳۸) کا اقتباس ہے، یہاں ”حضرت ایشان“ سے مراد حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ اور ”خلیفہ عصر“ سے جہانگیر بادشاہ مراد ہے گویا حضرت مجدد کے جہانگیر کے لشکر میں قیام کے زمانے ۱۰۲۸-۱۰۳۲ھ/۱۶۱۸-۱۶۲۲ء کا یہ واقعہ ہے کہ لشکر کے اجمیر روانہ ہونے سے پہلے حضرت مجدد جہانگیر کے ساتھ ”بالای آب چناب“ مقیم ہوئے۔ جہانگیر ایسے تفریحی مقامات پر سفر کے دوران بھی نوروز کے جشن منایا کرتا تھا چنانچہ اس نے حضرت مجدد الف ثانی کے وصال کے ایک سال بعد ”سامل دریای چناب“ پر اپنے ۲۱ سال جلوس کی رسم ادا کی تھی۔

(جہانگیر نامہ ۲۸۵)

”مکتوبی ست کہ قبیل آخرین مکتوبات جلد ثالث است متصل بہ آں بنام مولانا حسن دہلوی“.....

۱۸-۱۷/۷۵

یعنی مولانا حسن دہلوی کے نام جلد ثالث کے چند آخری مکاتیب میں سے مکتوب ۱۲۲ ہے۔ جس کے مندرجات کے بارے میں حضرت خواجہ نے یہاں وضاحت کی ہے۔ اس جلد کے مکتوبات کی تعداد اور اس سے متعلق اختلافات

کے لیے دیکھئے :

محمد موسیٰ امرتسری : مقدمہ مکتوبات حضرت مجدد جلد اول ترجمہ از
محمد سعید احمد

یہ مولانا حسن کشمیری ثم دہلوی دہی عارف و عالم ہیں جن کی ”دلالت“ پر
حضرت مجدد الف ثانی سفیر حج کو ملتوی کر کے حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہ
کی خدمت میں حاضر ہو کر سلسلہ نقشبندیہ میں فیض یاب ہوئے تھے، حضرت مجدد الف
اسے مولانا حسن دہلوی کا بہت احسان مانتے تھے آپ نے اس کا اعتراف خود
مکاتیب میں اس طرح فرمایا ہے :

(بنام ملا حسن کشمیری) فقیر در ادا شکر نعمت دلالت شما اعتراف
بقصور دارد و در مکافات آن احسان شما معترف بہ عجز ایں ہمہ کار و بار
مستثنیٰ بر آن نعمت است و ایں ہمہ دید و داد مربوط بآں احسان بحسن
توسط شما و بہ یمن توکل شما آں بخشیدہ اند کہ کم کسی چشیدہ است
..... (مکتوبات ۱/۲۷۹)

نیز ملاحظہ ہو زبدۃ المقامات ۱۳۸ صاحبِ نزہۃ الخواطر (۵/۱۳۲) نے
کمال اسماعیل سنبھلی کی کتاب اسرار یہ کے حوالے سے مولانا حسن دہلوی کا
سال وفات ۱۰۵۱ھ/۱۶۴۱ء لکھا ہے۔ مولانا حسن کے حالات و مراجع کے
لیے دیکھئے :

M. Saleem Akhtar: Maulana M. Sadiq and M. Hasan Kashmiri, J.
Pakistan Historical Society, Karachi, July 1977. pp- 202-11

۱۸/۷۵ ”در آں مکتوب (۳/۱۲۲) فوق تعین وجودی تعین حبی اثبات نموده اند و ترقی
ازاں منع فرمودہ اند“.....

یہ حضرت خواجہ محمد معصوم نے حضرت مجدد الف ثانی کے اس اہم مکتوب
کا جوہر اصل بتایا ہے۔ مولانا ابوالحسن زید فاروقی نے رسالہ وحدت الوجود از

ملا عبد العلی بحر العلوم کے حواشی میں اس مکتوب کے بعض مندرجات کی مزید تشریح
مکتوبات کے دیگر اقتباسات کی روشنی میں کی ہے (رسالہ وحدت الوجود ۳۳
دوبعد)

”حضرت مخدومی میاں جیو“

۱/۷۶

یہاں ”میاں جیو“ سے مراد حضرت خواجہ محمد سعید بن حضرت مجدد الف ثانی
قدس سرہما ہیں۔

..... شہارود برادر در مقام بامن ہمارا بیان ۱۲-۱۱/۷۶

یہاں ہر دو برادر سے مراد حضرت مجدد الف ثانی کے ایام وصال میں حاضر
آپ کے دونوں صاحبزادے حضرت خواجہ محمد سعید اور حضرت خواجہ محمد معصوم
رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما ہیں۔ شیخ بدر الدین سرہندی کی کتاب وصال احمدی
(جو ایام وصال حضرت مجدد کے واقعات پر مشتمل ہے) میں ان دونوں مخدوم زادوں
کی حاضری کا تواتر سے ذکر کیا گیا ہے۔

..... حضرت شیخ ابوسعید ابوالخیر قدس سرہ ۲۲-۲۱/۷۶

حضرت شیخ ابوسعید ابوالخیر (۳۵۷-۷۴۰ھ/۹۶۷-۱۰۴۸ء) خراسان
کے معروف عارف و محدث تھے، تفصیل کے لیے دیکھئے :

محمد بن منور مہنہی : اسرار التوحید فی مقامات الشیخ ابی سعید، مرتبہ
ذبیح اللہ صفا۔ تہران ۱۳۵۴ ش۔ و مقدمہ و کتر صفابر ”اسرار التوحید“ مذکور
..... مکتوب بسیار است و کثیر الاسرار است بہ موافق مقدار دریں جا نقل
برداشتہ شد

۸/۷۷

حضرت خواجہ محمد معصوم کا یہ مکتوب (۱۸۳/۱) ساڑھے چھ صفحات پر پھیلا
ہوا ہے جس میں سے مولف نے بقدر ڈیڑھ صفحہ یہاں نقل کیا ہے۔

..... بقیہ کہ از خلفت سرور دین و دنیا علیہ و علی آلہ الصلوٰۃ والبرکات
العلی مانده بود ۲۳-۱۳/۷۷

حضرت مجدد الف ثانی کے اس مکتوب کی کچھ تشریح زبیدۃ المقامات (۱۹۲)
میں بھی ملتی ہے۔

عارف سرزع السیر قطب الکاملین شیخ محمد زبیر سلیمہ ربہ ۱۵/۷۸
حضرت شیخ محمد زبیر کے حالات کے لیے کتاب ہذا کے مقدمے کا عنوان
”راویان مقامات معصومی“ ملاحظہ کریں۔

..... ۲۲-۲۱/۷۸ جناب امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرمودند کہ در انبیاء ہند
بناسبت وطنی جای نشستن یافتہ
انبیائے ہند کے بارے میں حضرت مجدد کا مکتوب (۲۵۹/۱)
ملاحظہ کریں۔

..... ۷-۶/۷۹ تخمیر طینت تمام بدن مطہر از بقیہ طینت حضرت رسالت خاتمیت
علیہ و علی آلہ الصلوٰۃ والسلام بودہ و حضرت ایشاں را سپرد کردن
مخبر بآن تخمیر پاک بشارت عنایت فرمودند

حضرت خواجہ محمد معصوم نے حضرت مجدد کے بارے میں خود تحریر فرمایا ہے:
”فلقت حضرت ایشاں (مجدد الف ثانی) از بقیہ طینت نبی علیہ و
علی آلہ الصلوٰۃ والسلام بر سر است عظیم از اسرار آنحضرت
(مکتوبات معصومیہ ۱۹۸/۳)

..... ۱۲/۷۹ مخدوم زادہ اصغر شیخ محمد صدیق جو قدس سرہ
حضرت شیخ محمد صدیق بن حضرت خواجہ محمد معصوم کے حالات کے لیے
دیکھئے کتاب حاضر کی مفتح ہفتم کنز ششم، و عنوان مقدمہ ”راویان مقامات معصومی“
مخدوم زادہ گرامی شیخ محمد اسماعیل سلیمہ ربہ ۱۵/۷۹

یعنی شیخ محمد اسماعیل بن خواجہ شیخ صبغۃ اللہ بن حضرت خواجہ محمد معصوم کے
حالات کے لیے ملاحظہ ہو اسی کتاب کی مفتح ہفتم کی کنز اول و مقدمے کا عنوان
”راویان مقامات معصومی“

..... ۱۷/۸۰ ”نقل عبارت مکتوبی است از مکتوبات جلد ثالث حضرت مجدد الف ثانی
رحمۃ اللہ علیہ“

مکتوبات حضرت مجدد کی جلد ثالث کا یہ مکتوب نمبر ۱۰۴ بنام مخدوم زادہ
گرامی خواجہ محمد سعید و خواجہ محمد معصوم ”در بشارت حصول بعضی مقامات عالیہ“

ہے جس میں آپ نے حضرت خواجہ محمد مصوم کو منصب نبوت کی بشارت دی ہے، نیز دیکھنے کی کتاب مصوبہ (۵۹/۲۹/۳)

..... اخلاط..... الشکوک

۹/۸۱

قرآن ۱۳/۳۴

۱۶-۲۹/۸۲ ایں مقولہ (بشارت قطبیت و نبوت) گزشتہ نسل وہ خواجہ (تربیتی ایں) سکین گزشتہ بعد ازیں باجرا یک سال و سہ ماہ ہند مذکور واقعہ (دسال) آنحضرت (مہد الف ثانی) دی نمود۔

ہمارا قیام ہے کہ اس فقرے میں حضرت خواجہ محمد مصوم نے حضرت مجدد کے مکتوب (۱۰۴/۳) کی طرف اشارہ کیا ہے جس میں حضرت مجدد نے حضرت خواجہ کے لیے "قطبیت نبوت" لفظ کی بشارت دی ہے کہ یہ منصب مجھ سے جدا ہو کر حضرت خواجہ کی طرف منتقل ہو گیا ہے، اس سے حضرت مجدد کے اس مکتوب کا سال تحریر ادا فرمادہ اول دی الجہ ۱۰۳۲ھ میں ہو سکتا ہے۔

۲۵-۲۶/۸۲ ایں مکتوب حضرت (مہد الف ثانی) دی (حضرت خواجہ محمد مصوم) را بشارت دادہ فرمودہ کہ قطب وقت چہ قطبیت کی باز شہ نبوت است۔ حضرت مجدد الف ثانی کی اس بشارت کی تفصیل انہیں قطبیت میں ملاحظہ کریں۔ (۱۰۰۹/۹۲)

۲۳-۲۴/۸۳ در مکتوب دہستہ دی و پنجم از جملہ اہل کہ لیکن مکتوبات مصوبہ کے مطبوعہ نسخوں میں اس مکتوب کا نمبر ۳۳ ہے۔ ۱۹-۲۰، ۹/۸۴ مراد از "مخدومی و استادی" کہ دریں رقمہ کریمہ مرزوم گشتہ برادر بزرگ ایشان حضرت خاندن ارجمت اند۔

"حضرت خاندن ارجمت" آپ کے برادر بزرگ حضرت خواجہ محمد مصوبہ کا لقب ہے چونکہ آپ نے ان کے تحصیل علم بھی کی ہے اس لیے انہیں "مخدومی" کے ساتھ "استادی" بھی لکھا ہے۔

۱۹-۲۰/۸۴ ہکذا سمت من شیخی ووالدی و احای

یہاں ”شیخی و والدی و امامی“ سے مولف مقاماتِ معصومی کے والد گرامی حضرت شیخ فضل اللہ مراد ہیں۔

..... ”بشارت دنیای ترا (حضرت خواجہ محمد معصوم) آخرت گردانیدند نیز عنایت کردہ اند“ ۲۰/۸۴

حضرت مجدد الف ثانی نے یہ بشارت اپنے دونوں صاحبزادوں کے لیے فرمائی تھی، حضرات القدس (۲/۲۳۸) میں ہے:

”حضرت ایشان (مجدد الف ثانی) در باب آن ہر دو مخدومزادہ فرمودند کہ دنیای شمارا آخرت گردانیدند“

..... جناب مجدد الف ثانی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرمودند کہ ”ہر قطب را دو امام می یابد صاحبِ مین شد“ ۸-۵/۸۵

حضرت مجدد الف ثانی کا یہ قول حضرات القدس (۲/۲۳۶) میں بعینہ موجود ہے۔

..... ”خواجہ محمد ہاشم کشمی قدس سرہ چوں بدولایت ابراہیمی مستعد بودند و اصل ولایت حضرت خازن الرحمت ہم ہمیں ولایت است اگرچہ“ ۱۲-۱۱/۸۵

حضرات القدس (۲/۲۳۶) میں حضرت مجدد الف ثانی کا یہ قول درج ہے:

”روزی فرمودند کہ محمد سعید دائرہ نفی حضرت ابراہیم را تمام قطع نمودی و اکنون در اثبات شریک منی“

..... مکتوبی بآں خواجہ (محمد ہاشم کشمی) نوشتہ اند ۱۵/۸۵

یہاں حضرت خواجہ محمد معصوم کے اس مکتوب کی طرف اشارہ ہے جو آپ نے ان کے نام لکھا تھا جو مکتوباتِ معصومیہ (۱/۲۰۶-۳۸۵-۳۸۶) میں موجود ہے۔

۲۱/۸۴ معرفت دستگاہی مرحومی شیخ محمد ہادی

شیخ محمد ہادی بن حضرت مروج الشریعہ محمد عبید اللہ بن حضرت خواجہ محمد معصوم قدس اسرارہم کے حالات کے لیے کتاب حاضر کی مفتاح ہفتہ کنز سوم ملاحظہ

کریں۔ نیز دیکھئے اس کتاب پر ہمارے مقدمے میں عنوان ”حیاتِ حضرت خواجہ محمد معصوم کے مآخذ“

”شیخ محمد ہادی)..... مقاماتِ حضرت ایشاں در چہل سال در پنج جلد طویل بہ تفصیل تمام نگارش فرمودہ اند“.....

۲۲/۸۶

پانچ جلدوں پر مشتمل سلسلہ مجددیہ کے اس ضخیم و حجیم تذکرے کی تفصیل کے لیے دیکھئے اس پر ہمارا مقدمہ بعنوان ”حیاتِ حضرت خواجہ محمد معصوم کے مآخذ“ (کواکبِ دریہ)

..... شیخ بدیع الدین نواسہ دختری حضرت خازن الرحمۃ.....

۹/۸۶

شیخ بدیع الدین کے حالات اسی کتاب کی مفتاح ہشتم کے خاتمے اور ہمارے اپنی تعلیقات میں ملاحظہ کریں۔

کماورد ”فضحك الرحمن حتی بدت نواجذہ“

۹/۸۸

یہ حدیث متون سے کافی مختلف صورت میں ہمیں ملی ہے۔ یعنی

”فضحك (النبي، رسول الله) حتی بدت نواجذہ“ بخاری

(تفسیر سورہ ۳۹، توحید ۱۹)

دیگر متون کے حوالوں کے لیے دیکھئے، معجم المفہرس ۳/۲۸۳

ممکن ہے اس حدیث پر مبنی یہ کسی کا قول ہو۔

”ایں قصہ چنانست کہ عارف سبحانی شیخ محمد صادق کہ فرزند اکبر..... واقعات

۲-۱/۸۹

اہل سرسند را شنیدہ باشند“.....

۶-۵

یہاں اس ”وبای عظیم“ کی طرف اشارہ ہے جو ۱۰۲۵ھ/۱۶۱۶ء میں

پنجاب میں پھوٹی تھی اس میں حضرت مجدد الف ثانی کے صاحبزادگان حضرت

خواجہ محمد صادق، خواجہ محمد فرخ و خواجہ محمد عیسیٰ نے دصال فرمایا تھا اور حضرت

مجدد الف ثانی کا خانوادہ اس حادثے سے بہت متاثر ہوا تھا۔ اس واقعہ کا

ذکر اس عہد کی کتب تاریخ میں بھی درج ہے، جہاں گھر خود اس سے متاثر ہوئے

بغیر نہیں رہ سکا تھا اس نے اپنی توڑک میں اس کا ذکر کیا ہے۔ اس کے دسویں

سال جلوس (۱۰۲۴ھ/۱۶۱۵ء) میں ہی یہ وبا پھوٹی اور گیارہویں سال

جلوس تک جاری رہی لاہور کے بعد سرہند کے خاص طور پر اس سے متاثر ہونے کا ذکر کرتے ہوئے لکھتا ہے :

”دریں سال (نوروز یا زہدیم از جلوس ہمایوں ریح الاول ۱۰۲۵ھ / ۱۹ مارچ ۱۶۱۶ء) بلکہ در اثنای سال دہم جلوس و بای عظیم در بعضی از حبای ہندوستان ظاہر گشت و آغاز ایں بلیہ از پرگنات پنجاب ظہور نموده رفتہ رفتہ بہ شہر لاہور سرایت کرد و خلق بسیاری از مسلمانان و ہندو بدیں علت تلف شدند و بعد از آں بہ سرہند و میان دو آب تادہلی و پرگنات اطراف آں رسیدہ دھبا و پرگنہا را خراب ساخت دریں ایام تخفیف تمام دارد از مردم دراز عمر و از تواریخ پیشینان ظاہر شد کہ ایں مرضی دریں ولایت ہرگز نہ نموده سبب آں از حکماء و دانایان پر سیدہ شد چوں دو سال پی در پی خشکی روی داد و باران بر ساقی کمی کرد بعضی گفتند کہ بہ واسطہ عفونت ہوا کہ از ممر خشکی و کمی باران بہر سیدہ ایں حادثہ روی داد بعضی حوالہ بہ امور دیگر می کردند“ (جہانگیر نامہ طبع محمد ہاشم چاپ تہران ۱۳۵۹ ش ۸۶-۸۷)

۱۸۷۷ء و نیز دیکھئے انگریزی ترجمہ روجرز و بیورج ۱/۳۳۰)

اس و بای عظیم کی مزید تفصیل کے لیے دیکھئے :

۱- معتمد خان : اقبال نامہ جہانگیری ۳/۸۸-۸۹ (مطبوعہ کلکتہ ۱۸۶۵ء)

۲- کامگار حسینی : آثار جہانگیری طبع عذرا علوی - علی گڑھ ۱۹۷۸ء ۲۲۲

3. Elliot: History of India as told by its own Historians, Vol.vi.

p.346-47

۴- کشمی : زبدۃ المقامات ۳۲۲

۵- سرہندی : حضرات القدس ۲/۲۳۳، ۲۹۷، ۲۹۸

انہی ملاصاح ۵/۸۹

یہ حضرت مجدد الف ثانی کے مشہور خلیفہ اور مکتوب الیہ تھے حضرت مجدد کے مکتوبات میں ملاصاح کولابی اور بدخشی دونوں نسبتیں درج ہوئی ہیں۔ دراصل کولاب بدخشاں ہی میں واقع ہے اس کے دیہات میں سے ایک

کتاب بھی ہے (حدود العالم ۴۲، ۲۰۵ مطبوعہ کابل) مولانا محمد صالح کولابی
حضرت مجدد الف ثانی کے قدیم اصحاب میں سے تھے ۱۰۳۸ھ/۱۶۲۸ء میں
وصال ہوا (زبدۃ المقامات ۳۷۲)، انہوں نے حضرت مجدد الف ثانی کے
شب و روز کے معمولات پر مخدوم زادوں کے ایما پر ہدایت الطالبین کے نام
سے ایک عمدہ رسالہ بھی حضرت مجدد کے حین حیات تالیف کیا تھا زبدہ ۳۷۱-
۳۷۲) اس رسالے کا اردو ترجمہ لاہور سے چھپ چکا ہے۔ ان کے نام حضرت مجدد
کے مندرجہ ذیل مکاتیب موجود ہیں:

دفتر اول ۱۶۱، ۱۷۷، ۱۸۲، ۲۲۲، ۲۳۹، ۲۴۱، ۲۴۴، ۲۴۵،

۳۰۶

دفتر دوم ۳۳ دفتر سوم ۸۷، ۹۵

۱۲-۱۰/۹۰ ”تاحال در شہر یا قریہ اگر آفت نام شریف ایشاں (خواجہ محمد صادق)
نوشتہ بر درخانہ چسپاند آں“

۱۱۴۳ھ/۱۷۳۰ء کو دہلی میں اسی قسم کی وبا پھوٹی تو حضرت خواجہ محمد زبیر
سرہندی نے حضرت خواجہ محمد صادق کا نام لکھ کر یہی عمل کیا تھا۔

(روضۃ القیومیہ ۱۴۱/۲)

۱۳/۹۱ ”عمر مبارک حضرت ایشاں بہ حضور لامع النور مجددی بیست و ہفت سالہ
بود“.....

یعنی حضرت مجدد الف ثانی کے وصال (۱۰۳۴ھ) کے وقت حضرت
خواجہ محمد معصوم (متولد ۱۰۰۷ھ) کی عمر ۲۷ سال (۱۰۳۴-۱۰۰۷=۲۷) تھی۔
..... ”تاریخ وصال آنحضرت بیا راند در مقامات حضرات القدس
مفصل آوردہ“

ملا بدرالدین سرہندی نے حضرات القدس میں حضرت مجدد کے وصال
کے چند قطعات تاریخ نقل کیے ہیں (۲۱۲/۲-۲۱۹)

۲۰-۱۸/۹۱ ”رباعی حقائق و معارف آگاہی خواجہ محمد ہاشم کشمی قدس سرہ کہ حرف معجم
ہر مصرعہ آن معلم سال انتقال“.....

خواجہ کشمی خود لکھتے ہیں :

تاریخ انتقال مشغول گردانیدم شصت و سہ فقرہ بر طبق عمر گرامی
ایشان در غایت فصاحت و ایجاز بلاغت روی داد کہ ہر فقرہ
تاریخ انتقال آنحضرت بود کذلک رباعیات و قطعات بطریق

(زبدہ ۵۳۰۰)

خواجہ کشمی کے دیوان میں ”حروف معجمہ“ یہ پوری مثنوی موجود ہے۔

تِلْكَ أُمَّةٌ كَانُوا يَعْمَلُونَ

۲-۱/۹۲

قرآن ۱۳۴/۲

مفتاحِ سوم

۱۳-۱۱/۹۳ اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ عَزِيزًا

قرآن ۳-۱/۴۸

۱۹-۱۸/۹۳ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ

قرآن ۱۴۴/۳

۱۹/۹۴ ”درد و دریا ظلمات و عسکر و اکبر آباد ذکر حضرت ایشاں آب حیات دانستہ“

یہاں کتابِ حاضر کے مولف نے اکبر آباد میں اپنے لشکر میں قیام کا ذکر کیا ہے گویا اس کتاب کی تالیف کے دوران ہمارے مولف اکبر آباد میں مقیم تھے، تفصیل کے لیے دیکھئے اس کتاب کے ہمارے مقدمے میں مولف کے احوال و آثار۔

۱۱/۹۵ سُبْحَانَكَ الْحَكِيم

قرآن ۳۲/۲

۱۹-۱۸/۹۵ ”مسجدِ کبریٰ دارالاشاد حضرت سرہند“

یہاں روضہ حضرت مجدد الف ثانی کے قریب واقع مسجد مراد ہے، کیوں کہ سدانہ قصائی (قصاب) کی مسجد (تعمیر ۱۵۰۰/۷۹۰۶) یہاں سے فاصلے پر واقع ہے (سرہند مرتبہ فوجا سنگھ ۱۳۸)، نیز دیکھئے تعلیقات

حاضر (۵/۵۷)

۷/۹۴ ”.....“ بیچ ولی بہ مرتبہ صحابی نہ رسد اگرچہ اولیس قرنی باشد“

یہ حضرت مجدد الف ثانی کا قول ہے۔ آپ کا ایک مکتوب (۲۴۸/۱)

اسی موضوع پر ہے کہ..... ”یہیج ولی بہ مرتبہ یہیج نبی نہ رسد“.....
حضرت اولیس بن عامر (ابن عمرو) القرنی (نسبہ الی قرن، بفتح
القاف والراء) بطن من مراد۔ الیمنی العابد، تفصیل کے لیے دیکھئے :

- ۱۔ جزری، ابن اثیر: الباب ۲/۲۵۶
- ۲۔ الذہبی : میزان الاعتدال ۱۲۹/۱-۱۳۱
- ۳۔ شریبہ، نور الدین : (تعلیقہ بر) طبقات الصوفیہ ۴۴۲ (حاشیہ)

گنج علی خان.....

۱۲/۹۶

گنج علی کے حالات کے لیے دیکھئے

تعلیقات حاضر ۲۳۶/۲۳

..... در بلدہ فاخرہ دارالملک کابل جنت نشان بہ دیدن ایں آوارہ (مولف)
در فقیر خانہ بہ شوق فوق الوفوق رسیدہ.....

اس فقرے سے قیاس کیا جاسکتا ہے کہ اس کتاب کے مولف اور ان کا
خانوادہ کابل میں مقیم تھا، تفصیل کے لیے کتاب حاضر پر ہمارے مقدمے میں
مولف کے حالات ملاحظہ کریں۔

..... ”غزینہ داری رحمت..... حوالہ حضرت خازن الرحمت..... مقرر
گشت چنانچہ آنحضرت مجدد الف ثانی ﷺ بایشان بشارت دادہ
اند..... حاصل روزگار شد“

حضرت خواجہ محمد سعید (خازن الرحمت) کے بارے میں حضرت مجدد الف ثانی
کی یہ بشارت حضرات القدس میں ان الفاظ میں درج ہے :

روزی فرمودند کہ ”فردا افاضہ رحمت رحمانی بما حوالہ فرمائند و بخشش
آں تحویل محمد سعید مانمائند“ ایں بشارت علیا از آنحضرت (مجدد الف ثانی)
در باب آں والا گوہر (خازن الرحمت حضرت خواجہ محمد سعید) از اعظم
عنایات است..... (۲۳۶/۲)

۱۵-۱۴/۹۸ ذالک فضل اللہ..... العظیم

..... سیادت پناہ ارشاد دستگاہ میر محمد نعمان قدس سرہ

۲۲/۹۸

حضرت میر محمد نعمان بدخشی (۹۷۷-۱۰۶۰ھ/۱۵۶۹-۱۶۵۰ء)

حضرت مجدد الف ثانی کے اجل خلفاء میں سے تھے مکتوباتِ حضرت مجدد کے قینوں و فتروں میں ان کے نام بہت سے مکیاتب ہیں۔ ان کے خانوادے کے دیگر افراد بھی حضرت مجدد سے منسلک تھے ان کی ایک بیٹی مولفہ زبدۃ المقامات حضرت خواجہ محمد ہاشم کشمی کی زوجہ تھیں (زبدہ ۱۹) حضرت میر محمد نعمان کا ایک مختصر رسالہ سلوک ۱۹۶۹ء میں ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان صاحب نے شائع کیا تھا، حالات کے لیے دیکھئے :

(۱) کشمی : زبدۃ المقامات ۳۲۶-۳۲۰

(۲) سرہندی : حضرات القدس ۲۹۹/۲-۳۱۱

(۳) میر محمد نعمان بدخشی : رسالہ سلوک طبع غلام مصطفیٰ خان - حیدرآباد،

(۴) عبدالفتاح بن محمد نعمان بدخشی : مفتاح العارفین

(۵) کمال الدین محمد احسان : روضۃ القیومیہ ۳۲۰/۱-۳۲۲

(۶) عبدالحی حسنی : نزہۃ النواظر ۳۹۳/۵

”عرفت ربی بجمع الاضداد“

۲۳/۹۸

حضرت خواجہ محمد معصوم نے حضرت مجدد کے معارف کی تشریح کرتے ہوئے لکھا ہے :

”عرفت ربی بجمع الاضداد در آنحضرت (مجدد الف ثانی) جمع اضداد است و احکام متضادہ باہم آمیختہ اگر عارف متخلق ہم مورد احکام متضاد گردوچہ مستبعد باشد“

(مکتوباتِ معصومیہ ۱۹۷/۳، ۱۹۷/۳، ۳۲/۱۴، ۲۳۲/۱۸۱)

حضرت خواجہ محمد سعید نے ”عرفت ربی بجمع الاضداد“ کے مفہوم پر ایک مستقل مکتوب تحریر فرمایا ہے (مکتوباتِ سعیدیہ ۳-۲/۳)

”بظاہر مدعی محبت است و بہ حقیقت معاملہ او معاملہ کافر فرنگ است“

۱۸/۹۹

حضرت خواجہ نے اپنے اس قول کی کئی مقامات پر تشریح کی ہے، لکھتے ہیں:
(برای سالک) پیش ہر مخلوقی از مخلوقاتِ خود را خوار و بی اعتباری یافت
کہ کافرِ فرنگ را از خود بہتری دانست.....

(مکتوباتِ معصومیہ ۲/۱۳۳/۲۲۲-۲۲۶)

نیز حضرت مجدد الف ثانی کے ملفوظات میں بھی اس قول کی تشریح موجود ہے کہ:
”معرفتِ خدائے بر آنکس حرام کہ خود را از کافرِ فرنگ بہتر داند“

(حضراتِ القدس ۲/۸۸)

نیز حضرت میرزا مظہر جانِ جاناں کا ایک مستقل مکتوب اس موضوع پر ملاحظہ کریں۔
(مقاماتِ مظہری ۲۸۸-۲۸۹ مع تعلیقات)

وَأَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ ۱۰۰/۱۴

قرآن ۱۱/۹۳

..... مَا أَصَابَكَ نَفْسِكَ ۱۰۵/۹-۱۰

قرآن ۴/۷۹

..... ”حضرت ایشاں را بشرِ ساخته اند و ملہم گردانیدہ کہ غَفَرْتُ لَكَ.....
وہمیں معاملہ بر حضرت مجدد الف ثانی شدہ بود چنانچہ در رسالہٴ مبداء و معاد
خود تصریح بآں فرمودہ اند و در ہر دو جلد مقامات نیز.....
حضرت مجدد الف ثانی نے مبداء و معاد میں تحریر فرمایا ہے:

ایں درویش روزی در حلقہٴ یارانِ خود نشستہ بود و نظر بر خرابیہای خود
داشت و ایں نظر غالب آمدہ بود بحدیکہ خود را بی مناسبت تمام بایں
وضع می یافت دریں اثنا بحکم من تواضع لله رفعہ الله ایں دور
افتادہ را از خاکِ مذلت برداشتند و ایں ندا در سر او در دادند کہ
غفرت لك..... (مبداء و معاد ۹)

زبدۃ المقامات میں ہے:

روزی ایشاں در حلقہٴ مراقبہ بودہ اند و بانکسار و دیدِ قصورِ اعمالِ زرفۃ
کہ ندای در رسیدہ کہ غفرت لك..... (زبدہ ۱۷۹)

حضرات القدس میں ہے :

روزی در حلقہ بامداد مراقبہ داشتند و دید قصور اعمال غالب گشتہ بود و
انکسار و تضرع استیلا یافته (۱۰۴/۲)

۲۳-۲۲/۱۰۴ وَلَقَدْ الْغَلْبُوع

قرآن ۱۴۳-۱۴۱/۳۴

۵-۳/۱۰۸ حضرت ایشاں رَا رَحْمَةُ اللَّهِ تَعَالَى عَلَيْهَا بہ فناء اتم و بقاء اکل کہ تحقیق آں در مکتوبات

جلد ثالث حضرت مجدد الف ثانی رَحْمَةُ اللَّهِ تَعَالَى عَلَيْهِ بہ وضع مخصوص
مکتوبات حضرت مجدد کی جلد سوم کے مکتوب نمبر ۶۴ بنام حضرت خواجہ محمد معصوم

کا موضوع ہی ”در فناء اتم کہ مربوط بہ زوال مین و اثر ست با تحقیق و جود واجب
سبحانہ“ ہے۔ نیز اسی دفتر کے مکتوب ۶۳ کے جملے :

در حصول ایں فنا کہ اتم و اکل ست زوال و جودی فانی بیج در کار نیست

..... صاحب حضرات القدس نے بھی مکتوبات حضرت خواجہ محمد معصوم کے حوالے

سے آپ کو اس بشارت کے ملنے کا ذکر کیلئے (۲۶۸/۲)

۶/۱۰۸ حضرت ایشاں رَا رَحْمَةُ اللَّهِ تَعَالَى عَلَيْهَا بہ خطاب عرۃ الوثقی مشرف متماز فرمودہ اند
روضۃ القیومیہ میں ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عالم کشف

میں تشریف لا کر آپ کو ”عرۃ الوثقی“ کا خطاب عنایت کیا (۱۰۳۵/۱-۱۶۲۵-
روضہ ۱۵-۱۶/۲)

۱۶-۸/۱۰۸ جناب امام ربانی مجدد الف ثانی در مکتوبی از مکتوبات جلد ثانی
اعلم ایہا الاخ الصدیق انسان الکامل الجامع

مکتوبات حضرت مجدد کی جلد دوم کا یہ مکتوب نمبر ۵۵ ہے لیکن مولف
مقامات معصومی نے یہ عربی عبارت غالباً حافظہ کی بنیاد پر نقل کی ہے یا پیش نظر
نسخہ زیادہ صحیح نہیں تھا اس لیے قدرے مختلف ہے۔

۲۵-۲۴/۱۰۸ ”کمالات حضرت مجدد الف ثانی و معارف خفیہ و جلیہ آنحضرت از حضرت ایشاں
رَحْمَةُ اللَّهِ تَعَالَى عَلَيْهَا بر منصف ظہور آمدہ چہ آں قدر اطلع کہ ایشاں را بر اسرار والد بزرگوار

خویش حاصل“

یقیناً حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہ کی بدولت جس قدر معارف و کمالات سے اہل سلوک واقف ہوئے ہیں کسی دوسرے سے اس قدر روایات منقول نہیں ہو سکیں۔ زبدۃ المقامات اور حضرات القدس میں حضرت مجدد کے اکثر معارفِ خفیہ آپ ہی سے منقول ہیں۔ آپ کو حضرت مجدد کے اسرار کی غایت درجہ اطلاع تھی تفصیل کے لیے دیکھئے تعلیقاتِ حاضر (۲/۴۰-۵) برای ارباب فتوت.....

۳/۱۰۹

فتوت، در اصطلاح عبارت از ایثار است کہ غیر را بر نفس خود ایثار کند..... (فرہنگ معارف اسلامی ۳/۲۲۶)

”الفتوة احتقار النفس و تعظیم حرمة المسالین“ (طبقات الصوفیہ ۴۳۶) ڈاکٹر جعفر مجوب نے فتوت نامہ سلطانی (از حسین واعظ کاشفی) پر اپنے مقدمے کے ۹۴ صفحات اصطلاح ”فتوحات“ اور ”ارباب فتوت“ کی تفصیل کے لیے وقف کئے ہیں۔

”یکی از مستشر شدان بواسطہ در ہفت روز از ابتدای تعلیم طریقہ از فنامی قلبی در خود نشان می داد“..... ۱۴-۱۳/۱۰۹

روضۃ القیومیہ میں ہے کہ (حضرت خواجہ) کی خدمت میں ایک ہفتہ رہنے سے فنا کے درجے کو پہنچ جاتا اور ایک مہینہ رہنے سے سارا سلوک باطنی اور کمالاتِ ولایت حاصل کر کے خلافتِ حاصل کر لیتا (۲/۲۳۳)

یہاں مکتوباتِ معصومیہ کی جلد اول مکتوب ۲۳۴ کا اقتباس درج ہے، مکتوب کا یہی نمبر روضۃ القیومیہ میں بھی لکھا ہوا ہے لیکن مکتوباتِ معصومیہ طبع ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان میں اس خط کا نمبر ۲۳۵ ہے۔ صاحبزادگانِ حضرت خواجہ محمد معصوم کے مکاتیب میں آپ کے خلفاء کے مناقب اور عروجِ باطن کا حال نہایت شرح و بسط سے لکھا گیا ہے۔ حضرت خواجہ محمد عبید اللہ مروج الشریعت کا ایک مکتوب ”در احوال بعض کمل اصحاب حضرت پیر دستگیر“ (۲۴/۳۹-۴۶) اسی طرح انہوں نے مکتوب نمبر ۵۳ میں بھی حضرت خواجہ محمد معصوم کے مریدین و خلفاء کے مقامات بیان کئے ہیں تفصیل کے لیے کتابِ حاضر کی مفتاحِ ہنم ملاحظہ کریں

اور صاحبزادگان کے بیانات کو ہم نے اس مفتاح کے تعلیقات میں مختصراً درج کر دیا ہے۔

ربنا اغفر لنا الکفرین ۲-۱/۱۱۰

قرآن ۱۴۴/۳

..... ”روزی حضرت ایشاں رضی اللہ تعالیٰ عنہا شسترے بودند می بیند کہ نزول ملائکہ شدن گرفت ہم کردند کہ ایں ہمہ کائنات برای نظارہ محبوبیت تو آمدہ اند“

اس نوعیت کے مکاشفات حنات الحرمین میں منقول ہیں (۱۶۶، بہ بعد) ۲۱-۲۰/۱۱۰

یہ حدیث پاک ہے۔ معجم المفہرس (۴۱۴/۶) میں اس کے الفاظ اس طرح درج ہوئے ہیں: ینزل ربنا اللہ [کل لیلۃ] [.....] الی السماء، سماء الدنیا“

بخاری (تہجد ۱۴)، صحیح مسلم (سافرین ۱۶۸-۱۷۰)، سنن ابوداؤد (سنۃ ۱۹).....

..... ”مخدوم زادہ اصغر..... شیخ محمد صدیق رحمۃ اللہ علیہ می فرمودند کہ در آں ہنگام کہ تشریف حضرت ایشاں رضی اللہ تعالیٰ عنہا بہ جانب حرمین شریفین اتفاق افتادہ و مردمان آں جای کہ.....

حضرت مخدوم زادہ خواجہ محمد صدیق بن حضرت خواجہ محمد معصوم سفر حرمین میں حضرت خواجہ محمد معصوم کے ہمراہ حج کے لیے گئے تھے، تفصیل کیلئے حنات الحرمین کا مقدمہ، کتاب حاضر پر ہماری تحقیقات اور اس کتاب کی مفتاح ہفتم کی کنز ششم ملاحظہ کریں۔

صوفیہ کبار از مشائخ ماوراء النہر کہ..... ۱۱/۱۱۱

”ماوراء النہر“ وہ سرزمین ہے جو دریائے جیحون کے شمال اور دریائے جیحون و دریائے جیحون کے درمیان واقع ہے اس میں بخارا، سمرقند، خجند، اشترسنہ اور ترمذ وغیرہ شامل تھے (رک بہ ابن حوقل: صوۃ الارض

۱۹۱-۲۲۸، جغرافیہ خلافت شرقی ۲۶۱- وغیرہ) مادراء النہر اس وقت ازبکستان میں ہے جو روس میں واقع ہے۔

”مشائخ کبار در مواضع خود ہا زبان را در مدائح آنحضرت شکر نشان نموده بہ موافق استعداد و حوصلہ خود ولایت و قطبیت ایشان در سلک تحریر کشیدہ“
سلسلہ نقشبندیہ کو اسی مادراء النہر میں فروغ ہوا اور دنیا نے اسلام میں اس کی اشاعت ہوئی یہیں سے ہندوستان پہنچا اور سرہند اس کا مرکز بنا اور حضرت مجدد الف ثانی اور آپ کی اولاد مبارک نے اسے اتنی ترقی دی کہ انہیں مادراء النہری مشائخ کی اولاد اپنی مسند مشیخت کو چھوڑ کر سرہند حاضر ہو کر فیض یاب ہوئی۔

مخدومی اعظم قدس سرہ

۱۳/۱۱۱

حضرت سید احمد بن جلال الدین بن جمال الدین بن برہان الدین خواجہ بن میر دیوانہ معروف بہ خواجگی احمد و مخدوم اعظم کاسانی (متوفی ۹۴۹ھ / ۱۵۳۲ء) دہ بیدی۔ کاسان، فرغانہ کے مضافات میں اور دہ بید، سمرقند سے ایک فرسنگ کے فاصلے پر ہے (سمریہ ۱۱۲، ۱۱۳) عبید اللہ خان شیبانی حضرت مخدوم اعظم سے بڑی عقیدت رکھتا تھا۔ مخدوم اعظم حضرت خواجہ عبید اللہ احرار (ریک بان) کے خلیفہ تھے، مخدوم اعظم کے رسائل عرفانی کا ایک بیش قیمت قلمی نسخہ (دوسرا نسخہ ناقص بھی) کتابخانہ گنج بخش مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، اسلام آباد میں ہے۔ مخدوم اعظم کی اولاد حضرات سرہند سے منسلک ہو گئی تھی اور خواجہ موسیٰ خان دہ بیدی مخدوم اعظمی کا تعلق حضرت میرزا مظہر جان جاناں شہید سے تھا (مقامات مظہری بامداد اشاریہ) مخدوم اعظم کے حالات کے لیے ملاحظہ ہو :

(۱) دوست محمد بن نوروز احمد الکیشی : سلسلۃ الصادقین و انیس العاشقین

(خطی نسخہ کتابخانہ تاشکند بحوالہ سمریہ تعلیقات ایرج افشار ۱۲۳)

(۲) مقامات مخدوم اعظم (سال ۹۴۹ھ / ۱۵۴۲ء) [بحوالہ ستوری :

ادبیات فارسی ج ۱- ج ۲ ص ۲۹۷۳

(۳) ابوالبقا بن بہاء الدین بن مخدوم اعظم : جامع المقامات (سال ۱۰۲۶ھ)
 قلمی نسخہ کتابخانہ گنج بخش اسلام آباد نمبر ۸۳

(۴) نفیسی، سعید : تاریخ در نظم و نثر فارسی در ایران ۴۰۰/۱

(۵) احمد منزوی : فہرست نسخہ ہای خطی فارسی کتابخانہ گنج بخش

(۴ جلد امداد اشاریہ)

حضرت مخدوم اعظم کے صاحبزادے خواجہ اسحاق ولی (متوفی ۱۰۰۷ھ /
 ۱۵۹۸ء) کاشغر کے نامور صوفیہ میں سے تھے سمرقند میں مدفون ہیں، خواجہ اسحاق
 کے حالات کے لیے دیکھئے :

(۱) محمد عوض : ضیاء القلوب قلمی نسخہ تاشکند (بحوالہ سمریہ ۹۰)

(۲) مقامات شیخ اسحاق (بحوالہ سمریہ تعلیقات ایمنج افشار ۹۰)

(۳) معین الدین بن خواجہ خاوند محمود لاہوری : کنز السعادت - قلمی ۳۴

وَأَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ

۱۲/۱۱۳

قرآن ۱۱/۹۴

ابیت يطعمني ربي ويسقيني

۸/۱۱۵

اس حدیث کے الفاظ اس طرح ہیں :

انی ابیت يطعمني ربي ويسقيني

بخاری (صوم ۴۹، ۵۰..... صحیح مسلم (صیام ۵۷.....)، منہاج منیل

۲۳/۳..... [بحوالہ معجم المفہر ۲/۴۸۱]

۱۵-۱۴/۱۱۵ سرشتند از نور حق خاک ادا.....

ان اشعار کی اس سے پہلے بھی تخریج کی جا چکی ہے۔

۶-۲/۱۱۶..... رسالہ یا قوتیہ بہ زبان عربی..... دو نسخہ متبرکہ عربی و فارسی خود.....

حضرت خواجہ محمد معصوم ۱۰۶۸ھ/۱۶۵۸ء میں حج کے لیے گئے تو صاحبزادگان

بھی ہمراہ تھے۔ صاحبزادہ مروج الشریعت محمد عبید اللہ نے قیام حرمین الشریفین

کے دوران آپ کے مکاشفات و ملفوظات کو عربی زبان میں قلم بند کر لیا۔

واپس سرہند پہنچ کر ۱۰۷۱ھ/۱۶۶۰ء میں صاحبزادہ موصوف کے حکم سے

شیخ محمد شاکر بن ملا بدر الدین سرہندی نے اس کا مشروح فارسی میں حنات اکرمین کے نام سے ترجمہ کیا جو ہمارے مفصل مقدمے و تحقیق کے ساتھ ۱۹۸۱ء میں طبع ہو چکا ہے، تفصیل کے لیے دیکھئے کتاب حاضر پر ہمارے مقدمے کا عنوان "تصانیف حضرت خواجہ محمد معصوم"

۱۴-۹/۱۱۶ حضرت ایشاں دامت برکاتہ در ایام اقامت اقدام دارند

حنات اکرمین، فصل دوم ۱۴۳

۱۸/۱۱۶ حضرت ایشاں دامت برکاتہ بتاریخ سوم محرم

حنات اکرمین فصل دوم ۱۴۴

۱۴-۱۳/۱۱۶ بعدہ بر قبر شخصی کہ مستعد باخذ طریقہ انیقہ در دیار ہند از آنحضرت

(مجدد الف ثانی) شدہ بود لکن رجعت بر عقل کوتہ

یہ واقعہ حسن خان افغان کے متعلق نہیں ہے بلکہ وہ تو بخارا میں ارتداد کے جرم میں قتل ہوا تھا (دکیل احمد سکندر پوری: ہدیہ مجددیہ ۱۰۵) روضۃ القیومیہ کے مولف نے یہاں مبالغہ سے کام لیا ہے کہ جس شخص کی قبر پر حضرت خواجہ نے مراقبہ کیا تھا وہ بدستور عذاب میں مبتلا رہا، لکھا ہے:

بعد ازاں بر قبر شخصی کہ در ہند مرید آنحضرت شدہ بود باز شیطان اورا در غلایندہ از آں جناب مردود شدہ بقوم دیگر پیوستہ فاتحہ خواندہ فرمودند ہر چند بروی توجہ کردیم اما بیچ اثر نہ شد، چنان معذب و سرنگوں بود۔

(روضہ ۳۱۱/۲ قلمی)

حالانکہ روضۃ القیومیہ کا ماخذ حنات اکرمین ہی ہے حضرت خواجہ نے اپنے ایک مکتوب میں مکہ مکرمہ میں میرزا امان اللہ بھان پوری کا میر منصور (خلیفہ حضرت شیخ آدم بنوڑی) کی قبر پر جانے اور ان کے تاسف و ندامت کے ساتھ ظاہر ہونے کا مکاشفہ لکھا ہے۔

(مکتوبات معصومیہ ۳/۴۰/۱۱۶)

۲۳-۱۹/۱۱۶ "می فرمودند کہ سحر شب پنج شنبہ ایں خلعت عبودیت است"

حنات اکرمین ۱۸۰

حضرت ایشاں دامت برکاتہ روزی در مصلائی مالکی ۲۲/۱۱۷

حنات اکرمین ۱۸۰

۱/۱۱۸

..... ”آں قدر خود را بہ مرتبہ ارشاد مناسب یافتہ کہ زیادہ برآں متصور نہ باشد“
حضرت خواجہ محمد معصوم کو گیارہ ربیع الاول کو چاہ زمزم کے قریب کشف ہوا
کہ ”تمہیں محض خلقت کے ارشاد کے لیے پیدا کیا گیا ہے“ (روضۃ القیومیہ ۹۸/۲)
..... ”برای دفع مرض برادر کلان خود..... حضرت خواجہ محمد سعید قدس سرہ
در آں ایام آنحضرت را مرض صعب و دوا دہ بود توجہ گماشتند“

۹-۷/۱۱۸

حضرت خواجہ محمد سعید علیہ الرحمت کے مرض کی تفصیل کے لیے لطائف المدینہ
اور اس پر ہمارا مفصل مقدمہ ملاحظہ کریں، نیز حنات اکرمین ۱۷۹

۱۲/۱۱۸

حضرت ایشاں سلمہ اللہ سبحانہ و دامت برکاتہ بتاریخ روز شنبہ
ہشتم رجب المرجب.....

حنات اکرمین ۱۸۵

..... در حدیث قدسی الکبریاء ردائی والعظمۃ ازاری۔ ۲۲-۲۱/۱۱۸

ابوداؤد (لباس ۲۵) ابن ماجہ (زہد ۱۶) مسند امام احمد بن حنبل ۳۷۹/۲
وبعد (بحوالہ معجم المفہرس ۲/۲۷۹)
”حضرت ایشاں دامت برکاتہ در راہ مدینہ منورہ تجسس تمام در دریافت آثار و
مشاہد متبرکہ چہ.....“

۱/۱۱۹

حنات اکرمین (فصل سوم) ۱۸۸-۱۸۶

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے جذب القلوب میں حرمین الشریفین
کے مقدس مقامات کے لیے لفظ ”مشاہد“ استعمال کیا ہے (۱۶۰ بعد)

۱۳/۱۱۹

..... ”بعضی مردم از اہل مدینہ منورہ خواستند کہ داخل طریقہ آنحضرت شوند ایشاں
از کمال ادب دریں امور.....“

حضرت خواجہ محمد معصوم کے سفر حج اختیار کرنے سے پہلے بھی بعض علمائے
حرمین سے روابط تھے اور کئی ذی علم حضرات سلسلہ نقشبندیہ میں آپ سے
ارادت کے خواہاں تھے۔ ان امور اور داخل سلسلہ علمائے حرمین کے حالات

کے لیے کتاب حاضر کی مفتاح ہنم اس کتاب پر ہمارا مقدمہ ملاحظہ کریں۔ نیز
حنات الحرمین پر مقدمہ میں اختصار کے ساتھ ان امور کا تذکرہ کیا جا چکا ہے۔
روزی درایام اقامت مدینہ منورہ شخصی اصحاب آل عالی حضرت.....

۲۰/۱۲۰

حنات الحرمین ۱۸۹

روزی آنحضرت نماز عشاء را بہ جماعت شافعی ادا نمودند.....

۴/۱۲۱

حنات الحرمین ۱۸۹-۱۹۰

امام اجل..... محمد بن ادریس الشافعی

۵-۴/۱۲۱

حضرت امام شافعی (۱۵۰-۲۰۴ھ/۷۶۷-۸۱۹ء)

از مواہب عالیہ کہ آنحضرت بآں ممتاز گردند آنکہ.....

۷/۱۲۱

حنات الحرمین ۱۹۰

در ادائل جمادی الاول چوں بہ زیارت بقیع رفتند.....

۱۹/۱۲۱

حنات الحرمین ۱۹۰-۱۹۱

حضرت ایشاں طالت حیوة..... والسلام وتحيية

۱۶/۱۲۲

حنات الحرمین ۱۹۱-۱۹۲

دربیان عظمت جناب سرور و استغناء و محبوبی و رحمت عامہ اوصلی اللہ تعالیٰ

۲۴/۱۲۲

علیہ و علی آلہ وسلم.....

حنات الحرمین ۱۹۲

بتاریخ روز دوشنبہ ششم جمادی الاخری حضرت ایشاں بہ زیارت اہل بقیع رفتند.....

۱۱/۱۲۳

حنات الحرمین ۱۹۳-۱۹۴

امام اجل مالک بن انس رسیدیم.....

۱/۱۲۳

حضرت امام مالک (۹۳-۱۷۹ھ/۷۱۱-۷۹۵ء)

بہ سرتربت عارف ربانی خواجہ محمد پارسا قدس سرہ رسیدیم.....

۸/۱۲۴

حضرت خواجہ محمد پارسا بخاری (ف ۸۲۲ھ/۱۴۱۹ء) کے حالات کے
لیے ملاحظہ کریں:

احمد طاہر عراقی: رسالہ قدسیہ، مقدمہ، تہران ۱۹۷۰ء

۱۲۴/۱۳-۱۴ "احوالِ حقائق آگاہ شیخ آدم را در رسالہ در باب غور بسیار فرمودند"
 تفصیل کیلئے دیکھئے اس کتاب پر ہمارے مقدمے کا عنوان "حضرت خواجہ محمد مصوم
 اور حضرت شیخ آدم بنوڑی کے تعلقات، ایک غلط فہمی کا ازالہ"
 حضرت مخدوم زادہ ہامی عالی درجات اعلیٰ خواجہ محمد نقشبند و خواجہ ۹/۱۲۵

حنات اکرمین ۲۰۱-۲۰۲

۱۲۶/۴-۵ "از قسم خلعت بوی ہم عنایت شد چنان در آن وقت بردستار او ممتاز نمود"
 اس یا قوت کے الفاظ حنات اکرمین کے ہمارے مطبوعہ نسخے (۲۰۱-
 ۲۰۲) سے قدرے مختلف ہیں۔

۱۲۶/۶-۱۱ می فرمودند کہ اعطای خلعت عبارت ست از افاضہ نسبت خاصہ
 حنات اکرمین ۲۰۳

۱۲۶/۱۲ ولختم مواہب الحرمین الشریفین
 حنات اکرمین ۲۰۴-۲۰۸

۱۲۶/۱۱-۱۲ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا الْكَافِرِينَ

قرآن ۱۴۴/۳

۱۲۶/۱۶ واسئل سنحیمہ صدی

حدیث، سنن ترمذی، ابوداؤد، ابن ماجہ بحوالہ مشکوٰۃ (باب جامع الدعاء)

مفتاح چہارم

۱۱-۱۰/۱۲۹ ما یفتح اللہ الحکیم

قرآن ۲/۳۵

۱۱/۱۲۹ اللہم الہمنی رشدی حدیث، ترمذی (دعوات ۶۹)

[بحوالہ معجم المفہرس ۲۶۱/۳]

۱۴-۱۳/۱۲۹ اس پیراگراف میں نسبتیں ”اسرارِ صدیقی، انوارِ فاروقی، وارثِ کرار سبحانی، نقشبندی، کمالات احمدی اور آستانِ پاک معصومی“ کا مفہوم اس طرح ہے۔

سلسلہ نقشبندیہ حضرت امیر المومنین سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے واصل ہے۔

۱۵ انوارِ فاروقی حضرت مجدد الف ثانی کے نسب مبارک کی طرف اشارہ ہے کہ آپ نسباً فاروقی یعنی حضرت امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد میں سے ہیں، وارثِ کرار سبحانی دراصل مولف نے اپنے نسبِ مادری کی طرف اشارہ کیا ہے کہ حضرت خواجہ محمد معصوم کی زوجہ محترمہ حضرت میر صفرا احمد رومی قدس سرہ

کی صاحبزادی تھیں اور مولف حضرت خواجہ کے نواسے تھے یہ کنایت ”حیدر کرار“ حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ مراد ہیں۔ نقشبندی سے مراد اس سلسلہ

۲۰ کے مؤسس حضرت بہاء الدین نقشبند بخاری ہیں، ”کمالات احمدی“ اشارہ ہے حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی کے اسم گرامی ”شیخ احمد“ کی طرف ”آستانِ پاک معصومی“ سے مراد خود صاحبِ سوانح ہذا حضرت خواجہ محمد معصوم ہیں۔

۲۳-۲۱/۱۲۹ بہ تبعیت و دراثت امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

طریقت و حقیقت را خادمان شریعت دانستہ و نبوت را افضل از ولایت
اس امر کی تفصیل کے لیے دیکھئے تعلیقاتِ حاضر ”پابندی شرع شریف
اور حضرات نقشبندیہ“ و مقدمہ کتاب ہذا۔

رَبَّنَا افْتَحْ خَيْرُ الْفَاتِحِينَ ۳/۱۳۱

قرآن ۸۹/۷

۵

۱۴-۱۲/۱۳۱ عن ابی ہریرہ ارأیتم بہن الخطایا

حدیث ، مشکوٰۃ (کتاب الصلوٰۃ)

۱۸-۱۵/۱۳۱ عن ابن مسعود قال سالت لزدنی

حدیث ، مشکوٰۃ (کتاب الصلوٰۃ)

۱۰

۱۸/۱۳۱ عن عبد اللہ بن عمرو بن العاص انه

حدیث ، مشکوٰۃ (کتاب الصلوٰۃ)

۴-۲/۱۳۲ اَلْ قَدْرُ فَضَائِلِ نَمَازِ وَکَمَالَاتِ اَلْ رَاکِعِ حَضَرَتِیْنِ مَا در دفاتر مکتوبات

حضرت مجدد الف ثانی اور حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہا نے اپنے

مکتوبات اور تحریرات میں پابندی شرع شریف کے تحت نماز کے جس قدر

۱۵ فضائل بیان کئے ہیں اگر وہ مواد یکجا کر دیا جائے تو مستقل دفتر سے کم نہیں ہوگا۔

۱۱/۱۳۲ مولفان مقاماتِ حضرت مجدد الف ثانی رَحِمَہُمَا اللہُ تَعَالٰی کہ شروع کلام از

نماز تہجد می فرمایند

صاحبِ حضرات القدس (۸۱/۲) نے لکھا ہے :

”دو رکعت خفیف می گذاردند و باقی نماز تہجد را بطول قرأت ادا می کردند ...“

۲۰ ۱۳-۱۲/۱۳۲ اِس عَاصِی دُور اَزْ کَار در رسالہ معدن الجواہر در احوال عالی حضرت

یہاں عالی حضرت سے مراد حضرت خواجہ صبغت اللہ بن حضرت خواجہ محمد معصوم

مراد ہیں۔ مولف کے رسالہ معدن الجواہر کی تفصیل کے لیے دیکھئے ہمارے مقدمے

میں مولف کے حالات

۱۵-۱۴/۱۳۲ اَرْقَمُ الصَّلَاةِ مَشْهُودًا

قرآن ۷۸/۱۷

..... امنی ہدین الوقتین ۲۳/۱۳۲

حدیث، مشکوٰۃ (باب المواقیت)

۱۶-۱۵/۱۳۲ در وقت رفتن مکان ضرور اللہم انی اغوذ بک الخباثت خواندہ

اس دعا کی تفصیل اور امام ابن حجر کے بیان کے لیے دیکھئے :

(۱) محمد قطب الدین : وظیفہ مسنونہ (تلخیص و تحقیق حسن حصین) مطبع احمدی ۵

دہلی ۳۰

(۲) محمد معصوم، خواجہ : اذکار معصومیہ ۱۸

۱۴-۱۶/۱۳ وقت برآمدن غُفرانک وَعَافَانِی

حضرت خواجہ نے اذکار معصومیہ (۱۸) میں بھی اسے نقل کیا ہے۔

۱۰

سراج الامة امام ابی حنیفہ کو فی رحمۃ اللہ تعالیٰ

حضرت امام اعظم (متوفی ۱۵۰ھ)

..... امام محمد

۱/۱۳

حضرت امام محمد بن حسن شیبانی (متوفی ۱۸۹ھ) [مؤلف کتاب الآثار]

شاگرد امام اعظم ابو حنیفہ وقاضی امام ابو یوسف

بسم اللہ العظیم والحمد للہ علی دین الاسلام

۱۵

اذکار معصومیہ ۱۸

۲/۱۲

۶-۵/۱ ان اللہ سبحانہ کما یحب ان یاتونی بالعزیمۃ یحب ان یاتونی

بالرخصۃ فیہ۔

حدیث، قدرے مختلف الفاظ سے سند امام احمد بن حنبل (۱۰۸/۳) میں

۲۰

آئی ہے دیکھئے : معجم المفہر ۲۲۲/۲

..... لا قوۃ الا باللہ ۱۳/۱۲

قرآن ۳۹/۱۷

۱۸/۱۱ خذُوا زینتکم عند کُلِّ مَسْجِدٍ

قرآن ۳۱/۷

اللہم افتح لی ابواب رحمتک ۲/۱

مسجد میں داخل ہوتے وقت اس قسم کی دعاؤں کی تفصیل کے لیے دیکھئے :
محمد قطب الدین : وظیفہ مسنونہ (حصص حصین) ۴۸

..... لا شریک لہ ، لہ الملک ولہ الحمد وهو علی کل شیء قدیر ۲۰/۱۳۶

قرآن ۱۶۴/۶ ، ۱/۶۴

۵ جناب قبلہ گاہی اقطاب دستگاہی قدس سرہ شرح وقایہ را در خدمت
حضرت ایشاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ خواندہ اند..... شیخ سیف الحق والملة والدین
..... شریک سبق بودم

یہاں ”قبلہ گاہی“ سے مراد مولف کتاب حاضر کے والد بزرگوار حضرت
شیخ محمد فضل اللہ ہیں ، گویا وہ حضرت خواجہ سے شرح وقایہ کے سبق میں ہم سبق
تھے تفصیل کے لیے دیکھئے مفتاح ہشتم کنز اول کتاب ہذا

شرح وقایہ ۷/۱۳۷

یہ وقایہ الروایہ مولفہ امام برہان الشریعت محمود بن صدر الشریعہ حنفی کی
شرح ہے جسے مولف کے نواسے امام صدر الشریعت ثانی عبید اللہ بن مسعود
محبوبی حنفی اصولی (متوفی ۱۲۵۵ھ/۱۳۲۴ء) نے ۱۲۲۵ھ/۱۳۴۱ء میں تالیف
کیا یہ شرح بہت مقبول اور مدارس میں شامل درس ہے (عبدالاول جوہری :
مفید المفتی ۲۳۷-۲۳۸) اس شرح وقایہ پر کئی حواشی لکھے گئے اور وقایہ کی
بہت سی شرح بھی علماء نے تالیف کی ہیں ، تفصیل کے لیے دیکھئے :

(۱) حاجی خلیفہ : کشف الظنون ۲۰۲۰-۲۰۲۲

(۲) محمد عبدالحی لکھنوی : عمدة الرعاہ حاشیہ شرح وقایہ پر مقدمہ

”بیضادی“

۱۰/۱۳۷

تفسیر بیضادی (رک تعلیقات حاضر ۲/۳۱)

”عضدی“

۱۰/۱۳۷

الایضاح فی النحو مولفہ امام ابی علی حسن بن احمد فارسی نحوی (متوفی ۸۷۷ھ)
عضد الدولہ کے لیے تالیف کی گئی (حاجی خلیفہ ۱۱۴۲/۲)

”شرح مواقف“

۱۰/۱۳۷

المواقف مولفہ عبدالدین عبدالرحمن بن احمد الیجبی القاضی (متوفی ۷۵۶ھ)
علم کلام کے موضوع پر ہے۔ علماء نے اس کی بہت سی شرح لکھی ہیں۔ سید شریف
جرجانی (متوفی ۸۱۶ھ) کی شرح بہت مقبول اور متداول ہے۔

(رک تعلیقات حاضر ۸/۶۳)

۵ در بیڑہ تنبول روپیہ ہاوا شریف ہا پیچاندہ مرحمت می فرمودند ۱۶/۱۳۷

بیڑا، ہندی زبان کا لفظ ہے جو پان کی گلدی کے لیے استعمال ہوتا ہے۔
تنبول، بروزن مقبول برگی باشد کہ در ہندوستان "پان" گویند و با آہک و فلفل
خورند (برہان قاطع، طبع محمد معین ۵۱۶/۱) تاریخ اکبری ۱۵۸ مع تعلیقات
۱۸-۱۷/۱۳۷ اِنْ تُبْدُوْا..... خَيْرٌ لَّكُمْ

قرآن ۲/۲۷۱

۱۰

۱۶-۱۵/۱۳۸ رحم الله امرأصلی قبل العصر اربعاً
حدیث مشکوٰۃ (باب سنن وفضائلها)

صحیح بخاری

رک تعلیقات حاضر (۲/۳۱)

صحیح مسلم

۱۵

صحیح مسلم، امام ابی الحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ) نے
حدیث پاک کا مجموعہ مرتب کیا تھا صحاح ستہ میں شمار ہے۔
مشکوٰۃ المصابیح

رک تعلیقات ہذا (۲/۳۱)

۲۰ بدرس مکتوبات حضرت مجدد الف ثانی و جلد اول مکتوبات خود ۱۳-۱۱/۱۳۷

کہ از مدت مدید بہ حضور پر نور ترتیب یافتہ استماع می نمودند
یعنی خود حضرت خواجہ محمد معصوم مکتوبات حضرت مجدد کا درس دیتے تھے اور

حضرت خواجہ اپنے مکتوبات کی پہلی جلد بھی پڑھا کرتے تھے یہ جلد ۱۰۶۳ھ /
۱۶۵۲ء میں مرتب ہو کر متداول ہو چکی تھی۔
گاہی مقامات مجددی شہودند

۱۵/۱۳۷

یعنی حضرت خواجہ مکتوبات کے علاوہ حضرت مجدد الف ثانی کے حالات پر دو معاصر کتب یعنی زبدۃ المقامات اور حضرات القدس کی سماعت بھی کرتے تھے۔

۵-۴/۱۴۰ در بیان ایں ادعیہ ماثورہ موقتہ و غیر موقتہ خود رسالہ تالیف فرمودہ
حضرت خواجہ نے اذکار کے موضوع پر رسالہ تالیف کیا تھا، خود تحریر فرماتے ہیں:

”بعضی ازیں قسم و طائف اوراد و اعمال را ایں فقیر جمع نموده است“

(مکتوبات ۱/۱۴)

مکتوبات معصومیہ کے دفتر اول میں ہی لکھا ہے کہ یہ رسالہ ”ہنوز مسودات بہ بیاض نہ رسیدہ است سالہاست کہ مسودات افتادہ است توفیق بہ بیاض آن غنی یابد (۱/۱۸۲ / ۳۵۵) جس سے اس امر کا ثبوت ملتا ہے کہ مکتوبات معصومیہ کی جلد اول کے جمع ہونے یعنی ۱۰۶۳ھ تک یہ رسالہ مکمل نہیں ہوا تھا لیکن مکتوبات کی جلد دوم کی ترتیب سے پہلے یعنی (۱۰۷۲ھ) یہ رسالہ مرتب فرما چکے تھے اور اس کی ایک نقل مرزا خان کو ارسال کی تھی (مکتوبات ۲/۱۰۱-۱۵۹) جس سے اس رسالے کا سال تدوین یعنی حدود ۱۰۶۳ — ۱۰۷۳ھ میں کسی سال مسودے سے مرتب شکل اختیار کرنا متعین کیا جاسکتا ہے۔ آپ کے ایک مکتوب (۲/۱۰۴-۱۶۳-۱۶۴) سے بھی یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ اذکار کے موضوع پر آپ نے دو رسالے تالیف کئے تھے (ر۔ ک مقدمہ کتاب حاضر بعنوان ”تالیفات حضرت خواجہ محمد معصوم“)۔

۹-۸/۱۴۰ اللہم عا فنی فی بدنی لا الہ الا انت

اذکار معصومیہ ۱۳

۱۱-۹/۱۴۰ بسم اللہ الذی لا یضر و هو السميع العليم

اذکار معصومیہ ۱۳

۱۱-۱۰/۱۴۰ بسم اللہ علی نفسی و اہلی و مالی

اذکار معصومیہ ۱۴

عاجی محمد عاشور بخاری.....

۳/۱۳۱

حالات کے لیے دیکھئے کتاب ہذا مفتاح ہنم

بدول اجازت حاجی مذکور، مسیح کس باریاب در آن سراپردہ ہای نورنی گردید۔

۵/۱۳۱

یہاں حضرت خواجہ کی ”محل یاران مخصوص“ کی طرف اشارہ ہے۔ لفظ ”سراپردہ“ خود حضرت خواجہ نے بھی استعمال کیا ہے، لکھتے ہیں :

۵

اللہ تعالیٰ بجمیعت دعافیت دارد و بر جادۂ شرع و در

سُراذقات معرفت و سراپردہ قرب خویش انس و الفت دہد ایں معنی

در عالم اسباب وابستہ بہ سلوک طریقہ مصوفیہ علیہ است (مکتوبات ۳/۲۲/۴۷)

۱۰-۹/۱۳۱ چہ طالبین و طالبات بر آن قبلہ ارباب کرامات (خواجہ محمد معصوم) مثل مورد ملخ می شتافتند.....

”مورد ملخ“، مورد، بمعنی چیونٹی اور ملخ، ٹڈی کو کہتے ہیں گویا طالبان حق تعلیم سلوک کے لیے حضرت خواجہ کی خدمت میں ٹڈی دل کی طرح امدے چلے آتے تھے۔ آپ کے مریدین و خلفاء کی تعداد اور مختلف بیانات کے لیے اس کتاب پر ہمارا مقدمہ ملاحظہ کریں۔

۱۵

..... شیخ رکن الدین قدس سرہ

۱۶/۱۳۲

حالات کے لیے دیکھئے تعلیقات ہذا (۱۱/۲۷)

..... ”امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ علیہ خود زبان دادہ اند و در

۲۱-۱۷/۱۳۲

جای کہ نگارش فرمودہ اند۔ ایں درویش را توفیق عبادات نافلہ خصوصاً ادای

صلوٰۃ نافلہ مرا ازیں کلام بندگی شیخ رکن الدین است.....

۲۰

مؤلف مقامات معصومی نے حضرت مجدد الف ثانی کے شیخ رکن الدین کے بارے میں یہ الفاظ غالباً اپنے حافظہ کی مدد سے لکھے ہیں اس لیے قدرے متغیر ہو گئے ہیں، حضرت مجدد کے الفاظ اس طرح ہیں :

ایں درویش را توفیق عبادات نافلہ خصوصاً ادای صلوٰۃ نافلہ مددی از

پدر و یست و پدر بزرگوار اور ایں سعادت از شیخ خود کہ در سلسلہ چشتیہ

بودہ اند حاصل شدہ بود (مبداء و معاد ۵)
 شیخ عبدالقدوس (گنگوہی) قدس سرہ
 حالات کے لیے ملاحظہ ہو تعلیقات حاضر (۱۰/۲۸)

وَمَا ذَلِكَ عَلَى اللَّهِ بِعَزِيزٍ ۲/۱۴۳

قرآن ۲۰/۱۴

سَبِّحْ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى ۸/۱۴۳

قرآن ۱/۸۷

قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ ۹/۱۴۳

قرآن ۱/۱۰۹

قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ ۹/۱۴۳

قرآن ۱/۱۱۲

سبحان الملك القدوس (ثلاث مرات) ۱۱/۱۴۳

حدیث، ابوداؤد (وتر ۶) نسائی (قیام اللیل ۳۷، ۴۷،)،

مسند امام احمد بن حنبل ۳/۴۰۶، ۴۰۷، ۱۲۳/۵ [بحوالہ معجم المفہر ۳۲۰/۵]

رب الملائكة والروح ۱۲-۱۱/۱۴۳

حدیث کے الفاظ اس طرح ہیں :

سبحو قدوس رب الملائكة والروح

صحیح مسلم (صلوٰۃ ۲۲۳) ابوداؤد (صلوٰۃ ۱۴۷)، نسائی (تطبیق ۱۱، ۷۵)،

مسند امام احمد بن حنبل ۶/۳۵ بہ بعد [بحوالہ معجم المفہر ۳۱۷/۲]

إِذَا زُلْزِلَتِ الْأَرْضُ ۱۵/۱۴۳

قرآن ۱/۹۹

..... ایام وجع مفاصل کہ ۲/۱۴۳

حضرت خواجہ کے (مرض) وجع مفاصل کی تفصیل کے لیے دیکھئے مفتاح

نشم کتاب حاضر

إِلَّا أَنْ يَشَاءَ اللَّهُ رَبِّي شَيْئًا ۱۳-۱۲/۱۴۳

قرآن ۸۰/۶

- ۱۶/۱۴۲ زین المستورات ام المریدین بی بی جیو قد سنا اللہ سبحانہ بسرہا الاقدس
یعنی زوجہ محترمہ حضرت خواجہ محمد معصوم۔
- ۱۸/۱۴۲ بروایت مریم مکانی حضرت خالہ کبیرہ قدس سرہا
یہاں حضرت خواجہ محمد معصوم کی سب سے بڑی صاحبزادی اُمۃ اللہ مراد
ہیں (روضۃ القیومیہ ۲/۲۳۳) نیز ملاحظہ ہو مقدمہ کتاب ہذا بعنوان ”راویان
مقامات معصومی“
- ۲-۱/۱۴۸ ان فی خلق السموات والارض انک لا تخلف الميعاد
قرآن ۲۶۴/۲ ، ۱۹۴/۳
- ۶/۱۴۸ قُلْ يَٰٓاَيُّهَا الْکٰفِرُوْنَ ، قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ
قرآن ۱/۱۰۹ ، ۱/۱۱۲
- ۱۰ ۹/۱۴۸ واللّٰهُ مَافِی السَّمٰوٰتِ الْاُمُوْر
قرآن ۱۰۹/۳
- ۱۰/۱۴۸ کُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ
قرآن ۱۱۰/۳
- ۱۵ ۱۲-۱۱/۱۴۸ من الذین صَغِرُوْنَ
قرآن ۲۹/۹
- ۱۴-۱۳/۱۴۸ وقالت ابن اللّٰهِ
قرآن ۳۰/۹
- ۲۱-۲۰/۱۴۸ اُولَٰئِکَ الْمَفْلِحُوْنَ
قرآن ۵/۲
- ۲۰ ۲۲/۱۴۸ وَلَا تَجْهَرُ سَبِيْلًا
قرآن ۱۱۰/۱۷
- ۵/۱۴۹ عمہ محترمہ بی بی اسلمہ مرحومہ قدس سرہا کہ ہمیشہ زادہ حضرت ایشان
رحمۃ اللہ علیہا پروردہ اند.....
- اس خاتون محترمہ کا نام ام سلمہ ہے جو حضرت خدیجہ بنت حضرت محمد الف ثانی

کی دختر تھیں، حضرت خواجہ نے ان کے بارے میں فرمایا تھا کہ ”میں نے دیکھا ہے کہ اس کا نور چوتھے آسمان تک پہنچتا ہے“ ام سلمہ کی صرف ایک لڑکی تھیں جو شیخ محمد جعفر بن شیخ محمد اشرف بن حضرت خواجہ محمد معصوم سے منسوب تھیں۔

(روضۃ القیومیہ ۱/۳۱۹، ۲۸۰۰)

۲۰/۱۴۹ آت محمد الوسیلۃ والفضیلۃ.....

حدیث، بخاری (اذان ۸، تفسیر سورہ ۱۱، ۱)، ابو داؤد (صلوٰۃ ۳۷)
ترمذی (صلوٰۃ ۴۳)، نسائی (اذان ۳۸)، ابن ماجہ (اذان ۴)

[بحوالہ معجم المفہرس ۱۶۳/۵]

۱۵۰/۱۵-۱۶ ابراہیم..... المشرکین

قرآن ۹۵/۳

۱۰ ۲۲-۲۱/۱۵۲ تاریخ تحریر این سطور ہم مخرج از آن در سفر اتفاق یافتہ.....

گویا مولف نے کتاب حاضر سفر کے دوران غالباً لشکر میں ملازمت کے دوران تالیف کی (رک مقدمہ ”احوال مولف“)

۱۵۵/۱۶-۱۷ برادر زادہ خود عالم شہر شیخ محمد فرخ کہ مولوی وقت خود بودہ اند.....

۱۵ مولوی محمد فرخ بن حضرت خواجہ محمد سعید بن حضرت مجدد الف ثانی کے حالات کے لیے ملاحظہ ہو کتاب حاضر کی مضامین، ششم کتر سوم۔

۱۳/۱۵۶ خیر من الف شهر

قرآن ۳/۹۷

۱۸/۱۵۶ من کان..... لای

قرآن ۵/۲۹

۲۰ ۲۲-۱۵/۱۵۷ ”بر تقلید صوفیہ موحیدین مجوز نہ بودند..... کہ در مقدمہ شیخ نوشتہ اند کافی

می فهمیند.....“

ہم نے اس کتاب کے مقدمے میں ”وحدت الوجود“ اور دیگر متعلقہ عنوانات کے تحت ان امور پر مفصل بحث کی ہے۔

۱۵۸/۸-۱۵ ”در میان علماء امام ابو حنیفہ رحمہم اللہ را افضل و اکرم آنها می دانستند و بعد

ایشان شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ می فرمیدند..... حتی الامکان جمع بین المذہبین
می فرمودند..... در رنگ والد بزرگوار خویش صاحب مذہب بودہ انداتاً.....
حضرت خواجہ نے حضرت مجدد الف ثانی کے ایک مکلفے کی شرح لکھتے
ہوئے اس امر کی ان لفظوں میں وضاحت کی ہے :

۵

حضرت ایشان ما (مجدد الف ثانی) رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ می فرمودند کہ روزی
در حلقہ فجر شستہ بودم..... دیدم کہ امام ہمام حضرت ابوحنیفہ
رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ با جمع تلامذہ خویش بلکہ با جمع علماء و مجتہدان کہ در مذہب
ایشان اند گردن جمع آمدند و مرا احاطہ نمودند..... می بینم کہ گویا انوار
ہمہ ایشان در من در آمدند و من بآں انوار تعین و بقایا فتم.....

۱۰

ہماں قسم تعین و بقایا بہ علمای شافعیہ متحقق گشت چنانکہ دیدم کہ
حضرت امام شافعی با جمع علماء و مجتہدان مذہب خویش گردن جمع اند
محسوس گشت کہ علمای حنیفہ از من بیرون آمدند ایں زبان بانوار علمای
شافعیہ متحقق گشتم..... بعد ازاں مشہود گشت کہ آنچہ از من رفتہ بود باز
بمن عود نمود..... ازیں جہت اگر آنحضرت (مجدد الف ثانی) را حنفی
الشافعی گویند گنجائش دارد..... (مکتوبات معصومیہ ۱/۲۳۱/۲۲۲)

۱۵

۲۳-۱۸/۱۵۸ "منازعات و مشاجرات کہ در صحابہ کرام..... واقع شدہ بر محال نیک فرود
می آوردند..... حضرت امیر را کرم اللہ وجہہ دریں محاربات و مشاجرات
محق می داشتند و جانب دیگر را معطلی اما خطای اجتہادی کہ از طعن دور است
و....."

۲۰

حضرت خواجہ نے خود ان امور سے وضاحت فرمائی ہے، ملاحظہ ہو :

مکتوبات معصومیہ ۲/۳۶/۶۳ - ۶۵ سوال نہم

انہیں خیالات کا اظہار حضرت مجدد نے فرمایا ہے :

کم و بیش آدھے صحابہ کرام ان کے ساتھ اس محلے میں شریک ہیں
پس اگر حضرت امیر (علی) کے ساتھ لڑائی کرنے والے کافر یا فاسق
ہوں تو نصف دین سے اعتماد اٹھ جاتا ہے جو ان کی تبلیغ کے ذریعے

ہم تک پہنچا ہے (مکتوبات حضرت مجدد ۱/۲۵۱)
 صحابہ کے مابین جو تنازعات ہوئے ہیں انہیں نیک محل پر محمول کرنا
 چاہیئے، تعصب سے دور رہنا چاہیئے کیوں کہ وہ تاویل اور اجتہاد پر
 مبنی تھے یہی اہل سنت کا عقیدہ ہے (ایضاً ۱/۲۵۱)

۵ حضرت علی کے خلاف لڑنے والے خطا پر تھے اور حق حضرت علی کی
 طرف تھا۔ لیکن چونکہ یہ خطا، خطای اجتہادی تھی اس لیے ملامت سے
 دور ہے اور اس پر کوئی مواخذہ نہیں ہے..... حضرت علی کی
 خلافت کے زمانے میں حضرت معاویہ خلافت کے حق دار نہیں تھے۔
 (ایضاً ۱/۲۵۱)

۱۰ خطای اجتہادی سے مراد یہ ہے کہ ایک عالم صالح و متقی اپنی پوری
 کوشش حق بات کی تلاش میں صرف کر دیتا ہے لیکن اس کی رسائی حق تک
 نہیں ہوتی بلکہ وہ غلط نتیجے تک پہنچتا ہے (دستور العلماء ۲/۸۹)
 حضرت میرزا منظر جان جاناں شہید کا ایک مکتوب اس موضوع پر ہے نیز اسی
 مکتوب پر تعلیقات کے لیے دیکھئے :

۱۵ مقامات منظری ۵۰۶-۵۰۸ ، ۵۴۹-۵۵۱
 ”اگرچہ در طریقہ قادریہ و چشتیہ ہم بر مردان آل طریقین رانیز تربیت می فرمودند“
 ممکن ہے حضرت خواجہ نے اپنے آخری ایام حیات میں طالبوں کو ان کے
 مذاق کے مطابق چند ایک کو طریقہ قادریہ و چشتیہ میں تربیت کی ہو، کیونکہ حضرت خواجہ
 نے نہایت واضح الفاظ میں لکھا ہے کہ ہم نے طریقہ چشتیہ میں کسی کی تربیت نہیں
 کی، لکھتے ہیں :

”فقیر طریقہ چشتیہ را بہ کسی نمی گوید و خرقہ ہم نمیدہد تا دا وضع باشد“
 (مکتوبات معصومیہ ۳/۱۳۰)

۱۳-۱۲/۱۵۹ خُذِ الْعَفْوَ الْجَهْلِلِينَ

قرآن ۱۹۹/۴

۴-۶/۱۶۰ مَثَلُ اُمِّي اُمِّ اَخِرِه

حدیث، سنن ترمذی (ادب ۹۱) [بحوالہ معجم المفہر ۱/۹۲] شیخ عبدالرحمن سلمیٰ نے طبقات الصوفیہ میں یہ حدیث نقل کی ہے، طبقات کے مصحح نور الدین شریبہ نے اس حدیث کی متون حدیث کے حوالوں سے بحث کی ہے (طبقات ۲ تن و حاشیہ) یہی حدیث حضرات القدس میں بھی نقل ہوئی ہے (۲۶/۲) لیکن معلوم ہوتا ہے کہ تالیف کے وقت صاحب مقامات معصومی کے پیش نظر متون حدیث کی بجائے حضرات القدس کا نسخہ تھا جہاں یہ حدیث پاک قدرے مختلف الفاظ میں نقل ہوئی ہے۔

..... حدیث مثل اُمتی اشارت بہ وجود مسعود حضرت مجدد الف ثانی می دانستند

۴/۱۶۰

۱۰ حضرت مجدد الف ثانی کی سوانح عمریوں میں اس "اشارہ" کی تفصیلات درج ہیں، حضرات القدس میں ہے :

..... بعد از ہزار سال از ارتحال محبوب ذوالجلال علیہ و علی آلہ الصلوٰت و التسلیمات بکمال اتباع آں سرور بکمال دراشت شدہ مجدد بعد الف آمدہ اند و آنچه آن سرور علیہ السلام فرمودہ مثل اُمتی تواند کہ اشارہ بہ وجود مسعود آنحضرت (مجدد الف ثانی) بود، چہ آخریت ایں امت از مضی الف است

۱۵

(۲۶/۲)

از خلیفہ عصر باد جو دیکہ مرید ہم بودہ بہ صد آرزو خواستہ کہ قریہ یا معاشی یا یومیہ برای خرچ خانقاہ ملائک پناہ بہ گزرا ند اصلاً در معرض قبول نیفتاد بہ قسمی یاد آں قبلہ حاجات می رسید الیہ

۱۴-۱۱/۱۶۰

۲۰

یہاں خلیفہ عصر سے مراد اوزنگ زیب عالمگیر ہے۔ ہم نے اس کتاب کے مقدمے میں حضرت خواجہ کے اوزنگ زیب کے ساتھ روابط اور اس کی اس خانوادے سے عقیدت کے واقعات کو یکجا کر دیا ہے۔

ذکر خفی را افضل از ذکر جہری دانستند

۲۰/۱۶۰

حضرات نقشبندیہ مجددیہ نے ذکر خفی کو ہی ترجیح دی ہے۔

حضرت مجدد الف ثانی نے ذکرِ جہر سے منع فرماتے ہوئے اسے بدعت قرار دیا ہے (مکتوبات ۲۲۱/۱)۔ حضرت میرزا مظہر جان جاناں شہید کا ایک مکتوب اسی موضوع پر ہے دیکھئے :

مقاماتِ مظہری (۴۹۲-۴۹۴)

ادعواربکم تضرعاً وخفیة

۲۰/۱۶۰

قرآن ۵۵/۷

..... ۱۔ عتکاف در سرائی دوہیری کہ یک فرنگ از بلدہ طیبہ حضرت سرہند واقع است، در باغ آں می نشستند.....

۱۱-۱۰/۱۶۱

”سرائے دوہیری“ کا جو محل وقوع یہاں بتایا گیا ہے کہ اس کے ساتھ ایک باغ بھی ہے اس سے واضح ہو جاتا ہے کہ یہاں باغ سے مراد ”باغ عام خاص“ ہے۔ یہ منغل عہد کی وہ سرائے ہے جسے انہوں نے اپنے سفر کے دوران آرام کرنے کی غرض سے آگرہ سے راستہ سرہند و دہلی، لاہور جانے کے لیے تعمیر کروائی تھی۔ اٹلس آف انڈیا نقشہ نمبر ۴۸ (۱۸۶۱ء) میں اس مقام کو ”عام خاص“ کے نام سے ظاہر کیا گیا ہے۔ کنگم نے آثارِ قدیمہ کی رپورٹ (۱۸۶۲-۱۸۶۵) میں سرائے کا تفصیلی ذکر کیا ہے :

Kirpal Singh: Monuments of Sirhind. (Sirhind through the Ages. pp. 141-42, 148-149)

لیکن کسی نے اس سرائے کا نام ”دوہیری“ نہیں لکھا یہ مقاماتِ معصومی میں ہی آیا ہے۔ معلوم نہیں کہ اس کا مقامی تلفظ کیا ہے تاہم ماہرینِ آثارِ قدیمہ نے سرہند کی صرف اسی ایک سرائے کا ذکر کیا ہے :

وما ارسلناک الا رحمة للعالمین

۱۶/۱۶۱

قرآن ۱۰۷/۲۱

شرزہ خان مرحوم کہ بہ قلعہ داری بلدہ کابل سرافراز بودہ دبی واسطہ مرید جناب حضرت ایشاں رحمۃ اللہ علیہ اکثر در مدح آنحضرت.....

۲۱/۱۶۱

شرزہ خان کے حالات کے لیے کتابِ حاضر کے متن کا عنوان ”سلاطین و

امراد از مریدان حضرت خواجہ محمد معصوم (مفتاح ہنم) ملاحظہ کریں۔
ارباب سکر اور مقدمات شطیہ مثل انا الحق و سبحانی معذور
می داشتند.....

۶/۱۶۲

ہم نے کتاب کے مقدمے میں "تعلیمات حضرت خواجہ محمد معصوم" کے تحت
اس کی تفصیل دی ہے۔ انا الحق اور سبحانی صرف حسین منصور علاج نے
۵ ہی نہیں کہا کئی دیگر صوفیہ سے بھی یہ کلمات سکر یہ سرزد ہوئے ہیں روز بہان بقلی
نے شرح شطیات میں ان امور کی توضیحات پیش کی ہیں۔ (بامداد اشاریہ)

ادب برادر بزرگ خود حضرت خازن الرحمت..... آں قدر می فرمودند کہ.....
حضرت خواجہ محمد معصوم نے اپنے برادر بزرگ حضرت خواجہ محمد سعید خازن الرحمت

۳-۱/۱۶۳

۱۰ کے مناقب اپنے مکاتیب میں جا بجا لکھے ہیں آپ کا ایک مستقل مکتوب حضرت
خازن الرحمت کے فضائل و مناقب پر ہے (مکتوبات معصومیہ ۳/۳/۱۳-۱۵)
حافظ محمد شریف.....

۲/۱۶۴

حضرت حافظ محمد شریف لاہوری مراد ہیں جو آپ کے خلیفہ اور آپ کے
مکتوب الیہ بھی ہیں ان کے حالات کے لیے کتاب حاضر کی مفتاح ہنم کا ذیل
ملاحظہ کریں۔

۱۵ مکتوب ہشتم از جلد اول کہ بنام شیخ عبداللطیف شکر خانی صدور یافتہ.....
شیخ عبداللطیف شکر خانی کے حالات اس کتاب کی مفتاح ہنم کے ذیل
میں ملاحظہ کریں۔ مکتوبات معصومیہ کی جلد اول میں یہ مکتوب نمبر ۹ ہے۔

۱۵/۱۶۵

..... ورد فی الحدیث "اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰهُ نُوْرًا"

۲۲/۱۶۶

۲۰ اس حدیث کو علامہ زرقانی نے شرح مواہب میں نقل کر کے اسے سند
کے اعتبار سے حدیث حسن بتایا ہے۔

وَبَرَكْنَا عَلَيْهِ وَعَلَىٰ اسْحَق

۱۴/۱۶۸

قرآن ۱۱۳/۳۷

تفصیل بعض امور کہ دریں جا با جمال ذکر یافتہ است از مکتوبات قدسی آیات
حضرت ایشان ما (مجدد الف ثانی) باید طلب نمود.....

۱۹-۱۸/۱۶۹

حضرت مجدد نے اپنے مکتوبات میں کئی مقامات پر حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل بیان کرتے ہوئے احادیث نقل کی ہیں بعض مراجع ملاحظہ ہوں :

مکتوبات ۱۰۰/۳ ، ۶۴ ، ۹۶ ، ۸ ، ۱۷ ، ۲۰۹/۱ ، ۱۰۶۷/۲

۵ مرزا امان اللہ برہانپوری ۲۰/۱۶۹

حضرت مرزا امان اللہ برہانپوری، حضرت خواجہ کے مکتوب الیہ اور خلیفہ تھے، حالات کے لیے دیکھئے کتاب ہذا مفتاح ہنم کنز سوم۔

..... خواجہ محمد طفیف کابلی ۸/۱۷۱

حالات کے لیے دیکھئے کتاب حاضر مفتاح ہنم کنز اول

۱۰ سورۃ قل اعوذ برب الناس ۹/۱۷۱

قرآن ۱۱۴

ربنا اتنا رشیداً ۵/۱۷۲

قرآن ۱۰/۱۸

..... میر محمد نعمان قدس سرہ ۷/۱۷۲

۱۵ حضرت میر محمد نعمان بدخشی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات انہیں تعلیقات میں ملاحظہ کریں (۲۲/۹۸)

یٰٰأَیُّهَا الذِّیْنَ ۸/۱۷۲

قرآن ۱۰۲/۳

تبتل الیہ تبتیلاً ۱۳/۱۷۲

۲۰ قرآن ۸/۷۳

بفتح اللہ در جواب اسولہ او کہ ۱۷/۱۷۳

مکتوبات معصومیہ (۱/۱۱/۶۸) میں اس مکتوب الیہ کا نام ”قلج اللہ“ درج ہے لیکن مقامات معصومی کے خطی نسخوں میں ”فتح اللہ“ ہی لکھا ہوا ہے۔ ہاں مکتوب الیہم میں سے ایک ملاحظہ اللہ (۲۳۰/۳) بھی ہیں۔

۴-۲/۱۷۴ ورحمتی وسعت کل شیء الزکوۃ

قرآن ۱۶۵/۷

۱۴۴/۱۵-۱۶ لَا يَعْصُونَ يُؤْمَرُونَ

قرآن ۶/۶۶

۱۴۴/۲۰-۲۱ وَمَا يَعْلَمُ إِلَّا هُوَ

قرآن ۳۱/۴۴

۱۴۴/۲۵ البدور السافرة

۵

البدور السافرة فی احوال الآخرة، امام جلال الدین سیوطی (ف ۹۱۱ھ)
کی تصنیف ہے، ہندوستان میں ۱۳۱۱ھ میں طبع ہوئی تھی۔

۱۴۵/۴ وَهُوَ أَسْرَعُ الْحَاسِبِينَ

قرآن ۶/۶۶

۱۴۵/۹ وَكَانَ عَسِيرًا

قرآن ۲۵/۲۶

۱۴۵/۱۱ لَا يَخْزُنُهُمُ الْمَلَائِكَةُ

قرآن ۲۱/۱۰۳

۱۴۵/۲۲ اِنْ اَصْحٰبُ فَاَكْهٰوْنَ

قرآن ۳۶/۵۵

۱۵

۱۴۵/۲۳ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ مَقِيْلًا

قرآن ۲۵/۲۴

۱۴۴/۱۴ فِیْ یَوْمٍ الْفَسْنَةِ

قرآن ۴۰/۴

۱۴۴/۱۸-۱۹ فِیْ یَوْمٍ کَانَ تَعْدُونَ

قرآن ۳۲/۵

۲۰

۱۴۴/۱۶ تَفْسِیرُ الْکَوَاشِی

یہ مرفق الدین احمد بن یوسف الموصلی الشیبانی الشافعی
(ف ۶۸۰ھ) کی تصنیف ہے (حاجی خلیفہ ۱/۴۵۴)

۱۴۴/۹ کُلُّ یَوْمٍ هُوَ فِیْ شَأْنٍ

قرآن ۵۵/۲۹

وَيَمْحُوا اللَّهُ مَا يَشَاءُ وَيُثَبِّتُ ۱۰/۱۴۷

قرآن ۳۹/۱۳

وَعِنْدَهُ أُمُّ الْكِتَابِ ۱۵/۱۴۷

قرآن ۳۹/۱۳

شیخ عطار فرمودہ ۵/۱۴۸

۵ شیخ ابو حامد محمد بن ابوبکر ابراہیم مشہور بہ فرید الدین عطار نیشاپوری
(ف ۶۱۸ ھ)، حالات کے دیکھئے :

۱۔ فروزانفر، بدیع الزمان : شرح احوال و نقد و تحلیل آثار عطار۔ تہران

۲۔ محمد استعلامی : (مقدمہ) تذکرۃ الاولیاء۔ تہران ۱۳۶۰ ش

۱۰ کلمینی یا حمیرا ۱۳-۱۲/۱۴۸

یہ حدیث ہے۔ احیاء العلوم ۴/۳، میں ”کلمینی یا عاشقہ“
نقل ہوئی ہے۔ طبقات الشافعیہ (۱۶۳/۴) میں بھی اسی طرح ہے۔
(فروزانفر : احادیث ثنوی ۲۰)

۱۴-۱۵/۱۴۸ مولوی گوید ۷

۱۵ ایں تکلفہای من در شعر من

کلمینی یا حمیرا من ست

مولانا روم نے یہ حدیث ان اشعار میں استعمال کی ہے :

مصطفیٰ آمد کہ سازد ہمدمی کلمینی یا حمیرا کلمی

(احادیث ثنوی ۲۰)

۲۰ آنکہ دنیا مست گفتش آمدی کلمینی یا حمیرا می زدی

(ایضاً ۲۳)

لیکن مولف مقامات معصومی نے جو شعر نقل کیا ہے وہ منقولہ بالا دونوں
شعروں سے خاصاً مختلف ہے۔

۱۵/۱۴۹ ما عند کو ینفد وما عند الله باق

قرآن ۹۶/۱۶

۱۵-۱۳/۱۸۰ عزیزی از بزرگان بہ ہمیں قسم مقامات تالیف فرمودہ اند..... و زیادہ از
سی سال آرا با انجام رسانیدہ اند.....

یہاں کو اکب الدریہ تالیف شیخ محمد ہادی کی طرف اشارہ ہے جو
مشائخ نقشبندیہ مجددیہ کا ضخیم تذکرہ ہے، تفصیل کے لیے "ماخذ حیات حضرت
خواجہ محمد معصوم سرہندی" (کتاب حاضر) ملاحظہ کریں۔

رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا الْكَافِرِينَ ۲۱/۱۸۰

قرآن ۱۴۷/۳

مفتاح پنجم

- ۴/۱۸۳ عبارت از رسالہ معدن الجواہر در دیباچہ معدن سوم در بیان تصرفات و.....
 معدن الجواہر، مولف مقامات معصومی کی تالیف ہے جو حضرت شیخ
 مصنف الشہین حضرت خواجہ محمد معصوم کے حالات پر مشتمل ہے تفصیل کے لیے
 ۱۰ دیکھئے ہمارے مقدمے میں مولف کے حالات
 ۱۰/۱۸۳ لقد اتینا موسیٰ تسع آیات بلیغات
 قرآن ۱۰۱/۱۴
 ۱۵/۱۸۳ قطب المحققین..... خواجہ نقشبند قدس سرہ
 حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند (رک تعلیقات حاضر ۱۱/۳)
 ۱۴/۱۸۳ کرامات و غرق عادات بر پنج قسم است، قسمی.....
 کرامات اولیاء اللہ کے اثبات و اقسام پر صوفیہ نے بہت کچھ لکھا ہے
 اس موضوع پر مستقل کتابیں بھی تالیف ہو چکی ہیں، ملاحظہ ہو :
 ۱- محمد امین بدخشی (خلیفہ شیخ آدم بنوٹری : کرامات آدمیہ، قلمی ۱۰۹۲ھ
 ۲- یوسف نبھانی علامہ : جامع کرامات الاولیاء، بیروت
 ۲۰ ۹-۸/۱۸۴ اتقوا..... بنور اللہ
 حدیث، سنن ترمذی (تفسیر سورہ ۱۵، ۶) [بحوالہ معجم المفہر کس
 ۲۹۸/۴] لیکن متن مقامات معصومی میں "اتقوا من فراستہ"..... آیا
 ہے یعنی اس میں لفظ "من" زاید ہے۔
 (کرامت)..... قسمی است از کفار..... مثل جوگیہ ابراہیم..... آن را

استدرج می دانند..... استدرج، امر فارق العادة است کہ از دست کافر مدعی صادر شود.....

”من علامۃ الاستدرج العمی عن عیوب النفس“ (طبقات الصوفیہ سلیمی ۵۴)
اصطلاح ”استدرج“ کے بارے میں مختلف بیانات کے لیے دیکھئے:

جعفر سجادی: فرہنگ معارف اسلامی (۱/۱۶۶)

۵

..... وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمَكْرِينَ ۱۲/۱۸۴

قرآن ۵۴/۳

لَا تَقْنَطُوا مِنْ رَحْمَةِ اللّٰهِ ۲۱/۱۸۵

قرآن ۵۴/۳۹

۱۰..... بعد عہد کہ پنجاہ و چار سال از انتقال آن ہادی کمال (خواجہ محمد مصوم) ازیں دار پر ملال گذشتہ.....

گویا مولف اس کتاب کی تالیف کے دوران سرہند شریف سے دور اور مسافر تھے اور مفتاح ہذا (پنجم) ۵۱۱۳۳ = [۵۴ + ۱۰۷۹] = ۱۱۳۳ھ میں زیر تالیف تھی۔

اعطیت الكنزین ۱۳/۱۸۴

۱۵

حدیث، (رک تعلیقات حاضر ۲۳/۸-۹)

..... ”برجناب علیہ (والدہ مولف) ایساں ہجوم و غنوم و مصائب بسیار بوقوع آمدہ..... بحال، ہمیں زیست راقم سیاہ کار از اعظم نعم تصور نمودہ“.....

۲۰ یہاں مولف نے اپنی والدہ پر آنے والے مصائب کی طرف اشارہ کیا ہے یعنی مولف سے بڑے دو بھائیوں کا انتقال اور طویل مدت کے بعد مولف کی ولادت کا ذکر کیا ہے، تفصیل کے لیے دیکھئے کتاب حاضر مفتاح ہشتم کنز اول و مقدمہ مرتب ”احوال خانوادہ مولف“

۱۴-۱۶/۱۸ وَلَا يَنْفَعُكُمْ تُرْجَعُونَ

قرآن ۲۴/۱۱

۱۸/۱۸۷ علم شریف شیخ عبد اللطیف کہ ہمیشہ زادہ حضرت ایشاں بودہ
حضرت شیخ عبد اللطیف کے حالات کے لیے دیکھئے کتاب ہذا مفتاح
ہشتم کنز دوم۔

۲۲-۱۹/۱۸۷ حضرت ایشاں رضی اللہ تعالیٰ عنہا تعینات خمسہ راہ موافق اصطلاح شیخ محی الدین،

ابن عربی قدس سرہ کہ تعین وحدت و احدیت د.....

شیخ ابن ابی عربی کے مرتبہ تعینات خمسہ کی تفصیل کے لیے دیکھئے :
جامی، عبد الرحمن : نقد النصوص، طبع ولیم چٹیک۔ تہران،

بامداد اشاریہ ۴۲۲

۶-۵/۱۸۸ حضرت جدہ محترمہ راقم سیاہ کا قدس سرہ کہ ہمیشہ حضرت ایشاں

رضی اللہ تعالیٰ عنہا بودہ اند.....

یہاں مولف کی جدہ محترمہ سے مراد حضرت خواجہ محمد معصوم کی بہن یعنی
حضرت خدیجہ بنت حضرت مجدد الف ثانی مراد ہیں (روضۃ القیومیہ ۱/۳۱۹،
۲۸۰، نیز دیکھئے تعلیقات حاضر ۱۴۹/۵)

مرحومی نواب مکرم خان ۷/۱۸۸

۱۵ نواب مکرم خان کے حالات کے لیے کتاب حاضر کی مفتاح ہنم کا ذیل
بعنوان "سلاطین و امراء از مریدان حضرت خواجہ" ملاحظہ کریں۔

۱۶-۱۳/۱۸۸ "بادشاہ جنت آرام گاہ خلد مکان را کہ از مریدان خاص حضرت ایشاں

رضی اللہ تعالیٰ عنہا بودہ اند، از تعظیم کفار..... و خطاب دادن آں.....

ودالی گردانیدن بر بلاد مسلمین بمبالغہ تمام منع فرمودند.....

۲۰ یہاں بادشاہ خلد مکان" سے مراد اورنگ زیب عالمگیر ہے ہم نے اس
کتاب کے مقدمے میں اورنگ زیب کے حضرت خواجہ کے ساتھ تعلقات
کے ضمن میں ان امور کی تفصیل درج کی ہے۔

۱۷/۱۸۸ حضرت ایشاں رضی اللہ تعالیٰ عنہا در مدح برادر اصغر خود حضرت شاہ جو قدس سرہ

پیش بادشاہ مذکور فرمودند کہ.....

حضرت شاہ جو سے مراد حضرت شیخ محمد یحییٰ بن حضرت مجدد الف ثانی ہیں

اور بادشاہ مذکور سے اورنگ زیب کی طرف اشارہ ہے۔ ہم اس کتاب کے مقدمے میں اورنگ زیب کے نقشبندی مشائخ کے ساتھ ردالبطل کی تفصیل کے ضمن میں حضرت شیخ محمد یحییٰ کا بھی ذکر کیا ہے۔

شیخ محمد عابد نبیرہ حضرت خازن الرحمت ۶/۱۸۹

- ۵ حالات کے لیے دیکھئے مقدمہ کتاب ہذا، بعنوان "راویان مقامات معصومی" استفار نمودند کہ حضرت غوث الثقلین راکمالات نبوت بودیانہ ۲۰-۶/۱۸۹
- عاری کامل مثل مجدد الف ثانی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ بہ کمالات نبوة بہ طریق دراشت نواختہ ۲۰-۶/۱۸۹

- ۱۰ حضرت مجدد الف ثانی نے کئی مقامات پر حضرت غوث الثقلین شیخ عبدالقادر جیلانی کے فضائل و مناقب بیان کئے ہیں، لکھا ہے کہ ائمہ اثنا عشر کے بعد مقام قطبیت حضرت غوث اعظم کو عطا ہوا اور تا دم تمام واصلین کو انہیں کے ذریعے فیض پہنچتا ہے اور میں (حضرت مجدد) آپ کا نائب ہوں (مکتوبات ۱۲۳/۳) نیز آپ کے اظہار عقیدت کے لیے دیکھئے وصال احمدی ۱۲-۱۳

- ۱۵ حضرت میرزا منظر جان جانان شہید کا ایک مکتوب اسی موضوع پر ہے (مقامات منظری ۳۸۶-۳۸۷)، نیز ملاحظہ ہو:

فقیر اللہ علوی شکارپوری: مکتوبات، لاہور ۱۹۰۹ء (۲۲۱-۲۰۲/۳۹)

۲۱/۱۸۹ ذلک فضل اللہ العظیم

قرآن ۲۱/۵۷

- ۲۰ مخدوم زادہ شیخ محمد اسماعیل ۲۲/۱۸۹

حضرت شیخ محمد اسماعیل بن شیخ صبغۃ اللہ بن حضرت خواجہ محمد معصوم کے حالات کے لیے دیکھئے کتاب حاضر، مفتاح ہنتم کنز ادل و مقدمہ کتاب بعنوان "راویان مقامات معصومی"

مخدوم زادہ مذکور از والد بزرگوار و مرشد عالی مقدار خود ۴/۱۹۰

یعنی مخدوم زادہ شیخ محمد اسماعیل کے والد حضرت شیخ صبغۃ اللہ بن

حضرت خواجہ محمد معصوم۔

۸/۱۹۰

یکی از خالاتِ معظاتِ ایں احقر البریات لاولد بودند.....

یعنی حضرت خواجہ محمد معصوم کی پانچ صاحبزادیوں میں سے ایک لاولد تھیں یہ آپ کی دختر ثانی یعنی عائشہ بیگم تھیں جن کا عقد حضرت شاہ لطف اللہ بن حضرت خواجہ محمد سعید بن حضرت مجدد الف ثانی سے ہوا تھا (ہدیہ احمدیہ ۳۶) ۵ حضرت خواجہ محمد سعید کے ساتویں فرزند صاحبِ اولاد تھے لیکن شاہ لطف اللہ لاولد رہے (ہدیہ احمدیہ ۸ انساب الانجاب ۱۲)

روزی حضرت ایشاں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا بعد از نماز فجر در حلقہ ذکر با اصحاب پیش از طلوع آفتاب نشستہ بودند، مشہود گردید کہ جماعت بیار.....

۱۸/۱۹۰

۱۰ حضرت خواجہ محمد معصوم کا یہ مکاشفہ حناتِ احمرین (۱۶۶-۱۶۷) میں درج ہوا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ اس مفوظ کا تعلق آپ کے سفر و قیام حرمین الشریفین سے ہے۔ مولف مقاماتِ معصومی نے بہ تغیر اس مفوظ کو حناتِ احمرین سے نقل کیا ہے۔

”ہمیں معاملہ (ورڈ کعبہ) بہ جناب امام ربانی مجدد الف ثانی ہم گذشتہ بود چنانچہ در مقامات حضرت مشروح و مبین است“.....

۲-۱/۱۹۱

۱۵ یہاں مقامات سے مراد حضرات القدس ہے۔ اس میں تحریر ہے کہ: ایک مرتبہ حضرت مجدد الف ثانی نماز فجر کے بعد اسی طرح قبلہ رو بیٹھے رہے یہاں تک کہ آفتاب بلند ہو گیا تو آپ نے مراقبہ سے سرائٹھایا اپنے خاص مریدین سے فرمایا کہ آج زیارت کعبہ کا شوق اور حرم محترم کا اشتیاق ہوا میں نے دیکھا کہ کعبہ مکرمہ آیا اور میرا طواف کیا، تعجب ہے کہ اصحاب کشف اس واقعہ سے غافل رہ گئے، ورنہ وہ بھی ضرور میرے گرد پھرتے اور میرا طواف کرتے۔

(حضرات القدس ۲/۱۰۶)

عالی حضرت قدس سرہ.....

۶/۱۹۱

یعنی حضرت شیخ صیفۃ اللہ بن حضرت خواجہ محمد معصوم

شیخ عبدالقادر (جد بزرگوار مولف)

۸/۱۹۱

حالات کے لیے دیکھئے کتاب ہذا مفتاح ہشتم کنز ادل

..... پدر عبدالملک کہ از خلفای غوث گویاری.....

۸/۱۹۱

”پدر عبدالملک“ سے مراد شیخ عبدالملک کے والد شیخ فرید کہروال ہیں،

۵ جو شاہ محمد غوث گویاری کے خلیفہ تھے (بختاور خان : مرآۃ العالم ۴۱۸)،

شیخ فرید کہروال کو سلطان الموحیدین شاہ فرید ثانی اور ان کے والد کو شیخ بایزید ثانی

کہا جاتا ہے۔ (سلیمان بن سعد اللہ : احوال مشائخ کبار، قلمی ورق ۱۲ اب،

محمد اشرف شطاری لاہوری : جامع الفوائد، قلمی ورق ۱۹-۱)، شیخ فرید ثانی

کامزار سرہند میں ہے اور خلاصۃ التواریخ کی تالیف ۱۱۰۷ھ/۱۶۹۶ء تک

۱۰ موجود تھا (سبحان رائے : خلاصۃ التواریخ ۳۵) مقامات معصومی کے اس

اقتباس میں ”غوث گویاری“ سے مراد سلسلہ شطاریہ کے مشہور شیخ شاہ محمد غوث

گویاری ہیں۔

شیخ فرید ثانی کہروال کے بیٹے عبدالملک، معروف شیخ زمانہ تھے، بختاور خان

نے لکھا ہے :

۱۵ شیخ عبدالملک مرید و جانشین والد خود شیخ فرید کہروال است،

بہ زہد و تقویٰ و علم و فضل اتصاف دارد، بہ رفاقت شیخ محمد اشرف

(شطاری لاہوری) مکرر بہ ملازمت بادشاہ خدا آگاہ مستعد شدہ،

کامیاب گشتہ و الحال در بلدہ سہرند اقامت دارد۔

(مرآۃ العالم ۲/۴۱۸)

۲۰ شیخ فرید ثانی کے حالات عام تذکروں میں نہیں ملتے، شیخ محمد اشرف

شطاری لاہوری مذکور (خلیفہ شیخ فرید ثانی) اپنی کتاب جامع الفوائد میں

اور شیخ سلیمان بن سعد اللہ نے احوال مشائخ کبار میں شیخ فرید ثانی کے جو

احوال و معارف لکھے ہیں ان سے ان کے ایک غالی وحدت الوجودی اور

اپنے پیر شاہ محمد غوث گویاری کے افکار کے علم بردار معلوم ہوتے ہیں،

تفصیل کے لیے دیکھئے :

(۱) محمد اشرف شطاری لاہوری: جامع الفوائد، قلمی

(۲) سلیمان بن سعد اللہ: احوال مشائخ کبار، قلمی

(۳) تحفۃ السلاسل (سال ۱۰۴۹ھ در احوال مشائخ شطاریہ) قلمی

(۴) بختاورد خان: مرآۃ العالم طبع ساجدہ علوی۔ لاہور ۱۹۷۹ء

(۵) محمد اسلم پسروری: فرحت الناظرین ۸۲-۸۳

”مفاسد اعتقاد و در رسالہ معراجیہ کہ از مصنفات اوست واضح دلالت است“

۹/۱۹۱

یہاں شاہ محمد غوث گوالیاری کے ”رسالہ معراجیہ“ کی طرف اشارہ ہے

جس میں انہوں نے حالت بیداری میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ ”مجالس و مکالمہ“

کا ذکر کیا ہے، ان کے ان افکار پر اس عہد کے علماء نے سخت گرفت کی

معروف عالم دین شیخ علی متقی نے ان کے خلاف فتویٰ جاری کیا۔ تفصیل کے

لیے کتاب ہذا کے مقدمے میں حضرت خواجہ محمد معصوم کے افکار کا مطالعہ کریں۔

چوں نسبت ہم وطنی در میان ست باید کہ گاہی در ایام جمع مجالس.....

۱۰/۱۹۱

یہاں نسبت ”ہم وطنی“ سے مراد شیخ فرید ثانی اور شیخ عبدالملک کاسکن

سرہند ہے۔ کیونکہ یہ بھی سرہند ہی میں رہتے تھے۔ (تعلیقات ہذا ۸/۱۹۱)

سمعت من بعض الثقات جناب حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ در

۱۹-۱۵/۱۹۱

رسالہ معارف لدنیہ بی تفصیل نوشتہ اند و ہر کلمہ را از کلمات او نوشتہ می نویسند

کہ انصاف باید داد کفر است یا نہ.....

یعنی حضرت مجدد الف ثانی نے اپنے رسالہ معارف لدنیہ میں شاہ محمد غوث

کے رسالہ معراجیہ میں سے قابل اعتراض کلمات پر گرفت کی ہے اور ان عقائد

کو کفر قرار دیا ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی نے معارف لدنیہ میں نہ تو شاہ محمد غوث

گوالیاری کا نام لیا ہے اور نہ ہی ان کے رسالہ معراجیہ کا لیکن حضرت مجدد نے

نام لیے بغیر جو عبارتیں نقل کی ہیں وہ یقیناً اسی رسالہ معراجیہ کی ہیں دوسرے

مقامات معصومی کے مولف نہایت معتبر اور محقق بزرگ ہیں اگر معارف لدنیہ

میں شامل رسالہ معراجیہ کے اقتباسات کا اصل رسالہ سے تقابل کر کے دیکھا

جلے تو بالکل واضح ہو جائے گا کہ یہ واقعی اسی رسالہ پر گرفت ہے لیکن افسوس

کہ رسالہ معراجیہ میں نہیں مل سکتا تاہم معاصر کتب میں اس کے جن مندرجات کی طرف اشاریہ کیا گیا ہے وہ بعینہ وہی ہیں جو اقتباسات حضرت مجدد نے نقل کئے ہیں، حضرت مجدد الف ثانی فرماتے ہیں :

- ۵ "از بعضی درویشان خام ناتمام کہ کشف خیالی خود را اعتبار نموده بانکار و مخالفتِ ایں شریعت باہرہ اقدام می نمایند و حال آنکہ موسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام بآں کلیمی و قرب اگر زندہ می بود غیر از متابعت ایں شریعت امر دیگری نمی گرد و دایں فقیران بی سرو برگ را چہ رسد کہ مخالفت آں نمایند ایں فقیر بعضی از معتقدات کشفیہ آں جماعت را مذکور می سازد انصاف باید کرد کہ مخالف شریعت اند شیخ و رئیس آں جماعت در کتاب خود می نویسند کہ روح انسانی بخصوص عین ذات است تعالیٰ و تقدس" (۵۴-۵۳)

حضرت مجدد الف ثانی نے اس رسالہ معراجیہ میں سے جس قدر فقرات نقل کر کے ان کا رد کیا ہے ان خیالات کو "کفر صریح" بتایا ہے، آخر میں لکھتے ہیں :

- ۱۵ "سخنی چند از سخنان فاسدہ او دریں رسالہ آورد تا مردم بہ شناعت کار او مطلع شوند و بہ تعلید در زمرہ اہل اکاذنہ در آیند اگر باوجود آں را در تعلید آں جماعت را پیش گیرند حجت برینہا تمام شدہ باشد۔"

- ۲۰ گریا علمی دنیا میں پہلی مرتبہ کتاب حاضر (مقامات معصومی) کی بدولت اس حقیقت کا انکشاف ہوا ہے کہ حضرت مجدد کے رسالہ معارف لدنیہ کے آخر میں "شیخ درمیس آں جماعت در کتاب خود می نویسند" سے شیخ و رئیس یعنی شاہ محمد غوث گوالیاری، آں جماعت یعنی سلسلہ شطاریہ گوالیاریہ، اور کتاب خود یعنی ان کا رسالہ معراجیہ مراد ہے۔ ہم نے اس کتاب کے مقدمے میں دلائل سے ثابت کیا ہے کہ حضرت مجدد نے واقعی یہ سب کچھ شاہ محمد غوث گوالیاری کے خلاف لکھا ہے۔

۲۳-۲۲/۱۹۱ رَبَّنَا لَا تُزِغْ أَنْتَ الْوَهَّابُ

قرآن ۸/۳

دلایت، اصطلاحاً ماوراء النہر اور افغانستان کے لیے استعمال ہوتا ہے
(جیبی، عبدالحی: رفع یک اشتباہ قدیم..... یا ونامہ منورسکی ۷۱) چونکہ
ان علاقوں میں حضرت خواجہ کے عقیدت مند کثیر تعداد میں تھے وہ بھی ان خطوں
سے پھل بطور نذر لاتے تھے۔

۵

میوہ دلایتی مثل سیب و ناشپاتی و انگودہی

۵/۱۹۲

ان میوہ جات میں سیب، ناشپاتی اور انگور بہت مشہور ہیں لیکن ”بھی“
کے بارے میں ہمارے مآخذ خاموش ہیں، برہان قاطع میں ہے:
”بھی“ بکسر اول و ثانی بتحتانی رسیدہ۔ نام میوہ ایست مشہور (۱/۳۲۹)
نیز رک تعلیقات محمد معین بر برہان قاطع
قاسم ہرادی نے لکھا ہے:

۱۰

بھی، بر دولانہ و سیب پیوندی شود و سیب بر بھو و بعضی بھو را برید
و مشک بید پیوند جہت آنکہ اشجار مذکور آب بسیار جذب می نماید
و بھو آب بسیار می خورد پیوند آن اشجار مذکور مناسب است۔

(ارشاد الزراعتہ ۹۲۱ھ طبع محمد شیرازی ۱۳۱-۱۳۲) ۱۵

۲۲-۹/۱۹۲ روزی حضرت ایشاں بزیارت حضرت مخدوم کہ جد بزرگوار آں جناب دلایت
بودہ اند

یہاں ”حضرت مخدوم“ سے مراد ”حضرت مخدوم عبدالاحد“ ہیں۔

(رک تعلیقات ہذا ۲۰/۲۳)

۲۰

..... حضرت جدہ محترمہ راقم سیاہ کا قدس سرہا

۱/۱۹۳

مولف کی جدہ محترمہ یعنی حضرت خدیجہ بنت حضرت مجدد الف ثانی

(رک تعلیقات ہذا ۵/۱۲۹، ۵/۱۸۸-۴)

۲۲-۱۰/۱۹۳ در یکی از کوچہ های حضرت سرہند بہ تقریبی از تقریبات افتادہ
عمارات مرتفعہ و کوشکہای عالیہ بنظر مبارک درآمدند تا امروز ہزار خانہ
کم دیش بہ شوکت و

ان سطور سے سرہندی کی آبادی کی کثرت اور وہاں عالی شان عمارات کا
بخوبی اندازہ ہو سکتا ہے۔ شاہ جہان نے سرہندی میں جو محل تعمیر کروایا تھا اس کا
ذکر بھی کتابوں میں ملتا ہے (روضۃ القیومیہ ۱۲۰/۲) نیز خود حضرات مجددیہ کے
عالی شان آستانوں اور مساجد اور حویلیوں کی تفصیل کے لیے دیکھئے :

روضۃ القیومیہ ۱۲۹/۳

۵

..... خواجہ عبداللطیف کہ از یاران مقبول آنحضرت بودہ

۷/۱۹۴

خواجہ عبداللطیف کے حالات کے لیے دیکھئے کتاب ہذا کی مفتاح ہنم
کا ذیل۔

صاحب از مخلصان آن قبلہ ارباب کرامات (خواجہ محمد معصوم) کہ اہل حناء
حضرت شاہ جیو قدس سرہ

۱۰/۱۹۴

۱۰

یہاں ”شاہ جیو“ سے مراد حضرت شیخ محمد یحییٰ بن حضرت مجدد الف ثانی ہیں۔

لَا تَكُنْ مِنَ الْمُنْتَرَيْنِ

۵/۱۹۵

قرآن ۶۰/۳

اشعار ناصر علی کہ در منقبت حضرت ایشاں رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَيْهَا

۶/۱۹۵

۱۵ شیخ ناصر علی کے حالات کے لیے دیکھئے تعلیقات حاضر (۱۶/۲۲، ۱۱-۱۲)

اشعار حضرت وحدت قدس سرہ

۸/۱۹۵

حضرت وحدت سرہندی کے حالات اسی کتاب کی مفتاح ہشتم
(کنز چہارم) ملاحظہ کریں۔

۲۳-۲/۱۹۷ در رسالہ ”یا قوتیہ“ می نوید چوں در کلام حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ در
تحقیق حقیقت کعبہ حناء عبارات مختلفہ واقع شدہ است

۲۰

یہ پورا ملفوظ (احمر) رسالہ ”یا قوتیہ“ (حنات اکبرین) سے بلفظ منقول ہے۔

(حنات ۱۷۷-۱۷۸)

..... کعبہ مکرمہ ہر چند کہ اعتبار مقام اصلی تفوق بر جمیع افراد عالم دارد

۲/۱۹۷

حقیقت کعبہ کی تفصیل اور مکاشفات حضرت مجدد کے لیے ملاحظہ ہو :

(۱) مکتوبات حضرت مجدد ۱۲۴/۳

(۲) مجدد الف ثانی : مبداء و معاد ۴۸

(۳) محمد سعید، خواجہ : مکتوبات ۱۲۹-۱۲۷/۶۸

(۴) بدر الدین سرہندی : حضرات القدس ۱۲۶/۲

(۵) محمد معصوم، خواجہ : مکتوبات ۱۲۴/۱، ۹۸/۲۴، ۲۰/۱/۲، ۱۶۰/۱۰۲

۲۰۹/۱۵۵/۳، ۲۵۲/۱۵۴

(۶) محمد امین بدخشی : المفاضلہ بین الانسان والکعبہ، قلمی

(۷) محمد امین بدخشی : نتائج اکھرمین جلد سوم قلمی (طویل مباحث)

(۸) محمد معصوم، خواجہ : حسنات اکھرمین، مطبوعہ موسیٰ زئی، مکتبہ سراجیہ۔

۱۰-۹/۱۹۸

..... ”بعد از وصال حضرت خازن الرحمت قدس سرہ چوں فرزندان د

۱۰ نیازمندان ایشان رجوع ارادت بہ جناب حضرت ایشان رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہ کمال
نیازمندی افتادہ.....“

مولف روضۃ القیومیہ نے دفتر دوم میں حضرت خواجہ محمد سعید خازن الرحمت
کی اولاد و مریدین کا حضرت خواجہ محمد معصوم کے حلقہ ارادت میں داخل ہونے
کا کئی مقامات پر ذکر کیا ہے۔

۱۵ حضرت ایشان رضی اللہ تعالیٰ عنہ در روزی کہ بارادہ سفر ج از مردمان قبیلہ مخص
۲۲-۱۴/۱۹۸

گردیدہ..... چوں استخارہ ام المریدین زہراء عصر قدس سرہا مصاعدت
نمودہ ایشان را باد و مخدوم زادہ شیخ محمد اشرف و شیخ محمد صدیق قدس سرہا
وسائر بنات و دیگر..... اجازت دارالاشاد حضرت سرہند دادہ.....

۲۰ ان مخدوم زادوں میں شیخ محمد اشرف کو تو آپ نے اورنگ زیب کے کہنے
پر اورنگ زیب کی باطنی تربیت کے لیے ہندوستان ہی رہنے دیا، تفصیل
کے لیے دیکھئے ہمارے مقدمے میں ”حضرت خواجہ کا سفر ج“

۱۰-۷/۱۹۹

حقوق شاہ جہان بادشاہ..... بر سائر مسلمین ہندوستان تا قیام قیامت باقی
خواہد ماند کہ اسلام ازیں ملک رفتہ را باز بہ صد عز و ناز آوردہ.....

ہم نے اس کتاب کے مقدمے کا ایک بڑا حصہ اس عہد کے سیاسی،
سماجی اور مذہبی حالات کے لیے مختص کیا ہے جہاں ان امور کی تفصیل ملاحظہ

کی جاسکتی ہے۔

..... ۱۲-۱۱/۱۹۹ در سواری بہل کہ بہ سیر بلخ بادشاہی حضرت سرہند تشریف می بردند.....
سرہند کے اس باغ شاہی کی تفصیل کے لیے دیکھئے تعلیقات ہذا

(۱۱-۱۰/۱۹۱)

..... ۱۴-۱۲/۱۹۹ اصالت کہ عبارت از تخمیر طینت است نمود، فرمودند کہ حضرت
مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ دریں امت مرحومہ بایں کرامت ممتاز بودند
..... و حضرت مہدی موعود را علیہ الرضوان ایں دولت از راہ حضرت عیسیٰ
است.....

حضرت خواجہ محمد معصوم نے اس امر کی خود اس طرح وضاحت فرمائی ہے :

۱۰ حضرت ایشان ما (مجدد الف ثانی) رحمۃ اللہ علیہ می فرمودند کہ بقیہ از
خلقت سرور دین و دنیا علیہ و علی آلہ الصلوٰۃ والبرکات العلی ماندہ
بود و آن را الوش گویاں بیک فردی از دولت مندان امت اد عطا
فرمودہ اند و تخمیر طینت ادازاں نمودہ و ازین راہ آن فرد را از اصالت
بہرہ و ساختہ ازاں بقیہ بعد تخمیر طینت آن فرد نیز بقیہ قلیلی ماندہ بود آن بقیہ
نصیب یکی از منتبان آن فرد آمدہ است..... مانا کہ نصیبی کہ حضرت
۱۵ مہدی موعود را علیہ الرضوان از اصالت از راہ حضرت عیسیٰ است
..... (مکتوبات ۱/۱۹۲/۳۶۸)

..... ۲۳/۱۹۹ فضل انبہ ہندوستان و.....

”انبہ“ (آم) بفتح ثالث و خای ہامیوہ ایست معروف در ہندستان

(برہان قاطع طبع محمد معین ۱/۱۶۵)

۲۰

۱/۲۰۰ خربزہ ولایت دائر گردیدہ کہ.....

یہاں ولایت سے مراد ماوراء النہر کے مردم خیز خطے یعنی بخارا و سمرقند
وغیرہ ہیں۔ بخارا کے خربزے کے متعلق لکھا ہے :

خوبی خربزہ بر تمام وراہ النہر رجحان دارد (ظرائف و ظرائف ۹۳)
یا قوت حموی نے لکھا ہے :

”خربزہ اش (بخارا) بسیار معروف است و نام این خربزہ است کہ در شیرینی و طعم و لطافت بی نظیر است“ (ایضاً ۹۶، ۲۹۲، ۲۵۳، ۱۵۲، ۳۸۴، ۳۹۳)

خربزے، ہندوستان میں عراق، خراسان اور ہرات سے آتے تھے، مغلوں کی ان پھلوں سے خصوصی رغبت کے واقعات کے لیے دیکھئے :
 ۵ صباح الدین عبدالرحمن : ہندوستان کے مسلمان حکمرانوں کے عہد کے تمدنی جلوے
 ۲۰۱، ۳۸۸ بہ بعد

طاہر خان کہ مقرب سلطانی و سنی تورانی و مرید آں قبلہ دو جہانی بودہ
 طاہر خان کے حالات کے لیے دیکھئے کتاب حاضر کی مفتاح ہنم کا ذیل
 بعنوان ”سلاطین و امراء از مریدان حضرت خواجہ“ مع تعلیقات
 ۱۰ حضرت ایشاں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ در مقدمہ موسیٰ شریف خیر الانبیاء سید المرسلین
 علیہ وعلیہم الصلوٰۃ والبرکات کہ در بلدہ شریفہ حضرت سرہند کہ
 گذر قضا رہا
 ۱۴-۱۵/۲۰۰

سید الانبیاء حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ریش مبارک کا بال بستی ملک حیدر
 (بسی پٹھانوں) میں موجود تھا، عید میلاد کے موقع پر اس کی زیارت کروائی
 جاتی تھی، یہ بستی ملک حیدر وہی مقام ہے جہاں حضرت خواجہ کی ولادت ہوئی
 تھی (رک تعلیقات حاضر ۵۲/۴-۵)
 ۱۵

وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب ۲۲/۲۰۰

قرآن ۸۸/۱۱

بادشاہ اسلام حضرت خلد مکان ۲۵/۲۰۱

یہاں ”خلد مکان“ اور نگ زیب عالمگیر کے لیے استعمال کیا گیا ہے۔

..... می فرمودند کہ یافت حضرت خواجہ احرار قدس سرہ ہر سال یک لک
 و پنجاہ ہزار بودہ و خرچ خانقاہ شریف ایشاں یک لک
 ۱۶-۱۵/۲۰۳

حضرت خواجہ عبید اللہ احرار قدس سرہ نہایت با ثروت بزرگ تھے،
 رشحات میں ہے :

مال و منال و ضیاع و عقار و گلہ و رمہ و مواشی و اسباب و املاک
حضرت ایشان (خواجہ احرار) از حد و اندازہ افزون بود (رشحات ۳۲۸)
..... مزرعہ ہای آنحضرت (خواجہ احرار) از ہزار و سیصد در گذشتہ
است..... (مالیات و عشر مزارع سمرقندش) بہ ہشتاد ہزار ہزار
من غلہ بہ سنگ سمرقند می رسیدہ است (رشحات ۲۲۸)

یہ تمام تر تفصیل احمد طاہری عراقی کے رسالہ قدیہ پر مفصل مقدمے سے
ماخوذ ہے۔ (۱۳-۱۴)

۲۳-۲۱/۲۰۳ بر آنحضرت (خواجہ محمد معصوم) مکشوف ساختند کہ بعد برآمد تو ازیں دیار در آمد
بآں دیار پُر انوار بہ بلا ہای مختلفہ سر زمین ہند را مبتلا خواہند نمود.....

۱۰ اس واقعہ کو مولف روضۃ القیومیہ نے قدرے تفصیل سے لکھا ہے کہ
و با بھی ایسی بے ڈھب پھوٹ پڑی کہ ہزار ہا آدمی روزمرہ مرنے شروع
ہوئے..... (۸۸-۸۹/۲)

۵-۱/۲۰۴ اختلاف سلطنت کہ موجب تقاتل عام باشد و تغیر و تبدل امور عظام
بہ وقوع پیوست کہ ہلاکت.....

۱۵ یہ شاہ جہان بادشاہ کے بیٹوں کے مابین تخت نشینی کی جنگ اور اس
کے نتائج کی طرف اشارہ ہے۔ ہم نے اس کتاب کے مقدمے میں ان واقعات
کا تجزیہ کیا ہے۔

۶/۲۰۴ بلدۃ دارالسرور برہانپور.....

برہانپور، وسطی ہند (سی۔ پی) میں ایک قدیم اور معروف شہر ہے،
تفصیل کے لیے دیکھئے:

۲۰

(۱) خلیل الرحمن: تاریخ برہانپور، دہلی ۱۳۱۷ھ

(۲) قندھاری، محمد عارف: تاریخ اکبری، ۲۹۲ (تعلیقہ سرشی)

(۳) امپیریل گزٹیر آف انڈیا - ۱۰۴/۹ - ۱۶

۴-۱/۲۰۴ شیخ محمد باقر لاہوری.....

شیخ، حضرت خواجہ کے خلفاء میں سے تھے۔ حالات کے لیے دیکھئے

کتاب حاضر مفتاح ہنم، کنز ششم۔ حضرت شیخ سیف الدین کے اس طویل مکتوب کی یہ صرف دو سطر ہیں جو مولف مقامات معصومی نے نقل کی ہیں۔

(مکتوبات سیفیہ ۱۴۱/۱۶۸)

بادشاہ زادہ علیہ اللعاب گوہر آرای بیگم می گفت

۲/۲۰۷

گوہر آرا بیگم شاہ جہان کی ساتویں اولاد تھی، (محمد صالح کنوہ لاہوری: ۵

عمل صالح ۱/۳۷۵) مآثر عالمگیری ۵۵، ۱۰۸، ۱۲۵، ۲۹۳، ۵۱۲، تاریخ محمدی ۱۸۔

بشارت سلطنت ہندوستان را حضرت ایشاں رحمۃ اللہ علیہ بہ عالمگیر مرحمت

۷-۶/۲۰۷

فرمودہ بلکہ برای اطمینان خاطر ایشاں بدستخط انور نوشتہ حوالہ ایشاں نمود

ہم نے اس کتاب کے مقدمے میں حضرت خواجہ کے اورنگ زیب سے

روابط کے سلسلے میں اس امر کی تفصیل دی ہے۔

۱۰

..... سعد اللہ خان تکذیب حضرت ایشاں رحمۃ اللہ علیہ بہ حضور شاہ جہان نمودہ

۱۲-۱۱/۲۰۷

فی الفور بہ درود قونج مبتلا گردیدہ

علامی فہامی جملۃ الملک سعد اللہ خان کا تعلق چنیوٹ (از دیہات پنجاب

ضلع جھنگ) سے تھا۔ عہد شاہ جہانی میں اس کو بڑے بڑے منصب ملے،

۱۵ ۱۰۶۶ھ/۱۶۶۵ء میں انتقال ہوا۔ اس کے مرض قونج سے مرنے کا ذکر کتب

تاریخ میں بھی ملتا ہے:

”تیسویں سال جلوس شاہ جہانی میں اُسے یہ مرض لاحق ہوا، علاج سے

افاق نہ ہو سکا“ (مآثر الامراء ۲/۴۵۱)، نیز دیکھئے مکتوبات حضرت مجدد

کے سلسلے میں سعد اللہ خان کا قول، تعلیقات سابقہ

۲۰

شیخ الاسلام ہرودی قدس سرہ

۱۸/۲۰۷

شیخ الاسلام خواجہ عبداللہ انصاری ہرودی (متوفی ۴۸۰ھ/۱۰۸۷ء)

شیخ الاسلام ہرودی فرماید ”الہی ہر کہ خواہری بر اندازی بامادر اندازی“

۱۸/۲۰۷

لیکن مناجات خواجہ ہرودی میں یہ الفاظ اس طرح ہیں:

الہی ہر کہرا خواہی برافتہ گوئی بادوستان تو درافتہ

(مناجات، طبع حامد ربانی ۱۲)

معلوم ہوتا ہے کہ مولف مقامات معصومی نے یہ قول رسالہ مناجات سے براہ راست نقل نہیں کیا۔

..... "عدوت دارا شکوہ با تشرعان خصوصاً منتبان سلسلہ علیہ نقشبندیہ سیما بہ خاندان حضرت مجدد الف ثانی اظہر من الشمس و پیوستہ در".....
یہ جملے حنات اکرمین سے ملخصاً ماخوذ ہیں، لکھا ہے :

دریں اثنا بہ خاطر مبارک حضرت ایشاں رسید کہ ولید اکبر سلطان وقت کہ دشمن شریعت غراء و اہل آں بودہ خصوصاً بہ منتبان ایں سلسلہ علیہ سیما بہ خاندان حضرت مجدد الف ثانی (حنات ۲۰۳-۲۰۴)
ہم نے کتاب حاضر کے مقدمے میں دارا شکوہ کے اس خاندان سے عداوت کی تفصیلات کے دوران اس امر کی وضاحت کی ہے۔

..... از بلدہ کابل! ز جملہ نیاز کار و ہمای ولایتی ہم می گذرانند
"کارو" اس "چاقو" کو کہتے ہیں جو روزمرہ استعمال میں رہتا ہے۔
پھل یا گوشت وغیرہ کلٹنے کے لیے "کارو" کی مختلف اقسام کے لیے دیکھئے :
محمد معین : فرہنگ فارسی ۳ / ۲۸۰۳

۱۵ کی از حالات منطات ایں فقیر کہ بنت دسلی حضرت ایشاں رضی اللہ تعالیٰ عنہا بودہ
بیشہ در آرزوی آں ماندند کہ فرزندی از ذکر یا اناث بہ ظہور آید
یہاں "بنت دسلی" سے مراد عائشہ بیگم بنت حضرت خواجہ ہیں۔

(تعلیقات حاضر ۱۹۰ / ۸)

۲۳ / ۲۰۸ شیخ لطف اللہ فرزند حضرت خازن الرحمت داماد حضرت ایشاں بودہ
شیخ لطف اللہ، حضرت خواجہ محمد سعید بن حضرت مجدد الف ثانی کے

۲۰ دوسرے فرزند تھے، اپنے زمانے کے صالح و عارف تھے تعلیم سلوک اپنے والد گرامی سے لی، حضرت خواجہ محمد معصوم کی دختر ثانی یعنی حضرت عائشہ بیگم ان کی زوجہ تھیں ۱۰۶۸ھ / ۱۶۶۸ء میں جب حضرات صاحبزادگان حج کے لئے گئے تو شیخ لطف اللہ کا انتقال ہو گیا۔ یہ لاولد تھے، ملاحظہ ہو :

(۱) کمال الدین محمد احسان : روضۃ القیومیہ ۱ / ۲۹۴

(۲) وحدت سرہندی : لطائف المدینہ، قلمی

(۳) احمد ابوالخیر : ہدیۃ احمدیہ ۸، ۳۶

(۴) محمد حسن جان مجددی : انساب الانجباء ۱۲

سیادت پناہ نعمان خان نبیرہ حضرت میر محمد نعمان قدس سرہ ۵/۲۰۹

میر نعمان خان بدخشی کے حالات کے لیے دیکھئے کتاب ہذا کا مقدمہ ۵
”راویان مقامات معصومی“

..... دریں سفر اکبر آباد روزی با فقر صحبت دست دادند ۶-۵/۲۰۹

یہاں کتاب حاضر مقامات معصومی کے مقام تالیف کی طرف اشارہ ہے
تفصیل کے لیے کتاب ہذا کے مقدمے میں مولف کے احوال کا مطالعہ کریں۔

فرزانہ بیگم اہل خانہ جملۃ الملکی جعفر خان بہ مرضی گرفتار گردیدہ کہ ۱۲/۲۱۰

جملۃ الملکی جعفر خان کے حالات کے لیے دیکھئے مفتاح بہم (کتاب حاضر)

کا ذیل ۵۱۰۔ فرزانہ بیگم، یمین الدولہ آصف خان کی بیٹی، ممتاز محل (ملکہ

شاہ جہان) کی بہن اور جعفر خان کی اہلیہ تھی ”بی بی جیو“ عرف تھا شہزادہ محمد اعظم

اور محمد اکبر (پیران اوزنگ زیب) جعفر خان کی وفات پر تعزیت کرنے کے لیے

بی بی جیو فرزانہ بیگم کے گھر گئے (ماثر الامراء ۱/۵۲۹-۵۳۰) ۱۵

۱۶-۱۵/۲۱۰ مَا يُبَدِّلُ لِلْعَبِيدِ

قرآن ۲۹/۵۰

..... آنحضرت در مکتوب از مکتوبات جلد ثالث کہ بنام مشارالیه است ۲۴-۱۸/۲۱۰

مخدوم اکبر ماگرفاری ببادون حق مل و علا از ۲۰

یہ حضرت خواجہ کے ایک مکتوب کی چند سطور ہیں (مکتوبات ۳/۹۴/۱۳۹)

حضرت خواجہ نے بی بی جیو فرزانہ بیگم کے اس مرض سے شفا یاب ہونے کا ایک

اور مکتوب میں اس طرح تذکرہ کیا ہے :

”در باب شفا یافتن عصمت پناہ تاج المحدثات کہ قلمی فرمودہ بودند و تاج

را سبب خوش دلی و خوری گردید امیدواریم کہ بقیہ صنف کہ

ماندہ است آن ہم برود و صحت کلی پدید آید، فقیر در دعا و توجہ کہ

و تلیف فقراء است (مکتوبات ۱۵۴/۱۱۱/۳)
 ۸-۶/۲۲۱ (از) مکتوبات جلد ثالث ظاہر ہویدا است ”فقیر شماسیما را
 می خواہد بلکہ“.....

حضرت خواجہ بشارت دیتے ہوئے لکھتے ہیں :

۵ فقیر از دعا و توجہ در بارہ مرض شما غافل نیست و شفای شمارا
 می خواہد بلکہ می بیند و السلام (مکتوبات ۲۸۹/۲۲۵/۳)
 ۵/۲۱۲ میر غصنفردار اشکوہی کہ از منظور ان خاص

میر مذکور کے حالات کتاب ہذا کی مفتاح نہم کے ذیل میں ملاحظہ کریں ۴۹۹
 ۲۳-۲۱/۲۱۲ در ہماں ایام مراجعت (میر غصنفردار) حضرت ایساں مکتوبی بہ میر مذکور نوشتہ
 اند کہ در مکتوبات جلد ثانی مندرج است

۱۰ مکتوبات معصومیہ کی دوسری جلد میں میر غصنفردار کے نام دو مکاتیب (۲۱،
 ۴۹) ہیں زیر بحث حصے کا تعلق مکتوب نمبر ۴۹ سے ہے، لکھتے ہیں :
 بسعادت عظمی رسید و فرض عمر و عمرہ واجب ادا نمودید

۱۳/۲۱۳ روزی ایں در دیش را صحبت بادشاہ محمد معظم شاہ عالم در بدو سلطنت
 ایساں دست داد

۱۵ شہزادہ محمد معظم شاہ عالم کے حالات کے لیے دیکھئے مفتاح نہم
 (۵۰۸، ۵۰۷) نیز ہمارے مقدمے میں مولف کے حالات بھی ملاحظہ کریں۔
 ۱۹-۱۷/۲۱۳ بادشاہ خلد مکان چوں در سال پنجم از جلوس خود متوجہ کشمیر جنت نظیر شدند
 در اثنا طریق در بلدہ حضرت سرہند ملازمت حضرت ایساں بہ صد شوق
 بجا آوردہ

۲۰ اورنگ زیب اپنے پانچویں سال جلوس ۱۰۷۴ھ/۱۶۶۳ء میں کشمیر بھی گیا تھا
 اس کا قیام ۱۲ مئی سے ۱۶ اگست ۱۶۶۳ء تک وہاں رہا گویا اسی سفر پر
 جاتے ہوئے اس شہزادے کو اورنگ زیب کے بعد بادشاہت کی بشارت
 دی۔ اس بشارت کا تعلق سفر کشمیر سے زیادہ اور صوبہ دارمی دکن سے کم ہے۔
 شہزادے نے جیسا کہ ملاقات کے دوران مولف کو بتایا کہ آج اس بشارت کو

۲۵ سال بیت چکے ہیں یعنی ۱۱۱۹ھ (۱۰۷۴+۲۵) میں اس کے دوسرے سال جلوس میں مولف شہزادے سے ملے تھے، (رک بہ مقدمہ) میر رفعت گرزدار راہتین ایشاں وازمیدان قدیمی حضرت ایشاں بودہ

۲۱/۲۱۳

۵ یہاں مقامات معصومی کے دونوں نسخوں میں "میر وحدت گرزدار" لکھا ہوا ہے جو سہو کتابت معلوم ہوتا ہے، کیوں کہ مولف نے حضرت خواجہ کے خلفاء کے باب (مفتاح نہم ۲۸۲) میں ان کا نام "میر رفعت بیگ گرزدار" ہی لکھا ہے۔

۲۳/۲۱۴

..... ہر چند کہ مخالفان خلافت اُن خواستند بہ وقوع نہ پیوست یہاں اوزنگ زیب کی وفات ۱۱۱۸ھ / ۱۷۰۷ء کے بعد تخت نشینی کے لیے جنگ کی طرف اشارہ ہے۔ جو اس کے بیٹوں کے مابین ہوئی، ملاحظہ ہو :

(۱) محمد ہادی کامورخان : تذکرۃ السلاطین چغتآ، طبع مظفر عالم، ۱۲-۱۵

۱۵ حضرت خازن الرحمت رحمۃ اللہ علیہ در آخر عمر مبارک خویش سفر دار الخلافہ شاہ جہان آباد بہ موجب طلب بادشاہ قلعہ مکان بل بہ مقتضای الہام حضرت رحمن تعالیٰ اختیار فرمودہ بودند ۸-۷/۲۱۶

حضرت خواجہ محمد سعید قدس سرہ کے سفر شاہ جہان آباد کی تفصیل کے لیے دیکھئے مقدمہ کتاب ہذا تحت عنوان "اوزنگ زیب کے صاحبزادگان سرہند سے روابط" ۲۰

لوکشفہ لاحرقۃ من خلقہ

۱۰/۲۱۷

حدیث، رواہ مسلم (عاشیہ مولانا نور احمد امرتسری مکتوب اول مکتوبات معصومیہ جلد ثالث ۷)

..... حضرت ایشاں رحمۃ اللہ علیہ استخارہ ہای سفر فرمودند راہ نہ دارند حضرت خواجہ محمد سعید نے حضرت خواجہ محمد معصوم سے خود فرمایا تھا کہ سفر

کے لیے استخارہ کریں، لکھتے ہیں :

”استخارہ اگر موافقت نمود ظاہر است کہ اختیار اس سفر می فرماید“

(مکتوبات سعیدیہ ۲۱۵/۹۹)

- ۵ مکتوبات معصومیہ کی جلد ثالث میں حضرت خواجہ محمد سعید کے نام چاروں مکاتیب میں حضرت خواجہ نے ان کی جدائی کا ذکر فرمایا ہے (مکتوبات معصومیہ ۳/۱، ۲۰۰، ۶۶) اسی طرح حضرت خواجہ محمد سعید نے اپنے دو آخری مکاتیب میں ”رنج دالم و جدائی برادر خود“ کا ذکر کیا ہے (مکتوبات سعیدیہ ۹۸، ۹۹) مکتوب ۹۸ میں ہے کہ اورنگ زیب خود اپنے ہاتھ سے کھانا پکا کر میرے لیے بھیجتے ہیں (ایضاً ۲۱۵)

- ۱۰ ”وصال برادر تو بعد از برآمدن دہلی در سرای سنبھالکہ بہ وقوع پیوست“
”سنبھالکہ“ وہ مقام ہے جہاں حضرت خواجہ محمد سعید قدس سرہ کا دہلی سے سرہند آتے ہوئے ۱۰۷۰ھ/۱۶۶۰ء میں وصال ہو گیا تھا، ”سنبھالکہ“ کا محل وقوع یوں ہے :

- ۱۵ ”سنبھالکہ“، شاہ جہان آباد سے تینتیس میل کے فاصلے پر ہے۔ سنبھال کے معنی ہندی میں خبردار ہو جاؤ (سنبھل) کے ہیں۔ یہاں ایک سرٹے بھی ہے (روضۃ القیومیہ ۲/۱۹۹) اسی کتاب میں ہے کہ یہ مقام شاہ جہان آباد سے پھتیس میل کے فاصلے پر ہے (روضہ ۱/۲۹۲)

۴-۵/۲۱۸ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

قرآن ۱۵۶/۲

- ۲۰ جملۃ الملکی اسدخان ۱۲-۱۱/۲۱۸

جملۃ الملک اسدخان، مرزا بہرام کا بھانجا تھا ۲۸ سال جلوس عالمگیری میں اسے نیمہ آستین مرحمت ہوا، (مآثر الامراء ۱/۴۵۰) اس کی بیٹی بہرہ مند خان سے بیاہی ہوئی تھی (ایضاً ۴۵۱) بعض واقعات میں اسدخان کے کردار کے لیے ملاحظہ ہو :

مآثر الامراء ۱/۴۵۳، ۸۰۰، ۸۰۲، ۲/۹۰، ۹۱، ۹۲، ۱۰۰، ۳۰۶

۴۷۱، ۴۷۲، ۳۹/۳، ۱۰۷، ۵۵۵۔

۹/۲۲۰

..... فرزند ارشد ابوداؤد نیاز احمد مد عمرہ

مولف کے بیٹے شیخ ابوداؤد نیاز احمد کے حالات کتاب کے مقدمے میں خانوادہ مولف کے تحت ملاحظہ کریں۔

۱۲/۲۲۰

..... نواب نظام الملک.....

نواب نظام الملک آصف جاہ اول (۱۰۸۲-۱۱۶۱ھ/۱۶۷۱-۱۷۴۸ء)
بانی سلطنت آصفیہ دکن، حالات کے لیے دیکھئے :

محمد محبوب بنیدی : حیات آصف، حیدرآباد، دکن ۱۳۶۵ھ
اعتماد الدولہ محمد امین خان مرحوم

۱۵/۲۲۰

۱۰ اعتماد الدولہ بن میر بہادر الدین بن عالم شیخ، محمد شاہ کے عہد میں
وزیر الممالک تھا، ۱۱۳۳ھ/۱۷۲۱ء میں انتقال ہوا، حالات کے لیے ملاحظہ ہو:

(۱) محمد ہادی کامور خان : تذکرۃ السلاطین چغتآ، بامداد اشاریہ
”امین خان چین بہادر“

(۲) خانی خان : منتخب الباب ۹۳۹/۲

(۳) مصمم الدولہ : مآثر الامراء ۳۴۱/۱-۳۴۲

۱۵ (۴) حارثی، محمد بن رستم : تاریخ محمدی ۴۲، تعلیقات عرشی (مع مراجع)

5. Malik, Z.U: The Reign of Muhammad Shah, pp. 3, 25-31

6. Satish Chandra: Parties and politics at the Mughal court,
Aligarh, 1959.

۲۰

امیر الامراء حسین علی خان.....

۱۵/۲۲۰

سید حسین علی خان، امیر الامراء بہادر فیروز جنگ بن سید عبداللہ خان بارہہ

اعتماد الدولہ محمد امین خان (رک باں) کے اشارے پر ۱۱۳۲ھ/۱۷۲۰ء میں
قتل ہوا، مثل دربار میں ”گروہ ایرانی امراء“ میں ممتاز تھا، ملاحظہ ہو :

(۱) حارثی، محمد بن رستم : تاریخ محمدی ۴۰، تعلیقات عرشی (مع مراجع)

(۲) محمد ہادی کامور خان : تذکرۃ السلاطین چغتآ (بامداد اشاریہ)

(۳) خانی خان : منتخب الباب ۲/۹۰۴

4. Satish Chandra: Parties and politics.

..... محمد شریف بیگ عرب

۱۹/۲۲۰

۵ ان کے حالات دستیاب نہیں ہو سکے۔ کتاب حاضر کی مفتاح ہنم (۵۰۱) میں جن خواجہ محمد شریف بخاری..... "نوکر بادشاہی" کا ذکر ہے ممکن ہے یہی شخصیت ہوں لیکن وہاں ان کے نام کے ساتھ نسبتیں یعنی "بیگ و عرب" نہیں لکھی گئیں..... تاہم اس جنگ جس کا حال یہاں درج ہے یہ محمد شریف "نوکر بادشاہ" کی حیثیت سے شریک جنگ معلوم ہوتے ہیں۔

حاجی قندھاری

۵/۲۲۱

۱۰ ان کے حالات مقدمہ کتاب حاضر میں مولف کے حالات میں ضمناً درج کئے گئے ہیں۔

عارف سرتع السیر شیخ محمد زبیر..... سلمہ

۵/۲۲۱

حضرت خواجہ محمد زبیر کے حالات مقدمے میں بعنوان "راویان مقامات معصومی" و بامداد اشاریہ ملاحظہ کریں۔

۱۵

غیرت خان

۷/۲۲۱

امیر الامراء حسین علی خان (رک باں) کا بھانجا اور غیرت مندرخان غالباً لقب تھا (ماثر الامراء ۱/۳۴۴) ۱۷۲۰ء میں امیر الامراء کے قتل کے روز ہی امیر الامراء کے قاتلوں کے ہاتھوں مارا گیا۔ (ایضاً ۳۲۹) سید غیرت خان کے مختلف واقعات میں کردار کے لیے دیکھئے :

۲۰

محمد ہادی کامور خان : تذکرہ السلاطین چغتآ ۳۴ و بامداد اشاریہ

وما..... عند الله

۹/۲۲۱

قرآن ۱۲۶/۳

کم مَن مَعَ الصَّابِرِينَ

۱۱-۱۰/۲۲۱

قرآن ۲۴۹/۲

..... ۲۰/۲۲۳ درخشاں و تاباں در رنگِ لعل بدخشاں است

فارسی ادب میں بدخشاں اور لعل بدخشاں کی بہت شہرت ہے۔
لعل بدخشاں یا بدخشی در قرون وسطی در سراسر عالم اسلام شہرت داشت،
(ظرائف و طرائف ۱۰۰، ۱۰۳، ۱۲۲)

۵ ۱۹-۱۸/۲۲۴ آنکہ عمر مبارک حضرت ایشاں ہفتاد و دو است و سی و شش نصف آن
می شود

حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہ کی ولادت ۱۰۰۷ھ اور وصال ۱۰۷۹ھ
میں ہوا، اس طرح آپ کی عمر مبارک ۷۲ سال ہوئی۔ مولف نے آپ کی اس
سن شریف کے نصف یعنی ۳۶ کرامات تحریر کی ہیں۔

۱۰ ۲۲-۱۹/۲۲۴ ”دریں جاتشابہ بہ خواجہ عالی شان..... محمد ہاشم کشمی قدس سرہ جستہ ام کہ
آنجناب در زبدۃ المقامات کرامت حضرت مجدد الف ثانی را ایں رعایت
ملحوظ فرمودہ“.....

حضرت خواجہ کشمی نے زبدۃ المقامات میں اس امر کی یوں وضاحت
فرمائی ہے :

۱۵ دریں فصل (ہشتم) سی و یک غارق از خوارق حضرت ایشاں
(مجدد الف ثانی) کہ ایں عدد اشارت بہ نصف عمری نماید
مذکور می گردد و بعضی (زبدۃ ۲۶۱)

۱۵/۲۲۵ فَإِنَّ حِزْبَ اللَّهِ الْغَلْبُورَ

قرآن ۵۶/۵

۲۰ ۱۸-۱۷/۲۲۵ وَمَا تَوْفِيقِي أُنِيبُ

قرآن ۸۸/۱۱



مفتاح ششم

۱۳-۱۱/۲۲۴ کُلُّ نَفْسٍ الْغُرُورِ

قرآن ۱۸۵/۳

۱۳/۲۲۴ اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّ اِنَّهُمْ مَّيِّتُونَ

قرآن ۳۰/۳۹

۱۴-۱۳/۲۲۴ مِنْ كَانَ لَا ت

قرآن ۵/۲۹

۱۴-۱۴/۲۲۴ وَ سَيُقَىٰ اَجْرُ الْعَمَلَيْنِ

قرآن ۷۵-۷۳/۳۹

۳-۲/۲۲۸ تَوَفَّنِي بِالصَّالِحِينَ

قرآن ۱۰۱/۱۲

۳/۲۲۸ اِنَّ اللَّهَ الْمُحْسِنِينَ

قرآن ۱۲۰/۹

۴/۲۲۸ يَوْمَ بِقَلْبٍ سَلِيمٍ

قرآن ۸۹-۸۸/۲۶

۹-۸/۲۲۹ بعد از آنکه اطباء به عرض اقدس (حضرت مجدد الف ثانی) رساندند کہ

مرضِ حضرت لا علاج است تقسیم مبلغ مذکور بہ فقراء و مساکین فرمودند و اس امر کی توضیح شیخ بدر الدین سرہندی نے ان الفاظ میں کی ہے :

(حضرت مجدد الف ثانی) ہمیشہ بہ کلمہ اللّٰهُمَّ السَّرْفِيقُ الَّا عِلُو

رطب اللسان می بودند می فرمودند کہ اگر طبیب بگوید کہ مرض تو علاج پذیر نیست صد روپیہ شکر اللہ تعالیٰ انفاق کنم (وصال احمدی ۱۲)
..... بعد وصال حضرت خازن الرحمت کہ ہشت سال پیش از وصال حضرت ایشاں رحمۃ اللہ علیہا اتفاق یافتہ ۱۵/۲۳۱

حضرت خازن الرحمت کا وصال ۱۰۷۱ھ میں ہوا اور اس کے آٹھ سال بعد یعنی ۱۰۷۹ھ میں آپ نے سفر آخرت اختیار کیا۔
..... احوال آہنادر مفتاح ہشتم خواہد کشود ۲۵/۲۳۱
شیخ محمد یعقوب اور شیخ محمد تقی کے حالات اس کتاب کی مفتاح ہشتم میں ملاحظہ کریں۔

بلدہ سہارنپور ۱۶/۲۳۲

۱۰ رک بہ کتاب حاضر (۲۶۶)
..... شیخ بایزید کہ از خلفای حضرت ایشاں بودند و والد ایشاں شیخ بدیع الدین از خلفای مشاہیر حضرت مجدد الف ثانی گذشتہ اند ۱۷-۱۶/۲۳۲

شیخ بایزید اور شیخ بدیع الدین سہارنپوری کے حالات کے لیے دیکھئے کتاب حاضر مفتاح ہنم (۲۶۵-۲۶۶)

۱۵ یک مرتبہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ بہ رفاقت جہانگیر بادشاہ آنجا (سہارنپور) تشریف ارزانی داشتند ۱/۲۳۳

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ ۱۰۲۹-۱۰۳۳ھ جہانگیر کے ساتھ رہے اس دوران کسی سال آپ نے عسکر جہانگیری کے ساتھ سہارنپور میں قیام فرمایا، عہد جہانگیری کی کتب تاریخ جہانگیر کے سہارنپور جانے کے ذکر سے خالی ہیں تاہم ہمیں مقامات معصومی کی بدولت پہلی مرتبہ معلوم ہوا ہے کہ مذکورہ سنیں کے دوران حضرت مجدد نے سہارنپور میں ورود فرمایا تھا۔
حالات حضرت مجدد پر لکھی جانے والی کتابوں میں اس واقعے کا ذکر نہیں ملتا۔

..... شیخ حبیب خان سامان ۳-۲/۲۳۳

۲۰ شیخ حبیب کے حالات ہمیں نہیں مل سکے حضرت مجدد کی خدمت

میں آنے سے پہلے ”خان سامان“ رہے ہوں۔ شیخ حبیب نام کی ایک شخصیت حضرت مجدد الف ثانی کے خدام خاص میں شامل ہے۔ ان کے نام آپ کا ایک مکتوب (۸۶/۳) بھی ملتا ہے۔ وصال حضرت مجدد کے ایام میں خلوت میں حاضر اور خدمت کے لیے جو کس بتلئے گئے ہیں (وصال احمدی ۱۸) جس سے قیاس کیا جاسکتا ہے کہ یہی سفر میں بھی حضرت مجدد کے ہمراہ ہوں گے جنہیں خاص کام سے آپ نے سہارنپور سے سرہند بھیجا۔

۱۰-۹/۲۳۴ کل شیء ترجعون

قرآن ۸۸/۲۸

۲۱-۱۴/۲۳۴ ”کتا بخانہ راکہ کلاں تر خزینہ سرکار معرفت مدار بودہ دوسرے سال پیش از وصال بہ ابنای کرام و بنات مکرمات بہ طور میراث قرعہ انداختہ تقسیم فرمودند“.....

مؤلف روضۃ القیومیہ نے وضاحت کی ہے :

..... (حضرت خواجہ محمد معصوم نے) اپنا تمام کتب خانہ چھ فرزندوں کو بانٹ دیا، کتب خانہ کی تقسیم سے سب کو یقین ہو گیا کہ آنجناب کا وصال اب قریب ہے (روضہ ۱۶۰/۲) آپ کے کتب خانے کی تقسیم کے سلسلے میں صاحب عمدۃ المقامات کا بیان بغیر حوالے کے مقامات معصومی کی لفظی نقل ہے لیکن انہوں نے اس پر یہ اضافہ کیا ہے کہ اس تقسیم میں آپ نے فرزندوں اور صاحبزادیوں کے علاوہ ”محبان و مخلصان و مستحقان قرعہ انداختہ“ (عمدہ ۳۲۷)

۱۹-۱۸/۲۳۴ وَإِذَا حَضَرَ مَعْرُوفًا

۲۰

قرآن ۸/۴

۴-۳/۲۲ اگر اندو (زوجہ اول حضرت خواجہ) ہم فرزندانی می بودند شما البتہ می دادید.....

حضرت خواجہ نے اپنا یہ عظیم الشان کتب خانہ تقسیم فرما دیا تو مدتوں سرہند میں ان خوش قسمت اصحاب کے ہاتھوں میں رہا لیکن سرہند پر

سکھوں کے غلبہ کی وجہ سے جب حضرات سرہند وہاں سے ہجرت کرنے پر
 مجبور ہو گئے تو بہت سی کتابیں تلف ہوئیں بعض حضرات اپنے ہمراہ لے جانے
 میں کامیاب ہو گئے۔ احمد شاہ درانی جسے حضرت مجدد الف ثانی کے خاندان سے
 سے گہری عقیدت تھی ہندوستان سے جاتے ہوئے ان میں سے بعض اصحاب
 کو اپنے ہمراہ افغانستان لے گیا تو ان حضرات کے ساتھ کتب خانے بھی تھے،
 یہ کتابیں مدتوں کابل و قندھار میں ان کے پاس رہیں۔ مرتب کتاب حاضر نے
 اپنے قیام افغانستان (۱۹۷۶ء) کے دوران خانقاہ نقشبندیہ قلعہ جواد، کابل میں
 یہ نادر مخطوطات دیکھے تھے جن میں مکتوبات حضرت مجدد الف ثانی کا وہ تبرک
 نسخہ بھی تھا جس پر خود حضرت خواجہ محمد معصوم نے اپنے دست مبارک سے تصحیح
 کی تھی اس نسخے کے چند اوراق کا عکس ہم نے اس کتاب میں شامل کیا ہے

۶/۲۳۵ فِيهَا يُفَرِّقُ كُلُّ امْرِحَكِيم

قرآن ۴/۴۴

۹-۸/۲۳۶ در اواخر عمر حضرت مخدوم زادہ ثانی حجۃ اللہ وقتی کہ از سفر حج

ثالث برگشتہ بہ دارا خلافت رسیدند

حضرت حجۃ اللہ محمد نقشبند ثانی کے تیسرے سفر حج کی تفصیل کے لیے
 دیکھئے کتاب ہذا مضامین ہفتم کنز دوم (۲۹۱-۳۱۰)

۱۳-۱۲/۲۳۶ اِنَّهُ الْكُفْرُونَ

قرآن ۸۴/۱۲

لَبِشَيْنَ فِيهَا اَحْقَابًا

قرآن ۲۳/۷۸

۴/۲۳۷ وَرَحْمَتِي وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ

قرآن ۱۵۶/۷

۱۱/۲۳۷ جناب عالی کبری قدس سرہا

یعنی حضرت خواجہ محمد معصوم کی بڑی صاحبزادی اُمّت اللہ جنہیں

حقائق ثلاثہ کی خوشخبری دی گئی تھی (روضۃ القیومیہ ۲/۲۳۳)

۶-۲/۲۳۸ قُلْ لِّعِبَادِيَ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ

قرآن ۵۳/۳۹

۲۰/۲۳۹ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ وَاسْأَلْهُ

قرآن ۱۳۶/۴

۵ ۹-۴/۲۴۰ قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وعلى آله وسلم يود اهل العافية بالمقاريض

حدیث، سنن ترمذی (زبد ۵۹)

ڈاکٹر ونسک کی تخریج کے مطابق یہ حدیث صرف ترمذی شریف میں

ہی ملتی ہے (معجم المفہرس ۱/۳۵۶)

۱۰

۱۰/۲۴۰ ”حضرت خواجہ محمد معصوم (دعویٰ بہ ساق لاحق شدہ است، القصہ آن دجج بہ حدی غلیہ نمود کہ گوشت و جلد مکرر مقرر ض گشتہ و ایں ظلم را کافر فرنگ کہ معالج ایں مرض از طرف سلطان وقت مقرر شدہ بود بہ ظہور پیوستہ“.....

یہاں اس انگریز ڈاکٹر کی طرف اشارہ ہے جسے اورنگ زیب نے آپ کے علاج کے لیے بطور خاص بھیجا تھا، یہاں مولف نے اس ڈاکٹر کا نام نہیں لکھا البتہ انہوں نے کتاب ہذا میں خواجہ محمد حنیف کابلی کے حالات میں اس کا نام اسکندربتلے ہوئے لکھا ہے کہ یہی حضرت خواجہ محمد معصوم کا ظالم معالج تھا (۲۳۱) یہ نام پورا نہیں ہے بلکہ ڈاکٹر کے پورے نام کا ابتدائی حصہ ہے۔ گویا یہ ڈاکٹر خواجہ محمد حنیف کے دصال ۱۰۸۸ھ/۱۶۷۷ء تک یہیں تھا اور کابل میں خواجہ محمد حنیف کے علاج کے لیے گیا ہوگا۔ صاحب روضۃ القیومیہ نے وضاحت کی ہے :

۱۵

۲۰

اورنگ زیب نے فرنگستانی ڈاکٹروں کو علاج کے لیے بلایا انہوں نے حتی المقدور تدبیریں کیں حتی کہ زانوئے مبارک چیر پھاڑ کر اس میں دوائی رکھی، آنحضرت اس قدر تکلیف کے باوجود بڑے وقار و تمکین سے بیٹھے وظیفہ پڑھتے رہے کسی کو معلوم نہ ہوا کہ آنحضرت کو

کو اس چیر بھاڑ کا درد محسوس ہوا ہے، آخر آنجناب فرنگیوں کی ہمنشین
سے بنزار ہو گئے لیکن لوگوں کی خاطر کچھ نہ فرمایا.....

(روضہ ۲/۱۶۰-۱۶۱) رک مقامات معصومی اردو ترجمہ پر تعلیق۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ صرف ایک ڈاکٹر معالج نہیں تھا بلکہ یورپی
ڈاکٹروں کی پوری ٹیم بھی گئی تھی اور سکندر غالباً اس گروہ کا صدر ہو گا۔

۵

..... مخدومی..... شیخ ابوالقاسم قدس سرہ

۱/۲۴۲

شیخ ابوالقاسم بن شیخ صبغۃ اللہ بن حضرت خواجہ محمد معصوم کے حالات کتاب
ہذا کی مفتاح ہفتم کنز اول اور مقدمہ بعنوان "راویان مقامات معصومی" مد خطہ کریں۔

..... ارشد خان مرحوم دیوان صوبہ کابل.....

۱۶/۲۴۲

۱۰ ارشد خان کے حالات کتاب ہذا کی مفتاح ہفتم (۵۱۰)، کے تعلیقات اور
"راویان مقامات معصومی" کے تحت مقدمے میں دیکھے جاسکتے ہیں۔

..... امانت خان از اقربای ارشد خان مذکور

۱۹/۲۴۲

امانت کے حالات کے لیے دیکھئے تعلیقات حاضر (۵۱۰/۱۴)

..... شولہ بی روغن..... ۵-۲/۲۴۳

۱۵ یعنی چکنائی (دگھی) کے بغیر سالن پر ہیز کے طور پر، مریض کے لیے۔

مخدوم..... شیخ محمد زبیر مدظلہ کہ امر دز سجادہ نشین سند ارشاد

حضرت ایشاں اند.....

اس فقرے میں "امردز" سے مراد مقامات معصومی کا زمانہ تالیف

(۱۱۳۲-۱۱۳۴ھ) ہے اس زمانے میں حضرت خواجہ محمد زبیر قدس سرہ

۲۰ سرہند کو چھوڑ کر دہلی میں مقیم ہو گئے تھے یعنی ۱۱۲۱ھ/۱۷۰۹ء (روضۃ القیومیہ

۵۵/۴) گویا عقیدت مند انہیں دہلی میں بھی حضرت خواجہ کا سجادہ نشین

تسلیم کرتے تھے۔

دوسرے روز پیش از وصال خود حضرت ایشاں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بہ درویشان حضرت سرہند

۱۶/۲۴۳

..... غیر عبد الملک رقعات نوشتند.....

یعنی صاحبزادہ عبد الملک بن شیخ بایزید ثانی تفصیل کے لیے دیکھئے

تعلیقاتِ حاضر (۲۲۴/۱۰، ۱۹۱/۸)

..... سید مرزا کہ فقیر صاحب کمال بودہ و بالفعل مرقد شریف آن عزیز ہم در
وسط بازار حضرت سرہند واقع است..... ۱۹/۲۲۳

سید مرزا کے حالات ہمیں متداول کتابوں میں نہیں مل سکے البتہ مخدوم
اسماعیل بندگی سرہندی کے مناقب پر لکھی جانے والی ایک کتاب اویسیہ
(ورق ۶۱ ب) میں ان کا نام آیا ہے، خصوصاً مخدوم صاحب نے اپنے جانشین
کے لیے جن اصحاب سے مشورہ کیا ان میں ”سید مرزا“ کا نام سر فرست ہے
جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ مخدوم صاحب کے عقیدت مندوں میں سے
تھے۔ اگر صاحب مقامات معصومی کے نقل کردہ یہ دونوں اشعار خود سید مرزا
کے ہوں تو یہ ان کے شاعر ہونے کا ثبوت ہے۔ مکتوبات سیفیہ ۲۰۶/۱۸۷
..... بادشاہزادہ قدسیہ روشن آرای بیگم..... ۲۲۳/۳-۴

شہزادی روشن آرای بیگم کے حالات کے لیے دیکھئے تعلیقاتِ ہذا

(۲۲۴/۲۲)

ذالک فضل اللہ..... العظیم ۹/۲۲۴

قرآن ۲۱/۵۷

..... یک روز پیش از وصال آن قدوہ ارباب کمال (خواجہ محمد معصوم)،
عبدالملک بہ قصد عیادت رسیدہ از آن کہ فسادِ عقیدہ بعضی از شیوخ مشار
الیہ معلوم اہل حضور بودہ..... ۱۲-۱۰/۲۲۴

عبدالملک بن شیخ فرید ثانی کہروال بن شیخ بایزید سرہندی (رسالہ احوال
مشائخ کبار۔ ورق ۳۰ ب)، اپنے والد شیخ فرید ثانی کہروال (رک تعلیقاتِ حاضر
۸/۱۹۱) کے جانشین، وہ شیخ فرید کے خلیفہ شیخ محمد اشرف شطاری لاہوری
(رک احوال مشائخ کبار در حالات شیخ محمد اشرف لاہوری، تالیف
شیخ سلیمان، قلمی) کے ہمراہ کئی مرتبہ اوزنگ زیب سے ملے تھے (بختاورخان:
مرآۃ العالم ۲/۴۱۸)، شیخ عبدالملک کا ۳۵ سال جلوس عالمگیری (۱۰۹۳ھ/
۱۶۸۲ء) کو سرہند میں انتقال ہوا (محمد اسلم پسروری، فرحت الناظرین ۸۳)

نیز دیکھئے تعلیقات حاضر (۸/۱۹۱)

اس جملے میں الفاظ ”فسادِ عقیدہ بعضی از شیوخ مشارالیه“ (عبدالملک)
کی تشریح کے لیے دیکھئے تعلیقات ہذا (۱۹-۹/۱۹۱)

..... غفلت ارشاد حضرت مخدوم زادہ مذکور (خواجہ سیف الدین) بہ مرتبہ عالم گیر
گردیدہ کہ نام و نشان شیخت ارباب دعوت را نہ گذاشتہ ۵-۲/۲۲۵

حضرت خواجہ سیف الدین قدس سرہ کے ارشاد و سلوک سے ایک عالم
نے استفادہ کیا، تفصیل کے لیے دیکھئے کتاب حاضر مفتاح ہفتم کنزِ خمسم
۳۳۲-۳۲۹ -

..... برای خوراندن مہمانان تاکیدات علی الخصوص در بارہ ہمشیرہ
۱۵-۱۲/۲۲۵

خود کہ نام گرفتہ فرمودند کہ ہمشیرہ جیو را با دلا د ایشاں طعام خواہند خورایند
۱۰ حضرت خواجہ محمد معصوم کی دو بہنیں (دختران حضرت مجدد) تھیں، اول
حضرت خدیجہ دوم ام کلثوم، یہ دوسری بچپن میں فوت ہو گئیں۔ پہلی بہن سے
اولاد ہوئی (روضۃ القیومیہ ۲۸۰/۱) حضرت خواجہ کا اسی بہن اور ان کی اولاد
کی طرف اشارہ ہے۔ انہیں صاحبزادی خدیجہ کی اولاد میں سے کتاب حاضر کے
مؤلف بھی تھے (رک مقدمہ ”خانوادہ مولف“)
۱۵

..... ملکی بہر خانہ حضرت سرہند آواز دادہ کہ فردا قیوم وقت از سرای منانی
رخت بہ دار البقاعی کشید و بعضی مردم می گویند کہ آن مخبر بشر بود امام بہ
مؤلف روضۃ القیومیہ نے بھی بشر ہی لکھا ہے (۱۹۳/۲)

۱۲/۲۲۶ إِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيمٌ

قرآن ۱/۲۲

اس زلزلے کا ذکر روضۃ القیومیہ (۱۹۳/۲) میں بھی ہے۔

..... گویند کہ آخر کلام آں امام ہمام بر لفظ سلام اتفاق یافتہ ۱۹-۱۸/۲۲۶

روضۃ القیومیہ میں ہے کہ مرآت جہاں نمایں لکھا ہے کہ آپ نے آخری
وقت میں ”السلام علیک یا نبی اللہ“ فرمایا۔ (۱۹۳/۲)

۹-۴/۲۲۷ ماہ، عطارد، زہرہ، خورشید، مریخ، مشتری اور زحل ۹-۴/۲۲۷

یہ سیاروں کے نام ہیں، تفصیل کے لیے دیکھئے فرہنگ اصطلاحات نجومی
(مطبوعہ اصفہان)

۲۰-۱۳/۲۴۷ حضرت وحدت قدس سرہ می فرماید

رک بہ کتاب حاضر (۴۰۸-۴۱۶)

۵ حضرت وحدت کے یہ اشعار ان کی تصنیف چہار چمن وحدت میں موجود ہیں (قلمی ۱۴۷) چہار چمن میں اس منقبت کے بارہ اشعار ہیں لیکن مولف مقامات معصومی نے ان میں سے صرف سات اشعار نقل کئے ہیں اور ترتیب بھی ملحوظ نہیں رکھی بلکہ جو شعر جس طرح یاد آیا نقل کر دیا ہے، ترتیب کا یہ اختلاف کتاب حاضر کے حواشی میں بتایا جا چکا ہے۔

۱۰ تحقیق مبحث قیومیت بطور اہم ربانی ۱/۲۴۸

ہم نے کتاب کے مقدمے میں ”منصب قیومیت“ پر تفصیلی بحث کی ہے۔

مخدومی مخدوم زادگی میاں شیخ اہل اللہ ۱۲-۱۰/۲۴۹

مخدوم زادہ شیخ اہل اللہ بن حضرت شیخ صبغت اللہ بن حضرت خواجہ محمد معصوم کے حالات کے لیے دیکھئے کتاب ہذا (۲۸۸-۲۸۹)

۱۵ اخوند سجاد کہ استاد اکثر حضرات مخدوم زادہ ہاں بہ سعادت دادن غسل سرفراز گردیدہ ۲۰-۱۸/۲۴۹

حضرت اخوند سجاد سرہندی کے حالات کے لیے دیکھئے کتاب حاضر

(۴۸۱-۴۸۰) حضرت خواجہ کو غسل دینے کے دوران حاجی عاشور بخاری

(رک باں)، خواجہ عبدالرحمن، صوفی احمد اور شیخ انور سرائی (رک باں)

پانی ڈال کر بدن مبارک کو ہاتھ سے ملتے تھے۔ (روضۃ القیومیہ ۱۶۶/۲)

۲۰ امامت نماز (جنازہ) برادر اصغر ایشاں حضرت شاہ جیو قدس سرہ ۷-۶/۲۵۰

باذن حضرات مخدوم زادہ ہاں نمودہ اند

یعنی حضرت خواجہ محمد معصوم کی نماز جنازہ آپ کے چھوٹے بھائی حضرت

شیخ محمد یحییٰ شاہ جیو نے پڑھائی۔ یہی بات صاحب عمدۃ المقامات نے بھی

لکھی ہے (۳۳۷) لیکن مولف روضۃ القیومیہ نے لکھا ہے کہ یہ نماز حضرت

مروج الشریعت شیخ محمد عبید اللہ بن حضرت خواجہ نے پڑھائی (۱۶۷/۲) بظاہر
روضہ کا ماخذ یہی کتاب حاضر ہی ہے یقیناً انہیں اس محلے میں سہو ہوا ہے۔
۹-۸/۲۵۰ گویند تا باغ فتحی کہ دو تیر انداز ازاں مقام باشد صفوف خلّاق بستہ
بود.....

۵ صاحب عمدۃ المقامات نے لکھا ہے :
حتی کہ باغ فتحی کہ از سدل پورہ کہ محل ایشاں بود مسافت کثیرہ دارد
ہمہ مملو از خلّاق بودہ (۳۳۷)۔ باغ فتح کا ذکر مکتوبات سیفیہ
میں بھی آیا ہے۔
روضۃ القیومیہ میں ہے :

۱۰ قصر معصومی کے شمال کے طرف کے میدان میں جو نہایت وسیع تھا
اور جہاں اب عمارات بکثرت ہیں نماز جنازہ ادا کی گئی، صفوں کی
لمبائی قلعہ آباد شاہی سے لے کر ملک حیدر آباد (بستی حیدر ملک)
- تک تھی جن کا باہمی فاصلہ تقریباً دو کوس ہے جہاں پر آنحضرت کی
نقش مبارک نماز کے واسطے رکھی گئی وہاں پتھر اور چھنے کا ایک
چبوترہ بنا دیا گیا اور قبلہ کی طرف بطور مسجد ایک دیوار بنائی گئی اب
۱۵ وہ چبوترہ صندل پورہ کے بازار میں ہے بعد ازاں آنحضرت
کی نقش مبارک لا کر اس زمین میں جو آنحضرت کے قصر کے جنوب کی
طرف حضرت مروج الشریعت کی ملکیت ہے، دفن کیا گیا۔
(روضہ ۱۶۷/۲)

۲۰ ۱۵-۱۴/۲۵۰ بہ ناگاہ از رہبان عبدالعزیز خان فوجدار سرہند برآمدہ کہ دفن حضرت
ایشاں اگر در موضع علیحدہ نمودہ آید.....

شیخ عبدالعزیز خان، شیخ عبداللطیف برہانپوری کے متوسلین میں تھا،
داراشکوہ کے تعاقب کے بعد اورنگ زیب نے اُسے ایک ہزار پانسو
ذات اور پانسو سوار کا منصب، خان کا خطاب اور قلعہ رائے سین کی
قلعہ داری مرحمت کی۔ ساتویں سال جلوس عالمگیری (۱۰۷۵ھ/۱۶۶۵ء)

میں باقرخان کے انتقال کے بعد چکلا سرہند کی فوجداری پر مقرر ہوا اس کے بعد قلعہ اسیر (سنیر) کی قلعہ داری پر مامور ہوا ۱۰۹۶ھ / ۱۶۸۵ء میں انتقال کیا۔ وہ سرہند کا فوجدار کتنا عرصہ رہا؟ صحیح معلوم نہیں ہے البتہ وہ اپنی تقرری ۱۰۷۵ھ / ۱۶۶۵ء سے لے کر حضرت خواجہ کے وصال ۱۰۷۹ھ / ۱۶۶۸ء تک سرہند میں تھا۔ تفصیل کے لیے دیکھئے:

۵

(۱) شاہ نواز خان : آثار الامراء ۲/ ۶۸۳-۶۸۴

(۲) محمد کاظم شیرازی : عالمگیر نامہ ۶۲، ۷۴، ۷۷

3. Athar Ali: The Mughal Nobility under Aurangzeb. p. 128

4. Fauja Singh: Sirhind through the ages. p. 88.

۱۰

..... ملک الشعراء ناصر علی

۱۴/۲۵۱

حالات کے لیے دیکھئے تعلیقات حاضر (۲۲/۱۶، ۱۱-۱۲)

طلب کرم ز دل سال وصالش ندا آمد "ز عالم رفتہ معصوم"

۱۸/۲۵۱

اس شعر میں "ز عالم رفتہ معصوم" کے الفاظ سے سال وصال برآمد ہوتا

یعنی ز = ۷، عالم = ۱۴۱، رفتہ = ۶۸۵، معصوم = ۲۲۶ = ۱۰۷۹ھ

محمد اسلم پسوری نے ناصر علی کا یہ قطعہ تاریخ نقل کیا ہے (فرحت الناظرین ۵۶)

۱۵

لیکن آخری دو اشعار کے الفاظ قدرے مختلف ہیں۔ مقامات معصومی کے

دونوں نسخوں میں مادہ تاریخ میں "رفتہ" کی بجائے "رفت" ہے جو صحیح نہیں ہے۔

گویند بہ سمع خلد مکان خبر وصال حضرت ایشاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسیدہ.....

۱۸/۲۵۱

یہاں "خلد مکان" سے مراد اورنگ زیب عالمگیر ہے۔

"رفتہ ز جہاں امام معصوم"

۱۸/۲۵۱

۲۰

یہ مصرع خود اورنگ زیب عالمگیر نے مادہ تاریخ وصال کے طور پر

کہا اس کے عدد رفتہ = ۶۸۵، ز = ۷، جہاں = ۵۹، امام = ۸۲،

معصوم = ۲۲۶ = ۱۰۷۹ھ ہوتے ہیں۔ مولف عمدۃ المقامات (۳۳۶)

نے پورا قطعہ تاریخ نقل کیا ہے۔ یہی مصرع بخٹاور خان نے بھی دیا ہے لیکن

یہ وضاحت نہیں کی کہ یہ اورنگ زیب کا ہے (مرآۃ العالم ۲/ ۴۱۳)،

صاحب روضۃ القیومیہ نے ”نور عالم برقت — عالم تاریک شد“ کو بھی اورنگ زیب سے منسوب کیا ہے (روضہ ۱۶۵/۲)

۲۳-۲۱/۲۵۱ قبلہ گاہی قطب الاقطابی فرمودہ اند ”نقشبند ثانی بود“

یعنی مولف کے والد حضرت شیخ محمد فضل اللہ نے ”نقشبند ثانی بود“ سے

سال وصال اخذ کیا جس کے عدد نقشبند = ۵۰۶، ثانی = ۵۶۱، بود = ۵
۱۷ = ۱۰۷۹ھ ہوتے ہیں۔

”بجنت خوابید“ ۲/۲۵۲

یہ بھی مادہ تاریخ وصال ہے جس سے بجنت ۴۵۵، خوابید ۶۲۳ =

۱۰۷۸ھ برآمد ہوتے ہیں یعنی اس مادہ میں ایک عدد کی کمی ہے۔

۱۰ حضرت مردج الشریعت خواجہ محمد عبید اللہ نے ایک اور تاریخ
”ہو عند ملیک مقتدر“ بھی کہی (روضۃ القیومیہ ۱۶۵/۲)

”الموت جسر یوصل المحب الی المحب“ ۴/۲۵۲

ان الفاظ سے بھی حضرت خواجہ کا سال وصال برآمد ہوتا ہے یعنی

الموت = ۴۷۷، جسر = ۲۶۳، یوصل = ۱۳۶، المحب = ۸۱

۱۵ الی = ۴۱، المحب = ۸۱ = ۱۰۷۹ھ

۵/۲۵۲ پناچہ جناب مجدد الف ثانی را گفتم اند ”الموت هو جسر یوصل
الحبيب الی الحبيب“

یعنی اسی نہایت کا مادہ تاریخ وصال حضرت مجدد الف ثانی کا ہے

جس میں سے اعداد الموت = ۴۷۷، هو = ۱۱، جسر = ۲۶۳،

۲۰ یوصل = ۱۳۶، الحبيب = ۵۳، الی = ۴۱، الحبيب = ۵۳

= ۱۰۳۴ھ برآمد ہوتے ہیں یہی مادہ تاریخ صاحب زبدۃ المقامات

(۳۰۰) نے بھی دیا ہے۔ لیکن مولف مقامات معصومی سے یہاں لفظ

”هو“ نقل ہونے سے رہ گیا ہے۔

”جناب شریعت مآب“ ۹/۲۵۲

یہ بھی مادہ تاریخ ہے جس میں سے ۱۰۷۹ھ برآمد ہوتے ہیں یعنی

جناب = ۵۶ ، شریعت = ۹۸۰ ، مآب = ۲۳ = ۱۰۷۹
 ”امام ارباب معرفت“

۹/۲۵۲

مادہ تاریخ ، امام = ۸۲ ، ارباب = ۲۰۶ ، معرفت = ۷۹۰
 = ۱۰۷۸ھ یعنی اس مادے میں ایک عدد کی کمی ہے۔

”فیاض الہائی عالم“

۹/۲۵۲

مادہ تاریخ ، فیاض = ۸۹۱ ، الہی = ۴۷ ، عالم = ۱۴۱ = ۱۰۷۹ھ

”مروج طریقہ نقشبند“

۱۰/۲۵۲

مادہ تاریخ ، مروج = ۲۲۹ ، طریقہ = ۳۲۴ ، نقشبند = ۵۰۶

= ۱۰۷۹ھ

”زبدۃ اعانم اولیاء“

۱۰/۲۵۲

مادہ تاریخ ، زبدہ = ۱۸ ، اعانم = ۱۰۱۲ ، اولیاء = ۴۹ = ۱۰۷۹ھ

اس مادے میں لفظ اولیاء میں ہمزہ کا ایک عدد بھی شمار کیا گیا ہے۔

”وارث امام رسل“

۱۰/۲۵۲

بظاہر یہ مادہ تاریخ ہے لیکن اس کے اعداد و شمار ۱۴۷۹ ہوتے

ہیں جب کہ حضرت خواجہ کا سال وصال ۱۰۷۹ھ ہے۔ اس لیے اس مادے میں کوئی غلطی رہ گئی ہے۔

”عمدۃ ارباب صفوت و صفا“ ۱۱-۱۰/۲۵۲

یہ بھی مادہ تاریخ ہے یعنی عمدہ = ۱۱۹ ، ارباب = ۲۰۶ ، صفوت =

۵۷۶ ، صفا = ۱۷۷ = ۱۰۷۸ھ۔ اس میں لفظ ”عمدہ“ میں ہمزہ کا

ایک عدد شمار کیا گیا ہے یعنی اب ۱۰۷۹ھ صحیح سال وصال کا مادہ بن جلتے گا۔

”افضل اہل اسلام“

۱۱/۲۵۲

مادہ تاریخ یعنی افضل = ۱۰۹۱ ، اہل = ۳۶ ، اسلام = ۱۱۳۲ = ۱۰۷۹ھ

”حافظ کلام“

۱۱/۲۵۲

مادہ تاریخ ہے جس کے عدد حافظ = ۹۸۹ ، کلام = ۹۱ = ۱۰۸۰ھ

ہوتے ہیں یعنی اس مادے میں ایک عدد زیادہ ہے۔

۱۲-۱۱/۲۵۲ ”مرکز ادوار ولایات و علوم“

مادہ تاریخ ہے جس سے سنہ ۱۰۷۹ھ برآمد ہوتا ہے یعنی مرکز=۲۶۷،

ادوار=۲۱۲، ولایات=۴۴۸، وعلوم=۱۵۲=۱۰۷۹ھ

۱۵/۲۵۲ ”خدیو ولایت بود“

۵

مادہ تاریخ، خدیو=۶۲۰، ولایت=۴۴۷، بود=۱۲=۱۰۷۹ھ

۱۷/۲۵۲ ”نصف شنبہ نہم ماہ ربیع الاول“

اس مادہ تاریخ سے ۱۰۶۸ھ برآمد ہوتے ہیں یعنی اس کے اعداد و شمار میں غلطی موجود ہے اور گیارہ اعداد کم ہیں۔

۲۰/۲۵۲ ”مکنونات الہی قیوم شند“

۱۰

مادہ تاریخ، مکنونات=۵۶۷، الہ=۳۶، بی=۱۲، قیوم=۱۵۶،

شند=۳۵۸=۱۰۷۹ھ

۲۰/۲۵۲ ”خلیفہ حق بمر“

مادہ تاریخ، خلیفہ=۷۲۵، حق=۱۰۸، بمر=۲۴۶=۱۰۷۹ھ

۲۰/۲۵۲ ”پشت پناہ اولیاء بود وای مرد“

۱۵

مادہ تاریخ، پشت=۷۰۲، پناہ=۵۸، اولیاء=۴۸، بود=۱۲

وای=۱۷، مرد=۲۴۴=۱۰۸۱ھ گویا اس میں دو عدد زیادہ ہیں۔ یہ

مادہ تاریخ غالباً کتابت کی غلطی سے دونوں نسخوں میں اسی طرح محرف ہو گیا ہے۔

۲۰ ۹-۸/۲۵۴ حضرت عاشق در مدح آں روضہ منورہ (حضرت خواجہ محمد معصوم)

می فرماید

یہاں ”حضرت عاشق“ سے حضرت شیخ محمد اسماعیل بن حضرت صبغت اللہ

بن حضرت خواجہ محمد معصوم مراد ہیں (رک کتاب حاضر ۲۸۶)

..... روشن آرامی بیگم کہ دختر شاہ جہان بودہ

۱/۲۵۷

روشن آرامی بیگم، شاہ جہان کی بیٹی اس کی ولادت ۱۰۲۶ھ/۱۶۱۷ء

وفات ۱۰۸۲ھ/۱۶۷۱ء میں ہوئی۔ اورنگ زیب کی طرح نہایت پابند شرع خاتون تھی، حضرت خواجہ محمد معصوم اور آپ کے صاحبزادوں کے ساتھ بڑی عقیدت تھی۔ حضرت خواجہ کے مکاتیب میں چند مکتوبات پر مکتوب الیہا "نکی از نساء صالحات" ہے۔ شاید یہی شاہزادی مخاطب ہوں، روشن آراء کے حالات کے لیے دیکھئے :

۵

(۱) جہانگیر بادشاہ : جہانگیر نامہ - مطبوعہ تہران، بامداد اشاریہ

(۲) عبدالحکیم لاہوری : بادشاہ نامہ ۱/۹۷، ۱۹۲، ۳۹۲

(۳) محمد صالح کنبوہ لاہوری : عمل صالح ۱/۸۹، ۱۹۲، ۳۷۵

(۴) محمد کاظم شیرازی : عالمگیر نامہ ۳۰۲ و بامداد اشاریہ

(۵) مستعد خان : مآثر عالمگیری ۷۵، ۱۱۰

۱۰

(۶) نجیب اشرف ندوی : مقدمہ رقعات عالمگیر

..... سعادت بنای آن روضہ مقدسہ روشن آرای بیگم
موجب اشارت مخدوم زادہ برجادہ قطب العارفین شیخ محمد سیف الدین
قدس سرہ حاصل نمود

۲-۱/۲۵۷

حضرت خواجہ کے روضہ منورہ کی تعمیر کے سلسلے میں روضۃ القیومیہ
میں یہ وضاحت ملتی ہے :

حضرت مروج الشریعت نے آنحضرت (خواجہ محمد معصوم) کو اپنی جگہ میں
دفن کر کے نہایت عالی شان روضہ بنانا چاہا، شاہ جہان کی لڑکی
روشن آراء نے عرض کیا کہ یہ سعادت عظمیٰ میں حاصل کرنا چاہتی ہوں
آنجناب نے اُسے منظور فرمایا اور تعمیر روضہ کا اذن دیا، اس باپردہ
بیگم نے ایران سے نہایت اعلیٰ درجے کے معمار اور استاد منگلے
..... (روضہ ۲/۱۷۲)

۲۰

حضرت خواجہ سیف الدین کے اس شاہزادی کے نام کئی مکاتیب ہیں (۷، ۸،
۹، ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۳، ۱۴، ۱۵، ۱۶، ۱۷، ۱۸، ۱۹، ۲۰، ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰، ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷،

میں اس شہزادی کو حضرت خواجہ سیف الدین نے لکھا ہے کہ بادشاہوں میں اس قسم کا عروج باطنی بہت کم ہوتا ہے جتنا روشن آرا بیگم کو ہے۔ اس شہزادی کی وفات پر اورنگ زیب کے نام اپنے تعزیتی خط میں خواجہ سیف الدین لکھتے ہیں :

۵ اں مرحومہ محترمہ دریں ادا خرم عجب توفیق یافتہ و در حق مساکین و محتاجان خیلے شفقت داشتند..... ایں حقیر باجمعی از درویشان سرگرم است بہ دعا و استغفار ممد و معاون..... (مکتوبات سیفیہ ۵۵/۳۵)

اس شہزادی کو خواتین کی باطنی تعلیم و تربیت کی بھی اجازت تھی ، حضرت خواجہ سیف الدین اُسے لکھتے ہیں :

۱۰ آنچہ از احوال جماعت کہ داخل طریق شدہ اند نوشتہ بودند بہ مطالعہ اں سبب خوش وقتی ہا گردید..... (ایضاً ۶۵/۴۶)

نیز اس قسم کے دیگر بیانات کے لیے ہمارا مقدمہ ملاحظہ کریں۔

۳-۲/۲۵۷

زمینی از فردوس برای خود خریدہ آسمان عرش مہیا کارخانہ محبت را آراستہ شائعان را آوازہ عام.....

۱۵ یعنی شہزادی روشن آرا بیگم نے حضرت خواجہ کامزار جس زمین پر تعمیر کر دیا وہ حضرت خواجہ سیف الدین کی ملکیت تھی ، لیکن مولف روضۃ القیومیہ (۱۷۲/۲) نے غلط فہمی کی بناء پر یہ لکھ دیا ہے کہ وہ زمین حضرت خواجہ مردج الشریعت محمد عبید اللہ کی تھی۔

۲۰ حضرت خواجہ محمد معصوم کے روضہ کی تعمیر پر تقریباً ایک لاکھ روپے صرف ہوئے۔ پانچ ہزار اشرفیاں گنبدوں پر خرچ ہوئیں ، چالیس ہزار روپے میں مسجد تعمیر ہوئی (روضہ ۱۷۲/۲) روضۃ القیومیہ کی تالیف (حدود ۱۱۶۴ھ) تک اس روضے کے اندر مندرجہ ذیل قبور بن چکی تھیں :

- (۱) حضرت خواجہ (۲) حضرت مردج الشریعت (۳) حضرت ابوالعلی بن
- حضرت مردج الشریعت (۴) حضرت خواجہ محمد اشرف بن حضرت خواجہ
- (۵) حضرت محمد صبغت اللہ بن حضرت خواجہ (۶) شیخ محمد ہادی بن مردج الشریعت
- (۷) شیخ الاسلام بن محمد پارسا (۸) نور معصوم (نیر خواجہ محمد پارسا سہروردی) (روضہ ۱۷۲/۲)

موجودہ عہد کے سکھ مورخوں نے حضرت خواجہ محمد معصوم کے روضے کے بارے میں لکھا ہے :

The Rauza of the later (Kh. Muhammad Masum) is some times called Rouza chini, on account of its excellent mosaic work. In a small room on the left side in the Khanqah enclosure (as demarcated in the time of Maharaja Rajinder singh of patiala (1876-1900) its measured 37 ligher and 6 lirwas), Kirpal Singh: "Monuments of sirhind" (Sirhind through the ages. p. 139)

۱۰

۱۷۷/۱۷۷ حضرت ایشاں درمدج روضہ منورہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے روضہ مبارک کے موضوع متعدد بہ عبارات مختلفہ چیز ہائی بسیار نوشتہ اند.....

حضرت خواجہ نے اپنے مکتوبات میں حضرت مجدد الف ثانی کے روضہ مبارک کی فضیلت پر بہت کچھ لکھا ہے۔ ملاحظہ ہو، مکتوبات معصومیہ ۲/۴۸، ۸۲،

۱۷۷/۱۷۷ ۱۹۸/۱۴۴، ۱۹۶/۱۴۲، ۱۳۲/۹۰، ۱۲۵/۸۱، ۱۰۷/۶۵/۳ ۲۱-۱۹/۱۷۷..... ہر چند افسوس است کہ..... ایں جاسہل الحصول است.....

یہ حضرت خواجہ کے ایک مکتوب کا اقتباس ہے چونکہ مولف سفر کے دوران یہ کتاب تالیف کر رہے تھے اور مکتوبات معصومیہ کی صرف جلد اول ہی ان کے ہمراہ تھی یہ اقتباس جلد سوم کا ہے جو غالباً مولف نے زبانی لکھ دیا ہے، مکتوب کے الفاظ اس طرح ہیں :

۲۰

از آمدن (حرمین الشریفین) خود چنداں نفرین و حسرت دارد کہ چہ تولید آری اگر بہ نیت زیارت روضہ مطہرہ حضرت پیر و شگیر (مجدد الف ثانی) و ملاقات مجاوران آں مرقد منیر بیایند و از برکات ایں موطن نیز بہرہ مند شوند گنجائش دارد کہ فیوض و انوار ایں جای ماخذ و مستفاد از انوار آں موطن ست اما سہل الحصول ست..... (مکتوبات معصومیہ ۳/۶۵/۱۰۷)

۲۵-۲۳/۲۵۷ درجائی دیگر می نویسند طالبان از اطراف اکناف قطع علاق..... بیک نوش
به صد جوش و خروش ترک خویش نموده.....

یہ اقتباس مکتوبات معصومہ (۳/۱۴۲/۱۹۷) سے ماخوذ ہے۔ سابقہ
اقتباس کی طرح اس میں بھی الفاظ قدرے مختلف اور نامکمل ہیں.....

۴/۲۵۹ (ظہور فتن بعد وصال حضرت خواجہ)..... فساد در سرحد کابل برخاستہ.....

۵ اس فساد کا آغاز مارچ ۱۹۶۷ء/۱۰۷۷ھ میں پشاور میں یوسف زئی
افغانوں کی بغاوت سے ہوا، مغلوں کو سخت مقابلہ کرنا پڑا۔ یہ سلسلہ حدود
۱۰۷۹ھ/۱۹۶۸ء (سال وصال حضرت خواجہ) تک جاری رہا محمد امین بخش
(مغل صوبدار کابل) پر ایل خان نے سخت حملے کئے جس سے مغلوں کا
بہت جانی و مالی نقصان ہوا۔ اورنگ زیب کو خود پشاور جانا پڑا۔ تفصیل
۱۰ کے لیے دیکھئے؛

حبیبی، عبدالحی: تاریخ افغانستان، کابل ۱۳۴۱ ش، ۱۲۴-۱۲۷

۶-۵/۲۵۹ جمعیت از بادشاہان رخت بستہ، خلد مکان بر کلام امام ربانی حضرت
مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ طعن طاعنان شنیدہ.....

۱۵ اورنگ زیب کے عہد میں حضرت مجدد الف ثانی کے کلام پر مخالفین
نے جو اعتراضات کئے ان کی تفصیل ہم کتاب حاضر کے مقدمے میں درج
کر چکے ہیں۔

۷-۶/۲۵۹ (اورنگ زیب) مدتی در حسن ابدال نشستہ بہ کابل رسیدہ.....

۲۰ افغانوں کی بغاوتوں کو فرو کرنے کے لیے اورنگ زیب حسن ابدال میں
ڈیڑھ سال تک مقیم رہا یعنی ۲ ربیع الاول ۱۰۸۵ھ/۶ جولائی ۱۶۷۴ء
سے لے کر ۱۵ شوال ۱۰۸۶ھ/۲ جنوری ۱۶۷۵ء تک وہ حسن ابدال میں مقیم
رہا، دیکھئے؛

صدیقی، منظور الحق: تاریخ حسن ابدال ۹۲

۸-۷/۲۵۹ (اورنگ زیب) بہ دکن رفتہ چہ مشقتہا کہ نہ کشیدہ..... باز دارا خسلاف

را نہ دیدہ.....

اوزنگ زیب نے اپنے عہد حکومت کا ایک بڑا حصہ دکن میں مرہٹوں اور دکنی بغادتوں کو فرو کرنے میں صرف کیا حتیٰ کہ ۱۱۱۸ھ/۱۷۰۷ء میں دکن میں ہی احمد نگر کے مقام پر اس کا انتقال ہو گیا.....

۴-۶/۲۵۹ اِنَّ اللّٰهَ بانفسہم

قرآن ۱۱/۱۳

۵

۸-۷/۲۵۹ بادشاہزادہ محمد اکبر باغی گردیدہ.....

یکم جنوری ۱۶۸۱ء کو شہزادہ محمد اکبر بن اوزنگ زیب نے اپنے والد کے خلاف بغادت کی یعنی اپنی بادشاہت کا اعلان کر دیا۔ اس بغادت کو اوزنگ زیب نے ۱۶ جنوری میں ہی دبا دیا :

۱۰ Sarkar, J.N: Short History of Aurangzab. pp. 177-80, 491

۱۸-۱۷/۲۵۹ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا الْكَافِرِينَ

قرآن ۱۴۷/۳

مفتاح، مفتاح

۱۰-۹/۲۶۱ وَالَّذِينَ رَهِيْنُ

قرآن ۲۱/۵۲

۱۱-۱۰/۲۶۱ قُلْ لَا فِي الْفُرْبِ

قرآن ۲۳/۴۲

۱۰/۲۶۲ شاہ جیونی احوال در ۱۰

مخدوم زادہ شاہ فی احوال بن خواجہ محمد اشرف بن حضرت خواجہ محمد معصوم
کے حالات کے لیے ملاحظہ ہو کتاب حاضر مفتاح، مفتاح کنز جہارم ۳۳۲

مواہب القیوم فی اسرار المعصوم

۱۰/۲۶۲

اس اہم کتاب کی تفصیل کے لیے دیکھئے مقدمہ کتاب ہذا بعنوان "حیات
حضرت خواجہ کے مآخذ"

۲/۲۶۳ وان الله الخائنین

قرآن ۵۲/۱۲

۲۰ ۸-۷/۲۶۳ فدوی (مؤلف) راباد وجود نسبت ارادت دنیا زمندی عاجزہ ایشاں بہ دست

نامراد است ۱۵

یعنی مولف مقامات معصومی، حضرت شیخ صبغت اللہ بن حضرت خواجہ محمد معصوم
کے داماد تھے، شیخ صبغت اللہ کی چوتھی بیٹی بی بی ماریہ ان کے عقد نکاح میں
تھیں (ہدیہ احمدیہ ۳۷) نیز تفصیل کے لیے اس کتاب کے مقدمے میں مولف
کے حالات ملاحظہ کریں۔

۲۲-۲۱/۲۶۳ وَمَاتَوْفِيقِي اُنَيْبُ

قرآن ۸۸/۱۱

۵/۲۶۳ صبغة الله عَبْدُ وَن

قرآن ۱۳۸/۲

۵ فقیر دور از کار در رسالہ معدن الجواہر کہ ۶-۵/۲۶۳

معدن الجواہر کی تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو مقدمہ مقامات معصومی
بعضوان تالیفات میر صفراحمہ۔

۱۴-۸/۲۶۳ ولادت باسعادت عالی حضرت (شیخ محمد صبغت اللہ) سنہ ہزار

دسی و سہ از ہجرت در مین حیات حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

۱۰ اتفاق افتادہ چون تشریف امام ربانی بہ تقریب سلطان وقت
در آل ایام از بلدہ دارالخیر اجمیر بودہ ۱۰

دسال سے ایک سال پہلے حضرت مجدد الف ثانی کے جہانگیر کے لشکر
کے ساتھ اجمیر میں قیام کا تفصیلی ذکر خواجہ کشمی نے بھی کیا ہے (زبدۃ المقامات
۲۸۳) روضۃ القیومیہ (۱۷۵/۲) میں شیخ محمد صبغت اللہ کا سال ولادت
۱۰۳۲ھ کتابت کی غلطی ہے۔

۱۵

۱۶-۱۴/۲۶۳ امام صفاکیشان حضرت ایشاں (خواجہ محمد معصوم) از غلبہ و اشتیاق بہ واسطہ
استقبال نیز در خدمت والد بزرگوار شافہ بودند ۱۵

مولف عمدۃ المقامات نے وضاحت کی ہے کہ حضرت خواجہ اُن دنوں
حضرت مجدد کی زیارت کے لیے اجمیر گئے ہوئے تھے (۳۴۲)

۲۰ ولادت باسعادت (حضرت شیخ صبغت اللہ) روز تاریخ یازدہم شہر
ربیع الثانی سنہ ہزار دسی و سہ از ہجرت اتفاق افتادہ ”بعد دو سہ
روز دخول قبلتین (حضرت مجدد الف ثانی و حضرت خواجہ محمد معصوم) در بلدہ
مذکور (سرہند) اتفاق می یابد“ ۲۰

اس اقتباس سے اس نتیجے پر پہنچنا دشوار نہیں رہ جاتا کہ حضرت مجدد الف ثانی
قلعہ گوالیار میں نظر بندی اور پھر جہانگیر کے لشکر میں رہنے کی پابندی

(۱۰۲۸-۱۰۳۳ھ/۱۶۱۸-۱۶۲۴ء) کے بعد اپنے پوتے کی ولادت
(۱۱ ربیع الثانی) کے دو تین دن بعد یعنی ۱۳ ربیع الاول ۱۰۳۳ھ کو سرہند
پہنچے۔

..... ”حضرت مجدد الف ثانی بہ حضرت ایشاں خطاب کردہ فرمودند کہ دریں فرزند
تو رنگی از اصالت یافتہ بنا بر آں نام آں را محمد صبغت اللہ گذاشتم“.....

۵

یعنی حضرت مجدد الف ثانی نے حضرت خواجہ محمد معصوم کو مخاطب کر کے
فرمایا کہ میں تیرے اس بیٹے میں ”رنگ اصالت“ دیکھتا ہوں اس لیے میں نے
اس فرزند کا نام محمد صبغت اللہ رکھا ہے۔ یہی روایت مولفِ روضۃ القیومیہ
نے بھی دی ہے لیکن ان سے بالکل غلط ہو کر رہ گئی ہے :

..... ”محمد معصوم ! اس فرزند میں اصلی نور دکھائی دیتا ہے اس لیے اس کا
نام صبغۃ اللہ رکھو“ (۱۷۵/۲)

صاحبِ عمدۃ المقامات نے حضرت مجدد الف ثانی کے ان منقولہ بالا
الفاظ (رنگی از اصالت یافتہ) کو ”منصبِ قیومیت“ قرار دیا ہے لکھتے ہیں :
”بریں قرار گرفتہ کہ منصبِ قیومیت بی بہرہ اصالت متعذر الوجود است
و چون برخ اصالت در ایشاں ملاحظہ نمودند از فراست معنوی وارث
منصبِ قیومی ایشاں را شناختند و بشارۃ اصالت بشارتِ معاملہ
قیومیت دادند“..... (۳۴۳) نیز مولف نے اس سلسلے میں مزید توضیح
کے طور پر حضرت شاہ صفی اللہ معصومی کے دو اشعار بھی نقل کئے ہیں۔

یہاں اس مکتوب کی طرف اشارہ لازم ہے جس میں حضرت مجدد الف ثانی
نے اپنے آخری ایام حیات میں ”منصبِ قیومیت“ کے آپسے منتقل ہو کر اپنے
صاحبزادے حضرت خواجہ محمد معصوم کو ملنے کی بشارت دی ہے (مکتوبات ۱۰۴/۳)
اس مکتوب میں جس ”معاملہ قیومیت“ کا ذکر ہے، مقاماتِ معصومی کے منقولہ بالا
جملے میں بھی وہی بات کہی گئی ہے کہ ”منصب“ حضرت خواجہ محمد معصوم سے
ایک روز منتقل ہو کر آپ کے فرزند شیخ محمد صبغت اللہ کو ملے گا۔

۱۳-۱۳/۲۶۵ ذٰلِكَ فَضْلُ اللَّهِ الْعَظِيمِ

قرآن ۲۱/۵۷

..... عضدی راجد مت ۱۹/۲۶۶

کتاب "عضدی" کی تفصیل کے لیے دیکھئے تعلیقاتِ حاضر (۱۰/۱۳۷)
مکاتیبی کہ در جلد اول حضرت ایشاں بنام شریف ہستند ازاں ماندہ اند کہ پیش
از وصول بآں قبلہ اصحاب قبول مخلصان صادق نقل برداشتہ اند ۷-۶/۲۶۷

۵ مکتوباتِ معصومیہ کی جلد اول میں حضرت شیخ محمد صبغت اللہ کے نام
مندرجہ ذیل مکاتیب ہیں :

۶۳، ۱۸۹، ۱۹۶، ۲۱۵، ۲۳۱

۱۰ اس سے ان حضرات کی مکتوب نویسی کے قواعد کا اندازہ ہو سکتا ہے کہ
جس طرح حضرت مجدد الف ثانی مکاتیب کے جواب املا کرتے تھے اور
بہت سے افراد انہیں ساتھ ساتھ لکھتے تھے اسی طرح حضرت خواجہ کے
مکاتیب بھی مکتوب ایہم تک پہنچنے سے پہلے ہی مخلصین نقل کر لیتے تھے۔
..... مسئلہ عمل آں از علمای دیندار نمودند وہ موافق فتویٰ آہنا عمل
می فرمودند.....

۱/۲۶۷

عمدة المقامات میں ہے :

۱۵ باوجود کمال علمیت ادنیٰ مسئلہ راجبی اذن علمای دیندار بہ عمل نمی آوردند
(۳۵۲)

..... در آں ہنگام فرخندہ انجام کہ تشریف حضرت ایشاں در بلدہ دارا خلافہ
شاہ جہان آباد بہ تقریب طلب بادشاہ خدا طلب خلد مکان ۶-۵/۲۶۹

۲۰ حضرت خواجہ محمد معصوم، اورنگ زیب کی استدعا پر اس سے ملاقات
کے لیے دہلی تشریف لے جایا کرتے تھے تفصیل کے لیے دیکھئے مقدمہ
کتاب حاضر "اورنگ زیب کے حضرت خواجہ سے روابط"

عارف معنوی خواجہ محمد صدیق پشادری ۲۱/۲۶۹

حضرت خواجہ محمد صدیق پشادری کے حالات کے لیے دیکھئے کتاب ہذا
مفتاح نہم کنز دوم ۴۳۲ -

۱۲/۲۷۳ اِذْ جَاءَ رَبُّهُ بِقَلْبٍ سَلِيمٍ

قرآن ۸۴/۳۷

سیادت دستگاہی مرحومی میر محمد غنی برہانپوری نبیہ حقائق آگاہ خواجہ محمد ہاشم
کشمی قدس سرہ ۴/۲۷۴

حضرت میر محمد غنی برہانپوری کے حالات کے لیے دیکھئے مقدمہ کتاب
”راویان مقامات معصومی“

۱۶-۱۵/۲۷۴ ان اکرمکم عند اللہ اتقکم

قرآن ۱۳/۲۹

..... عالی حضرت بہ سیر بجوارہ تشریف بردہ بودند ۱۸/۲۷۴

بجوارہ، پنجاب کے ضلع ہوشیار پور میں بجوارہ ایک قدیم گاؤں ہے،
تفصیل کے لیے دیکھئے :

۱۰ 1. Imperial Gazetteer of India Vol. vi. p.220-21

2. Hand Gazetteer of India. pp. 34

..... ”تشریف برادر حضرت (شیخ صبغت اللہ) اعلیٰ حضرت خواجہ جیو در
شکراست“ ۲۲/۲۷۴

یعنی حضرت شیخ صبغت اللہ کے بھائی جو درنگ زیب کے لشکر میں رہتے

۱۵ تھے اس سے مراد حضرت خواجہ محمد اشرف بن حضرت خواجہ محمد معصوم ہیں،
(رک مقدمہ کتاب ہذا)

..... عالی حضرت رامنصب و خلعت غوثیت از روحانیت غوث الثقلین ۱۲-۵/۲۷۶

بدست آمدہ در بلدہ بغداد چوں بہ زیارت حضرت شیخ رسیدند ازاں جا
ایں تحفہ (منصب) از جانب شیخ مذکور قدس سرہ مرحمت شد۔

۲۰ داراشکوہ چونکہ عقائد اسلامیہ کا منکر ہو گیا تھا۔ اس لیے حضرت خواجہ محمد معصوم
نے اپنے اس فرزند بزرگ حضرت شیخ صبغت اللہ کو بغداد شریف روانہ کیا کہ
حضرت شیخ کے مزار مبارک پر جا کر استعا کی جائے کہ داراشکوہ سے اپنی توجہات
ہٹالیں (رک مقدمہ کتاب حاضر)

..... در بلدہ الملک ۱۸/۲۷۷

الملک، صوبہ پنجاب کا ایک بڑا ضلع ہے۔ رک بہ

..... خانہ مرزا غیاث الدین کہ از ۱۸/۲۷۷

۵ مرزا غیاث الدین کے حالات کے لیے دیکھئے مقدمہ کتاب ہذا بعنوان
”راویان مقامات معصومی“

..... درخانہ قاضی بلدہ اٹک کہ عم مرزا غیاث الدین بودہ ۷/۲۷۸

یہاں نہ تو اٹک کے اس قاضی کا نام لکھا گیا ہے اور نہ ہی ان کے بارے
میں کوئی دوسرا اشارہ ملتا ہے۔ البتہ یہ معلوم ہے کہ وہ مرزا غیاث الدین کے
”عم محترم“ تھے۔ تاریخ دادئی چھچھ (۱۳۶) میں مفتی اور قاضی خاندانوں کا مختصر
۱۰ ذکر کیا گیا ہے لیکن ان میں نہ تو اس قاضی کا نام آیا ہے اور نہ ہی مرزا غیاث الدین کا۔

..... افغانہ یوسف زئی کہ بہ قطاعی طریق مشہور اندواز دیانت و امانت بسی دور ۱۳-۱۱/۲۷۸

یوسف زئی افغانوں کی باغیانہ سرگرمیوں اور خاص طور پر بایزید انصاری
معروف بہ پیر تاریک کی ردشنیہ تحریک اور بایزید کے جانشینوں کی طرف اشارہ
ہے۔ ریک

۱۵

1. Tariq Ahmed: The Raushaniya Movement, Delhi, 1982

2. Caroe, Olaf: The Pathans, (Index)

(۳) یوسفی، الہ بخش : یوسف زئی پٹھان، کراچی ۱۹۶۱ء

۲۰ تا امروز در تمام اٹک و شمس آباد اس تصرف در اشتہار است ۲۲/۲۷۸

شمس آباد، دادئی چھچھ ضلع اٹک کے قصبات میں سے ایک قدیم قصبہ
ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھئے :

سکندر خان : تاریخ دادئی چھچھ ۱۳۴-۱۳۷

..... والدہ فقیر زادہ ہا محمد معشوق و نیاز احمد سلمہم اللہ سبحانہ کہ بنیت
۲/۲۷۹

عالی حضرت قدس سرہ می شود ۲/۲۷۹

یعنی مقاماتِ معصومی کے مولف حضرت شیخ صبغت اللہ کے داماد تھے۔
(درک مقدمہ کتاب ہذا)

۲۸۰/۱-۲ مزار شاہ شہید قدس سرہ کہ بیرون شہر (کابل) واقع است

یہ مزار کابل میں پلستان و چین حضوری کے نزدیک واقع ہے۔ یہ مقام
کارٹہ شاہ شہید کے نام سے مشہور ہے۔ شاہ شہید کا نام شاہ ابواسحاق ختلانی
۵ ہے۔ دشمن سے جنگ کرتے ہوئے ”وہ افغانان“ میں ان کا سر تن سے جدا ہو
گیا، پھر سر اور تن دونوں متحرک رہے۔ ان کا لقب خواجہ بزرگ ہے اور امیر
سید علی ہمدانی قدس سرہ کے خلفاء میں سے تھے۔ شاہ رخ مزار کے عہد میں
شہید ہوئے۔ ملاحظہ ہو :

۱۰ خلیل، محمد ابراہیم : مزاراتِ کابل ۱۵۹، ۶۹
..... ہم چنیں مزارِ عاشقان و عارفان از مزاراتِ متبرکہ ایں جامی اند و آنچه
مردم اینہارا اصحاب می دانند محل تردد است

۲۸۰/۶

۱۵ ۱۹۵۰ء میں جب کہ محمد ابراہیم خلیل نے کتاب مزاراتِ کابل تالیف
کی تو بھی عوام ان قبور کو صحابہ کرام کے مزارات سمجھتے تھے۔ لیکن دراصل یہ
دونوں گئے بھائی تھے۔ ”عاشقان“ کا نام خواجہ عبدالسلام اور ”عارفان“ کا نام
خواجہ عبدالصمد ہے۔ یہ دونوں بھائی خواجہ جابر بن شیخ الاسلام خواجہ عبداللہ انصاری
ہردی کے بیٹے تھے۔ سلطان بہرام شاہ بن مسعود ثالث بن ابراہیم بن مسعود اول
بن سلطان محمود غزنوی کے عہد میں غزنی آئے اور پھر وہاں سے کابل منتقل ہو
گئے، اسی مقام پر جہاں آج ان کا مزار ہے باقی زندگی گزار دی۔ یہ مزار شہر
کابل کے جنوب میں کوہ شیر دروازہ متصل بالامی جوی و کاریز واقع ہے۔

۲۰

(مزاراتِ کابل ۱۰۶-۱۰۷)

۲۸۰/۷-۸ تشریف اصحاب کرام علیہم الرضوان من ملک المنان دریں زمین
(افغانستان) بہ ثبوت نہ پیوستہ است

لیکن عصر حاضر کے افغان محققین نے کتب تاریخ و سیر کی روشنی میں
سرزمین افغانستان میں صحابہ کرام اور تابعین عظام کی آمد کے اثبات میں

بہت سے دلائل جمع کئے ہیں، تفصیل کے لیے دیکھئے :

- (۱) ابوبکر عبداللہ بلخی : فضائل بلخ، طبع عبدالحی حبیبی - تہران ۱۳۵۰ ش
- (۲) حبیبی، عبدالحی : تاریخ افغانستان بعد از اسلام، ۱۶۰، وباداد اشاریہ
- (۳) خلیل، محمد ابراہیم : مزاراتِ کابل ۱-۶ و بہ بعد

۳/۲۸۱ ان ربی رحیم وودود

قرآن ۱۱/۹۰

۲۲-۱۵/۲۸۱ مرتبہ اولی کہ وزیرخان فوجدار حضرت سرہند راجنگ باکفار نکونار نامک
پرستان بدکردار افتادہ داعیہ جہاد

اس کا تعلق بندہ سنگھ کے سرہند پر حملے سے ہے۔ ۱۷۱۰ء میں بندہ سنگھ
کے ہاتھوں وزیرخان فوجدار سرہند کی شہادت ہوئی۔ (درک مقدمہ کتاب حاضر
”سرہند کی تباہی“)

۶-۵/۲۸۲ روز جمعہ سنہ ہزار و یک صد و بست و دو وقت نماز عصر تاریخ ہفتم یا ہشتم یا نہم شہر
ربیع الثانی کہ مولد آں قبلہ دو جہانی نیز بودہ با محبوب حقیقی جلالت عظمت
پیوستند

۱۵ مولف روضۃ القیومیہ (۲/۱۷۶) نے تاریخ وصال حضرت شیخ صفت اللہ
میں جو اختلاف ہے وہ بیان نہیں کیا بلکہ ۹ ربیع الثانی ہی دیا ہے۔ لیکن
سال وفات ۱۰۲۱ھ دیا ہے جو محض کتابت کی غلطی ہے۔ حالانکہ مسلمہ طور پر ان
کا سال وصال ۱۱۲۲ھ ہے۔ صاحب عمدۃ المقامات (۳۷۷) نے تاریخ وصال
۹۰۸ھ ربیع الثانی دے کر ۹ ربیع الثانی کو ترجیح دی ہے۔ مقالہ معصومی
کے مولف چونکہ حضرت شیخ محمد صفت اللہ کے مرید صادق اور داماد تھے اس لیے
۲۰ ان کی درج کردہ تاریخ وصال حضرت شیخ صفت اللہ کو بعد کے تمام
تذکرہ نویسوں پر ترجیح حاصل ہے۔

۱۶-۱۲/۲۸۲ فقیر دور از کار در اں ہنگام بہ رفاقت لشکر بادشاہ خلد منزل در نواح
دارالخیرا جمیر بودہ

اس امر کی تفصیل کے لیے دیکھئے مقدمہ کتاب ہذا (احوال مولف)

..... ۱۱-۹/۲۸۳ باوجود کہ غلبہ کفر و کافر کی کہ درآں ایام در تمام سرہند و نواحی آں را احاطہ تمام نموده چندیں ہزار کس
 ۵

حضرت شیخ صبغت اللہ کی نماز جنازہ (۱۱۲۲ھ/۱۷۱۰ء) کے وقت سرہند پر سکھوں کا قبضہ ہو چکا تھا لیکن اس کے باوجود ان کے جنازے میں معتقدین بکثرت شریک ہوئے۔ روضۃ القیومیہ میں ہے:

باوجود کفار کے غلبہ کے آنجناب کا جنازہ نہایت بلند آواز سے صلوٰۃ و تکبیر آ کہہ کر اٹھایا ہزار ہا مسلمان ساتھ تھے..... لیکن کافروں نے دم نہ مارا۔ (۱۷۶/۲)

..... ۱۳/۲۸۳ تواریخ وصال عالی حضرت (شیخ محمد صبغت اللہ) را آن قدر کہ.....

۱۰ صاحب عمدۃ المقامات (۳۷۷) نے سترہ مادے دیے ہیں جن سے حضرت شیخ کا سال وصال برآمد ہوتا ہے۔

”آں آیت رحمت بود“ ۱۶-۱۵/۲۸۳

یہ حضرت شیخ کے وصال کا مادہ ہے یعنی آں - ۵۱، آیت = ۴۱۱، رحمت =

۴۴۸، بود = ۱۲ = ۱۱۲۲ھ

۱۵ ”فرزند محبوب مجدد الف ثانی“ یہ بھی مادہ تاریخ وصال ہے جس سے ۱۱۲۲ھ برآمد

ہوتے ہیں یعنی فرزند = ۳۴۱ + محبوب = ۵۸ + مجدد = ۵۱ + الف ثانی = ۴۷۲ =

۱۱۲۲ھ

”تھا چہ خلیل امام معصوم بود“

۱۶/۲۸۳

یہ بھی مادہ تاریخ وفات ہے لیکن اس میں مقامات معصومی کے دونوں

۲۰ نسخوں میں سہو کتابت ہے یعنی اس کے اعداد کے شمار سے ۱۱۲۷ھ برآمد ہوتے ہیں جبکہ صحیح سال وصال ۱۱۲۲ھ ہے۔

”ممشوق خدا“

۱۷/۲۸۳

یہ بھی مادہ تاریخ وفات ہے لیکن اس میں بھی واضح سہو کتابت ہے

”ممشوق خدا“ کے اعداد کا شمار ۱۱۲۱ھ ہے جو صحیح سال وصال کے منافی ہے۔

۲۱-۱۸/۲۸۳ ذکر فرزند ان عالی حضرت قدس سرہ..... مرحومی شیخ ابوالقاسم.....

شیخ ابوالقاسم نے سلوک کی تعلیم اپنے دادا حضرت شیخ محمد معصوم سے حاصل کی، دیگر مروجہ دینی علوم کی تحصیل والد اور اپنے چچوں سے کی، شیخ ابوالقاسم کی شادی امۃ الکریم عرف: حیونی بیگم بنت حضرت حجۃ اللہ محمد نقشبند ثانی سے ہوئی۔ حضرت مروج الشریعت شیخ محمد عبید اللہ بن حضرت خواجہ محمد معصوم نے شیخ ابوالقاسم کو متبنی بنالیا تھا۔ انہوں نے اکثر درسی کتب حضرت شیخ محمد اشرف بن حضرت خواجہ محمد معصوم سے پڑھی تھیں (روضۃ القیومیہ ۱۷۷/۲) شیخ ابوالقاسم کا علمی پایہ مولویت کے درجے کو پہنچ چکا تھا، اپنے چچا حضرت مروج الشریعت سے بھی تحصیل کی تھی اور وہ ان کی علمیت کے معترف تھے۔ شیخ ابوالقاسم شعر بھی کہتے تھے ان کے اشعار ”زنگین و نازک“ تھے، ایک شعر ملاحظہ ہو۔

۱۰. زسیردن کنم چشمی کہ از سُنش تہی باشد
چرا بر طاق ابرو جاوہم مینای حسالی را

(عمدۃ المقامات ۳۷۹)

ان کا تخلص فائق تھا (ایضاً ۳۸۳، مقامات معصومی ۲۸۶)
شیخ ابوالقاسم لا ولد ہی فوت ہوئے (ہدیۃ احمدیہ ۵۴)، سلوک و معرفت پر مبنی حضرت خواجہ محمد معصوم کے مخدوم زادہ ابوالقاسم کے نام حسب ذیل پانچ
۱۵. مکاتیب ملتے ہیں:

دفتر ثانی ۱۰۲، ۱۲۱، ۱۲۳، ۱۲۹، دفتر سوم ۲۲۵ میں ان کے نام کے ساتھ ”فرزند“ لکھا گیا ہے۔

..... عمر مخدوم زادہ مذکور (شیخ ابوالقاسم) بست و ہفت سالہ شدہ و بعد
۲۰. سر سال حضرت ایشاں در بلدہ اکبر آباد رفتہ وصال نمودند.....

گویا شیخ ابوالقاسم ۱۰۸۲ھ/ ۱۶۷۲ء میں اکبر آباد پہنچے ۲۴ یا ۲۵ سال تک اکبر آباد میں رہے حضرت خواجہ کے حین حیات انکی عمر ۲۵ سال تھی۔

(روضہ ۱۷۷/۲) [وصال حضرت خواجہ ۱۰۷۹ + ۳ = ۱۰۸۲ھ]،

تاریخ وصال ایشاں (شیخ ابوالقاسم) ”افلیت شمس العلم“

”افلیت شمس العلم“ مادہ تاریخ وصال ہے جس سے ۱۰۸۲ھ برآمد

۳/۲۸۵

۶/۲۸۵

ہوتے ہیں، یعنی افلیت = ۵۱۱ + شمس = ۲۰۰ + العلم = ۱۴۱ = ۱۰۸۲ ھ
 ۱۴/۲۸۵ دریں ایام (سالِ تالیف کتاب حاضر ۱۱۳۲ ھ / ۱۴۲۰ء) تشریف ایشاں در
 بلدہ شاہ جہان آباد بہ تقریبی افتادہ بود.....

صاحبِ عمدۃ المقامات نے حضرت شیخ غلام محمد معصوم ثانی بن حضرت
 شیخ محمد اسماعیل روایت کی ہے کہ ان دنوں صاحبزادہ شیخ محمد اپنے والد
 بزرگوار حضرت شیخ محمد صیغت اللہ جو دہلی میں مقیم تھے کی خدمت میں رہتے
 تھے (۳۸۱)

..... از دیوان ایشاں (شیخ محمد اسماعیل عاشق) باید طلبید..... ۲۲/۲۸۶

شیخ عاشق کے اس دیوان کے کسی نسخے کی ہمیں تاحال اطلاع نہیں
 ہے۔ البتہ مولف کے بیان سے اندازہ ہوتا ہے کہ اس دیوان میں حضرات
 ۱۰ مجددیہ کے مناقب بھی بکثرت موجود ہیں۔ مولف کتاب حاضر نے شیخ عاشق
 کے چار مناقب در مدح بزرگانِ سرہند نقل کیے ہیں۔ صاحبِ عمدۃ المقامات
 (۳۸۳) نے یہ دو مزید شعر دیئے ہیں :-

دردِ مارا بر کعبۂ مقصود پس است
 عینک دیدہ دل داغِ نمک سود پس است

۱۵ دیگر :-

نثار از ماہِ پروین دادن دگر دسرش کشتن
 چو عاشقِ کردہ ام ہر شب من این تعلیم گردون را

..... عمر شریف ایشاں در خانہ ہفتاد است..... ۱۵-۱۶/۲۸۸

۲۰ یعنی مقاماتِ معصومی کی تالیف ۱۱۳۳ ھ کے دوران شیخ محمد اسماعیل عاشق
 کی عمر ستر سال تھی۔ اس لیے ان کی ولادت ۱۰۶۳ ھ (۱۱۳۳-۷۰) متعین
 ہوگی۔ عمدۃ المقامات میں ہے کہ ان کی عمر ستر سال سے تجاوز کر کے اسی سال
 کے قریب ہوئی (۲۸۵) اس اعتبار سے ان کا سال وصال ۱۱۴۳ ھ
 (۱۰۶۳+۸۰) میں ہوا۔ اس لیے بعد کے تذکروں یعنی روضۃ القیومیہ
 (۱۷۷/۲) میں ان کا سال وفات ۱۱۳۶ ھ (۱۰۳۶) اردو ترجمے میں

سہو کتابت ہے) اور ہدیہ احمدیہ (۳۷) میں بھی یہی سال دیا گیا ہے جو غلط ہے۔ انہیں حضرت شیخ محمد صبغت اللہ اپنے اس فرزند شیخ محمد اسماعیل پر بہت مہربان تھے ایک سال خود تبلیغ و ارشاد مریدین کے لیے کابل جاتے اور دوسرے سال اپنے فرزند کو بھیجتے، شیخ محمد اسماعیل کا عقد فضل النساء بنت مروج الشریعت شیخ محمد عبید اللہ بن حضرت خواجہ محمد معصوم سے ہوا (روضہ ۱۷۷/۲) ۵ ہدیہ احمدیہ (۵۷) حضرت خواجہ محمد معصوم کے روضہ میں دفن کیا گیا۔ (روضہ ۱۷۷/۲) شیخ محمد اسماعیل کا خطاب امام العارفین تھا۔ ان کے خلفاء کثیر تعداد میں تھے لیکن تذکروں میں ان کے حالات درج نہیں ہو سکے۔

(عمدة المقامات ۲۸۴-۲۸۵)

۱۰ شیخ محمد صبغت اللہ (بن شیخ محمد اسماعیل عاشق بن شیخ صبغت اللہ بن حضرت خواجہ محمد معصوم)۔

۱۹/۲۸۸

یہ شیخ محمد اسماعیل کے بڑے بیٹے اپنے دادا کے مرید، تقویٰ و استقامت سے متصف تھے ان کی اولاد میں سے کوئی زندہ نہیں رہا (روضہ ۱۷۸/۲) ان کا ارشاد نواح کابل و پشاور میں بہت ہوا اور صاحب کمال خلفاء ان کی یادگار ہیں۔ ان میں ایک خواجہ حسن آتا جو قریہ گزر (نواح کابل) میں تھے ۱۵ ان کا سلسلہ مریدین ماوراء النہر، روم اور بلغاریہ تک پھیلا ہوا ہے۔ ان کا ایک بیٹا اور ایک بیٹی تھیں۔ صاحبزادی سے ایک لڑکا میاں مسجدی تولد ہوا جو نواحی باجوڑ میں مصروف ارشاد رہے۔ صبغت اللہ کی یہ بیٹی حضرت غلام حسن بن شیخ غلام محمد بن غلام محمد معصوم بن شیخ محمد اسماعیل سے منسوب تھیں۔ شیخ صبغت اللہ کا مزار باغ عبدالرحیم خان پشاور میں ہے۔ یہ عبدالرحیم خان ان کا مرید تھا۔ (عمدة المقامات ۳۸۵-۳۸۶)

۲۰

۲۲-۲۱/۲۸ شیخ غلام معصوم (بن شیخ صبغت اللہ)

حضرت شیخ صبغت اللہ بن حضرت خواجہ محمد معصوم کی اولاد میں سے جو شہرت و مقبولیت حضرت شیخ غلام محمد معصوم ثانی (ف ۱۱۶۱ھ / ۱۷۷۸ء) کو نصیب ہوئی اس کا ذکر تذکروں میں تفصیل سے کیا گیا ہے۔ ان کی اولاد کے

اسماء کے لیے دیکھئے آئندہ اوراق سے منسلک شجرات، ان کے حالات کے لیے ملاحظہ ہو :

(۱) محمد فضل اللہ قندھاری : عمدۃ المقامات ۳۹۶-۴۲۳

(۲) محمد حسن جان مجددی : انیس المریدین، امرتسر

(۳) ایضاً : انساب الانجاب (بلسلہ اولاد شیخ غلام محمد معصوم ثانی)

(۴) شاہ آغا عبداللہ جان : مونس المخلصین، ٹنڈو سائیں داد، سندھ

۶-۵/۲۸۹..... (شیخ اہل اللہ) درغلہ کفارنگوں سارنانک پرست جہاد فی سبیل اللہ

ہمراہ شمس خان افغان کہ غازی و شہید بودہ نمودند.....

مولف عمدۃ المقامات نے از غازی کا نام شمشیر خان افغان لکھا ہے وہ

سکھوں سے جنگ کرتا ہوا شہید ہوا تھا۔ (۳۸۶-۳۸۷)

شیخ اہل اللہ کی صرف ایک بیٹی تھی جو شیخ محمد سے منسوب تھیں۔

(روضہ ۱۷۹/۲)

مخدوم زادہ صغیر شیخ پیر فرزند رابع داصغر.....

۲۱/۲۸۹

ان کے مناقب میں صاحب عمدۃ المقامات نے لکھا ہے کہ ان کی ولادت

۱۵ کے فوراً بعد ماہ رمضان آگیا انہوں نے اُسی شیر خواہی کے عالم میں پورا مہینہ

روزہ افطار کرنے سے پہلے ماں کا دودھ نہیں پیا۔ (۳۸۷)

شیخ پیر کی صرف ایک بیٹی ہی تھیں (انساب الانجاب ۲۵) انساب

کے مولف نے ان کا نام شیخ میر لکھا ہے جو صحیح نہیں ہے کیوں کہ صاحب

عمدۃ المقامات اور روضۃ القیومیہ میں بھی شیخ پیر ہی ہے۔

۲۰ حضرت خواجہ محمد معصوم نے اپنے اس فرزند بزرگ شیخ محمد صفت اللہ کو

طالبان حق کی تعلیم و تربیت کے لیے کابل اور غور میں خلافت دے کر متعین

فرمایا تھا۔ (روضہ ۱۷۹/۲) حضرت شیخ صفت اللہ کی تصنیف میں ایک رسالہ

در رد مخالفین (تالیف ۱۰۹۴ھ/۱۶۸۲ء) بتایا جاتا ہے (روضہ ۷۵/۳)

صاحب عمدۃ المقامات اور روضۃ القیومیہ نے حضرت شیخ صفت اللہ

کے خلفاء کی ایک طویل فہرست دی ہے۔ لکھا ہے کہ مقامات معصومی کے

مولف نے جو خود اُن کے خلیفہ تھے معدن الجواہر میں تحریر کیا ہے کہ انہوں نے تیرہ اصحاب کو خلافت دی تھی یعنی شیخ زین العابدین معروف بہ میاں فقیر اللہ برہانپوری، شرافت پناہ میر عزیز، میر محمد غنی (یہ حضرت خواجہ محمد ہاشم کشمی کی اولاد میں سے تھے، تعلیقات سابقہ)، شیخ ابوالنصر سلطانپوری، شیخ محمد رفیع کابلی، شیخ عبداللطیف کابلی، شیخ ملا محمد شوق کابلی، شیخ فقیر اللہ (شکر دربرہ ازقریہ یعقوب ترکمان)، حافظ محمد نظام کابلی، صوفی الف بلخی، صوفی محمد کابلی (عمدة المقامات ۳۸۷-۳۸۸)، صوفی عبدالرشید (مولف شجرہ نقشبندی منظوم) شاہ عالم - مقیم مالوہ (روضہ ۱۷۹/۲)، مرزا میر الدین میر ظریف (کتاب حاضر ۳۰۲) حضرت شیخ محمد صبغت اللہ کی اولاد اور ان کے انساب کے لیے دیکھئے ضمیمہ ثانی کتاب حاضر۔

۱۰. ولادت باسعادت آل قبلہ ارباب ولایت (خواجہ محمد نقشبند ثانی) در شہر ذی قعدہ ۱۱/۲۹

مولف روضۃ القیومیہ نے اپنی اس کتاب کی ایک جلد (دفتر سوم) حضرت شیخ محمد نقشبند حجتہ اللہ کے حالات کے لیے وقف کی ہے بتایا ہے کہ ان کا یوم ولادت بروز جمعہ ۷ رمضان ہے (روضہ ۱/۳) ۱۵

..... جامع العلوم ملا بدر الدین ۱/۲۹

ملا بدر الدین سلطان پوری کے حالات کے لیے دیکھئے کتاب حاضر مفتاح بہم ۲۶۲-۲۶۳ ۲۲/۲۹

..... تصانیف (حضرت شیخ حجتہ اللہ نقشبند ثانی) دیگر ہم تازی و فارسی بہ زیبای تمام در قید قلم مشکیں رقم در آورده اند ۲۰

حضرت حجتہ اللہ نے اپنے کئی رسائل کا خود ذکر فرمایا ہے۔
”رسالہ در تحقیق گناہان“ کے بارے میں لکھا ہے :
دریں آوان رسالہ در تحقیق گناہان و تہمیم نصاب و فوائد دیگر بعد آں بہ تعبیل تمام بر حسب اقتضای حال نوشتہ فرستادہ است و بہ نظر بندگان حضرت دادند (وسیلة القبول ۱/۸/۱۵)

یہ رسالہ اورنگ زیب کو ایک خط کے ساتھ ارسال فرمایا تو لکھا ہے :
قبلہ گاہ رسالہ در تحقیق گناہان کبار و صغاریا ذکر و آداب و احسنلاق
زوائد عجالة الوقت بطریق اجمال و اختصار نوشته فرستاده است تفصیل
و تمیم آن را بروقت دیگر انداخته امید کہ بمطالعه خاص در آید

(ایضاً ۱/۱۶/۲۲/۳۸/۵۱)

پہلے اقتباس میں ”بندگان حضرت“ سے مراد اورنگ زیب ہے۔

انہوں نے اپنے ایک اور ”رسالہ در تحقیق معنی توبہ“ کا ذکر ان الفاظ

میں کیا ہے :

یہ رسالہ بھی انہوں نے اورنگ زیب کو اس مکتوب کے ساتھ ارسال فرمایا تھا :

(رسالہ) در تحقیق معنی توبہ و مراتب آن باتدقیق و ذکر اختلاف

مذہب در ضمن آن رسالہ مرتب ساخته و بذکر فضل و ثواب آن در آخر

رسالہ پرداختہ (وسیلة القبول ۱/۱۹/۲۵)

انہوں نے اپنا ایک ”رسالہ در شرح اسمای حسنی“ بھی اورنگ زیب کو ان

الفاظ کے ساتھ بھیجا تھا :

رسالہ دیگر از شرح اسمای حسنی و بیان فضیلت و اجر قاری آن نیز ترتیب

داده بعد نقل از سواد بیاض امید کہ شرف قبول نظر کیا اثر یابد ایضاً

حضرت حجۃ اللہ نے مخدوم محمد یوسف گردیزی کی استدعا پر عربی میں ”رسالہ فضیلت ذکر خفی“

تالیف کیا تھا (کتاب حاضر ۴۷) اور ان کا رسالہ رد مخالفین حضرت مجدد (وسیلة ۲/۱۲۵)

حضرت حجۃ اللہ کا ایک سالہ تحفہ سلوک ”نیشل میوزیم کراچی میں ہے۔ (فہرست مشترک ۳/۱۳۳۶)

۲۰ شیخ عبدالکریم کابلی کہ از غلفای آن امام صفائشان بودند ۴/۲۹۳

شیخ عبدالکریم کابلی کے حالات کے لیے دیکھئے کتاب حاضر ۴۸۸

۱۴-۱۶/۲۹۳ إِنَّ الَّذِينَ خَلِدُونَ

قرآن ۱۰۱-۱۰۲

۲۱-۲۰/۲۹۳ در اواخر عمر مبارک حضرت ایشاں رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فضل ایں مخدوم زادہ

(شیخ حجۃ اللہ) نزدیک جمہور اصحاب حضرت ایشاں کہ از اہل قبائل باشد

..... قطعی شدہ بود۔

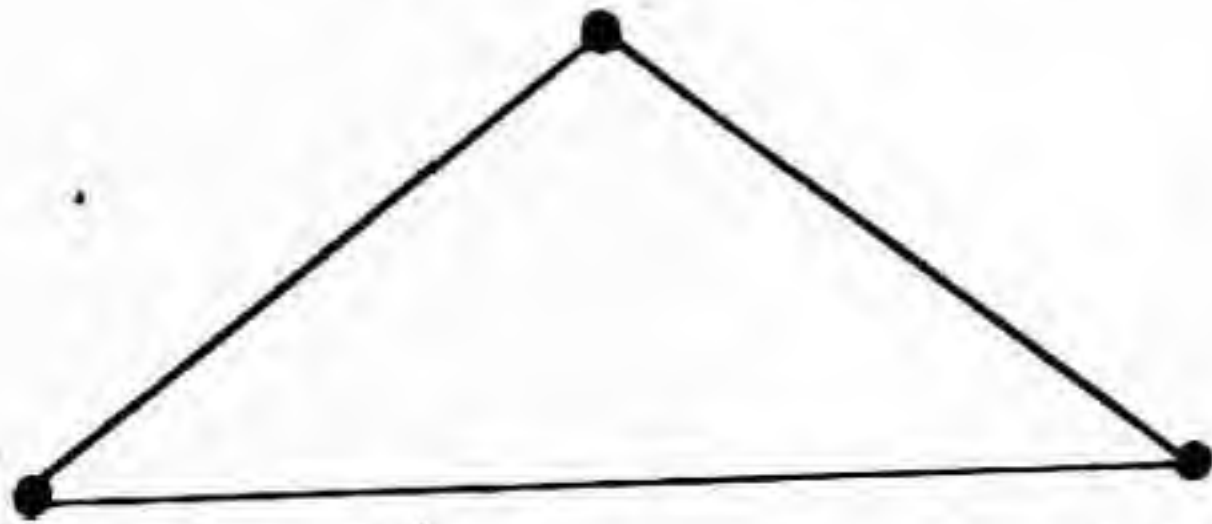
روضۃ القیومیہ کے مولف نے تیسرے دفتر میں حضرت حجۃ اللہ کی فضیلت کے دلائل جمع کئے ہیں۔

۲۵-۲۲/۲۹۳ حضرت وحدت فرمودند کہ اعتقادِ من بر جناب امام ربانی مجدد الف ثانی دہر دو فرزندِ ایشاں کہ خازنِ الرحمت و حضرت ایشاں باشند بشابہ نقطہ ثانی مثلث است کہ ۵

یعنی حضرت وحدت کے نزدیک ان تینوں بزرگوں کا عروج و فضیلت اس مثلث کی مانند ہے :

حضرت مجدد الف ثانی

۱۰



حضرت خواجہ محمد سعید حضرت خواجہ محمد معصوم

۱۵

۱۴-۱۵/۲۹۱ آلِ عرائض ستہ در مکتوبات قدسی آیات ایشاں مندرج اند.....

حضرت حجۃ اللہ کے مکتوبات بنام وسیلۃ القبول دو جلدوں میں طبع ہو چکے ہیں۔ اس کی پہلی جلد کے پہلے چھ مکاتیب بنام ”والد و پیر بزرگوار“ ہیں۔ بالفعل نقل یک عریفہ از آں کہ پیش خود موجود دارم.....

۱۶/۲۹

وسیلۃ القبول میں یہ پہلے عریفے کے طور پر شامل ہے۔

..... یضیق صدری ولا ینطق لسانی

۲/۲۹

۲۰

قرآن ۱۳/۲۶

۸-۶/۲۹ سبحان رب العالمین

قرآن ۱۸۲-۱۸۱-۱۸۰/۳۴

۱۶/۲۹ حضرت ایشاں رحمۃ اللہ علیہ در جواب آں چنیں می نویسند۔

حضرت خواجہ کا یہ مکتوب، مکتوبات معصومیہ کی جلد ثالث مکتوب نمبر ۲۲۶

ہے جس کی یہ چند سطور یہاں نقل کی گئی ہیں۔

۲۱-۲۰/۲۹۵ بشارت قیومیت نقلاً از حضرت ایشاں کسی کہ نموده باشد در فرزندان دیگر
ہمیں ذات بابرکات حضرت حجۃ اللہ وچوں قیومیت مشروط بر اصالہت.....

حضرت حجۃ اللہ کو قیومیت کی بشارت ملنے کی تمام تر تفصیلات کے لیے
دیکھئے، روضۃ القیومیہ ۳/۶-۸ و بہ بعد، نیز حضرت وحدت نے ان کی
قیومیت کے اثبات میں ایک رسالہ تالیف کیا تھا (ایضاً ۳/۲۹) اسی
موضوع پر شیخ محمد ہادی اور دیگر احباب کے رسائل (ایضاً)

۸-۷/۲۹۶ عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال کنا فی زمن النبی صلی اللہ علیہ وسلم

..... لا تفاضل بینہم

حدیث، بخاری کے علاوہ دیکھئے :

اشعۃ اللمعات (باب مناقب ابی بکر، فصل ۲ جلد ۴)

۲۲-۲۱/۲۹۷ عم فقیر (مولف) ہم در آخر حیات آنحضرت بست و ہشت سالہ بود،
واحمال در وقت تحریر مقال چہل و ہفت است

یعنی حضرت حجۃ اللہ کے وصال ۱۱۱۵ھ کے وقت مولف کی عمر ۲۸ سال
تھی جس سے مولف کا سال ولادت ۱۰۸۷ھ = [۱۱۱۵ - ۲۸] برآمد ہوتا ہے۔
اور اس کتاب کی تالیف کے دوران مولف کی عمر ۴۷ سال ہے یعنی
اس وقت ۱۱۳۴ھ = [۱۰۸۷ + ۴۷] ہے۔

۳-۲/۳۰۱ در مرتبہ ثانیہ کہ تشریف حضرت حجۃ اللہ بہ سفر حجاز بودہ جہاز ایشاں تباہی
یافتہ بہ بندر مسکت افتاد

۲۰ روضۃ القیومیہ (۳/۳۲) کے اندراج کے مطابق حضرت حجۃ اللہ نے
یہ دوسرا سفر حج دسویں سال قیومیت میں یعنی ۱۰۸۹ھ (= ۱۰۷۹ + ۱۰) میں
کیا۔ اور نگ زیب کے کہنے پر انہوں نے براستہ دکن جانا پسند کیا اس سفر
میں حضرت وحدت، شیخ خلیل اللہ، اور شیخ محمد یار ساہن حضرت مروج الشریعت
ہم رکاب تھے، اور نگ زیب نے جو ان دنوں دکنی بہات سر کرنے گیا ہوا تھا
عرصہ تک تعلیم سلوک کے لیے دکن میں روکے رکھا۔ روضۃ القیومیہ ۳/۳۲-۳۳

اس سے پہلے حضرت حجۃ اللہ اپنے والد گرامی حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہ کے ہمراہ ۱۰۶۸ھ/۶۱۶۶۸ میں یہ سعادت حج حاصل کر چکے تھے۔

(حسنات اکرمین، مقدمہ)

۱۹-۱۸/۳۰۲ بشارات فتح دارالظفر بیجاپور و دارالجهاد حیدرآباد حضرت حجۃ اللہ قدسنا اللہ

۵

سبحانہ بہ بادشاہ خلد مکان عنایت فرمودہ بودند.....

ہم نے کتاب ہذا کے مقدمے میں اس امر کی تفصیل دی ہے نیز دیکھئے
حسنات اکرمین پر مفصل مقدمہ۔

۲۰/۳۰۲ ارشد خان مرحوم درایامی کہ دیوان بلدہ فاخر کابل بود دعوت آنحضرت
قدس سرہ بودہ.....

۱۰ ارشد خان، امانت خان خوانی کا بھانجا اور داماد تھا، مدتوں صوبہ کابل پر
تعینات رہا، ۴۲ سال جلوس عالمگیری میں اورنگ زیب کے حضور حاضر ہوا
اور کفایت خان کے انتقال کے بعد خالصے کی دیوانی پر فائز کیا گیا۔ ۴۵ سال
جلوس عالمگیر (۱۱۱۲ھ/۶۱۷۰۱) میں انتقال کیا۔ نیز اس کی اولاد کی تفصیل کے
لیے دیکھئے مآثر الامراء ۱/۲۸۴۔ تاریخ محمدی ۱۴

۱۵ مقدمہ جنگ بادشاہ خلد مکان بادائی بیجاپور و حیدرآباد امتداد کشید و بہ سالہا
انجامید روزی بطریق معارضہ بہ عرض حضرت حجۃ اللہ رسانید کہ شما بشارت فتح
دادہ بودید.....

۲۰ اورنگ زیب کو بیجاپور اور حیدرآباد کی فتح میں بڑی دشواری پیش آئی
تھی۔ ہم نے اس کتاب کے مقدمہ میں حضرات نقشبندیہ کے دکنی معاملات میں
دکچی کے ضمن میں اس کی تفصیلات دی ہیں۔ فتح کی بشارت اور اس تاخیر
کے سلسلے میں حضرت حجۃ اللہ اور اورنگ زیب کے درمیان جو مکالمے ہوئے
ان کی تفصیل کے لیے دیکھئے :

روضۃ القیومیہ ۳/۸۳-۹۰

۱۷-۱۶/۳۰۳ (حضرت حجۃ اللہ) فرمودند جد بزرگوار ما الہام بایں خطاب مستطاب از حضرت
رب الارباب داشتند.....

حضرت مجدد الف ثانی کو خطاب ”مجدد الف ثانی“ الہامی طور پر عطا ہوا تھا، صاحب زبدۃ المقامات (۱۷۶) نے تصریح کی ہے:

”حق سبحانہ حضرت ایشاں را مجدد الف ثانی ساختہ مسلم می داشت.....“
(وصال حضرت حجۃ اللہ) سنہ ہزار و صد و پانزدہ ہجری..... ۸-۷/۳۰۴

۵ مولف روضۃ القیومیہ (۱۲۳/۳) نے سال وصال ۱۱۱۴ھ لکھا ہے گو ایک سال سے فرق نہیں کیا جاتا بلکہ جاری سال کے طور پر شمار ہوتا ہے تاہم صاحب کتاب حاضر کے بیان (۱۱۱۵ھ) کے مقابلہ میں روضۃ القیومیہ کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔ مولف عمدۃ المقامات (۳۸۹) نے بھی ۱۱۱۵ھ ہی نقل کیا ہے۔ بعد کے تذکرہ نگار جو محض ناقل ہیں چنداں قابل اعتماد نہیں۔

۱۰ بسعة یظلمہم اللہ فی ظلہ ورجل ذکر اللہ خالیاً فضاft
عیناہ

حدیث۔ اشعة اللمعات (کتاب الصلوٰۃ باب المساجد، مواضع الصلوٰۃ) ۳۲۷/۱

تاریخ وصال آن قبلہ ارباب کمال ”نور محض بود“ ۱۲/۳۰۵

۱۵ ”نور محض بود“ مادۃ تاریخ وصال ہے جس سے ۱۱۱۶ھ برآمد ہوتے ہیں یعنی نور = ۲۵۶ + محض = ۸۴۸ + بود = ۱۲ (۱۱۱۶ھ) لیکن مولف نے خود ہی حضرت حجۃ اللہ کا سال وصال ۱۱۱۵ھ لکھا ہے۔ یقیناً اعداد و شمار میں ایک عدد کا سہو ہوا ہے۔

۱۵/۳۰۵ ابنای کرام آل قطب الانام (حضرت شیخ حجۃ اللہ) سے بودند کہ بہ مرتبہ کمال رسیدہ اند.....

۲۰ حضرت حجۃ اللہ کی اولاد میں چھ لڑکے اور دو لڑکیاں تھیں تین صاحبزادے یعنی عبداللہ، عبدالرحمن اور عبدالرحیم کم سنی میں ہی فوت ہو گئے تھے باقی تین صاحب کمال ہو کر ہادی درہنما بنے۔ (انساب الانجاب ۲۷)

۱۱-۱۰/۳۰۶ مدت چند سال برقع مختار آن مخدوم زادۃ عالی تبار (شیخ ابوالاعلیٰ) بودہ کہ روی ہیج یکی نمی دیدند.....

روضۃ القیومیہ (۱۴۶/۳) میں ہے کہ ان کی مدت برقع پوشی آٹھ سے دس سال تک ہے۔ اس روپوشی کی وجہ یہ بتائی گئی کہ انہیں اس عرصے میں حضور نبی اکرم ﷺ کا ہمہ وقت حضور رہتا تھا۔

..... اخوت پناہی مرحومی شیخ عزالدین احمد قدس سرہ ۱۳/۳۰۶

۵ شیخ عزالدین احمد مولف کتاب حاضر کے برادر حقیقی تھے، حالات کے لیے دیکھئے کتاب ہذا (۳۸۶-۳۹۱) و مقدمہ کتاب حاضر شیخ محمد زبیر مدظلہ ۱۲/۳۰۷

حضرت شیخ محمد زبیر کے حالات کے لیے ملاحظہ ہو ہمارے مقدمے کا عنوان "راویان مقامات معصومی"

۱۰ داعیہ حضرت حجۃ اللہ قدس سرہ بر سفر حج ثالث قرار گرفت چہ آنحضرت کہ دوج پیشتر گزارده بودند ۱۹-۱۸/۳۰۷

حضرت حجۃ اللہ کے پہلے دو سفر حج کی تفصیل کے لیے دیکھئے تعلیمات حاضر (۳۰۱/۲-۳) حضرت حجۃ اللہ تیسری مرتبہ ۱۱۰۳ھ میں براستہ افغانستان و ایران حج کے لیے روانہ ہوئے بحقیقت مندوں نے کئی جگہ قیام کے لیے مجبور کیا ۱۱۰۹ھ میں عربین الشریفین پہنچے (روضۃ القیومیہ ۳/۱۰۱-۱۱۹) ۱۵

..... (سال وصال حضرت ابوالاعلیٰ بن حضرت حجۃ اللہ) سنہ ہزار و صد و شش و یا ہفت ہجری در عمر چہل و سہ سال واصل حق شدند ۱/۳۰۸

مولف روضۃ القیومیہ (۱۴۸/۳) نے ۱۱۰۷ھ دیا ہے، یہاں ان کی عمر ۲۳ سال بتائی گئی ہے۔ جس سے سال ولادت ۱۰۶۲ھ (۱۱۰۷-۱۰۶۳) متعین ہو جاتا ہے جس سے روضۃ القیومیہ (۱۴۶/۳) کے بیان کی تصدیق ہوتی ہے۔ ۲۰

وَيُؤْثِرُونَ خَصَاصَةً ۹-۸/۳۰۸

قرآن ۹/۵۹

..... شیخ محمد عمر (بن حضرت حجۃ اللہ) ۱۱/۳۱

شیخ محمد عمر کی ولادت ۱۰۷۰ھ میں ہوئی یعنی جس سال حضرت خواجہ محمد سعید

بن حضرت مجدد الف ثانی کا وصال ہوا (روضۃ القیومیہ ۳/۱۴۹) شیخ محمد عمر کی شادی ابوالحسن والی بیجاپور کی دوسری بیٹی کے ساتھ اورنگ زیب کے حکم سے کئی گئی۔ (مقدمہ کتاب حاضر)، شیخ محمد عمر کا وصال ۱۱۱۸ھ میں ہوا۔ (روضۃ القیومیہ ۳/۱۴۹ میں ۱۰۱۸ھ کتابت کی غلطی ہے) مقامات معصومی (۱۵/۳۱۰) میں واضح طور پر لکھا گیا ہے کہ ان کا انتقال اپنے والد کے وصال کے تین چار سال بعد ہوا یعنی (۱۱۱۵ + ۳ = ۱۱۱۸ھ)

شیخ محمد کاظم فرزند ثالث حضرت حجۃ اللہ.....

۱۴/۳۱۰

گوشہ نشینی میں زندگی بسر کرتے تھے آخری عمر میں اورنگ آباد چلے گئے وہیں ۱۱۲۵ھ میں انتقال ہوا اسی علاقے میں مدفون ہیں۔

(روضہ ۳/۱۴۹-۱۵۰)

حضرت حجۃ اللہ کی اولاد کی تفصیل کے لیے دیکھئے شجرہ ہذا

- حضرت حجۃ اللہ محمد نقشبند ثانی قدس سرہ اپنے عہد کے نہایت مقبول شیخ طریقت تھے۔ ان کے مکتوبات دو جلدوں میں ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان نے ”وسیلۃ القبول الی اللہ والرسول“ کے نام سے شائع کئے تھے۔ ہم نے کتاب حاضر کے مقدمے میں حضرت حجۃ اللہ کی سرگرمیوں کی تفصیل کے دوران بتایا ہے کہ اورنگ زیب کی مذہبی پالیسی کے پس منظر میں ان کا کیا کردار تھا؟
- ۵ فقیر وراز کار (مؤلف) ہر چند بہ ملازمت صوری آنحضرت (مروج الشریعت) نہ رسیدہ چہ وصال آن عارف بر کمال پیش از ولادت این عاصی اتفاق یافتہ... یہاں مؤلف مقامات معصومی کو سہو ہوا ہے۔ انہوں نے اس کتاب میں کئی مقامات پر اپنا سال ولادت ۱۰۸۶ھ بتایا ہے (مقدمہ کتاب حاضر ”احوال مؤلف“) اور خود ہی حضرت مروج کا سال وصال اسی فصل میں ۱۰۸۳ھ لکھا ہے۔ گویا حضرت مروج الشریعت کے وصال سے تین سال پہلے حضرت مؤلف کی ولادت ہوئی، (۱۰۸۶ - ۱۰۸۳ = ۳)۔
- ۱۰ احوال - [جمع خال] عربی میں ماں کے بھائی (برادر مادر) ماموں کو کہتے ہیں، (برہان قاطع، حاشیہ معین)
- ۱۵ لَنْ تُحِبُّونَ قرآن ۹۲/۳
- ۱۶ خُذُوا مَسْجِدِ قرآن ۳۱/۴
- ۲۰-۱۹/۳۱۱ خطاب آنحضرت راندرت العزت ”مروج الشریعت“ مسموع گشتہ گویند کہ ایں خطاب در عین نماز زینت بخش گردیدہ است
- ۲۰ حضرت مروج الشریعت خود فرماتے ہیں کہ یکشنبہ ۲۴ ربیع الاول ۱۰۷۲ھ کو مجھے دوپہر کے قیلولہ کے دوران ”مروج الشریعت“ کے خطاب سے الہامی طور پر ممتاز کیا گیا۔ (خزینۃ المعارف ۱۰۹/۱۳۱) گویا یہ خطاب حضرت خواجہ محمد معصوم (ف ۱۰۷۹ھ) کے عین حیات عطا ہوا۔
- ۲۳/۳۱۱ وما توفیقی الا باللہ قرآن ۸۸/۱۱

۲۳-۲۳/۳۱۱ ولادت باسعادت آل کل ارباب ولایت (مروج الشریعت) در شہر رجب المرجب سنہ ہزار و سی و ہشت اتفاق یافتہ۔

تذکرہ نویسوں نے ان کے سال ولادت میں ایک سال کا فرق ڈال دیا ہے۔ روضۃ القیومیہ میں ان کا سال ولادت ۱۰۳۷ھ (۱۸۰/۲) درج ہے۔ متاخر تذکرہ نگاروں نے اسی کا اتباع کیا ہے۔ مثلاً

۵

(۱) محمد مظہر مجددی : مناقب احمدیہ و مقامات سعیدیہ ۳۸

(۲) احمد ابوالخیر : ہدیۃ احمدیہ ۵۷

لیکن مقامات معصومی کے مولف چونکہ قریب العہد اور معتبر ہیں اس لیے ان کی روایت کو ترجیح حاصل ہے۔ اس اندراج (۱۰۳۸ھ) کی تصدیق صاحب عمدۃ المقامات (۳۸۹) اور مولف انساب الانجاب (۲۹) نے بھی کی ہے۔

۱۰ روز ولادت میں برادر ما (حضرت مروج الشریعت) عم اشرف ما حضرت

خازن الرحمت می بیند کہ فرشتہ در محل ولادت شان میں آیت کریمہ...

صاحب روضۃ القیومیہ (۱۸۰/۲) نے اس روایت کو مختلف طریقے

سے درج کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں: "ولادت کے دن فرشتے آسمان سے اترے

جن سے تمام روئے زمین پر ہو گیا۔ فرشتے بحکم خدا یہ آیت پڑھتے تھے جو

۱۵

حضرت یحییٰ علیہ السلام کے حق میں وارد ہے۔"

مولف مقامات معصومی نے اسے حضرت خواجہ محمد سعید بن حضرت

مجدد الف ثانی سے بزبان حضرت حجۃ اللہ محمد نقشبند ثانی نقل کیا ہے جبکہ مولف

روضۃ القیومیہ کے راوی بھی یہی ہیں۔ ممکن ہے روایت تاخیر و بعد زمانہ کی

وجہ سے صاحب روضۃ القیومیہ تک اسی مبدل شکل میں پہنچی ہو۔

۲۰

۳-۲/۳۱۲ وَسَلَّمُ حَیًّا

قرآن ۱۵/۱۹

۶-۵/۳۱۲ مشہور اہل قبیلہ است کہ محبوب ترین فرزند ان حضرت ایشاں نزد آنحضرت و

والدہ کریمہ خود جناب حضرت مروج الشریعت بودند.....

حضرت خواجہ کی حضرت مروج الشریعت کے ساتھ محبت کے واقعات

کی تفصیل کے لیے دیکھئے۔ روضۃ القیومیہ ۱۸۱/۲-۱۸۲
 ۱۲-۱۱/۳۱۲ درسن ہفت سالگی بودند کہ مولانا عبدالحکیم سیالکوٹی بہ سرزند رسیدہ از
 حضرات سوال آن نموده کہ دل.....

ان اشارات سے مولانا عبدالحکیم سیالکوٹی کے سرزند میں درود کا سنہ
 ۱۰۴۵ھ/۱۶۳۵ء متعین ہو سکتا ہے، بایں تفصیل :

ولادت حضرت مروج الشریعت ۱۰۳۸ھ

عمر حضرت مروج الشریعت بوقت درود ۷ سال

سال درود مولانا سیالکوٹی ۱۰۴۵ھ = [۷ + ۱۰۳۸]

مولانا سیالکوٹی کی اس خانوادے سے عقیدت معروف ہے۔ حضرت امام ربانیؒ
 ”مجدد الف ثانی“ کا لقب انہوں نے ہی دیا تھا (زبدۃ المقامات ۱۷۶)
 ممکن ہے حضرت مجدد کے عین حیات وہ سرزند تشریف لائے ہوں تاہم
 حضرت خواجہ محمد معصوم کی زندگی میں ان کے سرزند آنے کا ثبوت اور سنہ
 درود کتاب حاضر سے معلوم ہو گیا ہے۔

مولانا سیالکوٹی (ف ۱۰۶۷ھ/۱۶۵۶ء) کثیر التصانیف عالم تھے، حالات
 کے لیے دیکھئے :

- ۱۵ (۱) عبدالحمید لاہوری : بادشاہ نامہ ۱/۱-۳۴۰-۳۴۱
- (۲) محمد صالح کنبوہ : عمل صالح ۲/۳۰۹-۳، ۲۰۵/۲۵۹، ۲۹۴
- (۳) محمد صادق : طبقات شاہ جہانی۔ قلمی، انڈیا آفس لاہوری درق ۳۵
- (۴) محمد نجات درخان : مرآۃ العالم ۲/۴۴۷
- ۲۰ (۵) محمد اسلم پسروری : فرحت الناظرین ۱۰۲-۱۰۴
- (۶) مجبی : خلاصۃ الاثر ۲/۲۱۸
- (۷) آزاد بگرامی : آثار الکرام ۲۰۴
- (۸) ایضاً : سبحة المرجان ۱/۱۷۰-۱۷۲
- (۹) رحمن علی : تذکرہ علای ہند ۲۸۰-۲۸۱
- (۱۰) فوق، محمد دین : سوانح علامہ عبدالحکیم سیالکوٹی

۲۰/۳۱۲ عزیزی روایت نموده کہ ایں اتفاق (حفظ قرآن مجید) بر سواری جہاز افتادہ

یہاں ”سواری جہاز“ سے مراد حضرت مردج الشریعت کا حضرت خواجہ محمد معصوم کے ہمراہ (۱۰۶۷-۱۰۶۸ھ / ۱۶۵۷-۱۶۵۸ء) حج کے لیے جانا ہے۔ (رک بہ مقدمہ کتاب ہذا)

۵

۲۲-۲۱/۳۱۲ جامع العلوم ملا بدرالدین سلطان پوری (رک کتاب ہذا ۴۶۲-۴۶۳) نواب مکرم خان مرحوم (رک بہ کتاب حاضر، ذیل مفتاح ہیم ۵۰۹-۵۱۰) ۱/۳۱۳ ”دوڑی از خدمت حضرت حجتہ اللہ قدس سرہ شخصی پر سیدہ کہ حضرت مردج الشریعت درجای از مکتوبات خود نویسد“ ۶-۵/۳۱۲

۱۰

یہاں حضرت مردج الشریعت کے مجموعہ مکتوبات ”خزینۃ المعارف“ مراد ہے جسے ان کے فرزند شیخ عبدالہادی نے مرتب کیا تھا۔ جیسا کہ مقدمے میں جامع نے لکھا ہے کہ یہ مجموعہ صاحب مکتوبات کے وصال ۱۰۸۳ھ کے بعد مرتب ہوا ہے لیکن جامع نے اس کے سال ترتیب کی طرف اشارہ نہیں کیا ہے۔ مقامات معصومی کے اس جملے سے یہ نتیجہ اخذ ہوتا ہے کہ یہ مجموعہ

۱۵

حضرت حجتہ اللہ محمد نقشبند ثانی کے سال ۱۱۱۵ھ / ۱۷۰۳ء سے پہلے مرتب ہو کر کتابی صورت میں مریدین میں مشہور ہو چکا تھا۔ اس لیے اس کا سال جمع و تدوین حدود ۱۰۸۳-۱۱۱۵ھ قیاس کیا جاسکتا ہے لیکن اس کے ناشر ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان نے ”خزینۃ المعارف“ اس کا تاریخی نام فرض کر کے اس میں سے سال تدوین ۱۰۹۲ھ اخذ کر لیا ہے۔ جس کا اس مجموعے کے مقدمے یا متن میں کوئی ذکر نہیں ہے۔ [رک بہ مقدمہ کتاب حاضر ”حیات خواجہ محمد معصوم کے مآخذ“]

۲۰

۱۷-۱۶/۳۱۲ جامع جلد اول مکتوبات حضرت ایشاں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا کہ مسمی بہ ”درۃ التاج“ است ہمیں مخدوم زادہ عالی شان اند

یہاں حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہ کے مجموعہ مکتوبات کی جلد اول کی طرف اشارہ ہے جسے حضرت مردج الشریعت نے جمع و تدوین

کیا تھا ”درة التاج جاوید“ اس کا تاریخی نام ہے جس سے سنہ ۱۰۶۲ھ برآمد ہوتا ہے (رک مقدمہ کتاب ہذا ”تالیفات خواجہ محمد معصوم“)

۱۸-۱۷/۳۱۴ یا قوت عربی ہم تصنیف ایشان است، بعد ازاں ملا شاکر ولد ملا بدر الدین قدس سرہ امر کردہ ترجمہ آں بہ فارسی کنایند

۵ یہاں یا قوت عربی سے مراد حضرت خواجہ محمد معصوم کے مکاشفاتِ حریم ”واقیت الحرمین“ ہے۔ جسے حضرت مروج الشریعت نے جو ہمراہ سفر تھے عربی میں جمع و مرتب کیا تھا اور انہیں کے حکم سے ملا محمد شاکر نے اس کا مشروح فارسی ترجمہ حسان الحرمین کے نام سے ۱۰۷۱ھ میں کیا (رک بہ مقدمہ کتاب حاضر ”تالیفات حضرت خواجہ محمد معصوم“)

۱۰ مکتوبات معصومیہ جلد اول اور حسان الحرمین کے علاوہ حضرت مروج الشریعت کی حسب ذیل تالیفات کا ہمیں علم ہے :

رسالہ فی قرأت خلف الامام۔ یہ رسالہ عربی میں ہے اور قرأت خلف الامام کے موضوع پر ہے۔ مولف کے فرزند شیخ محمد ہادی نے مولف کے مسودات میں سے مرتب کیا تھا۔ ابتدائیہ میں خود وضاحت کرتے ہیں :

۱۵ بسم الله — الحمد لله الذي انزل القرآن و وقفنا لتاويله و ارشد الاستنباط احكام الشرائع بتقره والصلوة والسلام على رسوله الذي

اما بعد فيقول العبد الضعيف المرقب تفويض الصمد الباري الهادي تاج الدين ابوالحسن محمد هادي وفقه الله سبحانه لما يحب ويرضى هذه قطرات نرشحة من بحار العلوم والتدقيقات والمعارف تلاؤات من انوار التفقه والتحقيقات وفقرات غسوت من مسودات سلطان المحققين امام المدققين قبلتنا بهاء الحق والمدين ابوالعباس الشيخ محمد عبيد الله رضى الله سبحانه عنه وارضاه في تصنيف الحج

۲۱۔ اوراق کا یہ قلمی رسالہ حضرت مروج الشریعت کے مکتوبات خزینۃ المعارف کے اس خطی نسخہ مخزونہ خانقاہ مجددیہ قلعہ جواد کابل کے ساتھ مجلد تھا جو حالیہ انقلاب افغانستان میں پورے کتب خانے کے ساتھ نذرِ آتش کر دیا گیا۔ (حیات الحرمین، مقدمہ ۴۷-۴۸)

۵ رسالہ در عدم تعمیل کفار۔ موضوع نام سے ظاہر ہے حضرت مروج الشریعت نے اپنے ایک خط بنام اوزنگ زیب میں خود وضاحت کی ہے کہ یہ رسالہ بھیجا جا رہا ہے :

”رسالہ در عدم تعمیل کفار نوشتہ بطریق تحفہ بحضور عالی فرستاد امید کہ بہ تمام نظر مبارک در آید“ (خزینہ ۹۵/۱۲۲)

۱۰ نیز شیخ محمد ہادی نے واضح الفاظ میں اس رسالے کو حضرت مروج الشریعت کی تالیف بتایا ہے۔ (ایضاً ۹۵/۱۲۱)

رسالہ در رد فخر الدین رازی۔ امام ہمام نے فقہ حنفی کی تائید میں ایک رسالہ لکھا تھا، فخر الدین رازی نے اس رسالہ کا رد تحریر کیا۔ حضرت مروج الشریعت نے رازی کے رد کا جواب اس رسالہ کی صورت میں دیا ہے (روضہ ۲۰۱/۲-۲۰۲)

۱۵

۳۱۵/۵-۶ در اواخر عمر مبارک آنحضرت ایشاں رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہ شدت اوجاع محیط بدن مبارک بودہ

یعنی حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہ کو اپنے آخری ایام حیات میں وجع مفاصل کا مرض لاحق ہو گیا تھا آپ نے اپنے مکاتیب میں اس کا خود ذکر فرمایا ہے۔ ہم نے کتاب کے مقدمے میں ایسے سارے نکات یک جا کر دیئے ہیں۔

۲۰

۳۱۵/۱۵-۱۶ اَلْ قَدْرُ وَقُوفٍ بِرَأْسِ رُومٍ مَعَارِفٍ وَاطْوَارٍ مَصَارِفٍ حضرت ایشاں

کہ ایں مخدوم زادہ (مروج الشریعت) داشتند و مراضی آنحضرت اس جملے میں لفظ ”مصارف“ بظاہر ”مصرف“ کی جمع ہے لیکن یہاں مولف نے اسے حضرت خواجہ کی جملہ مصروفیات خانقاہی (تعلیم و تربیت)

اور ذاتی ذمہ داریوں کے لیے استعمال کیا ہے، ڈاکٹر محمد معین نے اس لفظ کی جو تشریح کی ہے وہ اس کے عین مطابق ہے:

مصارف (جمع مصرف) بعضی بر عامہ سادات مقیم و مسافر و کافہ متصرف و اردو صادر وقف کردہ (فرہنگ فارسی ۳/۴۱۶۱)

۵ ۲۳/۲۲/۳۱۵ مخدوم زادہ (مروج الشریعت) مشہور بہ ”میاں حضرت“ اند چنانچہ حضرت ایشاں در مکتوبی از مکتوبات جلد ثالث کہ باسم مکرم خان است بزرگاشہ اند

”در جواب آل رامیاں حضرت باستصواب ایں فقیر نوشتہ است“

۱۰ یہ جملہ مولف نے مکتوبات معصومیہ کی جلد ثالث (مکتوب نمبر ۲۲۶) سے نقل کیا ہے جیسا کہ اس کتاب میں مولف نے کئی مقامات پر وضاحت کی ہے کہ ان کے پاس اس کتاب کی تالیف کے دوران مکتوبات معصومیہ کی صرف پہلی جلد ہی ہے۔ اس لیے دیگر جلدوں کے اقتباسات اس میں کم ہیں پیش نظر اقتباس بھی مولف نے حافظہ کی بنیاد پر لکھا ہے، جملے کے اصل الفاظ اس طرح ہیں:

۱۵ جواب اسولہ شمارامیاں حضرت باستصواب فقیر نوشتہ

است مطالعہ خواہند نمود (۳/۲۲۶/۲۷۲)

مکتوب الیہ نواب مکرم خان کے حالات کے لیے دیکھئے مفتاح نہم کا ذیل۔

۴-۳/۳۱۴ مخدوم زادہ (مروج الشریعت) در بعضی استفسار از احوال بلند خود بزبان قلم بہ حضرت ایشاں معروض داشتہ اند

۲۰ حضرت مروج الشریعت کے اپنے والد گرامی حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہ کے نام ان کے مجموعہ مکاتیب (غزینۃ المعارف) میں صرف دو پہلے مکاتیب ہیں، جب کہ ان کے نام حضرت خواجہ کے پسندیدہ گرامی نام ملتے ہیں:

(مکتوبات معصومیہ ۱/۶۸، ۸۵، ۱۱۰، ۱۲۱، ۱۵۶، ۱۸۳، ۱۹۱،

۱۹۲، ۲۱۹، ۲۳۰، ۲۳۶، ۳/۱۹، ۶۹، ۱۱۷، ۱۱۸)

۵-۴/۲۱۶ از مکتوبات شریفہ ایشاں (مروج الشریعت) باید طلبید.....
 یعنی حضرت مروج الشریعت کے مجموعہ مکتوبات (غزینۃ المعارف) کی طرف
 اشارہ ہے۔ (رک بہ مقدمہ کتاب ہدایات حضرت خواجہ کے مآخذ)
 شنیہ ام کہ اصالت خود را ہم آبخناب (مروج الشریعت) در موضعی از
 مکتوبات خود نوشته اند موضع آل ہم ظاہراً جبہ و ہر دو چشم و بینی تعین فرمودہ ۵
 اما معلوم نیست.....

حضرت مروج الشریعت نے حضرت خواجہ کے نام اپنے ایک عریضے میں لکھا ہے:
 ”شبّی در واقعہ دارالخلد را نظارہ نمودند و مقام حضرت ایشاں را خود
 را متحد دید و مقامات بعض مردم دیگر را تعین فرمودند“ (غزینہ ۱۱/۱)
 حضرت مروج الشریعت اپنے مقام کے بارے میں خود تحریر فرماتے ہیں:
 ۱۰ حضرت ایشاں (خواجہ محمد معصوم)..... خطاب کردہ فرمودند کہ ترا مقام
 محبوبیت دادیم..... (غزینہ ۱۰۲/۱۲۶)
 نشانی از محبوبیت مرحمت کردند فرمودند کہ لوازم اس مقام عالی از
 طرفین مفہوم می گردد..... (ایضاً ۱۰۳/۱۲۷).....

۱۵ احوال نزول خود را و ترا در یک مقام یافتیم یعنی: نقطہ عدم صرف
 (ایضاً ۱۰۴/۱۳۰)

حضرت ایشاں (خواجہ محمد معصوم) آں درویش (حضرت مروج الشریعت)
 را در اعتکاف عشرہ ذی الحجہ بہ خلوت طلبیدہ نواز شہاد در حق آں
 درویش فرمودند و وصول بہ ذات بحت کہ معراست از نسب و
 اعتبارات بشر گردانیدند..... (ایضاً ۱۰۲/۱۲۶).....

۲۰ در بندر مخا بعد توجہ بسیار نوید عطیہ ضمنیت ساختند و فرمودند کہ ترا
 (حضرت مروج الشریعت) پر تو و لباس ضمنیت آراستہ در کنار
 ما نشانند..... (ایضاً ۱۰۸/۱۳۰).....

نیز حضرت خواجہ کی بعض بشارات در حق حضرت مروج الشریعت کے لیے
 دیکھئے حنات الحرمین۔

خطاب مجتہد ۱۸/۳۱

خطای اجتہادی سے مراد یہ ہے کہ ایک عالم صالح و متقی اپنی پوری کوشش حق بات کی تلاش میں صرف کر دیتا ہے لیکن اس کی رسائی حق تک نہیں ہوتی بلکہ وہ غلط نتیجے تک پہنچتا ہے۔

خطای اجتہادی ملامت سے دور ہے اور اس پر کوئی مواخذہ نہیں ہے۔ (مکتوبات حضرت مجدد ۱/۲۵۱)

۲۳-۲۲/۳۱۷ چار سال و دہ روز بعد وصال حضرت ایشاں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا آن

مخدوم زادہ عالی شان (مروج الشریعت) در قید حیات بودند
یعنی حضرت مروج الشریعت اپنے والد گرامی حضرت خواجہ محمد معصوم
قدس سرہ کے وصال کے بعد بدیں حساب چار سال و دس روز بقید
حیات رہے :

۱۰ وصال حضرت خواجہ ۹ ربیع الاول ۱۰۷۹ھ (کتاب حاضر ۲/۲۴۷)

۱۱ وصال حضرت مروج الشریعت ۱۹ ربیع الاول ۱۰۸۳ھ (کتاب ہذا ۱۲/۲۳۱)

گویند بعد وصال حضرت ایشاں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا آن قدر غم و الم دامن گیر
آنحضرت (مروج الشریعت) گردیدہ کہ چہار انگشت چہیں جامہ کم نمودہ
۶-۵/۳۱۸

۱۵ حضرت مروج الشریعت نے اس ”غم و الم“ کا اپنے مکاتیب میں
کئی مقامات پر ذکر کیا ہے۔ ایک مکتوب میں لکھتے ہیں :

..... ”آتش فراق و حرقت مصیبت را مشتعل تر ساخت در

عین نوشتن این کتابت (مکتوب) الم جدائی آن قبلہ گاہی غلبہ نمود

و ہوش را ربود چیزی نامربوط نوشتہ شد“ (غزینہ ۱۱۲/۸۷)

۲۰ بادشاہ خلد مکان (اوزنگ زیب) فرمان اشتیاق نوشتہ کہ

حکامی حضور بہ صداقت کاملہ موصوف اند
۱۰-۸/۳۱۸

حضرت مروج الشریعت کو بعض امراض لاحق تھے جن کا علاج سرہند

میں ممکن نہیں تھا۔ اس لیے اوزنگ زیب نے انہیں اپنے پاس دہلی بلا لیا،

علاج کی کیفیت خود بیان فرماتے ہیں :

کوفت بدنی بحال سابق است حکیم الملک از مدتی بہ معالجہ قیام

دارد از حیا بوی جواب نمی دهد بادشاه جیو آن قدر مقید اند درین معالجہ
فقیر کہ چہ عرض نماید..... (خزینہ ۱۲۸/۱۴۴)

قبلہ گاہا (حضرت خواجہ محمد نقشبند ثانی برادر خود) آزار ہای فقیر را
معالجہ می نمایند اللہ تعالیٰ شفا کرامت فرماید..... (ایضاً ۱۲۹/۱۴۶)

۵ حضرت مروج الشریعت کو تپ دق کا عارضہ تھا (روضۃ القیومیہ ۱۹۸/۲)

۱۱-۱۰/۳۱۸ بحکم اطاعت ذی الامر (اوزنگ زیب) تشریف بہ حضرت دہلی

بہ وقوع پیوست و عالمی را از ملوک و مملوک سبب ہدایت گشتہ.....

اوزنگ زیب کے علاوہ شہزادگان اور امراء کی کثیر تعداد نے حضرت
مروج الشریعت سے باطنی فیض پایا، خود تحریر فرماتے ہیں :

۱۰ ”از کرمہای سلطان اعظم (اوزنگ زیب) چہ نوید اعتقاد ہای
ہمت خان را چہ بیان نماید تمام خانہ خود را مرید کنایند بزرگیہای
حضرت نیز بہ خان در میان آمد..... بعضی از مقربان خاصہ
بادشاہی مرید شدہ اند و عجب اخلاص بہم رسانیدہ“.....

(خزینہ ۱۲۶/۱۴۵)

۱۵ نیز حضرت مروج الشریعت کے حکام کے ساتھ مراسم کی تفصیل کے لیے
اس کتاب کا مقدمہ ملاحظہ کریں۔

۱۳-۱۲/۳ تا ایں وقت کہ تغیر سلطنت ہنگامہ در اہل عالم انداختہ.....

ان اشارات کی تفصیل کے لیے دیکھئے کتاب حاضر کے مقدمے میں مولف کے احوال۔

۲۱/۳ بادشاہزادہ محمد اعظم شاہ دہلیہ آل بادشاہ ہرود (مرید) نمودند.....

۲۰ شہزادہ محمد اعظم اور اس کی اہلیہ کی ارادت مندی کی تفصیل کے لیے دیکھئے

کتاب ہذا کی مفتاح ہنم کا ذیل و مقدمہ کتاب حاضر۔

۲۱/۳ جاں بخشی شاہزادہ محمد بیدار بخت فرمودند.....

واقعہ کی تفصیل متن کتاب میں موجود ہے۔ شاہزادہ محمد بیدار بخت بہادر

بن محمد اعظم شاہ بن اوزنگ زیب عالمگیر۔ بیدار بخت یکشنبہ ۱۸ ربیع الاول ۱۱۱۹ھ

۲۰ جون ۱۷۰۷ء میں مارا گیا اس وقت عمر ۳۸ سال تھی، رک بہ تاریخ محمدی ۲۱

مع تعلیقہ عرشی ۱۶۲-۱۶۳

شاہزادہ محمد بیدار بخت درایام تشریف آں قبلہ انام (حضرت مروج الشریعت) ۲۳/۳۱۸
در حضور سلطان اسلام (اورنگ زیب) خرد سال بودہ بہ مرض شدید گرفتار
گردید.....

قراین سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مروج الشریعت اپنے سال وصال
یعنی ۱۰۸۳ھ/۱۶۷۲ء میں ہی دہلی تشریف لے گئے تھے۔ (تعلیقات حاضر
۳۱۸/۱۰-۱۱)

مندرجہ بالا سنین کی رو سے شاہزادہ مذکور ۱۱۱۹ھ میں مارا گیا اس وقت اس
کی عمر ۳۸ سال تھی یعنی اس اعتبار سے اس کا سال پیدائش ۱۰۸۱ھ ہوا۔
یہاں شاہزادے کی "خرد سال" سے مراد ہے کہ وہ دو یا تین سال کی عمر میں
مریض ہوا۔ [وصال حضرت مروج الشریعت (۱۰۸۳-۱۰۸۱ھ) ولادت شاہزادہ]
۲۳-۲۲/۳۱۹..... روز دوم و یا سوم بادشاہزادہ اقسام اطعمہ متلونہ و غیر متلونہ..... نیاز
فرستادہ.....

یہاں "بادشاہزادہ" سے مراد بیدار بخت کا والد "شاہزادہ محمد اعظم" ہے۔
۲۱/۳۲۰..... سرائی سنبھالکہ کہ مابین گنور و پانی پت واقع است.....
"سنبھالکہ" کے محل وقوع کے لیے دیکھئے تعلیقات حاضر (۳/۲۱۸)
"گنور" ۱۹۰۴ء میں "گنور" کا محل وقوع یہ بتایا گیا ہے کہ یہ نظامت پنچور
کی ایک جنوبی تحصیل ہے۔ گنور کی آبادی اور رقبے کی تفصیل کے لیے دیکھئے:

Phulkian State Gazetteer, patiala state, p. 194. Lahore. 1909

Imperial Gazetteer of India, Vol. xii p-214

۲۵-۲۴/۳۲۰..... ہر چند مردمان قبیلہ عذرہا آوروند کہ وقت پگاہ است.....

جب حضرت مروج الشریعت کی سواری مع اہل و عیال دہلی سے سنبھالکہ
کے مقام پر پہنچی تو وہیں قیام کا حکم دیا لیکن عورتوں کو وہم ہوا کہ حضرت خواجہ
محمد سعید قدس سرہ کا وصال اسی مقام پر ہوا تھا اس لیے کہنے لگیں کہ یہاں

سے جلدی کوچ کرنا چاہیے (روضہ ۱۹۹/۲)

۲۵/۳۲۰ بہلھای زنانہ بہ قصد پیش بردہ بودند آنہارا آدم فرستادہ واپس طلبا نیندند.....

لیکن روضۃ القیومیہ (۱۹۹/۲) کے مولف نے رواروی میں یہ بات لکھ دی ہے کہ ”اتنے میں آنجناب کے اہل بیت کی سواری بھی آپہنچی“

۵-۲/۳۲۱ انخوند سجادول بہ عرض رسانید کہ.....

انخوند سجادول (رک ۲۸۰) نے ہی جو حضرت مروج الشریعت کے سفر دہلی میں ہم رکاب تھے، حضرت مروج الشریعت کو غسل دیا (کتاب حاضر متن ۴۸۱)۔ ہمارا قیاس ہے کہ انخوند سجادول بھی اورنگ زیب کی مجلس سکوت (رک بہ مقدمہ کتاب ہذا) میں شرکت کے لیے شریک سفر ہوئے تھے۔

۱۲-۱۳/۳۲۱ عزیز ی قطعه (تاریخ وصال حضرت مروج الشریعت) گفتہ است کہ

۱۰ اگر از ہر مصرع آں اگر تمام حروف بہ شماری سال انتقال را بہ یابی
لیکن ان اشعار میں سے مصرع اول، سوم اور چہارم کے عدد صحیح سال وصال یعنی ۱۰۸۳ھ سے خاصے مختلف برآمد ہوتے ہیں، البتہ مصرع دوم کو اگر صاحب عمدۃ المقامات (۳۹۱) کی قرأت کے مطابق یوں پڑھا جائے:

۱۵

”احمد قدر آں محمدی المشرّب“

تو اس کے اعداد کا شمار ۱۰۸۳ھ ہوگا [یعنی احمد = ۵۳ + قدر = ۳۰۴

+ آں = ۵۱ + محمدی = ۱۰۲ + ال = ۳۱ + مشرب = ۵۴۲]

۲۰ مولف عمدۃ المقامات نے چاروں مصرعے متن مقامات معصومی سے ہی نقل کئے ہیں لیکن چاروں ہمارے پیش نظر متون سے مختلف ہیں نیز اس کے مصحح نے بتایا ہے کہ ان کے نقل کردہ مصرعہ سوم سے بھی تاریخ برآمد ہوتی ہے لیکن یہ صحیح نہیں ہے۔

۱۸/۳۲۱ اندرون گنبد معلیٰ (حضرت خواجہ محمد معصوم) مدفون کردند.....

صاحب روضۃ القیومیہ نے اس پر اضافہ کیا ہے کہ حضرت مروج الشریعت کو اس گنبد معلیٰ کے مشرق کی طرف دفن کیا گیا (۲۰۱/۲)

۳۲۲/۲-۳ آنحضرت (مروج الشریعت) راسہ فرزند باقی ماند۔

حضرت مروج الشریعت کی اولاد میں پانچ بیٹے اور تین لڑکیاں تھیں۔
لڑکوں میں سے صرف تین صاحبزادے بقید حیات رہے یعنی شیخ محمد ہادی،
شیخ محمد پارسا اور شیخ محمد سالم، عبدالرحمن اور عبدالرحیم جو ان تینوں سے
بڑے تھے کم سنی میں فوت ہو گئے۔ (رک شجرۂ اولاد حضرت مروج الشریعت
دریں تعلیقات)

..... مطول را شروع از ۵/۳۲۲

کتاب مطول تالیف سعدالدین تفتازانی شافعی ہمدانی خراسانی (۷۲۲-۷۹۲)
..... من (شیخ محمد ہادی) متوجہ لشکر بادشاہ عالمگیر درہنگامی کہ نواح

بیجا پور بودند گردیدم حضرت حجتہ اللہ فرماید کہ مطرد و ساخته باہانت
تمام بہ سر ہند رسانیدہ ۱۳-۱۰/۳۲۲

مرتب کتاب ہذا حقیر محمد اقبال مجددی سے مناسبات اکھرنی (۱۵۱، ۵۵)
پر مقدمہ لکھتے وقت اس مقام کو سمجھنے میں غلطی ہوئی ہے کہ ”خود شیخ
محمد ہادی اور نگ زیب کے ساتھ اس مہم بیجا پور میں شریک لشکر تھے“
حالانکہ یہاں تو واضح ہے کہ شیخ محمد ہادی راستے سے ہی لوٹ آئے تھے
..... اشعار دلکشای ایشاں (شیخ محمد ہادی) اہل حال را مسرور ساخته ۱۹-۱۸/۳۲۲

حضرت شیخ محمد ہادی کا کوئی مستقل شعری مجموعہ تو ہمیں تا حال نہیں
ملا ہے۔ تاہم انہوں نے اپنے والد گرامی حضرت مروج الشریعت کے مکاتیب
کا جو مجموعہ خزینۃ المعارف کے نام سے مرتب کیا ہے اس کے مقدمے میں
بعض اشعار پر خود ان کی تصنیف ہونے کا گمان ہوتا ہے۔

۲۰-۱۹/۳۲۲ ذکر تصانیف ایشاں (شیخ محمد ہادی) تاکجا دانماید، مقامات حضرات خمسہ
کہ قریب بہ اربعین سال تمام رسیدہ ۲۰

اس اقتباس میں ”مقامات حضرات خمسہ“ سے مراد کواکب دریہ ہے
جو اکابر حضرات مجددیہ کے احوال و مناقب پر لکھی گئی تفصیل کے لیے دیکھئے
مقدمہ کتاب حاضر کا عنوان ”مقامات معصومی کے مآخذ“ شیخ محمد ہادی کی دیگر

تصانیف جن کا ہمیں علم ہو سکا ہے یہ ہیں :

- (۱) حجتہ الاحوال - یہ کتاب بھی اپنے مشائخ کے حالات پر تالیف کی ہے۔
(روضۃ القیومیہ ۲/۲۰۳)
- (۲) ترویجیہ - اپنے والد حضرت مروج الشریعت کے حالات پر لکھی ہے (ایضاً)
- (۳) تجدید احوال - در اثبات تجدید حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی
۵ (ایضاً)
- (۴) رسالہ در رد مخالفین حضرت مجدد الف ثانی (ایضاً ۲/۴۰۶، ۳/۴۸)
- ۱۰ ۱۰۹۴ھ / ۱۶۸۲ء میں جب کہ مخالفین خانوادہ مجددیہ نے حضرت
مجدد الف ثانی قدس سرہ کے خلاف رسائل لکھے تو ان کے
جواب میں جو رسائل تالیف ہوئے ان میں شیخ محمد ہادی کا ذکر رسالہ
بھی شامل ہے (رک بہ مقدمہ کتاب حاضر) اس وقت ان کی عمر
صرف ۲۷ برس تھی۔
- (۵) بسم اللہ الرحمن الرحیم کی تفصیل بقدر چالیس جز (روضہ ۲/۲۰۳)
- (۶) رسالہ در جواب شبہات در بارہ تصوف - بہ تحریک میر محمد نعمان بدخشی
تالیف کیا (ایضاً)
- ۱۵ (۷) نصوص الدقائق بحواب نصوص الحقائق (ایضاً)
- صاحب روضۃ القیومیہ نے لکھا ہے کہ ان کے علاوہ بہت سی کتب
معقول و منقول پر ان کے حواشی بھی ہیں۔ (۲/۲۰۳)
- ۲۰ شیخ محمد ہادی کی مذکورہ بالا کتب میں سے کسی کتاب کے وجود کا
تاحال علم نہیں ہو سکا فقط ان کی مرتبہ دو کتابیں خزینۃ المعارف اور رسالہ
فی قرأت خلف الامام کے نسخے ملتے ہیں جن کا تعارف کروایا جا چکا ہے۔
(تعلیقات ۳۱۴/۱۷-۱۸) شیخ محمد ہادی کے پوتے کمال الدین محمد احسان
مولف روضۃ القیومیہ کا بیان ہے کہ شیخ محمد ہادی تصنیف و تالیف میں
اس قدر مصروف رہتے کہ اپنے مشائخ میں سب سے زیادہ مصروف شخصیت
شمار ہوئے۔ (۲/۲۰۳)

..... ۲۳-۲۲/۳۲۲ بعد از فتور کفار در بلدہ حضرت سرہند شب دوازدهم شہر ربیع الاول سنہ

ہزار و (یک صد) و بست و سہ ہجری ازین دار پر طلال گذشتہ.....

یعنی حضرت شیخ محمد ہادی کا وصال سرہند پر سکھوں کے غلبے کے بعد ۱۱۲۳ھ کو ہوا۔ مقامات معصومی کے دونوں خطی نسخوں میں یہاں ہزار کے بعد یک صد کتابت ہونے سے رہ گیا ہے۔ روضۃ القیومیہ میں ان کا سال وصال ۱۱۲۱ھ درج ہے (۲۰۴/۲) جو اس لیے درست نہیں ہے کہ صاحب مقامات معصومی نے وضاحت کی ہے کہ ان کا انتقال سرہند پر سکھوں کے غلبے کے بعد ہوا۔ سرہند پر سکھوں کا قبضہ متفقہ طور پر ۲۶ ربیع الاول ۱۱۲۲ھ/ ۲۳ مئی ۱۷۱۰ء کو ہوا (رک مقدمہ کتاب حاضر) اس لیے مقامات معصومی میں مندرج سنہ ۱۱۲۳ھ صحیح ہے۔

۲۳/۳۲۲

در روضۃ منورۃ حضرت ایشاں در گنبد معلی مدفون و عمر شریف ایشاں (شیخ محمد ہادی) پنجاہ و سہ سال شد.....

روضۃ القیومیہ (۲۰۴/۲) کے مولف نے اس پر یہ اضافہ کیا ہے کہ ”شیخ محمد ہادی کو حضرت خواجہ محمد معصوم کے روضہ کے اندر جنوب کی طرف دفن کیا گیا۔“

۲-۱/۳۲۳

..... خلف الرشید ایشاں (شیخ محمد ہادی) ابوالکھض قوام الدین میر محمد بہ کمالات ظاہر و باطن آراستہ است.....

میر محمد، شیخ محمد ہادی کے دوسرے فرزند تھے صاحب روضۃ القیومیہ نے ان کے مختصر حالات لکھے ہیں، ملاحظہ ہو:

عالم و عامل صالح و متقی و پرہیزگار بود، سلوک باطن بخدمت حضرت حجۃ اللہ (محمد نقشبند ثانی) حاصل کردہ و ہمراہ آنجناب برج رفتہ و حضرت قیوم ثالث (محمد نقشبند ثانی) ایشاں (میر محمد) را بشارت ولایت سہ گانہ و کمالات نبوت دادہ اند و علم ظاہر را نیز بہ پایہ مولویت رسانیدہ و حفظ قرآن بہ تجوید حاصل نمود و بعد حضرت قیوم ثالث پیش والد خود سلوک تمام کرد و در مقام فناء اتم و بی نفسی و زوال عین و اثر قدم

راسخ داشتند در سنہ یک ہزار و یک صد و چہل و نہ وفات یافتند در روضۃ
حضرت ایشاں (خواجہ محمد معصوم) مدفون شدند و از ایشاں بیچ اولاد نماند
(روضہ - قلمی ۲/۲۱۱)

روضۃ القیومیہ کے درج بالا اقتباس میں ان کا نام محمد میر آیا ہے لیکن
مقامات معصومی میں ان کا پورا نام "ابوالخص توام الدین میر محمد" تحریر ہے۔
ایاغ بزم احمدی

۲/۳۲۳

یہ حضرت شیخ محمد ہادی کا مادہ تاریخ وصال ہے۔ جو ان کے فرزند میر محمد
مذکور نے تجویز کیا تھا۔ اس سے ۱۱۲۲ برآمد ہوتے ہیں [ایاغ = ۱۰۱۲ + بزم =
۲۹ + احمدی = ۶۳] لیکن اس میں ایک عدد زیادہ ہے مولف کے نزدیک
ایک عدد کی کمی بیشی سے کوئی نمایاں فرق نہیں پڑتا۔

۱۰

..... فرزند ان دیگر ہم بستند ہر کی با قابلیت موصوف ۳-۲/۳۲۳

یعنی شیخ محمد ہادی کے ان کے علاوہ بھی لڑکے تھے ان کے اسماء اور
اولاد کی تفصیل کے لیے دیکھئے شجرہ حضرت مردج الشریعت (دریں تعلیقات)
ان میں شیخ حسن احمد کثیر الاولاد تھے۔ شیخ حسن احمد کے ایک صاحبزادے
کمال الدین محمد احسان روضۃ القیومیہ کے مولف کی حیثیت سے بہت مشہور ہیں۔
۱۵ رک بہ مقدمہ کتاب حاضر "حیات حضرت خواجہ کے مآخذ"

..... می فرمودند کہ ما (مخدوم زادہ شیخ محمد پارسا بن حضرت مردج الشریعت) ۱۶-۱۱/۳۲۳

پنج شش کس از اطفال را آبا می مایاں (خانوادہ مجددیہ) را بخدمت حضرت ایشاں
رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما برای حصول سعادت دخول ارادت آں قبلہ درویشاں باشد
بروند آں جملہ علی رضا نیز دراں زمرہ بود چون نوبت بہ عزیزی معہود
۲۰ (شیخ علی رضا) رسید (حضرت خواجہ) فرمودند شورش در نہاد ظاہری کرد
ہماں طور بہ وقوع پیوست اہل بدعت نیز باشد رسانند۔

یہاں "علی رضا" سے شاہ علی رضا بن حضرت علامہ محمد فرخ بن حضرت
خواجہ محمد سعید بن حضرت مجدد الف ثانی مراد ہیں۔ مولف روضۃ القیومیہ نے اس
مکاشفہ کو عجیب مبالغے کا رنگ دیا ہے کہ حضرت مجدد الف ثانی کی اولاد نے

ان کی ابن شمس الشیخ کا رشتہ ایسا ہے کہ وہ کچھ کران کی محفلی کا ان کے والد گرامی (علامہ محمد فرخ) نے انہیں عاق کر دیا، ان کی توجہ کرنے کے باوجود حضرات مجددیہ انہیں کافر ہی سمجھتے تھے (ردفہ ۱/ ۲۹۶-۲۹۷) لیکن جب ہمیں یہ معلوم ہوا کہ ان کی والدہ محترمہ شیخ جلال الدین قاضی سری چشتی صابری کی اولاد میں سے تھیں اور ان کی رگوں میں نسبت چشتیہ موجود تھی تو ہمیں حقیقت حال کا علم ہوا۔ محمد اعظم دیرہ مری لکھتے ہیں :

..... دصال ایشان (حضرت خواجہ محمد مصوم) بہ میان آمد ثانیاً بہ وراثت اجداد مادری کہ از طرف ایشان نسبت بہ شیخ جلال الدین قاضی سری دارند نسبت و جد بہ حضرات چشت بر ایشان (شیخ علی رضا) غالب شد و بی اختیار بخدمت سیدالسادات بحر المکرمات والجنابات حضرت سید ابراہیم مراد آبادی کہ از خلفاء آن خاندانہ (چشتیہ) رسیدند و تاملت مسمی سلوک بہر دو طریقہ مذکورہ (چشتیہ و قادریہ) در جناب ایشان کردند و بہ مرتبہ خلافت در طریقہ چشتیہ و قادریہ بجازت مہر و دیہ و کبر و دیہ بہر دو مذهب شدند۔ (فیض مراد۔ قلمی ورق ۷۱ اب)

شیخ علی رضا کے متعلق حالات اور اولاد کی تفصیل کے لیے دیکھئے مضاف ششم کتر سوم (کتاب حاضر) شیخ ابراہیم مراد آبادی کا سلسلہ چشتیہ اس طرح ہے۔ انہوں نے شیخ محمد صادق گنگوہی سے انہوں نے شیخ ابوسعید گنگوہی سے انہوں نے شیخ نظام الدین قاضی سری سے انہوں نے شیخ جلال الدین قاضی سری سے اور انہوں نے شیخ عبدالقدوس گنگوہی سے کسب فیض کیا۔ (فیض مراد۔ ۱۸ اب)

۲۳/۲۳۳

..... از جملہ تصانیف شان (شیخ محمد پارسی سرحدی) فکر پارسی کتابی است ... ۲۰ شیخ محمد پارسی بن حضرت مولی الشریعت کی کتاب فکر پارسی کا موضوع سائل تصوف ہے (ردفہ ۲/ ۲۱۸) اس کتاب کے کسی عملی نسخے کا نام حال ہمیں علم نہیں ہے۔

۲/۳۳۴

..... فرزند رشید ایشان حق رسا بیان فرماید.....

یعنی شیخ حق رسا بن شیخ محمد پارسی بن حضرت مولی الشریعت۔ ردفہ ہفتم

میں ہے :

میر محمد نعمان حق رسا فرزند چہارم حضرت خواجہ محمد پارسا است
مرید پدر خود بود بعد وفات بہ حج رفت در آن جا مامور شد کہ بخدمت
حضرت قیوم رابع (خواجہ محمد زبیر) رجوع باطن خود کند چوں بہ ہند
مراجعت نمود بہ جناب حضرت خلیفۃ اللہ (خواجہ محمد زبیر) مرید شد و
تا انتہا سلوک باطن رسانید و آنحضرت (خواجہ محمد زبیر) بروی عنایت
بہ قسمی داشتند کہ عشر عشر آں بردگی نہ بود و میر صاحب (شیخ حق رسا)
نیز چنانچہ باید فدویت و سر نیاز با بنجاب داشتند و آنحضرت بشارات
عمدہ خالص حضرت مجدد الف ثانی عنایت کردہ اند و میر صاحب
استقامت کامل بر شریعت و طریقت دارد..... (روضہ قلمی ۲۲۱)
از فرزندان وسط شان (خواجہ محمد پارسا) کہ مسمی بہ محمد رسا است.....

۳/۳۲

خواجہ محمد پارسا کے بیٹوں میں محمد رسا، بلند مقامات کے حامل اور
صاحب استقامت تھے۔ سرہند پر سکھوں کے غلبہ کے باوجود وہاں خانقاہ
شریفہ کی خدمت میں مہر و ف و مقیم رہے۔ روضۃ القیومیہ میں ہے :
شیخ محمد رسا مشہور بہ شاہ صاحب فرزند سوم حضرت خواجہ محمد پارسا
است باوصاف حمیدہ و اخلاق کریمہ موصوف اند سلوک باطن از والد
خود حاصل کردہ و علم ظاہر را تا انتہا رسانیدہ حضرت خواجہ می فرمودند کہ
محمد رسا نائب اتم من است..... حضرت خلیفۃ اللہ (خواجہ محمد زبیر)
می فرمودند کہ شاہ محمد رسا مستثنی اہل اللہ است..... امر و شاہ صاحب
سجادہ نشین و منور خانقاہ حضرت عروۃ الوثقیٰ امام معصوم است و
خانقاہ حضرت ایشاں را لازم گرفتہ است ہر صبح و شام حلقہ و مراقبہ
بایاران خود و روضۃ حضرت امام معصوم می نمازند.....

(روضہ ۲/۲۱۹-۲۲۰)

شیخ محمد رسا کی بیٹی دلسر بیگم، مولف مقامات معصومی کی بہو تھیں، یعنی
ان کے صاحبزادے شیخ نیاز احمد کی بیگم۔ (ہدیۃ احمدیہ ۶۳)

۴/۳۲۲

..... فرزند اکبر ایشاں (شیخ محمد رسا) احمدی خان کہ در وقت صدارت سرہند معروف الاحسان است

یہاں ”احمدی خان“ سے شیخ احمد رسا بن شیخ محمد رسا بن شیخ محمد پارسا مراد ہیں۔ احمدی خان کے سرہند کی صدارت پر فائز ہونے کا ذکر کتب تائیں میں نہیں ملتا۔

۶-۵/۳۲۲

..... بالجملہ علم و حلم و حیا و وقار آں قدر کہ در ذات شیخ محمد پارسا مدظلہ کہ فقیر (مؤلف) شاہدہ نمودہ است اگر
شیخ محمد پارسا بن حضرت مروج الشریعت کے مختصر حالات کے لیے دیکھئے مقدمہ کتاب ہذا ”راویان مقامات معصومی“

۱۹/۳۲۲

۱۰ شیخ محمد سالم فرزند ثالث و اصغر حضرت مروج الشریعت قدس سرہ بودند ...
کمال الدین محمد احسان نے شیخ محمد سالم کے بارے میں لکھا ہے :

فرزند سوم حضرت مروج الشریعت است سلوک باطن را
بخدمت حضرت حجتہ اللہ (محمد نقشبند ثانی) حاصل کردہ اند آنحضرت
بریشاں عنایت بسیار داشتند و بشارات عمدہ حضرت مجدد الف ثانی
ایشاں را دادہ اند و از مشائخ وقت خود بودند در سنہ
یک ہزار و یک صد و ہفتہ (۱۱۱۷ھ) ازین جہان فانی شتافتند ...
(روضہ قلمی ۲/۴۲۱-۴۲۲)

۱۵

شیخ محمد سالم کی اولاد کی تفصیل کے لیے دیکھئے شجرہ ہذا اولاد حضرت
مروج الشریعت۔

۲۰ روضۃ القیومیہ میں درج شیخ محمد سالم کے سال وصال (۱۱۱۷ھ) کی
کسی دوسرے معاصر ماخذ سے تصدیق نہیں ہو سکی۔ ہدیہ احمدیہ (۶۵) میں
بھی یہی سنہ دیا گیا ہے۔

حضرت محمد عبید اللہ مروج الشریعت بن حضرت خواجہ محمد معصوم

عبد الرحمن	عبد الرحیم	شیخ محمد ہادی	شیخ محمد پارسا	شیخ محمد سالم	فضل النساء	حسن النساء	شائستہ بیگم
محمد بشیر	محمد میر	محمد یار اللہ	حسن احمد	برکت اللہ	زابد النساء	زید النساء	(منسوب بہ میر فضل اللہ)
(لا ولد)	(لا ولد)	(لا ولد)		(منسوب بہ شہاب الدین بن بدیع الدین)		(منسوب بہ محمد باقی بن محمد صدیق معصومی)	(منسوب بہ میر معصوم اللہ)
				نواسہ حضرت شیخ محمد سعید بن حضرت مجدد			
محمد احسن	محمد محسن	محمد احسان	ام کلثوم	میمونہ	ام حبیبہ	بدر النساء	بدر النساء
	(مولف روضۃ القیومیہ)	(منسوب شاہ فوزیہ شیخ محمد اشرف بن خواجہ محمد معصوم)		محمد اشرف مذکور	(منسوب بہ شیخ اسد اللہ)		
محمد نور	محمد نور	محمد کریم	دختر	دختر (منسوب بہ مقبول النبی بن انعم اللہ خان شہید)			
محمد فاروق	غلام قیوم	محمد حسین	عزیز النساء	نعیم النساء	رحیم النساء	زینت النساء	کریم النساء
		(منسوب بہ میان معصوم احمد بن محمد باقی مذکور)		(منسوب بہ رضا احمد بن ضیاء احمد)	(منسوب بہ مصمم اللہ)		
غلام ہادی	حسین احمد	سید معصوم	موتی بیگم	(منسوب بہ غلام سعید بن شاہ عرفان اللہ)	ظہور النساء	(منسوب بہ سلیم احمد)	بیگم جان
غلام شریعت	فدا حسین	نیاز حسین	بتول بیگم	صوبہ			

غلام شریعت بن حسین احمد مذکور

امدی احمد محمدی منظر بیگ است الجیب بی بی لادلی (منسوب بر رحمہ شاہ بن عظیم شاہ)

محمد علی فاطمہ است اللہ

عبدالہادی مرشد احمد ارشد احمد است النور است حید است اشکور است اللطیف

(منسوب لطیف احمد بن رحمہ شاہ مذکور)

فدا حسین بن حسین احمد مذکور

عزیز حسین بن سراج حسین بن سعید معصوم مذکور

مخدوم احمد قیوم احمد

محمد حسین بن محمد محسن مذکور

صاحب جان بیگ جان امیر النساء محمد شفیع

امداد حسین

امدی احمد عثمانی بیگ زمانی بیگ است الحق است الہادی

(منسوب بر شاہ احمد بن غلام احمد) (منسوب بر خلیق احمد بن فدا حسین مذکور)

فرزندہ بیگ

تصویر بیگ

ہدایت بیگ

ہمانی بیگ

عزیز حسین

نادر حسین

کمال الدین محمد احسان (مؤلف روضۃ القیومیہ) بن حسین احمد مذکور

محمد حضرت عرف غلام مجدد بادشاہ بیگ
(متولد ۱۱۶۴ھ روضہ ۲/۲۱۲)

امت المعصوم (منسوب بہ نور النبی بن عنایت النبی) بادشاہ بیگ (منسوب بہ احمد بن محمد اشرف بن محمد نور اللہ)
شیخ نور الصمد بن شیخ محمد مادی بن شیخ مروج الشریعت

نور الرحمن

نور البسجان گیتی آرا بیگ

محمد اکبر (منسوب بہ محمد احسن اللہ) (منسوب بہ شیخ محمد عبید اللہ)

بن محمد نجیب بن محمد تقی بنیرہ دختر شیخ حضرت مجدد

بن حضرت وحدت بن خواجہ محمد سعید

شیخ برکت اللہ بن شیخ محمد مادی مذکور

گوہر آرا بیگ

امت الرحمن

(منسوب بہ غلام محمد بن حاجی غلام معصوم) (منسوب بہ محمد محفوظ بن نور اللہ صدیقی)

شیخ محمد پارسا بن حضرت مروج الشریعت

محمد علی (لا ولد)

شیخ الاسلام محمد رضا

میر نعمان معروف بہ تقی رضا

بی بی عزت النساء

(منسوب بہ محمد میر بن محمد مادی)

(منسوب بہ میرزا محمد نجیب)

نور الاسلام

بی بی بیگم (والدہ شاہ محمد آفاق)

(منسوب بہ احسان اللہ خان بن نواب اظہار الدین خان)

سراج الاسلام

عطاء نقشبند

امت المعصوم

امتہ النقشبند

(منسوب بہ شاہ محمد آفاق)

(منسوب بہ غلام حسین بن فضل احمد)

بن محمد مودودی

بنجم الاسلام

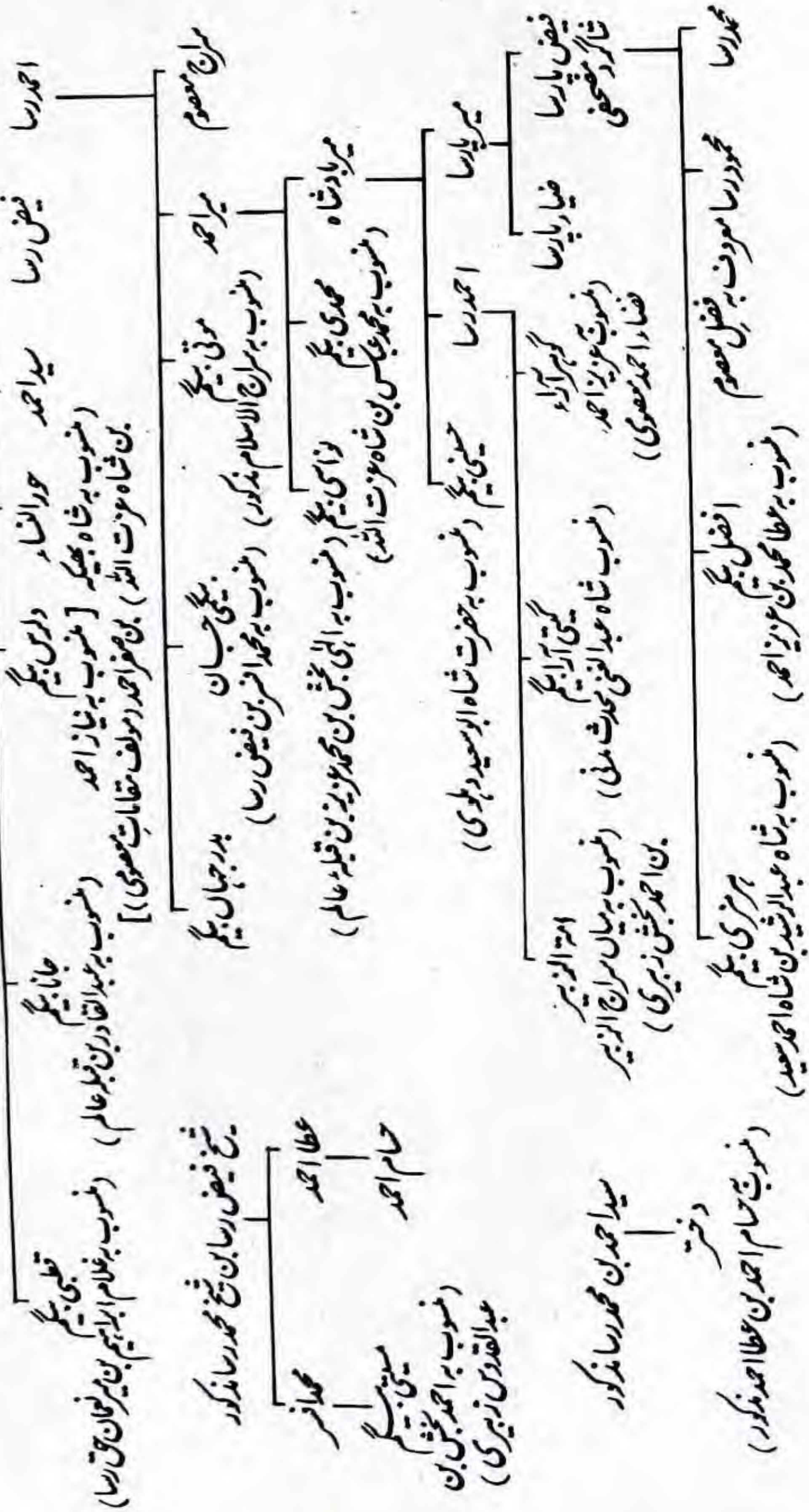
نور پارسا

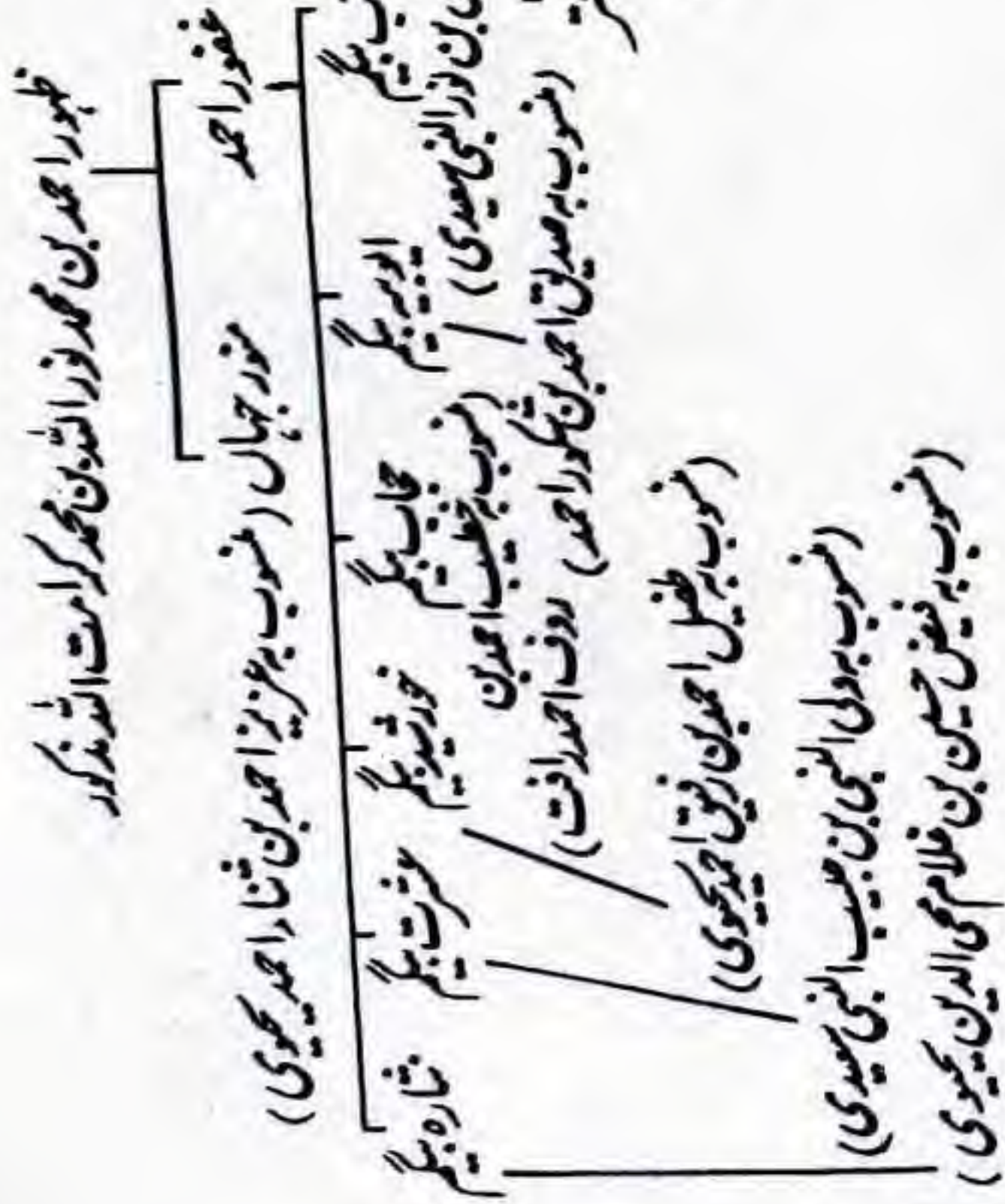
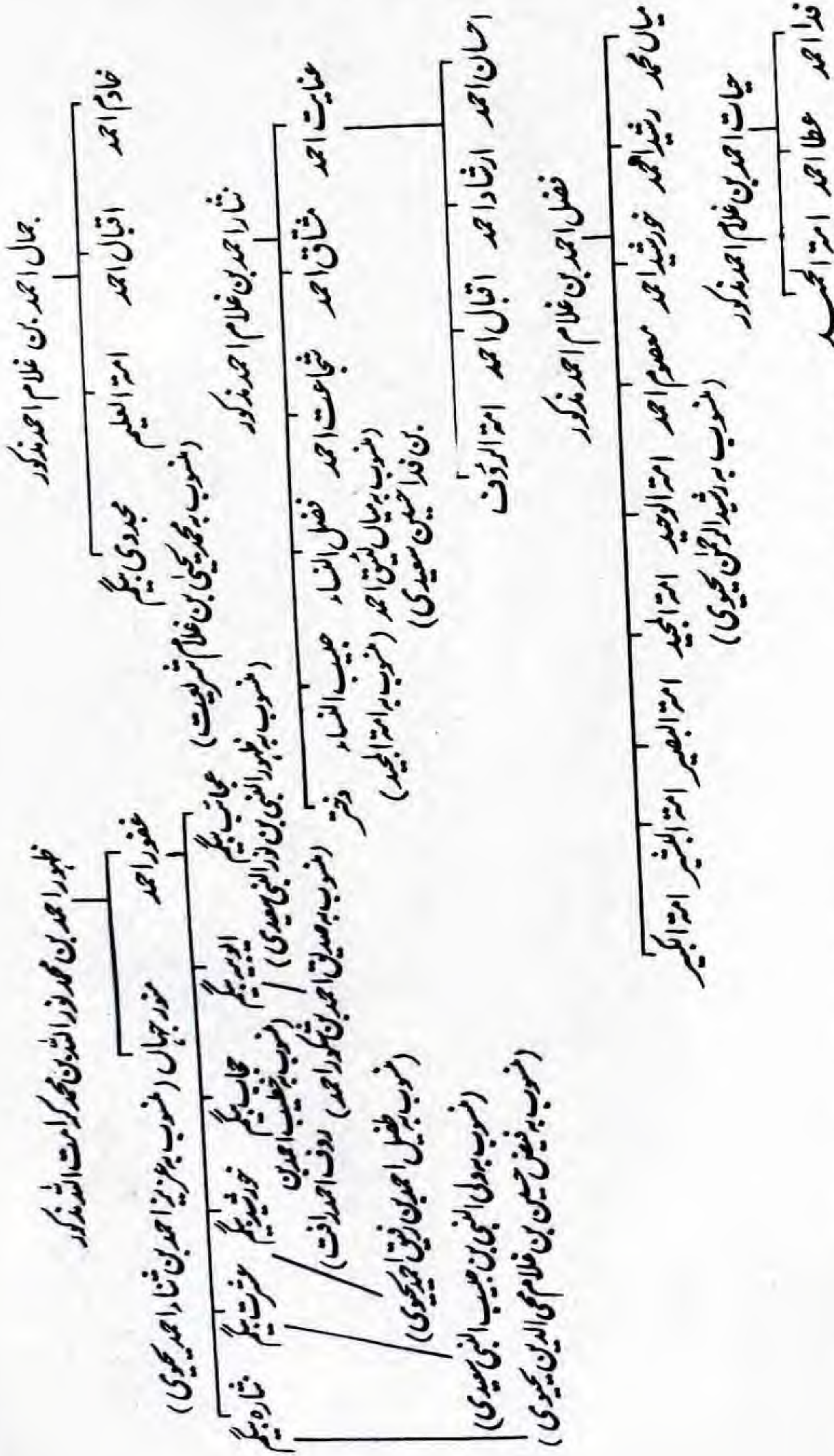
مرید احمد

امت المعصوم

امتہ المعصوم

شیخ محمد رسا بن شیخ محمد پارسا مذکور





(ماخوذ از ہدیہ احمیریہ ۵۷-۶۸، انساب الانجاب ۲۹-۳۳)

۱۹/۳۲۵ ولادت باسعادت آل قبلہ ارباب ولایت (شیخ محمد اشرف) درسنہ ہزار و چہل و سہ ہجری دسہ ہجری

۵ ردمنۃ القیومیہ میں شیخ محمد اشرف کا سال ولادت ۱۰۲۸ھ تحریر ہے (۲۲۱/۲) لیکن عمدۃ المقامات (۳۹۱) میں مقامات معصومی کا منقولہ بالاسنہ ولادت (۱۰۲۳ھ) ہی درج ہے۔ ہدیۃ احمدیہ (۶۸) اور انساب الانجاب (۳۳) میں بھی کتاب حاضر کا مندرجہ سنہ ولادت نقل کیا گیا ہے۔ شیخ محمد اشرف کے معاصر و معتقد مولف شیخ محمد مراد ٹنگ کشمیری نے ان کا سال ولادت درج نہیں کیا (تحفۃ الفقراء، خطی ۱۸)

۲۱/۳۲۵ شیخ محمد اسماعیل از والد بزرگوار خود

۱۰ شیخ محمد اسماعیل کے والد بزرگوار یعنی شیخ محمد صبغت اللہ بن حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہما۔ (۲۲/۲۸۶، ۱۵-۱۶/۲۸۸ تعلیقات حاضر) از والدہ کریمہ کہ اخت ایشاں (شیخ محمد اشرف) باشند

یعنی مولف کی والدہ محترمہ حضرت شیخ محمد اشرف کی بہن اور حضرت خواجہ محمد معصوم کی بیٹی تھیں۔ (رک تعلیقات حاضر ۱۶/۴ و مقدمہ احوال مولف)

۱۵ اغلب کہ حاشیہ بر تعلیقات بیضادی در ہماں ایام بہ غایت متانت نوشتہ اند

۲۰ مولف نے خود وضاحت کی ہے کہ اغلب زمانہ تالیف کے لیے استعمال کیا ہے نہ کہ عمل تالیف کے لیے ”ہماں ایام“ سے مراد زمانہ طالب علمی ہے اور اس جملے کے آخری الفاظ یعنی ”حضرت خواجہ محمد معصوم ان کے سبق کو بہت پسند فرماتے تھے“ سے ظاہر ہے کہ یہ حاشیہ شیخ محمد اشرف نے اپنے والد گرامی کے حین حیات (قبل ۱۰۷۹ھ) تالیف کیا۔ تفسیر بیضادی یعنی انوار التنزیل للقاضی ناصر الدین ابی سعید عبداللہ بن عمر البیضادی پر بہت سے حواشی و تعلیقات لکھے گئے ہیں پاک و ہند میں بھی علماء کی توجہ کا مرکز رہی ہے۔ حاجی خلیف (۱/۱۸۶-۱۹۳) نے تفسیر بیضادی پر بہت سے تعلیقات و حواشی گنوائے ہیں معلوم نہیں شیخ محمد اشرف نے اس تفسیر کے کون سے تعلیقات پر حواشی لکھے

تھے۔ تفسیر بیضادی کے علاوہ شیخ محمد اشرف نے مشہور درسی کتب پر شرح و حواشی بھی لکھے (ردضہ ۲/۲۲۲)

جناب حضرت قبلہ گاہی می فرمودند کہ روزی من در اثناء سبق ایشان (شیخ محمد اشرف) حاضر بودم..... ۹/۳۲۶

یعنی مولف مقامات معصومی کے والد شیخ محمد فضل اللہ بھی تفسیر بیضادی کے درس کے وقت شامل درس تھے جس سے قیاس کیا جاسکتا ہے کہ شیخ محمد فضل اللہ اور شیخ محمد اشرف ہم سبق تھے۔

..... حضرت مخدوم زادہ شیخ محمد اشرف از بلدہ دارالخلافہ شاہ جہان آباد ہمیں زمان تشریف آورہ حضرت ایشان (خواجہ محمد معصوم قدس سرہ) از غایت کرم معالفت فرمودہ (سلسلہ)

..... مخدوم زادہ در رکاب سعادت حرفہای شوق و حالات سفر بہ کمال حلاوت مخدوم زادہای دیگر ہم از اسفار مراجعت فرمودہ بہ ملازمت آل قبلہ ابرار (خواجہ محمد معصوم) مشرف گشتند اما این قدر رعایت حضرت ایشان کہ بہ حال ایشان مرعی گشتہ در حق دیگران بہ نظر نہ در آمدہ ۵-۱/۳۲۷

۱۵ ان دونوں اقتباسات کا حاصل یہ ہے کہ مخدوم زادہ شیخ محمد اشرف سفر و حضر میں اورنگ زیب کی مصاحبت میں رہتے تھے، خود حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ نے سفر حج اختیار کرنے سے پہلے اس مخدوم زادے کو اورنگ زیب کے پاس بھیجا تھا، اس لیے آپ اورنگ زیب کے طاہری و باطنی حالات معلوم کرنے کے لیے منتظر رہتے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ اس سفر کے بعد جب مخدوم زادہ محمد اشرف دارالخلافہ سے آئے تو حضرت خواجہ نے نہایت اشتیاق سے ان کے سفر کے حالات یعنی اورنگ زیب کے بارے میں تفصیلات معلوم فرمائیں۔ تفصیل کے لیے دیکھئے کتاب حاضر کے مقدمہ کا عنوان ”حضرت خواجہ اور اورنگ زیب“.....

..... اکثر ہا از زبان اشرف (مخدوم زادہ خواجہ محمد اشرف) سموع گشتہ است کہ روزی حضرت ایشان اشک ریزاں در دست کاغذ علم افشاں گرفتہ ۱۴-۱۱/۳۲۷

داخل محل سرانزد و بہ والدہ ما خطاب کردہ فرمودند کہ خواجہ محمد حنیف ازیں دار
رحلت گزیدند ایں مکتوبی است.....

یہاں خواجہ محمد حنیف سے حضرت خواجہ کے خلیفہ اول حضرت خواجہ محمد حنیف کابلی
مراد ہیں۔ ان کے حالات اور حضرت خواجہ کے اس مکتوب ”کاغذِ غم افشاں“
کے لیے دیکھئے کتاب ہذا ۲۲۲-۲۳۱

۵

..... حضرت ایشاں را حضرت حق سبحانہ از جدری کہ در زبان ہندی بہ سئلہ
معروف است، محفوظ داشتہ.....

۱۵/۳۲۷

جدری، عربی کا لفظ اور طبی اصطلاح ہے۔ جیم پر پیش اور زبردوں
طرح مستعمل ہے۔ (المنجد) بمعنی آبلہ، نوعی از آبلہ کہ برپا ہا ہی کو دکان پدید
آید، چیچک (فرہنگ فارسی معین ۱/۱۲۱۸)

۱۰

وقال موسى يقوم مُسْلِمِينَ

۲۵/۳۲۷

قرآن ۸۲/۱۰

فَاُخْرِجْنَا مِنَ الْمُسْلِمِينَ ۲-۱/۳۲۸

قرآن ۳۵-۳۶/۵۱

..... رسالہ آنحضرت (مخدوم زادہ خواجہ محمد اشرف) کہ در رد مسکران
۱۵

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نوشتہ اند..... فصاحت عبارت و
بلاغت معانی با حصول اجوبہ عالیہ در مطالعہ آن بر منصف.....

یہاں حضرت خواجہ محمد اشرف علیہ الرحمۃ کے اس رسالے کی طرف
اشارہ ہے جو انہوں نے حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ کے

دفاع میں اور معترضین کے جواب میں تالیف کیا تھا۔ اس رسالے کا نام

۲۰

حل المغلقات فی الرد علی اہل الضلالت ہے۔ یہ رسالہ ۱۰۹۲ھ/
۱۶۸۳ء میں بعہد اورنگ زیب اس وقت تالیف ہوا جب محسن الفین
حضرت مجدد الف ثانی نے بہت رسائل تالیف کر کے انہیں مشہر کیا تھا۔

یہ رسالہ ان کے رد میں لکھا گیا۔ (روضۃ القیومیہ ۲/۲۲۳-قلی)

اس رسالے کا آغاز یوں ہوتا ہے :

الحمد لله الذي تقدست سبحات وجهه عن شوايب
الفقص الزوال وتنزهت سرادقات شرفه
فيقول العبدى الضعيف المفتقر الى الله الواحد
محمد بن الاشرف بن قطب الاقطاب جامع العلوم
الشيخ محمد المعصوم رضى الله عنه القيوم عن الناس
بالملاحدة الضالة المضلة قد يفوا وطموا على شيخنا
وامامنا شيخ الاسلام والمسلمين شيخ احمد
رسائل في حقه وقالوا ما قالوا افتروا على شيخنا
وامامنا افتراء عظيم ايها المصنف انصف في
كلامه ولا يكن من المعاندين والمجادلين
جوابهم بالكتاب والسنة في حل مغلفات كلام المجيد
وتسميت الرسالة به حل المغلفات في الرد على اهل
الضلالات

اس اہم رسالے کے ہیں کئی خطی نسخے دستیاب ہوئے ہیں جن کی بنیاد
پر ہم نے اس کا متن اشاعت کے لیے تیار کیا ہے۔

عم شریف شیخ عبداللطیف

۲۱/۳۲۸

شیخ عبداللطیف کے حالات کے لیے دیکھئے کتاب ہذا (۲۰۱-۲۰۲)
..... فرزند اکبر ایشاں شیخ محمد جعفر مرقوم شد کہ شہید مظلوم در حین غلبہ کفار
نگوں سار گر دیدہ

۳-۲/۳۲۹

حضرت شیخ محمد جعفر شہید کے حالات کے لیے دیکھئے تعلیقات حاضر
(۳/۳۳۲) یہاں "غلبہ کفار نگوں سار" سے سرہند پر سکھوں کا قبضہ مراد ہے۔
(رک بہ مقدمہ کتاب ہذا "سرہند کی تباہی")

۲۰

..... فرخندہ شبی باتفاق بایں بی پر وبال بآں قبلہ ارباب کمال درخسانہ
امیر خان عمدة الملک ناظم صوبہ کابل یافتہ وصحبت نواب مشار الیہ باہم دست
دادہ در اثنای مکالمات از زبان برآمدہ کہ آن قدر بلا ہلہ یا غضب الہی

۲۲-۱۶/۳۲۶

..... در جواب مردن ده پسر کہ از روجہ نجیبہ ادا کہ دختر علی مردان خان بود،
غضب سلطانی کہ در ہنگام صوبہ داری الہ آباد و مدتی بی منصب در سوا شدن
در اقران بایں خجالت ادا نموده کہ.....

- امیر خان میر میراں بن خلیل اللہ خان بن میر میراں حسینی نعمت الہی یزدی، سوال
۱۱۰۹ھ کو ۶۵ سال کی عمر میں کابل میں فوت ہوا (حارثی: تاریخ محمدی ۹)۔ ۵
امیر خان کی بیوی "صاحب جی" کے لقب سے مشہور اور امیر الامراء علی مردان خان
کی بیٹی تھی۔ وہ صاحب فہم و فراست اور ملکی و مالی معاملات میں اپنے شوہر
کی شریک تھی (ماثر الامراء ۱/۲۷۸) بارہویں سال جلوس عالمگیری (۱۰۸۱ھ/
۱۶۷۱ء) میں امیر خان الہ آباد کا صوبہ دار مقرر ہوا۔ چودھویں سال جلوس عالمگیری
۱۰ میں عہدے سے معزول کر دیا گیا۔ کچھ عرصے کے بعد منصب بھی ضبط کر لیا گیا اور
اس پر عتاب نازل ہوا۔ لیکن ایک سال کے اندر ہی بحال کر دیا گیا.....
(ایضاً ۱/۲۷۳)

امیر خان اور اس کے اجداد کے حالات کے لیے دیکھئے :

- فرید بھکری : ذخیرۃ الخوانین ۲/۲۲۲، ۳/۱۲۴
حارثی، محمد بن رستم: تاریخ محمدی ۹ (و بامداد اشاریہ)
۱۵ مصممام الدولہ شاہنواز خان: مآثر الامراء ۱/۲۷۲-۲۸۱ (و مجلدات
دیگر بامداد اشاریہ برای اجدادش)

جیبی : تاریخ افغانستان ۲۳، ۱۲۳، ۱۲۴، ۲۱۴

Athar Ali: The Apparatus of Empire, oxford University press

- ۲۰ Bombay, 1985. (see Index)

Athar Ali: Mughal Nobility under Aurangzeb, Aligarh, 1970, p. 62

67, 80, 167, 181

حضرت خواجہ محمد معصوم نے صوفی پائندہ محمد کابلی کو لکھا ہے کہ کتابت فقیر بامیر خان
گذرانید سعی نمود ہمہ واضح گردید (مکتوبات معصومیہ ۳/۲۱۲/۲۵۷)،
حضرت حجۃ اللہ محمد نقشبند ثانی عاقل خان کو لکھتے ہیں: "اقبال آثار حاجی عوض

کہ یکے از نیکان روزگار است چنانکہ معلوم ایٹال است در صوبہ کابل ہمراہ
امیر خان است (وسیلة القبول ۱/۲۶/۳۸)

۱۹-۱۸/۳۳۰ وبالحق نذیراً

قرآن ۱۰۵/۱۴

۱۴-۱۶/۳۳۱ کل حزب فرحون

قرآن ۵۳/۲۳

۲۲-۲۱/۳۳۱ (خواجہ محمد اشرف) شب بست و ہشتم شہر صفر مظفر کہ روز عرس
حضرت مجدد الف ثانی است رحمۃ اللہ علیہ سنہ ہزار و صد و ہترہ ہجری
جاں بحق تسلیم کر دند

- ۱۰ روضۃ القیومیہ (۲/۲۲۳- قلمی) میں خواجہ محمد اشرف کا سال وصال
۲۴ صفر ۱۱۱۴ھ تحریر ہے۔ جو مقامات معصومی کے مقابلے میں چنداں قابل
قبول نہیں ہے۔ مقامات معصومی کا درج کردہ سنہ (۱۱۱۸ھ) کی تصدیق
عمدۃ المقامات (۳۹۲) سے بھی ہوتی ہے۔ یہی سنہ صاحب انساب الانجاب
(۳۴) نے اور مولف ہدیۃ احمدیہ (۶۸) نے بھی دیا ہے۔ مولف مقامات معصومی
۱۵ نے تاریخ وصال ۲۸ صفر کے ساتھ وضاحت کی ہے کہ اس روز حضرت
مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے عرس (یوم وصال) کا دن تھا۔ حضرت مجدد کا
یوم وصال متحقق طور پر ۲۸ صفر ہے۔ اس لیے صاحب مقامات معصومی کے
بیان کو ترجیح حاصل ہے۔ معاصر مولف شیخ محمد مراد ٹنگ کشمیری نے خواجہ
محمد اشرف کے سال وصال کی جگہ خالی (ریاض) چھوڑ دی ہے۔
۲۰ (تحفۃ الفقراء - خطی ۱۸)

..... درون گنبد روضۃ منورہ حضرت ایٹال مدفون اند

۱/۳۳۲

روضۃ القیومیہ (۲/۲۲۰) کے مولف نے اس پر یہ اضافہ کیا ہے کہ
خواجہ محمد اشرف روضۃ منورہ میں جو ترے پر مشرق کی طرف مدفون ہوئے۔

فرزندان آنحضرت (خواجہ محمد اشرف) چہار اند

۳/۳۳۲

حضرت خواجہ محمد اشرف کے چاروں بیٹوں اور تین صاحبزادیوں کی

اولاد کی تفصیل کے لیے دیکھئے تعلیقاتِ حاضر کے ساتھ منسلک شجرۂ اولاد،

(۸/۳۳۳)

..... کلاں ترایشاں (فرزندانِ خواجہ محمد اشرف) شیخ محمد جعفر رحمۃ اللہ تعالیٰ.....

۳/۳۳۲

شیخ محمد جعفر کی ولادت حضرت خواجہ محمد معصوم کے عین حیات ہوئی، انہوں نے اپنے مشائخ (خانوادہ مجددیہ) کے احوال و مناقب پر ایک کتاب بھی لکھی تھی، روضۃ القیومیہ میں ہے:

ارادت بہ پدر داشت خلی صالح و متقی پرہیزگار بود در احوال باطن مشائخ خود تصنیفی کردہ است (۲/۴۲۳ - قلمی)

سرہند پر جب سکھوں نے قبضہ کرنے کے لیے حملہ کیا تو اس میں شیخ محمد جعفر شہید ہوئے (رک بہ مقدمہ کتاب حاضر "سرہند کی تباہی")

۱۰

شیخ محمد حیات فرزند ثانی آنحضرت (خواجہ محمد اشرف) بودہ.....

۹/۳۳۲

مولف روضۃ القیومیہ نے شیخ محمد حیات کو فرزند سوم بتایا ہے، ان کی تعریف میں لکھتے ہیں:

ارادت بہ پدر داشت و سلوک باطن از حضرت حجۃ اللہ (محمد نقشبند ثانی) حاصل کردہ صلاحیت و اتقا بسیار داشت (۲/۴۲۴ - قلمی)

۱۵

..... شیخ روح اللہ فرزند ثالث آنحضرت (خواجہ محمد اشرف) بودہ.....

۱۲/۳۳۲

روضۃ القیومیہ کے مولف نے انہیں خواجہ محمد اشرف کا فرزند ثانی لکھا ہے جو صحیح نہیں ہے، شیخ روح اللہ کی تعریف میں لکھتے ہیں:

پسر دوم حضرت محمد اشرف است سلوک باطن را بخدمت حضرت حجۃ اللہ

۲۰

حاصل کردہ و بشارات عمدہ از آنجناب یافتہ، بر شریعت و طریقت خلی

مستقیم بود۔ اولاد یک پسر و یک دختر داشت (روضہ ۲/۴۲۴ قلمی)

..... (شیخ روح اللہ)..... در سال ہزار و (صد و) بست و ہفت ازیں دار در گذشتہ.....

یہاں مقامات معصومی کے دونوں خطی نسخوں میں شیخ روح اللہ کا سال وصال سال ہزار و بست و ہفت درج ہوا ہے جو محض کتابت کی غلطی ہے۔

اس میں ”سال ہزار“ کے بعد ”یک صد“ کتابت ہونے سے رہ گیا ہے۔
 شیخ روح اللہ مولف مقامات معصومی کے بہنوئی تھے یعنی ان کی بہن حفصہ
 ان سے منسوب تھیں (روضہ ۱/۳۱۹)

- ہمارا قیاس ہے کہ مکتوبات حضرت مجدد الف ثانی کا وہ خطی نسخہ جو خانقاہ
 نقشبندیہ قلعہ جواد کابل میں تھا اور جس کی تصحیح خود حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہ
 ۵ نے اپنے دست مبارک سے کی تھی وہ انہیں شیخ روح اللہ بن خواجہ محمد اشرف
 بن حضرت خواجہ محمد معصوم علیہم الرحمة کا کتابت کیا ہوا ہے۔ اس کتاب
 کے آخر میں اس متبرک نسخے کے چند اوراق کا عکس دیا جا رہا ہے۔
 ۲۰-۱۹/۳۳۲ (مخدوم زادہ میاں شاہ فی الحال) صاحب تصانیف زیانکات
 ۱۰ میاں شاہ فی الحال کئی اہم کتابوں کے مصنف تھے ہمیں ان کی صرف
 مفصلہ ذیل کتابوں کا علم ہے :

(۱) حجة الحق فی دفع اعتراضات شیخ عبدالحق

- اس کتاب میں حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمت کے ان
 ۱۵ اعتراضات کے جواب دیئے ہیں جو انہوں نے ایک مکتوب کی صورت میں
 حضرت مجدد الف ثانی کی تحریرات پر کئے تھے، مولف لکھتے ہیں :
 الحمد لله الذی شرفنا بمتابعت سید الانبیاء و وقفنا
 بتعظیم الاولیاء اما بعد فیقول العبد المفتقر
 الی اللہ المتعال شاہ فی الحال بن امام العلماء سند العرفا
 ۲۰ الشیخ محمد اشرف النقشبندی الاحمدی المعصومی بن قطب الاقطاب
 عروۃ الوثقی حضرت امام معصوم مجددی ایں فقیر نیز حضرت
 مجدد الف ثانی ہستند حضرت والدہ ماجدہ ایں فقیر بنت حقیقی قطب المحققین
 حضرت خازن الرحمة حضرت سعید ازیلی ابن امام ربانی مجدد الف ثانی
 قد سنا اللہ سبحانہ بسرہ السامی۔ وقد الف فاضل المحدث
 الشیخ عبدالحق الدہلوی رسالۃ فی الاعتراضات والشبہات

التي هي و هن من نسج العنكبوت على شيخنا و الشيخ
 العالمين مجد الف ثاني حضرت شيخ احمد قد سنا الله سبحانه
 بسره العزيز فاردت ان اكتب رسالة مشتملة على
 اجوبة اعتراض المعارض للعناد او عدم فهم المعارض
 ۵ وقد انتشر رسالة المعارض في اكثر البلاد
 فظهر الفساد والخصومة بين الخلفاء المحبدين
 والمريدين وبين المخالفين بسببه لان في كل
 هذا البلاد لاولاد المجدد مريدون وخلفاء و
 ملاء الارض بارشاده شرقاً وغرباً كالكايل والبخارا
 ۱۰ والسمرقند وبلاد العرب والهند صادر دار الاشاد
 بارشاده فكتب الرسالة ليظهر الحق ويبطل
 الباطل سميت الرسالة حجة الحق في دفع
 الاعتراض

اس رسالے کی ابتدا کا یہ سارا اقتباس خاصاً فکر انگیز ہے کہ شیخ محدث
 ۱۵ کے اس رسالہ اعتراضات (مکتوب) کا کتنا گہرا اثر ہوا، اپنوں اور بیگانوں سے
 لے کر پورے عالم اسلام میں اس کی اشاعت ہوئی۔ ہم نے اس اہم رسالے
 کو مختلف خطی نسخوں کی بنیاد پر مرتب کیا ہے۔ مولف نے یہ بھی وضاحت کی
 ہے کہ ان کی والدہ حضرت خواجہ محمد سعید بن حضرت مجد الف ثانی کی صاحبزادی
 تھیں یعنی حضرت خواجہ محمد اشرف (والد مولف رسالہ ہذا) کی شادی حضرت
 ۲۰ خواجہ محمد سعید کی صاحبزادی فخر النساء بیگم سے ہوئی تھی (روضۃ القیومیہ ۱/۳۰۹،
 ہدیہ احمدیہ ۳۵)

(۲) مواہب القیوم فی تأیید الاحمد والمعصوم

مولف نے اس رسالے کے دیباچے میں خود اس کا سبب تالیف و
 موضوع اس طرح بیان کیا ہے:

محمدک یا من جعل علماء هذه الامم المرجومة

الانبياء... اعاصد يقول البه المشفر الى الله الملك المتعال
محمد يونس الشهباش في الحال بن اعلم العلماء واكمل
الاوليا، الشيخ محمد بن الاشرف سلمه الله سبحانه لما ريت
مكتوبات الامام المعظم... عروة الرافعي... وفيها
انوار حقيقة القرآن والكعبة الحناء وفيها يلى كالات
النبوة والرسالة وفيها... ووقعت فيها عبارة ينهم
منه المساوات بمرتبة بعض الصحابة رضوا الله عنهم
بعض الأشخاص هذا الامة حيث قال رضوا الله عنه في
مكتوباته من كان له مقام السابقية وهو من زمرة
الاصحاب وكمال ملحق بكمالات الانبياء... وقد
وصل اليه نابط بن التواتر ان المجدد واولاده الكرام
وخلفاء العظام كانوا على هذه العقيدة... فاردت
ان اكتب لقرول المجدد وشرحاً مختصراً... ومسيرتها
بمواهب الفيوم في تأييد الاحمد والمعصوم...

اس انتہاس میں مولف نے اپنے والد گرامی حضرت خواجہ محمد اشرف
(متوفی ۱۱۱۹ھ) کے اسم گرامی کے ساتھ "سلمه الله سبحانه" لکھا ہے جس
سے واضح ہے کہ انہوں نے یہ رسالہ اپنے والد بزرگوار کے حال ۱۱۱۹ھ سے
پہلے تالیف کیا تھا۔ وہ عمل نسخوں کی بنیاد پر حضرت نے یہ رسالہ مرتب کیا ہے۔
جو مغرب شائع ہوگا، ان شاء اللہ، ایک اہم بات یہ ہے کہ مولف نے اس
رسالے میں اپنا پر اہم "محمد یونس شہباشی فی الحال" لکھا ہے۔

(۲) مقامات حضرت خواجہ محمد معصوم

مقامات معصومی (کتاب حاضر) کے مولف نے وضاحت کی ہے (۳۳)
کہ ہماری اس کتاب کی تالیف ۱۱۳۴ھ سے چند سال پہلے شیخ شامی فی الحال نے
حضرت خواجہ کے احوال و مناقب پر ایک کتاب لکھ کر مجھ سے پہلے بہ سعادت

حاصل کی ہے۔ قیاس ہے کہ حدود ۱۱۳۰ھ میں انہوں نے یہ کتاب تالیف کی ہوگی۔ مولف روضۃ القیومیہ نے لکھا ہے :

یک تاریخ در احوال حضرات احمدیہ معصومیہ تصنیف کردہ

(۴۲۴/۲ - قلمی)

- ۵ ہمارا خیال ہے کہ اس کتاب سے صاحب روضۃ القیومیہ کی مراد یہی مقامات حضرت خواجہ ہے اس کے شروع میں حضرت مجدد الف ثانی اور آپ کی دیگر اولاد کے حالات ہوں گے، اس کے کسی نسخے کا ہمیں تاحال علم نہیں ہے۔ صاحب روضۃ القیومیہ نے لکھا ہے کہ شیخ شاہ فی الحال نے حضرت مجدد الف ثانی کے مخالفین کے رد میں ایک عمدہ رسالہ لکھا تھا ممکن ہے مولف کا اشارہ دونوں اول الذکر رسائل کی طرف ہو یا ان کے علاوہ اس موضوع پر ان کا تیسرا رسالہ ہو، لکھتے ہیں :

رد شہات کہ بر کلام حضرت مجدد الف ثانی بعضی مخالفان کردہ اند خوب نوشتہ (۴۲۴/۲ - قلمی)

مولف روضۃ القیومیہ نے شیخ شاہ فی الحال کا سال وصال ۱۱۵۲ھ

- ۱۵ درج کیا ہے، لکھتے ہیں :

سلوک باطن را از جناب حضرت حجتہ اللہ (محمد نقشبند ثانی) تمام کردہ و بشارات عمدہ مثل حقیقت قرآن و حقیقت صلوٰۃ و سابقیت و خالصیت وغیرہ یافتہ و حضرت حجتہ اللہ نظر عنایت خاص بر شیخ داشتند، شیخ بر سنت سنہ مصطفویہ خلی مستقیم بود و بر طریقہ احمدیہ استقامت کلی داشت و شیخ علم ظاہر را بہ حد کمال رسانیدہ بلکہ تصانیف بسیار دریں علم کردہ

- ۲۰ است او مکتوبات (حضرت مجدد الف ثانی) خود می فهمید و در کسب (مکتوبات) می گفت..... شیخ محمد فی الحال از اعظم مشایخ وقت خود بود در سنہ یک ہزار و یک صد و پنجاہ و دو وفات یافت (۴۲۴/۲)

شیخ شاہ فی الحال کے پورے نام کی مقامات معصومی میں وضاحت نہیں کی گئی ہے۔ روضۃ القیومیہ کے منقولہ اقتباس میں "محمد فی الحال" درج ہے

لیکن انہوں نے خود اپنے رسالہ مواہب القیوم میں اپنا نام
 محمد یونس الشہنشاہ فی الحال لکھا ہے۔ یہی ہمارے نزدیک معتبر و مکمل ہے۔

۲۳۳/۴-۸ رَبَّنَا آتِنَا..... عَذَابَ النَّارِ

قرآن ۲۰۱/۲

مولف روضۃ القیومیہ (۲۲۴/۲-۲۲۵) نے شیخ محمد اشرف کے تین خلفاء
 عبدالحق، عبدالحی اور عبد الرحیم کا ذکر کیا ہے۔

۱۵/۳۳۲ اِنَّ كَبَّارَ رَحِيْمٍ قَدْ وُودُ

قرآن ۹۰/۱۱

۱۶/۳۳۲ ولادت با سعادت آل آفتاب ولایت (حضرت خواجہ سیف الدین) در سنہ

ہزار و چہل و نہ ہجری

حضرت خواجہ سیف الدین کج سال ولادت میں اختلاف ہے، روضۃ القیومیہ

(۲۲۵/۲- قلمی) میں ۱۰۵۵ھ درج ہے۔ سیر الکاملین میں بھی یہی سنہ لکھا ہوا

ہے (مقامات خیر ۶۴) معلوم ہوتا ہے کہ مولف سیر الکاملین نے بغیر حوالے کے

یہ سنہ ولادت روضۃ القیومیہ سے نقل کر لیا ہے۔ عمدۃ المقامات (۳۹۲)

ہدیۃ احمدیہ (۷۰) اور انساب الانجاب (۳۴) میں مقامات معصومیہ میں منقولہ

سنہ ولادت ۱۰۴۹ھ کو ہی نقل کیا گیا ہے۔ مولانا زید ابوالحسن نے بھی مقامات معصومیہ

کے سنہ کو ترجیح دی ہے (مقامات خیر ۶۴)۔

۱۸-۱۷/۳۳۲ ہماں نقلی کہ در ولادت مخدوم زادہ ثالث گذشتہ کہ فرشتہ آید کریمہ وسلم

حیا می خواند

رک بہ تعلیقات حاضر ۳۱۲/۱-۳

۸-۶/۳۳۵ گویند یازدہ سالہ بودند کہ حضرت ایشاں رضی اللہ تعالیٰ عنہا بہ بشارت فنا قلب

۱۵ ولایت صغریٰ کہ درجہ اولی مشرف ساختند

حضرت خواجہ سیف الدین نے اپنے احوال و بشارات کا اپنے مکتوبات میں

تفصیل سے ذکر کیا ہے۔ ایک خط میں ملا محمد باقر لاہوری کو لکھا ہے کہ

حضرت مجدد الف ثانی کے اکثر خصائص میری وساطت سے ظہور میں آئے :

۲۰ اکثر خصائص حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتوسل ایں دور

ازکار بہ ظہور آمدہ (مکتوبات سیفیہ ۲۵/۴۵) فقیر ازایام صغیر سن

آرزو مند آن بودم کہ خصائص و مزایای طریق احمدی بر منصہ ظہور

آیند (ایضاً ۱۵۷/۱۷۸)

۱۷-۱۶/۳۳۵ ہمت ایشاں (خواجہ سیف الدین) معروف اجراء احکام شریعت و

ازدیاد رونق دین و ملت گردیدہ و کار ہای از ایشاں بہ وقوع آمدہ کہ

دین و ملت طراوت یافتہ نام بدعت و نشان مبتدعان از بلاد مسلمانان گویا ناپیدا
شده و معابد ہا منہدم و مسمار شدہ.....

ان سطور میں حضرت خواجہ سیف الدین کے اورنگ زیب کے دربار میں
قیام اور اس کے ساتھ ہم نشینی کے مقاصد کی طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ ان کی
کوشش سے اورنگ زیب بہت سی بدعات کے خاتمے میں کامیاب ہوا۔ ہم
نے اس کتاب کے مقدمے میں اورنگ زیب کے ساتھ حضرات کے مراسم کی
تفصیل کے دوران ان امور کا تجزیہ کیا ہے۔ ہندوؤں کے مندروں کو منہدم
کرنے کے سلسلے میں تحقیقی امور کے لیے دیکھتے :
شبلی نعمانی : مضامین عالمگیر ۷۹-۸۳

۱۰. Faruki, Zahiruddin: Aurangzeb and his times, lahore 1977.
pp. 106-134

۲-۱/۳۳۶ عمر ایں احقر ہر چند در حیات آں ولی اکبر زیادہ از وہ سال نہ بود آتا
یعنی حضرت خواجہ سیف الدین کے وصال کے دوران ۱۰۹۶ھ مولف
کتاب حاضر کی عمر کل دس سال تھی۔ مولف کی ولادت ۱۰۸۶ھ میں ہوئی ،
۱۵ (۱۰۸۶-۱۰۹۶) تفصیل کے لیے اس کتاب کے مقدمے میں مولف کے حالات
ملاحظہ کریں۔

۵-۲/۳۳۶ (حضرت خواجہ سیف الدین) فرمودند در صحبت اہل دنیا اموری می باشد کہ
باعث التذاذ موجب الفراح نفس می گردند.....

یہاں حضرت خواجہ سیف الدین نے اپنی اورنگ زیب کے ساتھ
مصاحبت کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ ایک خط میں اُسے واضح الفاظ میں لکھا
۲۰ ہے کہ تیرے ساتھ مراسم کے دو حسب ذیل مقاصد ہیں :

..... ما ازیں آشنائی کہ بخدمت شماست دو چیز است یکی خود رو
گردانیدن حاجت مندی و دوم ترویج سنت و توہین اہل بدعت
کہ دریں آخر الزمان بی معاونت و مخالفت سلاطین محال است.....

(مکتوبات سیفیہ ۱۶۱/۱۸۸)

ان امور کی توضیحات کے لیے دیکھئے مقدمہ کتاب ہذا "اورنگ زیب کے حضرات
مجددیہ سے مراسم۔"

..... قلعہ دارالخلافہ شاہ جہان آباد ۱۳-۸/۳۳۶

شاہ جہان کے اس قلعے کے مختلف حصوں کی تفصیل کے لیے دیکھئے :

(۱) کنبوہ، محمد صالح : عمل صالح ۲۲/۳-۲۰

(۲) سنگین بیگ : سیر المنازل ۸، ۴۵، ۱۲۳

(۳) احمد خان، سرسید : آثار الصنادید ۹۶، ۱۲۳

..... حضرت ایشاں درجواب آں فرمان (اورنگ زیب) مکتوب کلاں بخلد مکان

(اورنگ زیب) تحریر نموده کہ در جلد ثالث کہ مسمی است بہ ۱۶-۱۵/۳۳۶

حضرت خواجہ محمد معصوم کا یہ طویل مکتوب مکتوبات معصومیہ کی جلد ثالث کا
مکتوب نمبر ۲۲۱ ہے جس کا یہ آخری پیرا گراف ہے۔

..... بادشاہ زادہ محمد اعظم شاہ کہ باخلاص تمام مرید شدہ بود ۲۶/۳۳۶

شہزادہ محمد اعظم شاہ کے حضرت خواجہ سیف الدین سے بیعت ہونے کی
تفصیل کے لیے دیکھئے کتاب ہذا (۵۰۷-۵۰۸ مع تعلیقات)

..... باغ حیات بخش کہ درون قلعہ واقع است ۱۳/۳۳۷

باغ حیات بخش کی تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو :

(۱) کنبوہ، محمد صالح : عمل صالح ۲۸/۳ بہ بعد

(۲) سنگین بیگ : سیر المنازل ۸، ۱۰۷

(۳) احمد خان، سرسید : آثار الصنادید ۱۲۳-۱۲۸

..... ازیں طور کار ہای عظیم الاعتبار کہ در آن مرتبہ و مراتب دیگر کہ از آنحضرت ۲۰-۱۹/۳۳۷

(خواجہ سیف الدین) بہ وقوع پیوستہ اند در مکتوبات شریفہ ایشاں جلوہ گراست ...

اورنگ زیب اور معاصر امراء سے روابط اور ان کے نام حضرت

خواجہ سیف الدین کے مکاتیب کے تمام اہم اقتباسات کتاب ہذا کے مقدمے
میں مختلف مقامات پر دے دیئے گئے ہیں۔

نقل یک عریضہ از عرائض ایشاں دریں مقامات ۲۰/۳۳۷

مکتوبات سیفیہ میں حضرت خواجہ سیف الدین کا اپنے والد و پیر بزرگوار حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہ کے نام یہ پہلا عریضہ ہے جو یہاں نقل کیا گیا ہے۔
..... صلاح آثار شیخ ظہور اللہ کہ ازار باب کشف و شہود است ۵/۳۳۹

حضرت خواجہ سیف الدین نے اپنے اس عریضہ بنام حضرت خواجہ میں اپنے تیرہ مخلصین و مریدین کا ذکر کیا ہے۔ اس تعداد میں برابر اضافہ ہوتا رہا۔ انہوں نے مکتوبات سیفیہ میں جتنے مریدین کے عروج باطنی کا ذکر فرمایا ہے ہم نے ان کے اسماء تعلیقات حاضر میں یک جا کر دیئے ہیں (۱۱/۳۳۹)
..... ملتفت خان سرار ادت خواص دنیا ز مندی تمام دادند ۲۱/۳۳۹

میرا براہیم حسین ملقب بہ ملتفت خان بن اصالت خان میر بخشی، عہد شاہ جہان داورنگ زیب میں اہم عہدوں پر فائز رہا ۱۰۹۲ھ / ۱۶۸۱ء کو انتقال کیا۔ (مآثر الامراء ۳/۵۰۸) مزید مآخذ کے لیے دیکھئے :
اطہری : منہل نوبلیٹی انڈیا اورنگ زیب ۱۹۳

..... جواب این مکتوب (حضرت خواجہ سیف الدین) بہ مکاتیب دیگر در مکتوبات جلد ثالث حضرت ایشاں کہ بہ کمال نظر اہر صدور یافتہ است ۸-۷/۳۳۲

مکتوبات معصومیہ کی جلد ثالث میں مکتوب نمبر ۲۳۲ در اصل حضرت خواجہ سیف الدین کے اُسی مکتوب کے جواب میں لکھا گیا ہے، فرماتے ہیں :
مکتوب مرغوب کہ متضمن اذواق علیہ بود خوش وقت ساخت
نوشہ بودند کہ با وجود نسبت محبوبیت و اسرار متعلقہ آں جانب تکمیل و ارشاد روز افزون ست مرقوم نموده بودند کہ بعضی اوقات بہ مباشرت امور مباحہ نزول واقع می شود (۲۴۹/۲۳۲/۳) ۲۰

..... آنحضرت (خواجہ سیف الدین) اشارت تفضل خود بردگیر انخوان بایں عبارت می کردند کہ مکتوبات حضرت ایشاں رحمہ اللہ تعالیٰ حضرت حاضرست
ایں معاملہ کہ قطبیت مطلقہ باشد خلعت ارشاد کتابت ازاں است صریح بنام ایں نحیف ظاہر و آشکار است ۱۶-۹/۳۳۲

حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہ نے حضرت خواجہ سیف الدین کو

لکھا ہے :

(شما) نوشتہ بودند بادی وجود نسبت بمحبوبیت و اسرار متعلقہ آل جانب تکمیل و ارشاد روز افزون ست۔ چہرہ روز افزون نہ بود کہ افضل محبوبان سرور دین و دنیا ست و جانب ارشاد و تکمیل در وی علیہ و علی آلہ افضل الصلوات و اکمل التحیات از ہمہ زیادہ تر بود۔۔۔ (ایضاً)

..... بعد ازیں کہ حضرت مخدوم زادہ مذکور مراجعت ازیں سفر دولت شرمندہ متوجہ وطن مالوف گمزدیدند روز دخول بلدہ حضرت سرہند ۱۹-۱۸/۳۴۰

یہاں جس سفر کی طرف اشارہ کیا گیا ہے وہ حضرت خواجہ سیف الدین کا اورنگ زیب کی تربیت باطنی و اصلاح احوال کے لیے سرہند سے دہلی جا کر قیام کرنا مراد ہے (رک بہ مقدمہ کتاب حاضر)

در شاہ جہان آباد حضرت وحدت قدس سرہ کہ فرزند رشید حضرت خازن الرحمت قدسنا اللہ بسرہ الاقدس ۹-۸/۳۴۱

حضرت وحدت کے حالات اور ان کے قیام شاہ جہان آباد کی تفصیل کے لیے دیکھئے کتاب ہذا (۴۰۸-۴۱۶)

..... بعد از تشریف (حضرت خواجہ سیف الدین) بہ وطن مالوف (سرہند) دیگر ۱۵ از خدمت حضرت ایثار جدا نہ گزیدند ۱۴-۱۵/۳۴۱

یعنی حضرت خواجہ سیف الدین، حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہ کے آخری سنین حیات میں اورنگ زیب کی مصاحبت کو ترک کر کے حضرت خواجہ کی خدمت میں سرہند آ گئے تھے۔ ان کے مکتوبات کے مطالعے سے عیاں ہوتا ہے کہ ان کی غیر موجودگی میں دیگر صاحبزادگان اورنگ زیب کے ساتھ رہتے تھے۔ ۲۰ (رک بہ مقدمہ کتاب حاضر)

..... بانی روضہ منورہ (حضرت خواجہ محمد معصوم) فی الحقیقت ایثار (خواجہ سیف الدین) اندہر چند بنا باعتبار ظاہر روشن آرای بگم رجھا اللہ سبحانہ نمودہ است اما چوں بادشاہ زادہ مذکور بہ توسل ایثار انتساب داشتہ و در محبت ایثار بی نظیر بودہ ۱۹-۱۴/۳۴۱

یعنی حضرت خواجہ محمد معصوم علیہ الرحمۃ کا روضہ مبارک شہزادی روشن آراء بیگم بنت شاہ جہان نے بنوایا تھا، نیز حضرت خواجہ سیف الدین کے ساتھ اس شہزادی کے مخلصانہ روابط کی تفصیل کے لیے دیکھئے تعلیقات ہذا (۲۵۷/۱-۲) و مقدمہ کتاب حاضر۔

۵ مرحومی نواب مکرم خان چند بار بہ حضور ایں عاصی دل نگار روایت از ولایت بہ اقتدار آں قبلہ ادلیا (خواجہ سیف الدین) نمودہ کہ ۸/۳۴۲

نواب مکرم خان اور حضرت خواجہ سیف الدین کے روابط اور نواب کے حضرت خواجہ کے ساتھ نسک ہونے کے بعد حضرت خواجہ سیف الدین سے ارادت کے اشارات مکتوبات سیفیہ میں ملتے ہیں (رک بہ مقدمہ کتاب ہذا و تعلیقات حاضر ۵۱۰/۷ احوال)

۱۰ در صحبت اخیرہ کہ آبخواب (خواجہ سیف الدین) را بہ بادشاہ روی دادہ چوں از اظہار بعضی مخالفان شرمندہ کار تنفسی ہم بہ مقدار ۱۰-۹/۳۴۲

یہاں اس واقعہ کی طرف اشارہ ہے کہ بعض حاسدوں نے اورنگ زیب کو حضرت خواجہ سیف الدین کی علوشان کو غلط رنگ دے کر اُکسایا تو بادشاہ اُن سے متاثر ہو گیا۔ روضۃ القیومیہ کے مولف نے اسے بڑا ڈرامائی رنگ دیا ہے جو چنداں قابل اعتماد نہیں ہے (مقامات خیر ۶۴-۶۵) گویا اورنگ زیب کے ساتھ حضرت خواجہ سیف الدین کی اس آخری صحبت میں نواب مکرم خان بھی موجود تھے یقیناً یہ واقعہ حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہ کے وصال ۱۰۷۹ھ کے بعد کلہ ہے۔ ۱۲/۳۴۲

وَإِنَّ لَهُ وَحُسْنَ مَآبٍ

قرآن ۲۵/۳۸

۲۰

..... تشریف حضرت حجۃ اللہ قد سنا اللہ سبحانہ بسرہ الاقدس جانب سفر حجاز اتفاق یافتہ وقت وداع حضرت حجۃ اللہ (بہ حضرت خواجہ سیف الدین) فرمودند کہ عمر باختر رسیدہ است ۱۶-۱۵/۳۴۲

حضرت حجۃ اللہ کے اس سفر کی تفصیل اور سن کے تعین کے لیے دیکھئے اس کتاب پر ہمارا مقدمہ۔ یہاں حج ثانی کی طرف اشارہ ہے۔

..... حضرت حجۃ اللہ نوزدہ سال بعد از وصال ایشان (خواجہ سیف الدین) ۲۱/۳۲۳
 بہ قید حیات بودند.....

حضرت خواجہ سیف الدین کے وصال ۱۰۹۶ھ کے بعد ۱۹ سال تک
 حضرت حجۃ اللہ بقید حیات رہے (۱۰۹۶ + ۱۹ = ۱۱۱۵) اور ۱۱۱۵ھ میں
 وصال ہوا۔

..... قطب العرفاء شیخ ابوالاعلیٰ..... ۲۳/۳۲۳

یہاں شیخ ابوالاعلیٰ بن حضرت حجۃ اللہ محمد نقشبند ثانی مراد ہیں (ر۔ ک
 مقامات معصومی ۳۰۵-۳۰۶)

صوفی پایندہ طلائی کہ از یاران حضرت ایشان رحمۃ اللہ علیہ بودہ..... ۶/۳۲۴

صوفی پایندہ طلائی کے حالات کے لیے دیکھئے کتاب حاضر ۵۰۱

آنحضرت (خواجہ سیف الدین) رادر تحقیق مقامات سلف..... برتدقیقات
 حضرت مجدد الف ثانی بہ موافق مذاق حضرت ایشان است.....

حضرت خواجہ سیف الدین نے اپنے مختلف مکاتیب میں حضرت مجدد الف ثانی
 کے معارف کی تحقیق اور ان کی تشریح کی ہے۔ حضرت مجدد کے مکتوبات کی شرح
 کے سلسلے میں حضرت خواجہ سیف الدین کی تحریرات سے استفادہ کرنا چاہیے۔

..... مکتوب ایشان کہ بنام شیخ پیر دہلوی است و آن مکتوب شصت و چہارم
 است و از مکتوبات شریفہ ایشان (حضرت خواجہ سیف الدین)۔ ۷-۶/۳۲۵

مکتوبات سیفیہ کے مطبوعہ نسخہ ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان میں مکتوب نمبر ۶۳ پر
 مکتوب الیہ کا نام درج نہیں ہے تاہم مقامات معصومی میں اس مکتوب کا منقولہ
 اقتباس اس مکتوب میں موجود ہے۔ جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ بغیر نام لکھے
 یہ مکتوب حضرت خواجہ محمد معصوم کے خلیفہ شیخ پیر دہلوی کے نام ہے۔ شیخ پیر دہلوی
 کے حالات کے لیے دیکھئے کتاب ہذا (۴۸۴)

..... حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ مبلغ کلی نذر اللہ بستہ بودند کہ اگر ۷-۵/۳۲۶

حکماء دریں مرض لاعلاج فرمایند ادا انما ہم آخر کار حکماء گفتند ایشان ادا فرمودند...
 ملا بدر الدین سرہندی نے حضرت مجدد الف ثانی کے ایام وصال کے

واقعات لکھتے ہوئے اس واقعہ کی طرف اس طرح اشارہ کیا ہے :
 می فرمودند کہ اگر طبیب بگوید کہ مرض تو علاج پذیر نیست صدر و سپہ
 شکر اللہ تعالیٰ انفاق کنم (وصال احمدی ۹)

فرمودند بیشتر از محمد اعظم خواہند شنید..... ۱۲/۳۲۶

۵ یہاں محمد اعظم سے حضرت خواجہ سیف الدین کے فرزند بزرگ خواجہ محمد اعظم
 مراد ہیں، حالات کے لیے دیکھئے کتاب حاضر (۹/۳۲۷)

..... (حضرت خواجہ سیف الدین) در سال ہزار و نود و ششش، ہجری
 ازیں دار پر ملال در گذشتند..... ۲۰/۳۲۶

حضرت خواجہ سیف الدین کے سال وصال میں تذکرہ نویسوں کا
 اختلاف ہے۔

۱۰ شیخ محمد مراد ٹنگ کشمیری نے ”در حوالی سنہ ہزار و نود و چہار رحلت
 فرمودند“..... (تحفۃ الفقراء ۱۹) یعنی حدود ۱۰۹۲ھ، صاحب روضۃ القیومیہ
 (۳۲۶/۲) نے ۱۰۹۵ھ، تذکرہ علمائے ہند (۲۳۰) اور خزینۃ الاصفیاء
 (۶۲۷/۱) میں ۱۰۹۸ھ، نزمۃ الخواطر (۱۶۰/۵) اور عمدۃ المقامات (۳۹۴)

۱۵ میں ۱۰۹۶ھ ہے۔ یہ آخری بیان مقامات معصومی کے درج کردہ سنہ کے
 مطابق ہے۔ ان میں قدیم ترین تذکرہ تحفۃ الفقراء ہے لیکن اس کے مولف نے
 سنہ وفات ۱۰۹۲ھ لکھنے سے پہلے ”حوالی“ کا لفظ لکھ کر اسے قیاسی سنہ بنا
 دیا ہے۔ ہمارے نزدیک صرف مقامات معصومی کے بیان کو دیگر تمام تذکروں
 پر ترجیح حاصل ہے یعنی ۱۰۹۶ھ صحیح ہے۔

..... روضۃ شریفہ (حضرت خواجہ سیف الدین) علیحدہ و مشہور اہل سرہند است۔ ۲۳/۳۲۶

۲۰ حضرت خواجہ سیف الدین کا مزار حضرت مجدد الف ثانی کے روضہ سے
 جنوب کی طرف ہے (روضہ ۲/۲۲۶)

آنحضرت (خواجہ سیف الدین) ہم ہشت فرزند مانند اما سہ پسر کلالاں بودند...
 حضرت خواجہ سیف الدین کی اولاد کے اسماء کے لیے دیکھئے اس کنز
 کے آخری ملحقات۔ ۷/۳۲۷

..... ولادت آں مخدوم زادہ عالی نژاد (شیخ محمد اعظم بن حضرت خواجہ سیف الدین) ۱۰/۳۴۷

پیش از سفر حج حضرت ایشاں رحمۃ اللہ علیہا اتفاق یافتہ۔

یعنی خواجہ محمد اعظم کی ولادت حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہ کے سفر حج (۱۰۶۷ھ) سے قبل ہوئی تھی۔

..... آں مخدوم زادہ (خواجہ محمد اعظم) کتاب فیض الباری فی شرح البخاری بہ ۲۱-۱۹/۳۴۷

عنایت متانت و زیبائی تصنیف فرمودہ عاصی دور از کار و دوسہ جزوی از آں کتاب سبقاً بخد مت حضرت والدی..... خواندہ است.....

خواجہ محمد اعظم بن خواجہ سیف الدین کی تالیف فیض الباری شرح البخاری کے کسی خطی نسخے کا ہمیں تا حال علم نہیں ہے۔

۱۰ شیخ احمد ابوالخیر مکی اور مولانا عبدالحی حسنی نے اسے ”شرحی مفید“ بتایا ہے (ہدیہ ۷۱، نزمہ ۶/۲۷۶)

ڈاکٹر محمد اسحاق نے اسی شرح بخاری کی بنیاد پر خواجہ محمد اعظم کو ”ممتاز محدث“ لکھا ہے۔ (علم حدیث میں پاک و ہند کا حصہ ۱۶۹) یہ معلوم نہ

ہو سکا یہ شرح کس زبان میں تالیف کی گئی تھی۔ مقامات معصومی کے مولف نے اس شرح کا کچھ حصہ اپنے والد گرامی سے سبقاً پڑھا تھا (رک بہ احوال مولف، مقدمہ کتاب حاضر)

..... آنحضرت (خواجہ سیف الدین) و عم شریف شیخ عبداللطیف خسیلی در مدائح الکلمات تعریف (فیض الباری) ادائی فرمودند..... ۲۲/۳۴۷

شیخ عبداللطیف کے حالات کے لیے دیکھئے کتاب ہذا (۴۰۱-۴۰۴)

۲۰ اس جملے میں آنحضرت سے مراد خواجہ محمد اعظم کے والد گرامی حضرت خواجہ سیف الدین ہیں جو اپنے بیٹے کی اس شرح بخاری کی تعریف کرتے تھے گویا خواجہ محمد اعظم نے یہ شرح اپنے والد کے حین حیات یعنی ۱۰۹۶ھ / ۱۶۸۴ء سے قبل مکمل کر لی تھی۔

..... بشارت محبوبیت آں مخدوم زادہ (خواجہ محمد اعظم) را کہ والد بزرگوار ایشاں عنایت کردہ اندازا کا بر مصاحبان آنحضرت والامر تبیت استملع یافتہ ۲۳-۲۲/۳۴۷

بلکہ درمکتوبات شریفہ نیز در زیر قلم آمدہ۔

حضرت خواجہ سیف الدین اپنے اس بیٹے کو ایک خط میں لکھتے ہیں :
 نور چشمہ حقائق آگاہا مکتوب مرغوب کہ مشتمل بر احوال بلند و معارف ارجمند
 بودہ بمطالعہ در آمد و سبب لذات معنویہ کہ دیدایں قسم دید اصل و امتیاز
 تعینات ثلثہ و تفرقہ در میان وصول قدمی و وصول نظری کہ تعلق
 با و راء تعین حبی دارد از نوادر روزگار است ۵

(مکتوبات سیفیہ ۱۷۶/۲۰۰)

ایک اور مکتوب میں لکھتے ہیں :

..... حق تعالیٰ آل نور چشمہ را علم صحیح و کشف صریح عطا فرمودہ است

(ایضاً ۱۷۷/۲۰۰)

۱۰

..... عمر آں مخدوم زادہ بر جادہ (خواجہ محمد اعظم) چہل و ہشت سالہ گردیدہ ، ۹-۸/۳۲

حضرت حجۃ اللہ قدس سرہ در آں ایام در حضرت سرہند تشریف داشتند۔
 یعنی خواجہ محمد اعظم کا انتقال حضرت حجۃ اللہ محمد نقشبند ثانی (ف ۱۱۱۵ھ)
 کے حین حیات ۱۱۱۲ھ میں ان کے وصال سے صرف ایک سال قبل ہوا۔

۱۵

خواجہ محمد اعظم کے مزید حالات کے لیے ملاحظہ ہو :

(۱) کمال الدین محمد احسان : روضۃ القیومیہ ۲/۲۲۶ - قلمی

(۲) محمد فضل اللہ قندھاری : عمدۃ المقامات ۳۹۴

(۳) احمد ابوالخیر مکی : ہدیۃ احمدیہ ۷۱

(۴) محمد حسن جان : انساب الانجاب ۳۵

(۵) عبدالحی حسنی : نزہۃ الخواطر ۶/۲۷۶

۲۰

(۶) ایضاً : الثقافۃ الاسلامیہ فی الہند ۱۵۱

(۷) محمد اسحاق : علم حدیث میں پاک و ہند کا حصہ ۱۶۹

روضۃ القیومیہ کے مولف نے لکھا ہے خواجہ محمد اعظم کی اور تصانیف
 بھی تھیں :

..... جامع بود میان علم ظاہر و باطن سلوک باطن را پیش والد خود

حاصل کردہ و علم ظاہر را نیز تا انتہا رسانیدہ بکہ دریں علم تصانیف
ہم و بسیار مردم از وی استفادہ باطن گرفتند و اکثری پیش او سلوک
تمام حاصل کردہ خلافت یافتند..... (روضہ، قلمی ۲/۲۲۶ - ۲۲۷)

فیض الباری کے علاوہ خواجہ محمد اعظم نے اپنے والد گرامی حضرت
خواجہ سیف الدین کے مکاتیب بھی جمع کیے تھے۔ ایک سو نوے مکتوبات کا یہ
مجموعہ ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان نے حیدرآباد، سندھ سے مکتوبات سیفیہ کے نام
سے شائع کر دیا تھا۔ مکتوبات سیفیہ کے ہمیں صرف مندرجہ ذیل تین خطی نسخے
معلوم ہیں :

- (۱) کتب خانہ مدرسہ محمدیہ، مدراس (خاتمہ مکتوبات سیفیہ مطبوعہ)
- (۲) کتب خانہ شاہ محمد معصوم رام پوری۔ مکہ مکرمہ (مقامات خیر ۶۸)
- (۳) کتب خانہ مولانا ابوالحسن زید فاروقی۔ دہلی، خاتقاہ شاہ ابوالخیر۔
نقل مصحح از نسخہ دوم ۱۳۵۱ھ (ایضاً)

خواجہ محمد اعظم نے مکتوبات سیفیہ پر ایک مختصر ابتدائیہ بھی لکھا ہے جس
میں بارہ اشعار پر مشتمل بزرگان نقشبندیہ کی مدح بھی لکھی ہے۔ قیاس ہے
کہ اشعار خود خواجہ محمد اعظم کے ہیں۔ لکھتے ہیں :

تائش بی انتہا نثار بارگاہ کبریٰ نقشبند نقوش موجودات و نیایش
بی احصا..... احقر خدام ملت اقوام فقیر حقیر محمد اعظم را بہ احواز مکاتیب
قدسی اسالیب..... جناب اقطاب مآب والد بزرگوار ایں فدویت
کردار یعنی حضرت قطب اقطاب..... شیخ سیف الدین
قدس سرہ.....

زہے ایں نامہای رشد فرجام
کہ در آغوش ازاد پیداست انجام
معارف آنچنان دردی، بخوم است
کہ گوئی آسمانی پر بخوم است

..... گویند از والد بزرگوار خود (خواجہ سیف الدین) بشارت حقیقت قرآنی

نیز حاصل نموده.....

یعنی حافظ شیخ محمد حسین بن حضرت خواجہ سیف الدین کو اپنے والد سے
”حقیقت قرآنی“ کی بشارت ملی تھی، شیخ محمد حسین کی باطنی ترقی پر حضرت
خواجہ سیف الدین نے کئی مرتبہ اطمینان کا اظہار فرمایا تھا، لکھتے ہیں :
فرزندی نور چشمی از مناسبت خود بولدیت محمدی علی صاحبہما
الصلوة والسلام نوشته بود از مطالعہ آل حظہا یافت.....

(مکتوبات سیفیہ ۱۴۳/۱۹۹)

شیخ محمد حسین کے نام حضرت خواجہ سیف الدین کے تین مکاتیب ہیں،
جن میں انہیں پابندی اوقات اور تعلیم ظاہری کے حصول کی تاکید کی گئی ہے۔
ایک عریضہ کے ذریعہ انہوں نے طالبوں کی استدعا پر ”صحبت سکوت“ کی
اجازت چاہی ہے۔ تیسرے مکتوب میں حضرت خواجہ سیف الدین نے لکھا ہے کہ
”تمہارا خط جو تم نے تھانیر سے لکھا تھا“ (۱۴۵/۱۹۹) جس سے قیاس ہے
کہ خواجہ محمد حسین تھانیر میں مصروف ارشاد ہوں گے۔

مولفِ روضۃ القیومیہ نے شیخ محمد حسین کو سہواً حضرت خواجہ سیف الدین

کا فرزند سوم لکھ دیا ہے، لکھتے ہیں :
شیخ محمد حسین پسر سوم حضرت شیخ سیف الدین، سلوک باطن در خدمت
والد خود حاصل کردہ و در زہد و تقویٰ ید بیضا داشت و بر شریعت و
طریقت خوب مستقیم بود (روضۃ ۲/۲۲۷، قلمی)

..... ۲۳-۲۲/۱ (شیخ محمد حسین) دو فرزند باقی گذاشتہ..... اکبر شیخ محمد معظم و اصغر
شیخ محمد مسیح.....

۲۰ شیخ محمد معظم و شیخ محمد مسیح کی اولاد کی تفصیل کے لیے دیکھئے شجرات
نسک تعلیقات حاضر (۳۲۹/۱۱)

شیخ محمد معظم پسر کلاں شیخ محمد حسین ارادت بحضرت محمد صغیر اللہ بن
حضرت خواجہ محمد معصوم) داشت و سلوک از حضرت محمد صدیق (بن
حضرت خواجہ محمد معصوم) حاصل کردہ بر شریعت و طریقت مستقیم است

اولاداد (محمد معظم) ایک دختر دار و منسوب بہ محمد محفوظ — محمد مسیح
پسر دوم شیخ محمد حسین است ارادت بہ پدر داشت در صلاحیت و
اتقائی نظیر بود لا ولد از دنیا رفت۔ (روضہ ۲/۴۲۷)

۲۴/۳۴۸ واقف اسرار لاریب شیخ محمد شعیب قدس سرہ فرزند ثالث آنحضرت
(خواجہ سیف الدین) بودہ
۵

مولف روضۃ القیومیہ نے شیخ محمد شعیب کو فرزند دوم بتایا ہے جو غلط نہیں
ہے، لکھتے ہیں :

سلوک باطن از والد خود حاصل نمودہ بطور پدر بزرگوار صبح و شام حلقہ
و مراقبہ بایاران در خانقاہ می کرد و استقامت کلی بر سنت سنیہ مصطفویہ
داشت (روضہ ۲/۴۲۷)

۵/۳۴۹ (شیخ محمد شعیب) در سال ہزار و صد و بست و یک پیش از غلبہ کفار در
حضرت سرہند ازین دار در گذشتہ۔

سرہند پر بندہ سنگھ کا ۲۶ ربیع الاول ۱۱۲۲ھ/۲۴ مئی ۱۷۱۰ء کو قبضہ
ہوا (گنڈا سنگھ: بندہ سنگھ ۶۷) گویا سرہند پر سکھوں کے غلبہ سے ایک سال
قبل شیخ محمد شعیب کا ۱۱۲۱ھ میں انتقال ہوا۔

۹-۶/۳۴۹ سہ فرزند آنحضرت (شیخ محمد شعیب) بالفعل در قید حیات اند
کلاں تر شیخ محمد عسلی است شاعر و فاضل
۵

روضۃ القیومیہ اور انساب اولاد حضرت مجدد الف ثانی پر دو مشہور کتابوں
یعنی ہدیہ احمدیہ اور انساب الانجاب میں ان کا نام محمد عباس درج ہے۔ جہاں
شیخ محمد شعیب کی اولاد ایک مذکورہ صاحبزادے اور تین لڑکیاں بتائی گئی ہیں
۲۰ (رک بہ شجرہ نسک اوراق ہذا)
روضۃ القیومیہ میں ہے :

محمد عباس ارادت بہ پدر داشت جوانی صالح و پرہیزگار بود و
قابلیت بسیار داشت ہر کس کہ در مجلس ادبی نشست شیفتہ او
می شد (۲/۴۲۷)

اورنگ زیب اور اس عہد کے امراء کے ساتھ حضرت خواجہ سیف الدین قدس سرہ کے روابط کی تمام تر تفصیلات ہم نے اس کتاب کے مقدمے میں درج کر کے ثابت کیا ہے کہ یہ تعلقات محض ”ترویج شریعت اور دفع بدعات“ کے لیے تھے۔

۵ معاصر مولف شیخ محمد مراد ٹنگ کشمیری جو کئی مرتبہ حضرت خواجہ سیف الدین سے ملے تھے، لکھتے ہیں :

باوصف آل اکثر روز بدرس علوم فقہ و حدیث و افادہ معانی بااداب تمام و محافظت ظاہر و باطن و حفظ نسبت شغل می نمودند مکرر ادای حج کہہ دند راقم حروف بارہا زیارت ایساں کہہ دہ و بجلقہ درس ہم مکرر بامر حضرت پیر و مرشد (حضرت وحدت) حاضر و مستفیض شدہ ۱۰

(تحفۃ الفقراء ۱۸-۱۹)

۱۱-۱۰/۳۴۹ رَبَّنَا ظَلَمْنَا مِنَ الْخَاسِرِينَ

قرآن ۲۳/۴

حضرت خواجہ سیف الدین قدس سرہ کے بہت سے مریدین و مخلصین تھے، مولف روضۃ القیومیہ (۲/۲۳۰) نے لکھا ہے کہ ان کے ”بے شمار خلفاء“ تھے۔ حضرت خواجہ سیف الدین نے اپنے مختلف مکاتیب میں اپنے بہت سے مریدین کی باطنی ترقی کا حال لکھا ہے جن کے اسماء گرامی حسب ذیل ہیں :

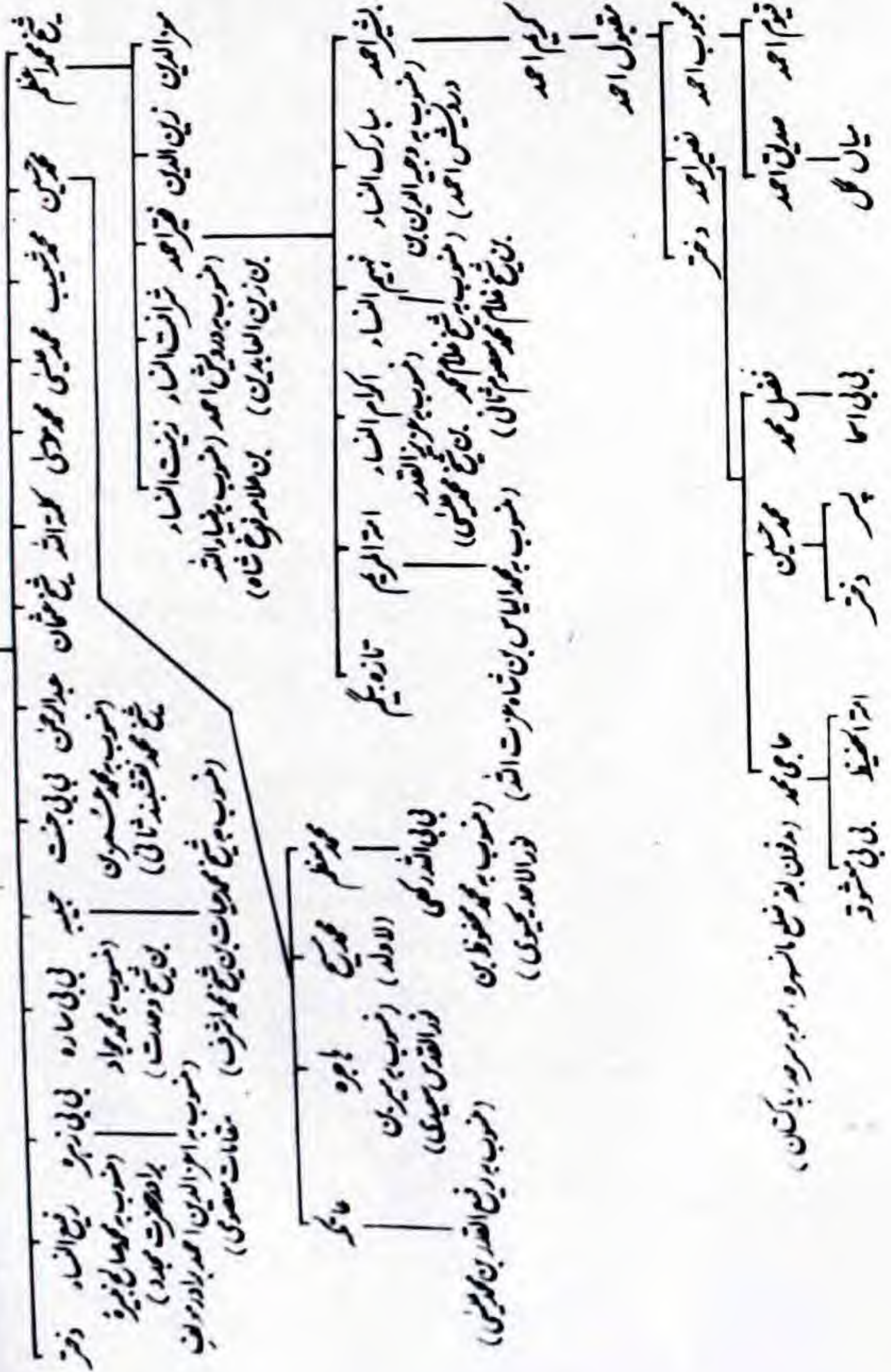
- ۱۵ (۱) شیخ ظہور اللہ (۲) صوفی عبدالغفور (۳) حافظ موسیٰ (۴) حاجی عبدالرؤف (امام مسجد فتح پوری) (۵) حافظ عبدالجلیل لنک (از شیوخ دہلی)
- ۲۰ (۶) ملتفت خان (میرابراہیم حسین بخشی) (۷) محمد فاضل بن میر محمد عارف منگل کوٹی (۸) محمد صادق افغان (۹) صوفی پایندہ (۱۰) صوفی سعد اللہ کابلی (۱۱) ملا محمد جان ورسکی (۱۲) ملا عبدالخالق (۱۳) حاجی محمد شریف بخاری (۱۴) ملا محمد سالم (۱۵) نور محمد سرہندی (۱۶) خان سعادت نشان سزاوار خان (۱۷) محمد رضا و پسرا و مرزا جمال اللہ بن سعید خان (۱۸) شیخ مخدوم (۱۹) صدیق بیگ (۲۰) سید میر کمال الدین حسین داماد میرابراہیم مرحوم (۲۱) خواجہ محمد زاہد

- (۲۲) میاں رفیع الدین (۲۳) محمد حسین (۲۴) ملا قاسم (۲۵) شیخ عرب
 (۲۶) حاجی احمد (۲۷) خان بیگ (۲۸) حافظ الہ یار (۲۹) صوفی عبدالغفور
 (۳۰) شیخ عبدالحمید (۳۱) ملا شاہ حسین (۳۲) حاجی عاشور بلخی (۳۳) شہزادی
 روشن آراء بیگم بنت شاہ جہان (۳۴) شیخ عطاء اللہ سورتی (۳۵) میر محمد ابراہیم مذکور
 ۵ برادر میر محمد نعمان بدخشی (۳۶) نواب مکرم خان (۳۷) مرزا محمد میرک
 (۳۸) خان سعادت نشان محتشم خان (۳۹) شیخ محمد باقر لاہوری (۴۰) حافظ محمد حسن
 دہلوی (۴۱) سلطان عبدالرحمن بن نذر محمد بلخی (۴۲) ملا شاہ محمد ساکن پٹنہ
 (۴۳) میاں شیخ پیر دہلوی (۴۴) حاجی عوض (۴۵) بی بی عرب حسام
 (۴۶) سید امیر خان (۴۷) حاجی اسد اللہ وزیر آبادی (از خلفائے حضرت
 شیخ آدم بنوڑی) (۴۸) شہزادہ محمد اعظم (۴۹) سید علی عرب عیدروس
 ۱۰ (مصنف زین العلم) (۵۰) قاضی محمد منیر (۵۱) حافظ مقصود علی (منصب دار)
 (۵۲) بختاد خان (۵۳) ابن ملا عبدالحق (۵۴) زین العابدین (۵۵) قاضی فضل اللہ
 (۵۶) میر مرتضیٰ (۵۷) ملا محمد امین حافظ آبادی (۵۸) میاں شیر محمد
 (۵۹) خواجہ عبداللہ کولابی (۶۰) حاجی محمد صالح (۶۱) شیخ محمد اولیا بن شیخ آدم
 بنوڑی (۶۲) خال بیگ (۶۳) تیمور بیگ (۶۴) شیخ عبدالباقی (۶۵) عاشور بیگ
 ۱۵ (۶۶) شیخ محمد تھانیسری (۶۷) شیخ بایزید سہارنپوری (۶۸) محمد کاظم بن
 شیخ حجتہ اللہ (۶۹) شیخ بہار الدین (۷۰) حاجی محمد یوسف کولابی (۷۱) ملا ابوالحسن
 (۷۲) میراں سید اسرائیل (۷۳) سید نور محمد بنگالی (۷۴) فراد بیگ (۷۵) میاں
 عطاء اللہ (۷۶) مولانا ابوالقاسم کابلی (۷۷) حافظ جیو (۷۸) حاجی کمال
 (۷۹) شیخ محمد صادق (۸۰) عبدالواحد کھار (۸۱) میاں نجم الدین سلطان پوری
 ۲۰ (۸۲) محمد عارف (۸۳) نعمت اللہ درویش (۸۴) رحیم داد افغان (۸۵) ملا ضیاء الدین
 مصاحب شہزادہ (۸۶) کالا خان افغان (۸۷) حافظ محمود شریف خطیب
 (۸۸) شیخ عیسیٰ ملتان (۸۹) میاں حسام الدین احمد ملتان (۹۰) میاں محمد عاقل (لاہوری)
 (۹۱) حافظ محمد شفیع (۹۲) شیخ آدم ٹھٹھوی (۹۳) شیخ انس (۹۴) انوند شاہ مراد
 (۹۵) سید فتح محمد (۹۶) شیخ عنایت اللہ (۹۷) میر سید شرف الدین حسین (والد گرامی)

علامہ باقر لاہوری و قاضی لاہور (۹۸) حافظ عبد الرؤف ٹھٹھوی (۹۹) محمد حامد لاہوری (۱۰۰) شاہ بیگ (۱۰۱) شیخ محمد سلیم (۱۰۲) سید مرزا (سرہندی) (۱۰۳) میاں شاہ محمد (کمانی مکتوبات سیفیہ) (۱۰۴) شاہ سکندر کابلی (مقامات معصومی ۳۴۸)

- ۵ مولف ردۃ القیومیہ (۲/۲۲۹) نے حضرت خواجہ سیف الدین کے حسب ذیل دو مزید خلفاء کا ذکر کیا ہے :
- (۱۰۵) صوفی صدر الدین (۱۰۶) شاہ عباس بشتی کابلی (از اولاد سید علی ترمذی) حضرت خواجہ سیف الدین کے مریدین کی مندرجہ بالا فہرست میں بعض ایسے اصحاب کے اسماء بھی ہیں جو باقاعدہ حضرت خواجہ محمد معصوم علیہ الرحمۃ کے اجازت یافتہ تھے (رک بہ کتاب حاضر باب خلفاء)
- ۱۰ حضرت خواجہ سیف نے لکھا ہے کہ حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہ میرے مریدین پر بہت مہربان تھے، اپنے مریدین کی ترقی باطنی کا حال بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں :

- (بنام علامہ باقر لاہوری) احوال طالبان میں جہاں کہ از اطراف و اکناف عالم جمع شدہ اند روز بروز در ترقی است چنانچہ چندی از یاران فقیر ولایت احمدیہ استعلا یافتہ است و جماعت بہ لحوق حقیقت الحقائق کہ کنایت از تعین حقیقت است مشرف گشتہ بہ کمالات مرکز آن تعین مباہی و مفتخر اند و طائفہ بہ وصول حقیقت صلوٰۃ و تحقیقت قرآن مجید و تحقیقت کعبہ ربانی شادمان و خورسند اند بالجملہ معاملہ ارشاد در کمال علو است کار و بار سنین ساعات قرار یافتہ است و حضرت ایشان بہ یاران فقیر بغایت مہربان اند (مکتوبات سیفیہ ۱۴۱/۱۶۶)
- ۱۵
- ۲۰



شیخ محمد عیسیٰ (ف ۱۱۵۳ھ) بن خواجہ سیف الدین

محمد بنیع القدر محمد عزیز القدر محمد عظیم القدر
 (منسوب بہ عز الدین بن محمد اعظم بن خواجہ سیف الدین)
 شہداء احمد بی بی صدیقہ
 (لا ولد) (منسوب بہ فضل احمد بن محمد موسیٰ مصوی)

فتح النساء (منسوب بہ محمد اسد)
 (منسوب بہ محمد مستقیم)
 بن عظیم القدر (منسوب بہ محمد شرف بن رضی الدین بکوی)

امۃ العزیز (منسوب بہ میاں شریف احمد بن نجیب احمد)
 شہاب البوسیدہ دہلوی صفیہ بیگم
 (منسوب بہ غلام حسین بن سراج احمد)

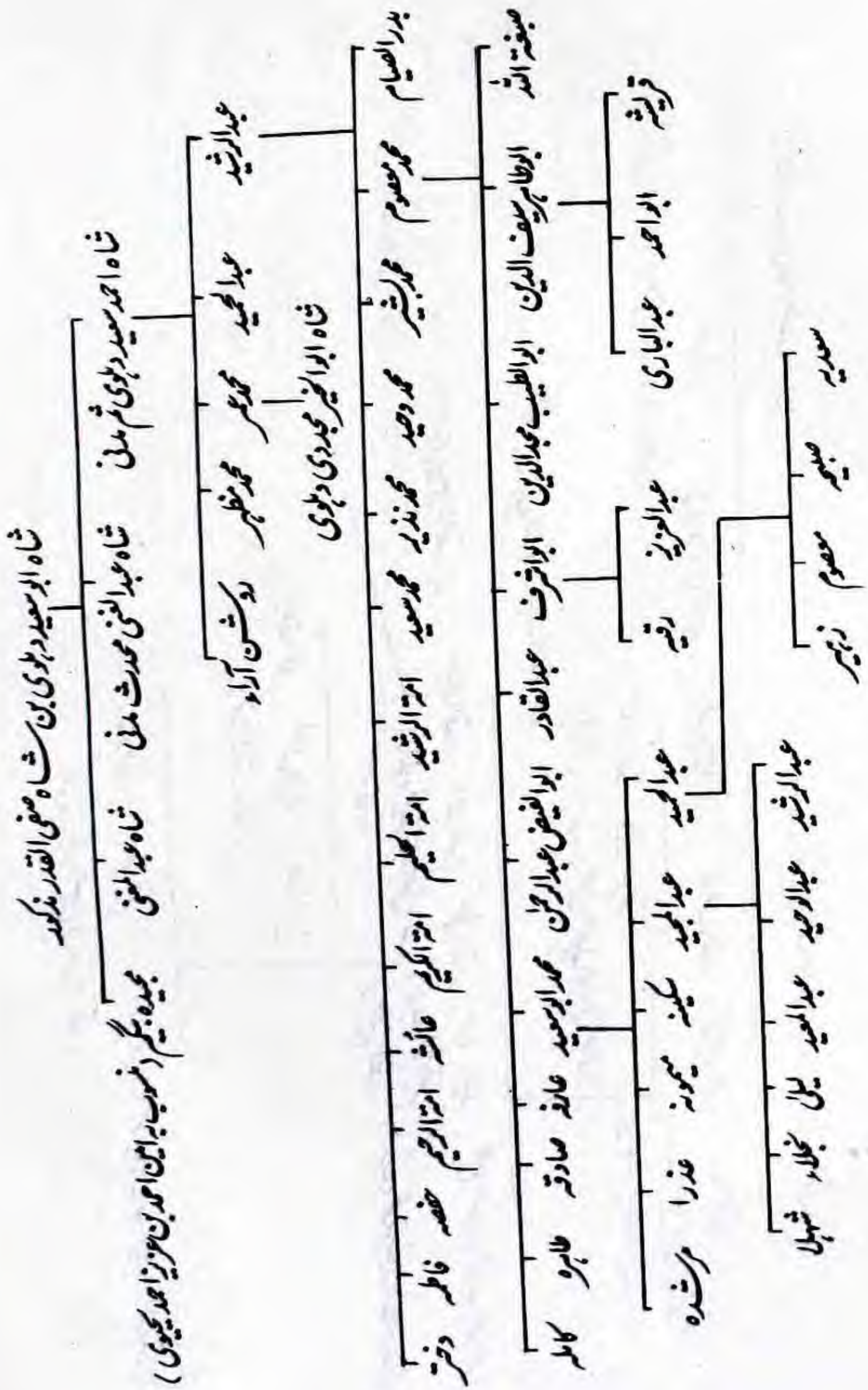
شیخ محمد شعیب بن خواجہ سیف الدین

خیر النساء ام ہانی بی بی وجیرہ یا رضیہ
 (منسوب بہ محمد معاذ بن محمد اسحاق صادق)
 اعز النساء (منسوب بہ سید آگاہ بن اہل الشذوذ امہ حضرت خواجہ محمد سعید)

امۃ العالۃ بی بی شرف (منسوب بہ احمد مصوم بن عزیز القدر)
 (منسوب بہ سیف الرحمن بن سیف الشذوذ مصوی)

حسین مصوم رضا مصوم محمد رحیم امۃ المصوم
 (لا ولد) (لا ولد)
 پسر

سیف احمد فضل عزیز عبدالعزیز
 (تختہ المرشد ۱۵۷۷)



شاه ابوالخیر بن شاه محمد عمر بن احمد سعید دہلوی

عابدہ صابرہ کاملہ احمدی محمدی فاطمہ صدیقی فاروقی ابوالفیض بلال نبی بی عثمانی نبی بی حسرتی امۃ اللہ ابوالحسن زید البوسد سالم
(ف ۱۳۹۸ھ)

ابوالمجد عبد الرحمن خديجة عائشة عبد الرحمن زينب عبد الله عبد الله رابع ماجه فاطم

ابوالفضل محمد صفیہ البرز اب حاد البرخیر احمد سنیہ عطیہ نعیمہ زکیہ خیرہ

سعد
ہمدانی
النس

البديكر
سعاد
البحفص عمر عاصم
جعفر
عبدالله عامر
عبدالعزیز
فوزیہ
فازہ

(مانخوڙاڙ مقالمات خیر)

شاہ محمد ظفر علی شاہ احمد سید ولد

مہمانہ جسر امہ مہمانان اعلیٰ پادشاهی محمد صینی سنی الایم ۱۲۰۱ بجلی نظر خدیجہ ۱۲۰۱ سورنہ ہمدوم

一

استاذنا المحترم
صالح بن محمد بن عبد الله

جہانگیر

لا تفرحوا بفرحكم هذا

(انھوں نے تعلیمت غیر ۱۰۴-۱۰۵)

شاہ جہان علی محمد بیگ شاہ ابرار صید دہلی

[illegible]

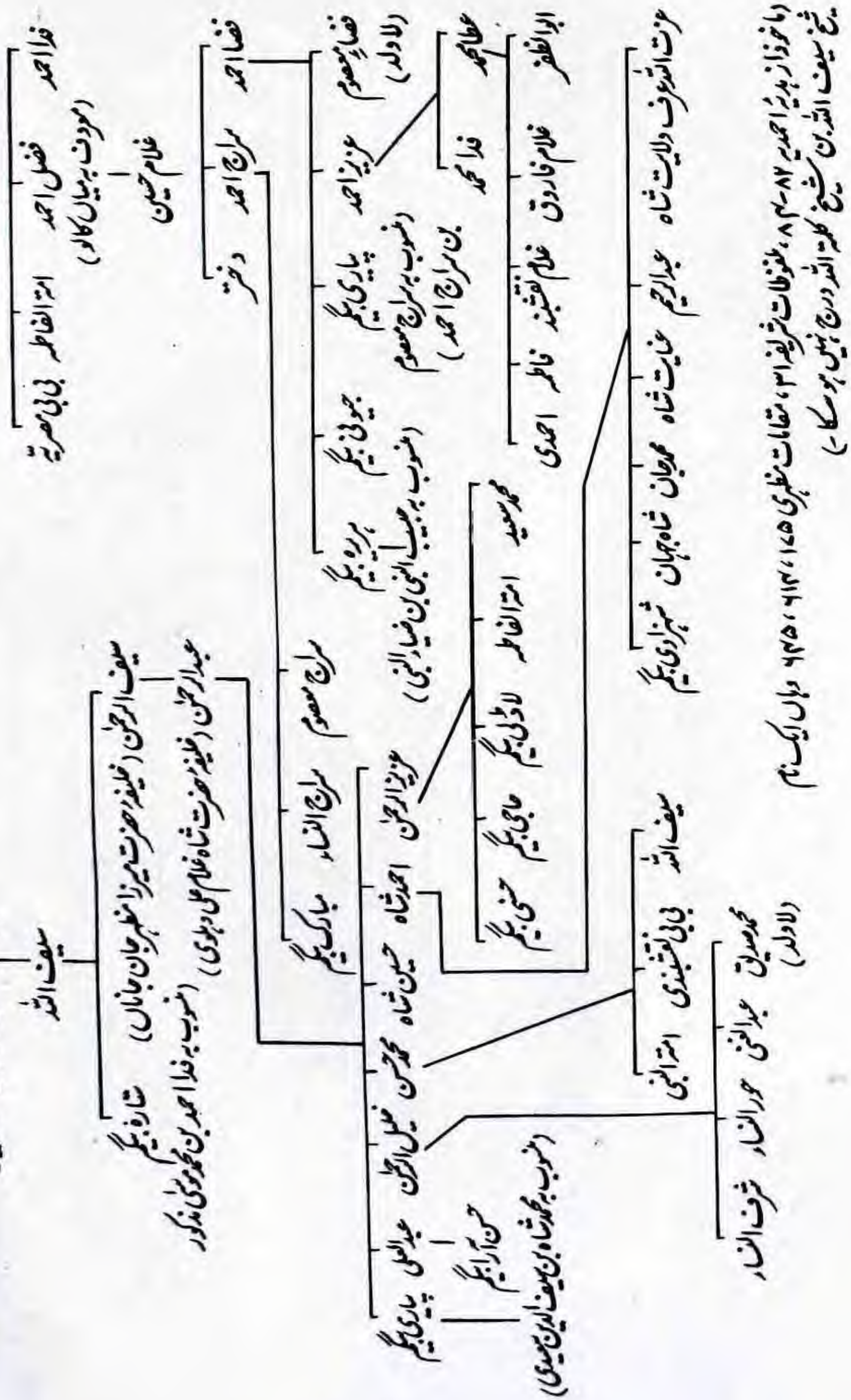
(ماخذ: جريدة العرب، ٤٩، حلت في ١٩٨١)

شاہ عبدالغنی بن شاہ ابوسعید دہلوی

محمد مصباح الحقی، ایم ایم صفحہ دفتر دفتر پسر

عبدالرشید باغی، اعلیٰ درجہ کے محکمہ تعلیم کے سربراہ

(وَأَخَذَ مِنْهُمْ مِيثَاقًا غَمِيرًا) ، وَهِيَ الْخِصْمَةُ (٨٠)



ولادت باسعادت آل قبلہ اصحاب ولایت (شیخ محمد صدیق بن حضرت خواجہ محمد معصوم) ۱۲/۳۵۰
در شہر سنہ ہزار و پنجاہ و نہ
یعنی حضرت شیخ محمد صدیق کی ولادت ۱۰۵۹ھ میں ہوئی لیکن مولف

- روضۃ القیومیہ (۲/۲۲۸) نے ان کا سال ولادت ۱۰۵۷ھ دیا ہے، جو مقامات معصومی کے مقابلہ میں چنداں اہمیت نہیں رکھتا۔ مقامات معصومی کے ۵
سنہ کی تصدیق عمدۃ المقامات (۳۹۲)، ہدیۃ احمدیہ (۸۴)، انساب النجباء (۴۱) نزہۃ الخواطر (۶/۳۲۳) سے بھی ہوتی ہے۔ معاصر مورخ محمد عارفی نے لکھا ہے کہ شیخ محمد صدیق کی عمر ستر سال سے متجاوز تھی (تاریخ محمدی ۴۰) مقامات معصومی (۳۵۵) ہی کے مطابق ان کا سال وصال ۱۱۳۱ھ ہے۔ اس طرح ان کی عمر ۷۲ (۱۱۳۱-۱۰۵۹) سال ہوگی۔ گویا تاریخ محمدی کے بیان نے مقامات معصومی ۱۰ کے مندرجہ سنہ ولادت (۱۰۵۹ھ) کی ایک حد تک تصدیق کر دی ہے۔

..... روزی ارادت خان کہ فاضل مدقق و نکتہ چیں محقق بود بہ حضور احقر بجناب آنحضرت (شیخ محمد صدیق) قدس سرہ رسیدہ
یہاں "ارادت خان" سے مراد تاریخ ارادت خان کا مشہور مولف اور شاعر مبارک اللہ واضح مخاطب بہ ارادت خان ہے۔ وہ میرسنجر خلیفہ شیخ ۱۵
عبدالوہاب نقشبندی لاہوری کامریڈ اور میر محمد زمان راسخ سرہندی (رک بہ کتاب حاضر ۵۰/۲۳) کا شاگرد تھا۔ تفصیل کے لیے دیکھئے کتاب ہذا کا مقدمہ "راویان مقامات معصومی"

..... سن شریف ایشاں (شیخ محمد صدیق) بست سالہ بود کہ وصال ہضرا ایشاں روی دادہ
۲۰

- یعنی حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہ کے وصال ۱۰۷۹ھ کے وقت شیخ محمد صدیق (متولد ۱۰۵۹ھ) کی عمر صرف بیس سال تھی (۱۰۷۹-۱۰۵۹=۲۰) (انما) مثل امتی مثل الغیث لا یدری اولہ خیرام آخرہ ۳-۲/۳۵۱
یہ حدیث ہے، اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ ۵۴/۲ (کتاب الفتن باب فی ثواب ہذہ الامۃ فصل ۳)

۳۵۵/۲-۶ (حضرت شیخ محمد صدیق) می فرمودند کہ بادشاہ خلد مکان ہنگامی کہ متوجہ حسن ابدال

بودہ روز منزل حضرت سرہند شقہ کہ بدستخط خود بایں ضعیف نوشتہ
 ۵

اورنگ زیب آفریدی سرداروں کی شورش رفع کرنے کے لیے (۱۰۸۵-۱۰۸۶)

(۱۰۸۶) حسن ابدال میں مقیم رہا (تاریخ حسن ابدال ۹۲)، گویا وہ ۱۰۸۵ھ میں سرہند شریف میں اسی سفر کے دوران مقیم تھا۔

۳۵۵/۴-۸

..... فقیر دور از کار (مولف) یک بار بہ داعیہ گوالیار از سرہند برآمد چوں بہ

شاہ جہان آباد رسیدہ در مقام آنحضرت (شیخ محمد صدیق) قدس سرہ بدستور قدیم خود منزل نمودہ
 ۱۰

گویا حضرت شیخ محمد صدیق مستقل طور پر دہلی میں رہتے تھے۔ روضۃ القیومیہ

میں ہے کہ حضرت خواجہ محمد معصوم کے وصال ۱۰۷۹ھ کے بعد حج کے لیے گئے تو واپس آتے ہوئے شاہ جہان آباد میں سکونت اختیار کر لی اور آخری دم تک وہیں رہے (۲۳۰/۲)

۳۵۵/۱۵-۱۷ مقامات ایشاں (شیخ محمد صدیق) کہ بزبان فصیح عربی کہ عربان فضلا کہ مرید

آنحضرت باشند تصنیف نمودہ رجوع باید نمود
 ۱۵

یعنی علمائے عرب نے جو شیخ محمد صدیق کے مرید تھے، شیخ محمد صدیق کے

حالات و مقامات پر کتابیں تالیف کیں۔ افسوس ہے کہ ان میں سے ایک کتاب

بھی ہمیں اس وقت تک نہیں مل سکی۔ انوار القدسیہ کے مولف نے

شیخ محمد صدیق کے سفر حج، وہاں ان کے قیام، قبولیت اور عرب خلفاء کا ذکر

ان لفظوں میں کیا ہے جس سے اس اشارے کی قدرے وضاحت ہوتی ہے:

۲۰ حج بیت الحرام وفان بعناية الهية وتفضلات نبوية

وحصل له قبول عظيم في تلك الاماكن المطهرة

فاقام مقام ثم خلفاء الارشاد العباد، من اشهرهم

العارف النبوي السيد عبد الله باحسين العلوي شيخ

الامام الكبير المقام الشيخ محمد بن عقيلة صاحب

المسلسلات الجلیلة قدس سرہا ثم انقلب الى اہلہ

مسوراً ثم بنى رباطاً فى مدينة دهلى وتصدر
لهداية العالمين فقصد الامراء والفقراء وازدحم
على بابيه العلماء والشرفاء حتى دخل سلطان الهند
فرخ سير فى طريقه (۲۰۰)

- ۵ ممکن ہے کہ حضرت شیخ محمد صدیق کے مناقب و مقامات پر عربی میں
کتا ہیں ان دو خلفاء عرب یعنی سید عبداللہ العلوی اور شیخ محمد بن عقیلہ نے
تالیف کی ہوں۔

..... بادشاہ مرحوم فرخ سیر..... کہ مرید آنحضرت بودہ
فرخ سیر کی حضرات مجددیہ سے عقیدت کی تفصیل کے لیے دیکھئے کتاب

- ۱۰ ہذا (۵۰۸ و مقدمہ کتاب حاضر)

۲۰-۱۹/۳۵۰ درہنگام قیداد (فرخ سیر)..... تا آنکہ شب پنجم شہر جمادی الاول سنہ ہزار و
صد و سی و یکم ہجری (شیخ محمد صدیق) جاں بحق تسلیم کردند.....

لیکن روضۃ القیومیہ (۲/۲۳۱) میں سال ولادت کی طرح شیخ محمد صدیق
کا سال وصال بھی غلط لکھا گیا ہے یعنی ۱۱۳۰ھ، معاصر مورخ محمد حاشی نے

۱۵ ”شب دوشنبہ ۲ یا ۵ جمادی الاول ۱۱۳۱ھ فوت شد“ لکھا ہے (تاریخ محمدی ۳۹)
صاحب مقامات معصومی نے مزید وضاحت کی ہے کہ فرخ سیر ابھی قید میں ہی

تھا کہ شیخ محمد صدیق کا وصال ہو گیا۔ فرخ سیر ۸۔ ربیع الثانی ۱۱۳۱ھ کو گرفتار
اور ۸۔ جمادی الثانی ۱۱۳۱ھ کو قتل ہوا (تاریخ محمدی ۳۸-۳۹)۔ جس سے

مقامات معصومی کا دیا ہوا سال وفات مع تاریخ یعنی ۵۔ جمادی الاول ۱۱۳۱ھ
کی تصدیق ہو جاتی ہے۔ اس سے تمام متاخر تذکرہ نویسوں کا بیان غلط شمار کیا
۲۰ جائے گا۔

تاریخ وصال آنچہ فرزندی نیاز احمد..... یافتہ ”معرفت زمان مُرد“
”معرفت زمان مُرد“ کے عدد شمار کرنے سے ۱۱۳۲ھ بنتے ہیں یعنی اس

مادے میں ایک عدد زیادہ ہے۔ اگر یہ مادہ ”معرفت زمان مُرد“ ہوتا تو ۱۱۳۱ھ
برآمد ہوتے یعنی معرفت = ۷۹۰ + زمن = ۹۷ + مُرد = ۲۲۲ = ۱۱۳۱ھ

یہ حضرت شیخ محمد صدیق کے بڑے صاحبزادے تھے۔ سرہند میں اوائل شعبان ۱۱۵۹ھ کو ۸۰ سال کی عمر میں فوت ہوئے (تاریخ محمدی ۱۳۳) گویا ان کی ولادت حدود ۱۰۷۹ھ میں ہوئی اسی سال ان کے دادا حضرت خواجہ محمد معصوم کا وصال ہوا۔

شیخ محمد مہدی کے متعلق روضۃ القیومیہ میں لکھا ہے :
سلوک باطن را بخدمت والد خود حاصل کرد و علم ظاہر نیز تا انتہا رسانیدہ۔
خالقہ حضرت ایشاں (خواجہ محمد معصوم) را لازم گرفتہ است و در طاعت و عبادت مشغول است و بر شریعت و طریقت استقامت کلی دارد
(۲/۲۳۰ - قلمی)

۱۸-۱۵/۳۵۶ شیخ عبدالباقی فرزند ثانی آنحضرت اند.....

شیخ محمد صدیق کے دوسرے صاحبزادے شیخ عبدالباقی کے بارے میں روضۃ القیومیہ کا بیان ملاحظہ ہو :

..... علم ظاہر نیز تا انتہا رسانیدہ و نیز حافظ قرآن خوب است بطور

پدر بزرگوار صبح و شام حلقہ و مراقبہ می کند..... (۲/۲۳۰)

حضرت شیخ محمد صدیق کے بہت سے خلفاء تھے۔ دو عرب خلفاء کا ذکر (تعلیقات ہذا ۱۵-۱۷) کیا جا چکا ہے۔ یہ چند نام روضۃ القیومیہ (۲/۲۳۰ - قلمی) میں بھی ہیں :

(۱) شیخ فتح اللہ بہاری (۲) شیخ عبدالباسط گیلانی (از اولاد حضرت شیخ عبد القادر گیلانی غوث اعظم) (۳) حافظ سعد اللہ (۴) محمد کامل

شیخ محمد صدیق کے معاصر مولف شیخ محمد مراد ٹنگ کشمیری نے جو ان سے کئی مرتبہ مل چکے تھے لکھا ہے :

حافظ حدود اللہ صاحب ولایات احدی واقف رموز سرمدی
تربیت از خدمت والد ماجد یافتند چندین سال است کہ فی الحال در
شاہ جہان آباد ارشاد بخش و فیض رساں عالم و عالمیانند جامع کمالات

صوری و معنوی اند و خبر ظاہر و باطن فقراء می کردند اکثر مردم غریب در خدمت ایشان ملازم و مریدند ادام اللہ ظلہ ارشادہ محرر مکرر از صحبت ہای ایشان مستفید شدہ (تحفۃ الفقراء ۱۹)

حضرت شیخ محمد صدیق کی اولاد کی تفصیل کے لیے تعلیقات ہذا سے منسلک شجرات ملاحظہ کریں۔

۵

..... بنات (حضرت خواجہ محمد معصوم) ہم شش اند.....

۲۰/۳۵۶

حضرت خواجہ کی صاحبزادیوں کے اسماء اور ان کی اولاد و انساب کے لیے دیکھئے تعلیقات حاضر کے ساتھ منسلک "شجرہ دختران حضرت خواجہ"

..... بالفعل (۱۱۳۳-۱۱۳۴ھ) والدہ احقر (مولف) کہ بنت صفری آنحضرت

۳-۲/۳۵۷

(خواجہ محمد معصوم) اندر قید حیات، قدری از احوال ایشان در کنز اول مقدمہ
۱۰. ایں مقامات مذکور گردیدہ.....

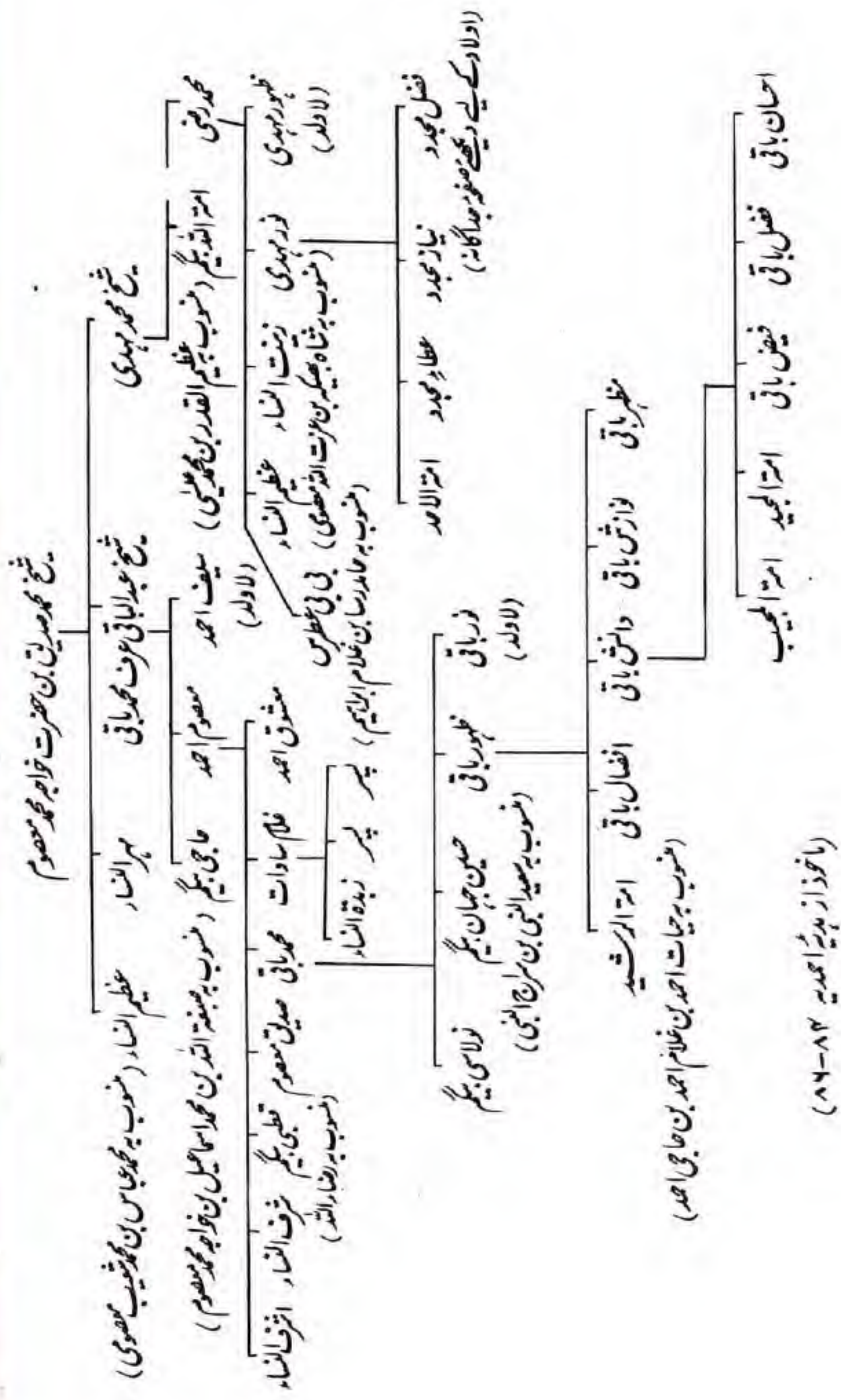
مولف کی والدہ حضرت صفیہ بیگم کے حالات کے لیے دیکھئے کتاب ہذا

(۱۶-۱۹) و مقدمہ کتاب "احوال مولف"

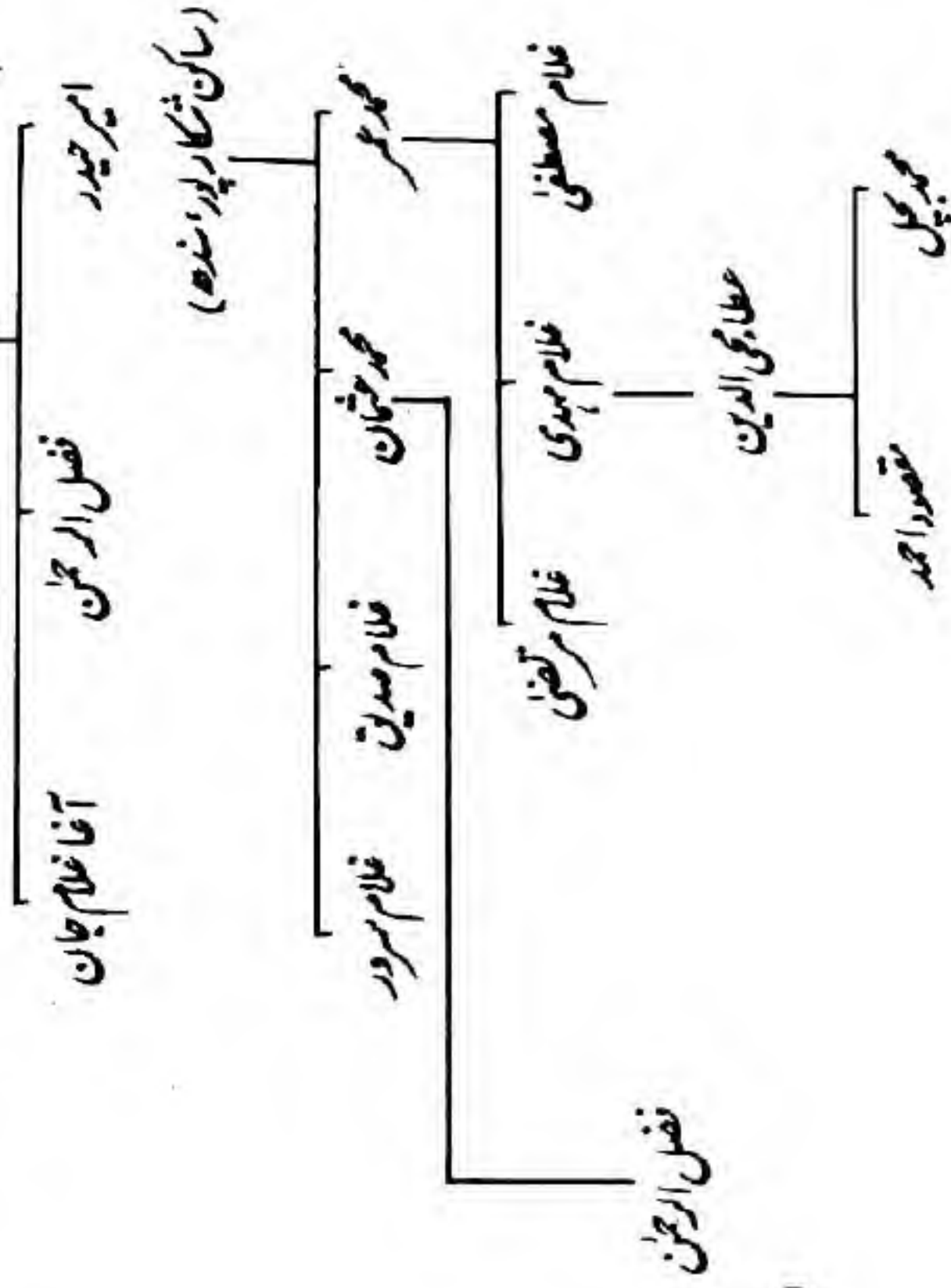
۵-۲/۳۵۸ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا الْكَافِرِينَ

قرآن ۳/۱۴۷

۱۵



شیخ فضل مجدد بن کشیخ نور مهدی بن شیخ محمد رضی بن شیخ محمد مهدی بن شیخ محمد صدیق قدس اسرار هم



(ماخوذ از انساب الانجلیب ۴۲)

(امین الله علوی)

مفتاح، ششم

۱۲-۱۰/۳۵۹ الحمد لله الذی هو الرحیم الغفور۔

قرآن ۲-۱/۳۴

- ۱۰ کتاب منظر ادلی الالباب قبل ازاں بہ چند سال اکتساب سعادت کردہ است
یعنی مولف نے یہ کتاب اپنے والد گرامی حضرت شیخ محمد فضل اللہ کے
احوال و مناقب پر مقامات معصومی سے چند سال قبل تالیف کی تھی (رک بہ مقدمہ
کتاب ہذا "احوال مولف")

۱۸-۱۷/۳۶۰ رجوع اصغر و اکابر اہل قبیلہ احمدیہ بحضرت ایشاں افتادہ

- ۱۵ یہاں "قبیلہ احمدیہ" سے حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی
قدس سرہ کی اولاد گرامی مراد ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی کے وصال کے
بعد اس خاندان سے کسے سب چھوٹے بڑے حضرت خواجہ محمد معصوم علیہ الرحمت
سے فیض یاب ہوئے تھے۔

۲۱-۲۰/۳۶۰ حضرت شاہ جی قدس سرہ کہ برادر اصغر حضرت ایشاں اند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

- ۲۰ اگرچہ در آخر کار رجوع بحضرت ایشاں بہ کمال خضوع آوردہ بودند
یہاں "حضرت شاہ جی" سے حضرت شاہ محمد یحییٰ بن حضرت مجدد الف ثانی
قدس سرہ مراد ہیں۔

۶-۳/۳۶۱ مرید کبیر ایشاں (حضرت شاہ محمد یحییٰ مذکور) شیخ ضیاء الدین یوسف اگرچہ

بہ ارادت بلاد اسطہ حضرت ایشاں در اول حال مشرف است و ثانیاً از
حضرت حجۃ اللہ بہ بشارات کثیرہ، اما کاتب را مطلقاً اطلاع از بشارات

حضرت ایشاں بلکہ بر تفصیل بشارات حجۃ اللہ کما ینبغي ہم اصلاً نیست
آگاہی.....

حضرت حجۃ اللہ محمد نقشبند ثانی کا ایک مکتوب بنام شیخ ضیاء الدین یوسف
اور ان کے برادر شیخ فقیر اللہ کے نام ہے جس میں لکھا ہے :
در نہجی ہمہ یاران و دوستان بشارت مغفرت و غفران و نظیر پرست
بلذلان و ستان ہمہ وقت در یاد اند و بہ دعای خیر مست از

(وسیلۃ القبول ۲/۴۴/۸۵)

حضرت شاہ رؤف احمد رافت مجددی جو حضرت شاہ یحییٰ کی اولاد میں
سے تھے لکھتے ہیں :

۱۰ شیخ ضیاء الدین یوسف معروف بہ میاں جیو کی نسبت ارادت حضرت حجۃ اللہ
سے تھی ان کی ولادت ۱۰۶ھ اور بعمر ۷۶ سال ۱۱۲۶ھ کو انتقال ہوا۔
۱۱ اللہ اللہ یوسف دیدہ یلیا بود سے سال وفات برآمد ہوتا ہے۔

۲۲۴، روضۃ القیومیہ ۱/۳۱۲

کے تین بیٹے اور ایک بیٹی تھی یعنی شیخ ضیاء الدین یوسف

۱۵ عرف میاں فقیر اللہ (۱۰۷۴ - ۱۱۲۸ھ) اور شیخ

منسوب بہ شیخ محمد عابد بن شیخ محمد بن

حضرت مجدد الف ثانی (ایضاً ۶)۔

تفصیل کے لیے دیکھئے :

پیر حاجی فضل اللہ مصوی
مدگرامی مولف مقامات مصوی

یہ بیگم والدہ مولف مقامات مصوی تفصیل کے لیے
مقدمہ کتاب حاضر "احوال مولف"

سیدۃ النساء
منسوب بہ محمد حسین بن شیخ سیف الدین
محمد منظم
سیح اللہ

محمد ہمدانی بن شیخ محمد صدیق بن خواجہ محمد مصوم

بی بی لطیفی بی بی اصالت ضیاء النساء بی بی منّا

منسوب بہ عزیز الحق نبیرہ حضرت دہلوی (منسوب بہ محمد مرشد)

(ماخوذ از روضۃ القیومیہ ۲/۴۳۰ و ہدیۃ احمدیہ ۳۶)

آٹھ یا نو سال کی عمر میں قرآن پاک حفظ کر لیا اور مروجہ علوم کی تحصیل اپنے برادران گرامی حضرت خواجہ محمد سعید و حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہما سے کی اور سلوک کی تعلیم بھی انہیں حضرات سے لی، رسالہ در اثبات رفع سبابہ اور رسالہ در رد مخالفین حضرت مجدد الف ثانی تالیف کئے۔ اور نگ زیب ان کا بہت معتقد تھا۔ حضرت خواجہ کلاں بن حضرت خواجہ باقی باللہ کی صاحبزادی ان کے عقد میں تھیں۔ حالات کے لیے دیکھئے :

- (۱) کشمی، محمد ہاشم : زبدۃ المقامات ۳۲۴ - ۳۲۶
 - (۲) سرہندی، ملا بدرالدین : حضرات القدس ۲۹۵/۲ - ۲۹۶
 - (۳) کمال الدین محمد احسان : روضۃ القیومیہ ۳۱۰/۱ - ۳۱۷
 - (۴) رافت، رؤف احمد : جواہر علویہ ۱۰۲ - ۱۰۳، ۲۲۵ - ۲۲۹
 - (۵) محمد مراد ٹنگ کشمیری : تحفۃ الفقراء قلمی
- شیخ محمد مراد کشمیری لکھتے ہیں :

جامع معقول و منقول حاوی فروع و اصول عارف کبریٰ حضرت شیخ محمد یحییٰ ایشاں آخرین فرزندان بلا واسطہ حضرت مجدد الف ثانی اندو در ایام رحلت آنحضرت درس پنج شش سالگی بودند و تحصیل علوم دینیہ و سلوک طریقہ در جناب برادر کلاں خود نمازن الرحمت حضرت شیخ محمد سعید نمودند و بعد از واقوہ ایشاں حسب الاتفاق چندیں پیش ارشاد مرتبت شیخ سید آدم بنوڑی کہ از اکابر خلفاء حضرت مجدد رضی اللہ عنہ بودند گذرانیدند و باز بہ جاذبہ الہی در خدمت برادر امجد دیگر یعنی قطب الافاق قیوم بالاستحقاق حضرت شیخ محمد معصوم آمدہ کسب فیوض صحبت کردند و ہمراہ این دو برادر بزرگوار بہ حرین محترمین رسیدہ بودند بعد اں بہ مدتی باز بہ حج اسلام رفتند بالجملہ از نوادر وقت و نور مجسم بودند در خانقاہ خود فقراء و طالب علمان را نگاہداشتہ تربیت ظاہر و باطن می فرمودند و خیر قوت و سکوت می کردند راقم حروف بارہا ملازمت ایشاں در دارالارشاد سرہند کردہ و مستفید صحبت شریف شدہ

..... و مرشد بزرگوار مقرر کہ برادرزادہ ایشان (حضرت وحدت) بود این بابی
دریں واقعہ فرمودند :-

تاریخ وصالش چو پسند عزیزان گوئد دلی شیخ محمد یحییٰ

(تحفۃ الفقراء ۳-۵)

- ۵ معاصر مولف کے اس بیان سے یہ واضح ہوتا ہے کہ حضرت شاہ محمد یحییٰ
حضرت خواجہ محمد معصوم سے منسلک ہونے سے پہلے باقاعدہ حضرت شیخ آدم بنوڑی
سے استفادہ کرتے رہے اور غالباً شیخ کے حرمین شریفین کی طرف ہجرت ۱۰۵۱ھ
تک مستفید ہوتے رہے ہوں گے۔ اس بیان کے سامنے آجانے کے بعد
مولف روضۃ القیومیہ اور ڈاکٹر ایس ایم اکرام کے مندرجات کہ ”حضرت
خواجہ محمد معصوم اور حضرت شیخ آدم بنوڑی کے مابین نزاع تھا“ محض افسانہ
۱۰ رہ جاتا ہے (رک بہ مقدمہ کتاب حاضر)۔

حضرت شاہ محمد یحییٰ نے حدیث کی سند حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی
سے لی جس سے حضرت مجدد اور شیخ محدث کے درمیان جس کشفی اختلاف
کو شہرت دے کر اس پر اصرار کیا جاتا ہے، بے بنیاد رہ جاتا ہے (مقدمہ
کتاب ہذا)۔

۱۵

حضرت خواجہ محمد نقشبند ثانی نے شیخ ضیاء الدین یوسف اور شیخ فقیر اللہ
کو ان کی والدہ یعنی حضرت شاہ محمد یحییٰ کی بیوی بنت خواجہ کلاں بن حضرت
خواجہ باقی باللہ کی وفات پر تعزیت نامہ لکھا ہے کہ :

- برادر مہربان شیخ ضیاء الدین یوسف و شیخ فقیر اللہ سلمہما اللہ السبحات
۲۰ ازیں فقیر سلام سلامت انجام خوانند چہ نویس کہ از استماع خبر قبلہ گاہ
والدہ مہربان رحمہما اللہ تعالیٰ رحمتہ واسعۃ چہ قسم الم و اندوہ بہ فرزندان
و دوستان رسید (وسیلة القبول ۲/۴۴/۸۴)

گویا حضرت شاہ محمد یحییٰ کی زوجہ محترمہ کا انتقال حضرت خواجہ محمد نقشبند ثانی
(متوفی ۱۱۱۵ھ) کے عین حیات غالباً حضرت خواجہ محمد نقشبند ثانی کے تیسرے سفر حج
(۱۱۰۳-۱۱۰۹ھ) کے دوران ہوا۔

آنحضرت والا منزلت (شیخ فضل اللہ) قدس سرہ نبیۃ حضرت مجدد الف ثانی
وہمشیرہ زادہ حقیقی حضرت ایشاں اند.....

- ۵ یعنی مولف مقامات معصومی کے والد حضرت شیخ محمد فضل اللہ، حضرت
مجدد الف ثانی کی بیٹی اور حضرت خواجہ محمد معصوم کی بہن حضرت خدیجہ کے صاحبزاد
تھے (رک مقدمہ احوال مولف)

۱۴-۱۳/۳۶۲ ہر چند نام آبای کرام ایشاں (شیخ محمد فضل اللہ) قبل ازیں در مقدمہ
کتاب حضرت مخدوم (عبدالاحد) کہ والد حضرت مجدد الف ثانی بودند مذکور
گشتہ است.....

- ۱۰ نسب کی تفصیل کے لیے دیکھئے کتاب حاضر (۱۸-۲۱)

۱۴-۱۲/۳۶۲ آرزوی آں است کہ نبیۃ دختری بہ حضور مامتولد شود و آں را بر دوش
برداشتہ بازی نماید تا ایں سنت ہم ادا یابد اما در حیات خود ایں کار در نظر
در نمی آید، پچناں شد.....

- ۱۵ حضرت مجدد الف ثانی کی تین صاحبزادیاں تھیں رقیہ، ام کلثوم اور خدیجہ
رحمة اللہ علیہن (روضہ ۱/۳۱۷)۔ زبدۃ المقامات میں ہے کہ پہلی "ایام رضاع"
میں فوت ہوئیں دوسری پندرہ سال کی عمر میں حضرت مجدد کے حین حیات اور
تیسری زندہ ہیں۔ (زبدۃ ۳۲۶) دوسری صاحبزادی کا نام ام کلثوم تھی
(حضرات القدس ۲/۲۹۷)۔ تیسری صاحبزادی خدیجہ زندہ رہیں اور ان کے
تین صاحبزادے تھے غلام محمد، عبداللطیف اور زیر نظر شیخ محمد فضل اللہ۔
(روضۃ القیومیہ ۱/۳۱۷-۳۱۸)

۳-۲/۳۶۲ تاریخ ولادت آں قبلہ اصحاب ولایت (شیخ محمد فضل اللہ) "آں

قطب الاقطاب تولد شد" یافت

حضرت شیخ محمد فضل اللہ کا سنہ ولادت اس مادے "آں قطب الاقطاب

تولد شد" سے برآمد ہوتا ہے یعنی آں = ۵۱ + قطب = ۱۱۱ + الاقطاب = ۱۶۲

+ تولد = ۲۲۰ + شد = ۳۰۲ = ۱۰۵۰ھ

۹/۳۶۲

..... انوت پناہی قبلہ گاہی مرحومی شیخ عزالدین احمد قدس سرہ

یعنی مولف کے حقیقی بھائی شیخ عزالدین احمد، حالات کے لیے دیکھئے

کتاب ہذا (۳۸۶-۳۹۱)

۵

..... حضرت خازن الرحمت بہ محمد شاکر مسمیٰ فرمودند.....

یعنی حضرت خواجہ محمد سعید بن حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہما
نے شیخ محمد فضل اللہ کا نام ”محمد شاکر“ رکھا۔

نگارندہ تعلیقات حاضر نے غلط فہمی سے مقامات معصومی کے اسی
اندراج کی بناء پر لکھ دیا ہے کہ حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہ نے ان کا
نام محمد شاکر رکھا تھا (حسنات الحرمین، مقدمہ ۶۱ حاشیہ) لیکن یہاں تو بہت
واضح ہے کہ ان کا یہ نام حضرت خازن الرحمت خواجہ محمد سعید نے تجویز
فرمایا تھا۔

۱۰

۵/۳۶۵

(شیخ محمد فضل اللہ) درس بست سالگی فاتحہ بر بیضاوی خواندند و دریں
مدت سفر حجاز باخوان کرام خویش نمودند.....

۱۵

یہاں مولف نے یہ بات محض قیاسی طور پر لکھ دی ہے حضرات
مخدوم زادگان کا سفر حج ۱۰۶۷ھ کو شروع ہوا اور ۱۰۶۹ھ تک واپس
سرہند پہنچے (رک بہ مقدمہ ”حضرت خواجہ کا سفر حج“) اور مولف نے خود ہی
شیخ محمد فضل اللہ کا سال ولادت ۱۰۵۰ھ لکھا ہے (۳۶۲) گویا آغاز سفر
میں مولف کے والد یعنی شیخ محمد فضل اللہ علیہ الرحمة صرف ۱۷ سال
۲۰ (۱۰۶۷-۱۰۵۰=۱۷) کے تھے۔ آئندہ اوراق میں مولف نے خود ہی
وضاحت کر دی ہے کہ سترہ سال کی عمر میں حج کے لیے گئے :

ہفتہ سالہ بودند کہ سفر حجاز بہمراہ حضرات عالی درجات فرمودند (۳۶۸)

۲ حضرت (شیخ محمد فضل اللہ) قدس سرہ ہفت سالہ بودند کہ والد گرامی ایشان

۱۰-۱/۳۳۶

سفر حضرت دہلی..... اختیار فرمودہ بودند و مدت چند ماہ گذشت کہ خبر خیریت
ایشان فرحت بخش مخلصان نہ گردیدہ..... بآنحضرت معروض داشتند کہ توجہ شدہ

خبر قدم میمنت لزوم حضرت والد بزرگوار اظہار نمایند کہ تاکی بہ جمال خود
مشاقان را مسرور فرمایند..... آنحضرت اندکی چشم پوشیدہ و بزبان شریف
آوردند کہ امروز تا آخر روز تشریف وطن می فرمایند..... این مسرورند ما
(شیخ محمد فضل اللہ) مادر زاد ولی است.....

- ۵ حضرت مجدد الف ثانی قدس سوہ کی اولاد میں سے کئی اصحاب کے
مادر زاد ولی ہونے کی شہادتیں موجود ہیں۔ حضرت مجدد کے کم سن متوفی فرزندوں
یعنی محمد فرخ، محمد عیسیٰ اور صاحبزادی ام کلثوم کی زبان سے جن کلمات کو نقل
کیا گیا ہے وہ اسی نوعیت کے ہیں (حضرات القدس ۲/۲۹۷-۲۹۸)
گویا شیخ محمد فضل اللہ کے والد قاضی عبدالقادر ۱۰۵۷ھ/۱۶۴۷ء کو دہلی
گئے تھے (ولادت شیخ فضل اللہ ۱۰۵۰ھ + عمر ۷ سال = ۱۰۵۷ھ)

- ۱۰..... حضرت سیف الحق والملة والدين نیز ہم سن من (شیخ محمد فضل اللہ) بودند
و شش ماه بزرگ بودند.....

- حضرت خواجہ سیف الدین کی ولادت ۱۰۴۹ھ میں ہوئی (کتاب حاضر
۳۳۴) اور شیخ محمد فضل اللہ کی ولادت ۱۰۵۰ھ میں اس اعتبار سے جب کہ
دونوں حضرات کے سین ولادت ہی مذکور ہیں ماہ تحریر نہیں کئے گئے چھ مہینوں
کافرق ہی قیاس کیا جاسکتا ہے۔

- ۱۵..... مانا کہ آل مکتوب در مکتوبات شریفہ حضرت خازن الرحمت مندرج است.....
یعنی حضرت شیخ محمد فضل اللہ نے گیارہ سال کی عمر میں حضرت خواجہ محمد سعید
کو جو عریضہ لکھا تھا ممکن ہے وہ مکتوبات سعیدیہ میں موجود ہو۔ لیکن مطبوعہ
مجموعے میں حضرت شیخ فضل اللہ کے نام صرف دو مکاتیب (۱۵، ۶۴) ہیں
جن میں اس قسم کے مندرجات نہیں ہیں، معلوم ہوتا ہے کہ اس خط کا جواب
اس مجموعہ میں شامل نہیں ہو سکا۔

- ۲۰..... حضرت وحدت کہ ہم سال ایشان (شیخ محمد فضل اللہ) بودند و شش ماه
اصغر.....

حضرت وحدت کا سال ولادت بھی ”حوالی سال ہزار و پنجاہ اتفاق یافتہ“

(کتاب حاضر ۲۰۸-۲۰۹) اور حضرت شیخ محمد فضل اللہ کاسنہ ولادت ۱۰۵۰ھ
تھا اس لیے ان کے چھ ماہ کے فرق سے ہم عمر ہونے کا ذکر کیا گیا ہے۔
..... جامع العلوم ملا بدر الدین ۱۲/۳۶۸

یعنی ملا بدر الدین سلطان پوری، حالات کے لیے دیکھئے: کتاب ہذا ۲۶۲
..... شیخ ابو حنیفہ فرزند حضرت وحدت ۲۱/۳۶۸
شیخ ابو حنیفہ کے حالات کے لیے دیکھئے کتاب حاضر ۲۱۲ (ضمن ترجمہ
حضرت وحدت)

ہفتہ سالہ بودند کہ سفر حجاز ہمراہ حضرات عالی درجات فرمودند ۲۳/۳۶۸
رک بہ تعلیقات حاضر (۵/۳۶۵)

آنحضرت (شیخ محمد فضل اللہ) در مدینۃ الرسول بودند علیہ وعلی آلہ
الصلوة والسلام ۲۵/۳۶۸

کہ وصال آنجناب (قاضی عبدالقادر) روی دادہ ، ۱۰-۱/۳۶۹

یعنی شیخ محمد فضل اللہ حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہ مع دیگر حضرات
کے حج کے لیے گئے ہوئے تھے کہ ان کے والد قاضی عبدالقادر کا سرہند میں
انتقال ہو گیا۔ یہ حضرات ۱۰۶۸ھ/۱۶۵۸ء اواخر ربیع الثانی کو مدینہ منورہ
پہنچے اور جمادی الاخریٰ کے آخر (۲۰ جمادی الاخریٰ کے بعد) میں وہاں سے
روانہ ہوئے (حنات الحرمین، مقدمہ کتاب حاضر) گویا اگلے ماہ رجب ۱۰۶۸
میں قاضی عبدالقادر علیہ الرحمت کا سرہند میں وصال ہوا جو مولف مقامات معصومی
کے دادا تھے۔ نیز ملاحظہ ہو کتاب ہذا (۲۶۲)

..... ہم در ایاام (مراجعت حضرات از حرمین) کتخدائی خود (شیخ محمد فضل اللہ) ۱۸/۳۶۹
در خانہ حضرت ایشاں رحمۃ اللہ علیہا نمودند ۲۰

یعنی ۱۰۶۸-۱۰۶۹ھ میں جب حضرات صاحبزادگان حضرت مجدد الف ثانی
حج کر کے واپس آئے تو شیخ محمد فضل اللہ کا نکاح حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہ
کی صاحبزادی سے ہوا۔

..... آنحضرت (شیخ محمد فضل اللہ) قدس سرہ بہ عاجزہ خال اصغر خود ۲۰-۱۹/۳۶۹

حضرت شاہ جیو نامزد شدہ بودند و.....

یہاں "شاہ جیو" سے حضرت شاہ محمد یحییٰ بن حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہما مراد ہیں، حضرت شاہ جیو کی ایک ہی بیٹی زینت النساء تھیں، جن کا بعد میں شیخ محمد عابد بن شیخ محمد بن حضرت شیخ محمد صادق بن حضرت مجدد الف ثانی سے عقد ہوا (ہدیہ احمدیہ ۸۷).....
"رفت قطب زماں سعید ازل"

۵

۱۹/۳

یہ حضرت خواجہ محمد سعید بن حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہما کے سال وصال کا مادہ ہے۔ یعنی رفت = ۶۸۰ + قطب = ۱۱۱ + زماں = ۹۸ + سعید = ۱۲۲ + ازل = ۳۸ = ۱۰۷۱ھ۔ مقامات معصومی کے دونوں نسخوں میں یہاں "رفۃ" ہے جو کتابت کی غلطی ہے۔ عمدۃ المقامات (۲۳۶) اور چہار چمن وحدت (۱۲۹) میں "رفت" ہی ہے جو اعداد و شمار کے مطابق صحیح ہے۔ یہ مادہ دراصل حضرت وحدت بن حضرت خواجہ محمد سعید کے "قطعہ تاریخ وصال حضرت خواجہ محمد سعید" سے ماخوذ ہے جو ان کی تصنیف چہار چمن (۱۲۹) میں موجود ہے۔

۱۰

..... حضرت میاں جیو.....

۲/۱

۱۵

یہاں "حضرت میاں جیو" سے حضرت خواجہ محمد سعید بن حضرت مجدد الف ثانی مراد ہیں۔

ہشت سال ملازم خدمت بہ کمال عقیدت بودند.....

۳-۳/

حضرت شیخ محمد فضل اللہ، حضرت خواجہ محمد سعید کے وصال ۱۰۷۱ھ کے بعد آٹھ سال یعنی وصال حضرت خواجہ محمد معصوم ۱۰۷۹ھ (۱۰۷۹-۱۰۷۱=۸) تک حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہ سے اکتساب فیض کرتے رہے۔

۲۰

..... در بیاض خاصہ چندیں از آں بشارات بہ دستخط شریف قلمی نموده.....

۵-۴/

حضرت شیخ محمد فضل اللہ کی اس "بیاض خاصہ" کے متعلق دیکھئے مقدمہ کتاب ہذا "مقامات معصومی کے مآخذ" گویا حضرت خواجہ کے آخری آٹھ سالوں کے معارف جس قدر اس بیاض میں درج ہیں ان سے دیگر کتب

سوانح خالی ہیں۔

حضرت محمد فضل اللہ ۱۱۰۶ھ [مطابق ۲۷ سال قیومیت حضرت حجۃ اللہ ۱۰۷۹ + ۱۱۰۶ = ۲۷] میں حضرت حجۃ اللہ محمد نقشبند ثانی سے بیعت ہوئے (روضۃ القیومیہ ۱۱۱/۳)

..... مسجد شیخ شرف دریانی پت ۱۶/۳۷۳

یہاں شیخ شرف الدین بوعلی قلندر پانی پتی کے مزار سے ملحق مسجد مراد ہے۔
شب جمعہ وقت سحر بیست و نہم ماہ محرم سنہ ہزار و صد و پانزدہ وصال
آنحضرت (حجۃ اللہ) شد.....

حضرت حجۃ اللہ محمد نقشبند ثانی قدس سرہ کے سال وصال کی تفصیل
کے لیے دیکھئے تعلیقات حاضر (۳۰۲/۷-۸)

..... میاں رحیم داد کہ از یاران مقبول حضرت ایشاں رحمۃ اللہ علیہا بودہ..... ۲۲/۳۷۴
میاں رحیم داد افغان ساکن بجوارہ کے حالات کے لیے دیکھئے کتاب
حاضر (۵۰۳) مع تعلیقات

..... منہا در ماہ رجب سنہ ۱۰۸۸ ثبی بعد از..... ۶/۳۷۵

یعنی مولف کے والد حضرت شیخ محمد فضل اللہ نے اپنی بیاض میں لکھا
ہے کہ مجھے حضرت شیخ محمد عبید اللہ مردج الشریعت نے ۱۰۸۸ھ میں یہ بشارت
دی۔ حالانکہ مولف خود حضرت مردج الشریعت کا سال وصال ۱۰۸۳ھ (کتاب
حاضر ۳۲۱/۱۲) لکھ چکے ہیں یقیناً انہیں یہاں سہو ہوا ہے یا مقامات معصومی
کے پیش نظر دونوں خطی نسخوں میں ۱۰۸۸ھ کتابت کی غلطی ہے۔

وَلَمَنْ جَنَّتَانِ ۲۳/۳۷۵

قرآن ۲۶/۵۵

..... در ماہ مبارک رمضان سنہ ۱۰۹۹ھ ہم نماز می خواندم..... ۳/۳۷۶

یہاں پھر سہواً حضرت حجۃ اللہ سے ملنے والی بشارت کا سنہ ۱۰۹۹ھ
درج ہو گیا ہے (رک تعلیقات حاضر ۶/۳۷۵)

فَأَمَّا مَنْ رَاضِيَةً ۶-۵/۳۷۶

قرآن ۱۰۲/۶-۷

..... شیخ فی الحال در روضہ مقدسہ حضرت حجۃ اللہ

۱۱/۳۷۷

یعنی شیخ شاہ فی الحال بن شیخ محمد اشرف بن حضرت خواجہ محمد معصوم
قدس اسرارہم، حالات کے لیے دیکھئے تعلیقات حاضر ۳۳۲/۱۹-۲۰
..... شیخ بدیع الدین می گفتند کہ

۱۲/۳۷۷

شیخ بدیع الدین نواسہ حضرت خواجہ محمد سعید بن حضرت مجدد الف ثانی، کا
تعلق اوزنگ زیب سے تھا (رک بہ مقدمہ کتاب حاضر)
فَاُولَٰئِكَ حَسَنَت

۱۵/۳۷۷

قرآن ۲۵/۷۰

۱۰ آنحضرت (شیخ محمد فضل اللہ) در حدیث بہ سند جید کتاب نجم الہدایت در فن حدیث
تالیف فرمودہ اند

۲۱/۳۷۷

کتاب نجم الہدایت کے کسی خطی نسخے کا ہمیں تا حال علم نہیں ہے۔ سیرت
پر شیخ محمد فضل اللہ کی ایک تالیف کا ذکر مولف روضۃ القیومیہ نے کیا ہے
(۲۵/۳) شیخ محمد فضل اللہ کے دو مختصر رسائل عقیدہ صوفیان نمبر ۵۳۰۵/۱۲-۴
اور شجرہ نقشبندیہ نمبر ۵۳۰۵/۸۳-۱۲ فارسی کے یہ دونوں قلمی نثری رسائل
ذخیرۂ آذر کتاب خانہ دانش گاہ پنجاب لاہور میں محفوظ ہیں۔

۱۵

..... از تفسیر مواہب علیہ

۱۱/۳۷۸

المواہب العلیہ، مولانا حسین بن علی واعظ کاشغری کی تفسیر ہے۔
کئی مرتبہ طبع ہو چکی ہے۔

۲۰ ثنوی نل دمن را قبولیت حضرت ایشاں را سرافراز است و اکثر ابیات
دل نشین در مکتوبات شریفہ مندرج می پسندیدند

۱۵-۱۲/۳۸۲

نل دمن، ابوالفیض فیضی کی مشہور ثنوی ہے۔

حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہ کا ثنوی فیضی کو پسند فرمانے سے یہ
نتیجہ اخذ کرنا عبث ہے کہ فیضی محمد نہیں تھا۔ بلکہ آپ نے اُس کی اس ثنوی کے
چند اشعار پسند کئے ہیں فیضی کے عقائد کے متعلق رائے نہیں دی۔

..... ۹/۳۸۳ یک بار آن قبلہ ابرار (شیخ محمد فضل اللہ) متوجہ باجوڑ بودند.....
 باجوڑ کے تلفظ، محل وقوع اور اس کے حدود کی تفصیل کے لیے دیکھئے:

Raverty, H, G: Notes on Afganistan and Balochistan pp. 115-16

(also Index)

۵ نیز بارنامہ ترجمہ بیورج کا اشاریہ ملاحظہ کریں۔ راورٹی نے باجوڑ کی سرزمین کی جو تشریح کی ہے اس سے مقامات معصومی کے مندرجات کی تصدیق ہو جاتی ہے کہ اس علاقے کی پیداوار کا انحصار بارش پر ہے۔

..... ۲۳/۳۸۳ تا امروز کہ چہل سال است افغانہ آں جا (باجوڑ) شکہ گزار این جاں بخشی اند.....

۱۰ یعنی مقامات معصومی کی تالیف (۱۱۳۲ھ) کے دوران حضرت شیخ محمد فضل اللہ کی کرامت کے ظہور کو چالیس سال گزر چکے تھے گویا حدود ۱۰۹۲ھ میں شیخ فضل اللہ باجوڑ گئے تھے (۱۱۳۲ - ۲۰ = ۱۰۹۲ھ)

..... ۳-۲/۳۸۴ ملک عثمان کہ مقدم آں قریہ (باجوڑ) بودہ.....

۱۵ ملک عثمان کے حالات ہمیں نہیں مل سکے۔ مقدم، رئیس کے طور پر مستعمل ہے۔ مختلف ادوار میں "مقدم" کے مفہوم کے لیے دیکھئے: فرہنگ فارسی محمد معین۔

قلقندی نے صبح الاعشیٰ میں "مقدم" کے بارے میں بہت کچھ تحریر کیا ہے، ملاحظہ ہو:

بقلی، محمد قندیل: التعریف بمصطلحات صبح الاعشیٰ، قاہرہ

۱۹۸۳ء ۳۱۹-۳۲۲

۲۰ ۵-۲/۳۸۵ (حضرت خواجہ محمد معصوم) می گویند کہ بامن از دوراہ نسبت فرزندى داده

یکی نسبت شما و دوئی آنکہ نسبت نبیرہ فرزندى محمد صبغت اللہ.....

یہاں مولف کے بیٹے شیخ نیاز احمد کی ولادت کی طرف اشارہ کیا گیا ہے دوسری نسبت کی تفصیل یہ ہے کہ شیخ محمد صبغت اللہ بن حضرت خواجہ محمد معصوم کی بیٹی ماریہ مولف کتاب حاضر کی زوجہ تھیں (روضۃ القیومیہ ۱۷۹/۲) یعنی

نومولدنیا زاحمد، حضرت شیخ محمد صفت اللہ کے نواسے تھے۔

۳۸۵/۶-۷..... شیخ محمد معشوق، محمد عاشق اور شیخ ابوداؤد نیازا زاحمد، مولف کتاب حاضر کے بیٹے تھے تفصیل کے لیے اس کتاب کے مقدمے کا عنوان ”احوال مولف“ دیکھئے

۳۸۵/۱۰-۱۲..... معدن الجواہر و منظر ادلی الالباب و منفتح اہل السعادات (مقامات مخصوصی) و منظر ابواب فضل.....

یہ چاروں مولف کتاب ہذا کی تالیفات ہیں تفصیل کتاب ہذا کے مقدمہ میں ملاحظہ کریں۔

۳۸۵/۱۲..... ولایت پناہ شیخ روح اللہ می گفتند.....

یعنی شیخ روح اللہ بن خواجہ محمد اشرف بن حضرت خواجہ محمد معصوم قدس اسرارہم حالات کے لیے ملاحظہ ہو تعلیقات حاضر (۳۳۲/۱۲-۱۸)

۳۸۵/۱۶-۱۷..... آخر الامر بہ پشاور رسیدہ عالمی را بہ ہدایت رسانیدہ..... جاں بجاناں تسلیم کر دند.....

گویا مولف کے والد حضرت شیخ محمد فضل اللہ کا وصال پشاور میں ہوا۔

۳۸۵/۱۸..... ”وی خاتم اولیاء بود“

۱۵ یہ حضرت شیخ محمد فضل کے وصال کا مادہ تاریخ ہے جس سے ۱۱۱۷ھ برآمد ہوتا ہے یعنی وی = ۶ + خاتم = ۱۰۴۱ + اولیاء = ۴۸ + بود = ۱۲ = ۱۱۱۷ھ۔

۳۸۵/۱۹-۲۰ دوسرے فقرہ دیگر کہ یک سال می افزاید و آن نزد اہل تاریخ مجوز بلکہ بسیار دائر است مذکور باید نمود ”وی ازا کا بر عرفاء وقت بود“۔ ”این ظل نبی احمد بود“۔ ”محبت محمد فضل اللہ“۔

۲۰

اول الذکر و موخر الذکر مادے کے اعداد پورے ۱۱۱۷ھ برآمد ہوتے ہیں لیکن ثانی الذکر مادے سے ۱۱۱۸ھ برآمد ہوتے ہیں یعنی وی = ۱۴ + از = ۸ + اکابر = ۲۲۴ - عرفاء = ۳۵۱ + وقت = ۵۰۶ + بود = ۱۲ = ۱۱۱۷ھ اور دوسرے مادے سے ’این = ۶۱ + ظل = ۹۳۰ + نبی = ۶۲ + احمد = ۵۳ + بود = ۱۲ = ۱۱۱۸ھ تیسرے مادے سے ’محبت = ۵۰ + محمد = ۹۲ +

فضل = ۹۱۰ + اللہ = ۶۶ = ۱۱۱۷ھ

حافظ عبدالعزیز پشاورى و عبدالحى سرچندى

۲/۳۸۶

ان دونوں حضرات کے حالات معلوم نہیں ہو سکے۔ یقیناً یہ حضرت
شیخ محمد فضل اللہ کے مریدین میں سے ہوں گے۔ مولف نے شیخ محمد یقین پشاورى
کے بارے میں ایک حکایت انہیں حافظ پشاورى سے روایت کی ہے (کتاب
حاضر ۲۰/۴۳۳)

عمر شریف آنجناب (شیخ عزالدین احمد) پنج سالہ بودہ کہ وصال حضرت ایشاں ...
یعنی حضرت خواجہ محمد معصوم علیہ الرحمت کے وصال کے وقت شیخ عزالدین
کی عمر پانچ سال تھی اس اعتبار سے ان کی ولادت ۱۰۷۴ھ (۱۰۷۹-۵ =
۱۰۷۴ھ) میں ہوئی۔

۱۰

مختصر معانی و متوسط (د) شرح کافیہ

۱/۳۸۹

مختصر المعانی، علم بلاغت میں سعد الدین مسعود تفتازانی (ف ۷۹۱ھ /
۱۳۸۸ء) کی تالیف ہے۔
متوسط

۱۵

المتوسطات، درسی ضرورت کے تحت مرتب کی گئی تھی۔
(کشف الظنون ۲/۱۰۸۰)

شرح کافیہ

یہ الکافیہ فی النحو للشیخ جمال الدین ابی عمرو عثمان ابن عمر معروف بہ ابن
الحاجب المالکی (ف ۶۴۶ھ / ۱۲۴۷ء) کی شرح ہے۔ الکافیہ کی بہت سی
مشروح لکھی گئیں (رک بہ کشف الظنون ۲/۱۳۲۰-۱۳۷۶)

۲۰

..... میر شرف الدین سلطان پوری کہ از اکابر خلفای حضرت خازن الرحمت
بودہ

۷/۳۸۹

میر شرف الدین بلند استعداد کے مالک تھے، حضرت خواجہ محمد سعید کا ایک
مکتوب ان کے نام ہے جس میں ”در شرح احوال ادویارین اد“ درج ہے۔
(مکتوبات سعید ۷۲/۱۳۳)

حضرت خواجہ محمد معصوم کے دو مکاتیب ان کے نام ہیں۔ ایک مکتوب میں
”پرداخت احوال مسترشدان و تاکید بر تصحیح نیت“ (مکتوبات معصومیہ ۳/۱۳۳/
۱۸۵) دوسرے مکتوب میں ”در سر محبوبوں شدن سالک در مقامی و علاج آن
(ایضاً ۲۲۲/۲۶۸)

۵ میر شرف الدین، نصیر خان کی صحبت میں بھی رہتے تھے، حضرت
خواجہ محمد سعید، نصیر خان کو لکھتے ہیں :

فضائل و کمالات دستگاہ میاں شرف الدین بخدمت مستعد شدہ باشد،
چوں مشار الیہ از مغتنمات روزگار است یقین است کہ قدر صحبت
ایشان شناختہ باشد (مکتوبات سعیدیہ ۴۲/۹۹)

۱۰ اس کے علاوہ میاں شرف الدین کا تعلق میرزا شہاب الدین قلی سے
بھی تھا (ایضاً ۷۱، ۷۳/۱۳۲، ۱۳۳) بی بی خانی بنت تربیت خان کو
حضرت خواجہ محمد سعید لکھتے ہیں، برادر سعادت مند میاں شرف الدین کہ بجای
فرزندان است (ایضاً ۷۷/۱۳۹)

۸-۷/۳۰ آں اخوت پناہ (شیخ عز الدین احمد) را با خالین مذکورین نسبت دامادی نیز
بودہ چہ اول صبیئہ حضرت شیخ سیف الدین درخانہ داشتند.....

۱۵ حضرت خواجہ سیف الدین کی چوتھی بیٹی بی بی زہرہ شیخ اعز الدین سے منسوب
تھیں (ہدیہ احمدیہ ۷۰، نیز روضۃ القیومیہ ۲/۲۲۹)
بعد از فوت (بی بی زہرہ بنت خواجہ سیف الدین) صالحہ عاجزہ مروج الشریعت
گرفتند.....

۲۰ حضرت شیخ محمد عبید اللہ مروج الشریعت کی صاحبزادی حسن النساء، شیخ
اعز الدین سے منسوب تھیں (ہدیہ احمدیہ ۵۷، روضہ ۲/۲۲۱)
اس دوسری نسبت کا ذکر حضرت حجۃ اللہ محمد نقشبند ثانی نے بھی کیا ہے،
لکھتے ہیں :

(بنام حاجی عبداللہ)..... والدہ فرزندی محمد پارسا (بن حضرت مروج الشریعت)
از جدائی عاجزہ خود کہ منسوب بہ پسر فضائل و کمالات دستگاہ برادر عزیز

حاجی عبداللہ محمد فضل اللہ بودند حیران مضطرب اند..... علی الخصوص دریں ایام
کہ عاجزہ مذکور بیوہ گردید..... (وسیلۃ القبول ۲/۱۲/۲۹-۳۰)

۱۵-۱۳/۳۹۰ سرای خان خاناں کہ شش میل خام از بلدہ دارالسلطنۃ لاہور واقع است...

سرای خان خاناں، عبدالرحیم خان خاناں نے مسافروں کی سہولت کے لیے
بنائی، لاہور سے آگرہ جانے کے لیے برب شارع اسے تعمیر کیا گیا۔ معاصر مورخ
عبدالباقی نہادندی لکھتا ہے :

در ہشت کردہی ایں دارالسلطنۃ (لاہور) در مکانی کہ بر شارع عام
بجانب دارالخلافہ آگرہ می رود در..... نام مکانی با حدات مراد
باغ و دھکہ دیگر عمارات فرمان دادند..... و آن مکان شریف و باغ
لطیف را بجہت نزول مسافران..... مرتب ساختند..... الحال
سیرگاہ اہل لاہور است و ایں خیر دوام را بر ذمہ ہمت والا رتبہ
خود (خان خاناں) دانستہ..... (بآثر رحیمی ۲/۹۰۹-۹۱۰)

لاہور سے امرتسر و غیرہ کی طرف سفر کرنے کے لیے مسافروں کی پہلی
منزل یا پڑاؤ اسی سرائے خان خاناں میں ہوتا تھا۔ احمد شاہ درانی نے ۱۱۶۰ھ/
۱۷۷۷ء میں لاہور سے امرتسر کی طرف کوچ کیا تو اس نے رات اسی سرائے
میں بسر کی، اندرام مخلص نے لکھا ہے :

با فوج قریب سی ہزار سوار..... بارادہ طرف شدن با عسا کر منصورہ
از لاہور کو چیدہ بہ سرای خان خاناں منزل کرد (بدائع و قائع، مشمولہ
مقامات مولوی محمد شفیع ۵/۳۲۵)

نیز دیکھئے :

۱۔ گنڈاسنگھ : احمد شاہ درانی ۱۹۲، ۵۷

گپتا، ہری رام (لیٹر مغلز ہسٹری آف دی پنجاب ۳۰۰) نے تصریح
کی ہے کہ یہ سرای لاہور سے بارہ میل اور لاہور کے سردار لہنا سنگھ کے
ماتحت تھی۔

مورخین نے اس سرائے کا لاہور سے جو فاصلہ بتایا ہے وہ ایک دوسرے

سے مختلف ہے۔ یعنی مآثر رحیمی ۸ کردہ، مقامات معصومی ۶ میل خام اور گپتا ۱۲ میل۔ لیکن یہ سب فاصلے قیاسی ہیں ایک کردہ ثلث فرسنگ (مسادی یک میل) اور ہندوستان میں ایک کردہ دو میل انگریزی کے برابر شمار کیا جاتا تھا (فرسنگ فارسی معین، برہان قاطع ۳/۱۶۳۰۔ طبع معین حاشیہ) نیز دیکھئے :

۵

محمد شفیع : فرسخ یا فرسنگ، اور ٹیل کالج میگزین اگست ۱۹۳۳
حصہ اول ص ۴۸

”در عزیز معرفت بود“

۱۸/۳۹۰

یہ شیخ عزالدین احمد کے سال وفات کا مادہ ہے جس سے ۱۱۰۰ھ
برآمد ہوتے ہیں یعنی $در = ۲۰۴ + عزیز = ۹۴ + معرفت = ۷۹۰ +$
بود = ۱۲ = ۱۱۰۰ھ

۱۰

مولف نے لکھا ہے کہ وصال کے وقت ان کی عمر ۲۷ برس تھی،
اس اعتبار سے سال ولادت ۱۰۷۳ھ [۱۱۰۰ - ۲۷] ہونا چاہیے لیکن
اس سے پیشتر (۱۰/۳۸۸) مولف نے لکھا ہے کہ حضرت خواجہ محمد معصوم
قدس سرہ کے وصال کے وقت ان کی عمر پانچ سال تھی اس لحاظ سے
ان کی ولادت ۱۰۷۴ھ (۱۰۷۹ - ۵) میں ہوئی اور یہاں کل عمر ۲۷ سال
بتائی ہے یعنی اس اعتبار سے سال وفات ۱۱۰۱ھ ہونا چاہیے [۱۰۷۴ +
۲۷ = ۱۱۰۱ھ] لیکن ایک سال کے فرق کو تاریخ گو حضرات کوئی بڑا فرق
شمار نہیں کرتے۔

۱۵

سلطان قلی بیگ تیمی.....

۵/۳۹۱

۲۰

تیمی - بفتح التاء المنقوطة من فوق بنقطتين و
فتح الیا المنقوطة من تحت بنقطتين والمیم بعدھا
بتحرک الحرفین الاولین و هذه النسبة الى تیم
وهو بطن من غاق..... وهذه النسبة الى قبائل

اسمہا تیم..... (سمانی : الانساب ۳/۱۲۰-۱۲۶، جزری : اللباب ۱/۲۳۲-۲۳۴)

سلطان قلی بیگ تیمی کے حالات نہیں مل سکے۔

..... ولادت ایشاں بعد از وصال حضرت ایشاں رحمۃ اللہ علیہا در ہماں سال اتفاق یافتہ ۱۳/۳۹۱

شیخ حسام الدین احمد بن شیخ محمد فضل اللہ کی ولادت اُسی سال ہوئی جس سال میں حضرت خواجہ محمد معصوم کا وصال ہوا یعنی ۱۰۷۹ھ

..... ۲۳-۲۱/۳۹۱ وصال آل اخوت پناہ (حسام الدین احمد) روز عرس حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ یعنی بیست و ہشتم صفر منظر بالای آب نریدہ بہ ہمراہ لشکر بادشاہ خلد منزل سنہ ہزار و صد و نوازدہم، بھری رومی دادہ ... معاصر مورخ محمد ہادی کامور خان کا بیان ہے :

بیست و ہشتم شہر مسطور (صفر) ریات عالیات از دریای نریدا عبور کرد و بجہت اتمام حجت فرمان (تذکرۃ السلاطین چغتآ ۲۷)

البتہ بادشاہ خلد منزل یعنی محمد معظم بن اورنگ زیب کا اس وقت دوسرا سال جلوس اور سنہ ۱۱۲۰ھ ہو چکا تھا۔ مولف کتاب حاضر نے سال وفات ۱۱۱۹ھ دیا ہے۔ ممکن ہے ایک سال کو رواں سال کے طور پر شمار نہ کیا ہو۔ گویا بادشاہ کے لشکر کے ہمراہ ۲۷ صفر کو دریا نریدا عبور کیا اور اگلے روز ۲۸ صفر کو شیخ حسام الدین احمد کا انتقال ہوا۔ اس سے یہ نتیجہ اخذ کیا جاسکتا ہے کہ مولف کے یہ بھائی محمد معظم شاہ کے ہاں ملازم تھے اور اورنگ زیب کے عین حیات یہ ملازمت اختیار کی ہوگی۔

..... قصبہ اکبر پور ۲۳/۳۹۱

اس قصبے کی قدیم حدود کا ذکر کامور خان نے اس جملے میں کیا ہے : حضرت خلد مکان از راہ مکند درہ متوجہ دکھن شدہ بودند از اجیرتا اکبر پور گذر دریای نریدا چہل دسہ منزل قطع شد و از تنگی راہ ... (تذکرۃ السلاطین چغتآ ۷۵)

..... سہ فرزند ایشاں (شیخ حسام الدین احمد) بالفعل در قید حیات اند ۲/۳۹۲

صاحب روضۃ القیومیہ نے ان تینوں بیٹوں کے نام بھی لکھے ہیں یعنی
نظام الدین، جلال اور وجیہ الدین لیکن تینوں لاولد تھے۔ شیخ حسام الدین کی
ایک بیٹی شیخ نور الحق (بن حضرت وحدت) کے بیٹے سے منسوب تھی (۳۱۸/۱)
وَرَحْمَتِي كُلَّ شَيْءٍ

۶/۳۹۳

۵

قرآن ۱۵۶/۷
لَا تَقْنَطُوا جَمِيعًا

۷/۳۹۳

قرآن ۵۳/۳۹
ذِي الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ

۱۱-۱۰/۳۹۳

قرآن ۷۸/۵۵
كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِي شَأْنٍ

۱۱/۳۹۳

۱۰

قرآن ۲۹/۵۵
أَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِي بِي

۱۲/۳۹۳

حدیث، بخاری (توحید ۱۵، ۳۵)، صحیح مسلم (توبہ، ذکر ۲/۱۹)،
ترمذی (زہد ۵۱، دعوات ۱۳۱)، ابن ماجہ (ادب ۵۸)، ابوداؤد (رقاق ۲۲)،
مسند امام احمد بن حنبل (۲/۲۵۱، ۳۱۵ بہ بعد) [بحوالہ المعجم المفہرس ۴/۸۷] ۱۵

۱۲-۱۳/۳۹۳
وَأَفْوُضُ بِالْعِبَادِ

قرآن ۲۲/۲۰

خلیفہ ثانی کہ نسبتِ نبویٰ اس ادارہ ہم باں اعدل اصحاب می رسد..... ۲۳/۳۹۳

مؤلف کا نسب حضرت عمر فاروق پر منتہی ہوتا ہے یعنی

یہ مؤلف کی مادری نسبت ہے کیونکہ مؤلف حضرت خواجہ محمد معصوم کے نواسے تھے۔ ۲۰

..... گفتند کہ اشہر نام ہاں صفر احمد باشد کہ نام جد شریف مادری ما است... ۳/۳۹۷

وضاحت کے لیے دیکھئے تعلیقات حاضر (۸/۷۱، ۷۲/۷-۵،

۷۳/۷، ۱۸-۱۹، ۷۴/۵-۹)

ولادت اس ادارہ در سال ہزار و ہشتاد و شش ہجری..... ۲۲/۳۹۷

مؤلف نے کتاب ہذا میں متعدد مقامات پر اپنے سال ولادت کی

طرف اشارہ کیا ہے ہم نے اپنے مقدمے میں ان اشارات کو یکجا کر دیا ہے
(رک بہ احوال مولف)

۱۴-۱۶/۳۹۶ نقل دربارہ شاہ جیو قدس سرہ می کردند کہ رجوع ایشان در آخر.....

یہاں ”شاہ جیو“ سے حضرت شاہ محمد یحییٰ بن حضرت مجدد الف ثانی
مراد ہیں، حالات کے لیے دیکھئے تعلیقات حاضر (۳۶۱/۳-۶)

۸-۷/۳۹۶ روزی در آشنائی طریق پشاور فقیر درایم چہار دہ سالہ
بودہ.....

گویا مولف ۱۱۰۰ھ (ولادت ۱۰۸۶+۱۴) کو اپنے والد گرامی کے ہمراہ
پشاور گئے تھے۔

۱۳/۳۹۶ ہمراہ ناظم آل جا (کابل) امیر خان اتفاق منزل افتادہ.....

امیر خان کے حالات کے لیے دیکھئے تعلیقات حاضر (۳۲۹/۱۶-۲۲)
گویا یہ سفر کابل جس میں مولف ہمراہ تھے ۱۱۰۰ھ کا واقعہ ہے امیر خان
اس سے نو سال بعد ۱۱۰۹ھ میں فوت ہوا۔

۱۴/۳۹۶ افغنہ غلجہ کہ شیطان ترین الوسات افغنہ اند.....

آقای عبدالحی حبیبی نے ”غلجہ“ کی تشریح سب سے بہتر طور پر کی ہے،
وہ لکھتے ہیں :

از روی تحلیل لسانی غلجی یا غلجی یا غلزی ہماں غرزی یعنی کو ہزار
است (غر در پشت کوہ + زری یعنی زادہ) در سرزمین زابل
(بین غزنہ و ہلمند) دروستی کہ بسوی ہندواں راہ داشت فرگاہ
نشین بود.....

حبیبی : ”رفع یک اشتباہ قدیم دربارہ ترک و ترک و اصل خلجیان افغانی“
مقالہ شامل یادنامہ مینورسکی ۶۰-۷۶۔

غلجہ، غلچہ، غلجائی یا غلزائی، طائفہ ای از نژاد ایرانی ساکن افغانستان
(فرہنگ فارسی معین ۱۲۶۷/۵)

الوسات، رج۔ الوس، طائفہ، قبیلہ، جماعت (فرہنگ فارسی معین ۱/۳۴۲)

۱۲-۱۱/۳۹۸ وَ إِنِّي مِنَ الْمُشْرِكِينَ

قرآن ۸۰/۶

۲۳/۳۹۸ أَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِ بِي [فَلِيظَن بِي مَا شَاءَ]

حدیث، بخاری (توحید ۱۵: ۳۵) موطا (توبہ ۱، ذکر ۲، ۱۹) ترمذی

۵ (زہد ۵۱، دعوات ۱۳۱) ابن ماجہ (ادب ۵۸) دارمی (رقاق ۲۲)

مند امام احمد بن حنبل ۲/۲۵۱ بہ بعد (بحوالہ المعجم المفہرس ۴/۸۷)

۱۶/۳۹۵ قَرُوحٌ نَعِيمٌ

قرآن ۸۹/۵۶

۲۳/۳۹۵ وَأَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ

قرآن ۱۱/۹۳

۱۰ ۵-۴/۴۰ رَبَّنَا مِنَ الْخَسِرِينَ

قرآن ۲۳/۷

۷-۶/۴۰ وایں اعجز المساکین را دو فرزند اند کلاں ترا نہا مسمی است بہ محمد عاشق و ثنائی نیاز احمد.....

۱۵ مولف نے اس سے پہلے اپنے تین بیٹوں یعنی محمد معشوق، محمد عاشق، اور ابوداؤد نیاز احمد کا ذکر کیا ہے (کتاب حاضر ۳۸۵) ہم نے اس کتاب کے مقدمے میں مولف کے احوال و آثار قدرے تفصیل سے لکھے ہیں۔

۱۳-۱۲/۴۰ اَللّٰهُ لَطِيفٌ الْعَزِيزُ

قرآن ۱۹/۴۲

۲۰ ۱۷-۱۶/۴۰ بَشَارَتْ لَا يَذْكُرُ اِلَّا اللّٰهُ در مکتوبات جلد ثالث

صریح بنام ایشان مندرج است۔

مکتوبات معصومہ جلد ثالث میں شیخ عبداللطیف کے نام یہ مکتوب نمبر ۵۳ ہے جس کا موضوع ”شرح قول لا یذکر اللہ الا اللہ“ و بیان آنکہ تحقق بکلام مجید از آثار ایں دیدست“..... ہے (۳/۵۳-۵۴-۸۳)

۱۸-۱۷/۴۰۲ چہ ایشاں زبان ایشاں حکم شجرہ موسوی گرفتہ بود و این معنی تا آخر کار شامل حال ایشاں بودہ کہ در وقت ذکر و قرأت قرآن مجید خود را نمی یافتند ...
شیخ عبداللطیف حضرت خواجہ کو لکھتے ہیں :

شبہ در نماز تہجد عین قرأت قرآن مجید خود را قاری در میاں نمی یافت و قرأت بایں طرف منسوب نمی دید بلکہ بہ محض قدرت او تعالیٰ کلام او گویا ایں جا ظہور فرمودہ و زبان خود را مانند شجرہ موسویہ می یافت و قول لایذکر مصداق ایں حال می دید (ایضاً)

حضرت خواجہ اس کے جواب میں فرماتے ہیں :
آنچہ اول نوشتہ اند درجہ علیاست در فناء تا اثری از آثار سالک باقی ست

۲۱/۴۰۲ در حضور والد ماجد خود صغیر بودند اغلب کہ یتیم ماندند
یعنی شیخ عبداللطیف اپنے والد قاضی عبدالقادر کے انتقال کے وقت کم سن تھے۔ قاضی عبدالقادر کا وصال ۱۰۶۸ھ میں ہوا (تعلیقات حاضر ۳۶۹/۱-۱۰) اس اعتبار سے ان کی وفات کے وقت شیخ عبداللطیف تیرہ سال کے تھے [۱۰۶۸ - ۱۰۵۵ = ۱۳]

۳-۲/۴۰۳ مصاحبت بادشاہ خلد مکان نیز چنانچہ باید داشت
شیخ عبداللطیف نے حضرت خواجہ سیف الدین کے ایما پر اورنگزیب عالمگیر کی صحبت اختیار کر لی تھی (رک بہ مقدمہ کتاب حاضر بعنوان "بنائیں حضرت مجدد اوزنگ زیب کی مصاحبت میں")

۱۵-۱۴/۴۰۳ تنزلات خمسہ را کہ بہ موافق اصطلاح شیخ محی الدین ابن العربی است ...
شیخ ابن عربی کی اصطلاح تنزلات کی تفصیل کے لیے دیکھئے :
جامی : نقد النصوص ، تنزل ۱۹/۳۲ ، تنزلات ۱۰۵ بہ بعد و بامداد اشاریہ -

۶-۵/۴۰۴ ایں ہمہ استرضاء والدہ ماجدہ خود کہ عاجزہ حضرت مجدد الف ثانی بودند در محبوبیت آن خدیجہ زمانی ممتاز بودند
۲۰

یعنی شیخ عبداللطیف کی والدہ حضرت مجدد الف ثانی کی صاحبزادی حضرت خدیجہ تھیں یہاں ”خدیجہ زمانی“ ان کے نام کی طرف اشارہ ہے (تعلیقات ہذا ۱۲/۱۴-۱۲)

۲۰۴/۱۱-۱۳ بعد از وصال آں ہادی ارباب کمال (حضرت خواجہ محمد معصوم) بہ خلف شید
ایشاں حضرت شیخ سیف الحق والملة والدین روی آوردہ ۵

مؤلف روضۃ القیومیہ (۱/۳۱۷) نے حضرت خواجہ سیف سے
شیخ عبداللطیف کے منسک ہونے کا ذکر کیا ہے۔ نیز حضرت سیف الدین کے
مکاتیب بنام اوزنگ زیب سے بھی ان کی بلند استعداد کا علم ہوتا ہے (رک
بہ مقدمہ کتاب حاضر)

۲۰۴/۱۳-۱۶ رسالہ کہ آنحضرت در رد شہادت منکران کہ برکلام امام ربانی حضرت
مجدد الف ثانی نوشتہ اند ۱۰

حضرت شیخ عبداللطیف کے رسالہ ”در رد منکران حضرت مجدد“ کے کسی
نسخے کا ہمیں تاحال علم نہیں ہے۔ قیاس ہے کہ انہوں نے ۱۰۹۲ھ/۱۶۸۲ء
میں جب کہ مخالفین نے ”شورش“ برپا کی اور مخالفین کے رد میں حضرت مجدد
نے جہاں بہت سے رسائل تالیف کئے (روضۃ القیومیہ ۳/۷۲) وہاں یہ
رسالہ بھی لکھا گیا ہوگا۔ ان ایام میں شیخ عبداللطیف اوزنگ زیب کی صحبت
میں رہتے تھے۔ (تعلیقات حاضر ۲۰۳/۲-۳)

۲۰۴/۲۵ بالفعل فرزند بلا واسطہ آں عم محترم (شیخ عبداللطیف) شیخ عبدالحی نام در قید
حیات است ۲۰

مؤلف روضۃ القیومیہ نے ان کا نام ایک جگہ عبدالحق لکھا ہے جو سہو
کتابت معلوم ہوتا ہے کیونکہ باقی مقامات پر عبدالحی ہی تحریر ہوا ہے شیخ عبدالحی
اپنے بیٹوں سمیت حضرت خواجہ محمد زبیر سے منسک تھے، لکھتے ہیں :
شیخ عبدالحی (عبدالحق) پسر شیخ عبداللطیف است سلوک باطن بھضرت
قیوم رابع (خواجہ محمد زبیر) حاصل کردہ دو پسر دارد امام رفیع الدین
د فدا احمد پسران شیخ عبدالحی است امام رفیع الدین دو پسر دارد

صغیر، دختر شیخ عبدالحی اعز النساء است..... (روضہ ۲۱۱/۱).....

شیخ عبدالحی مع فرزندان بخدمت حضرت ایشاں (خواجہ محمد زبیر) فرمودند و
فرزند کلال ایشاں را خلافت عنایت کردہ اند و شیخ عبدالحی بہ صفات
صلاح و ورع و تقویٰ و استقامت شریعت و طریقت کہ شیوہ این طائفہ
علیہ است موصوف است..... شیخ محمد امام..... ایشاں فرزند کلال
شیخ عبدالحی اند و مادرش دختر حضرت صبغۃ اللہ فرزند حضرت عمودہ الثقی
حضرت خلیفۃ اللہ (خواجہ محمد زبیر) از قدیم نظر عنایت خاص بر ایشاں
داشتند و بشارات ظلال و اصول عنایت فرمودہ از خلافت خود مشرف
ساختہ بہ سمت کابل رخصت نمودند در آنجا شیخ را قبولیت عظیم پیدا شدہ
..... علم ظاہر را نیز بہ پایہ تحصیل رسانیدہ است..... شیخ فدا احمد.....
۱۰ این عزیز نیز فرزند شیخ عبدالحی ہمراہ برادر کلال خود شیخ محمد امام بخدمت حضرت
خلیفۃ اللہ (شیخ محمد زبیر) مرید مرشد..... (روضہ ۳۲۱/۲ - قلمی)

۲۶/۴۰۴

شیخ عبد اللطیف کے تین بیٹے اور تین بیٹیاں تھیں اول شیخ محمد موسیٰ جن کا
ایک لڑکا سراج الدین اور ایک لڑکی تھی دونوں لا دلدفوت ہوئے،
۱۵ شیخ عبد اللطیف کے بیٹے شیخ عبدالحی مذکور کے علاوہ زین العابدین بھی تھے
(روضہ ۲۱۱/۱ قلمی) شیخ عبد اللطیف کی ایک بیٹی راشدہ حضرت مردج الشریعت
کے پوتے شیخ برکت اللہ سے منسوب تھی (ایضاً)۔

حضرت خواجہ محمد سعید کا ایک مکتوب شیخ عبد اللطیف کے نام ہے (مکتوبات

سعیدہ ۲۰/۱۳)

۲۰ شیخ عبد اللطیف اور نگ زیب کی مصاحبت میں رہتے تھے ہم نے اس
کتاب کے مقدمے میں ان امور کی طرف اشارہ کیا ہے۔

..... مولوی معنوی شیخ محمد فرخ.....

۴/۴۰۵

شیخ محمد فرخ کا لقب "مولوی معنوی" ان کے صحن حیات ہی رائج ہو گیا
تھا۔ حضرت دعدت، شیخ محمد مراد ٹنگ کشمیری کو لکھتے ہیں :

..... از مولوی معنوی حضرت شیخ محمد فرخ و خدمت میاں صاحب و
میاں خلیل اللہ و سائر فقیر زادہا سلام و تحیۃ برسد ... (گلشنِ وحدت ۳۶/۲۳)
۱۱-۱۰/۴۰۵ اِنِّیْ تَوَكَّلْتُ مُسْتَقِیْمٌ

قرآن ۵۶/۱۱

..... دو فرزند دیگر از ایشان (شیخ محمد فرخ) کلاں بودند اما چوں
۵ حضرت خواجہ محمد سعید کے دو فرزند شاہ عبداللہ اور شاہ لطف اللہ،
شیخ محمد فرخ سے بڑے تھے (ہدیہ ۸)

..... دریں باب (مسئلہ رفع سبابہ) حضرت خازن الرحمت ہم در حالت حیات
حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہما رسالہ مربوط نوشتہ بودند چنانچہ
۱۰ حضرت مجدد الف ثانی در مکتوبی از مکتوبات جلد اول تعریف آن نوشتہ اند
اس رسالے کے بارے میں حضرت مجدد الف ثانی، میر محمد نعمان بدخشی کو
لکھتے ہیں :

فرزندى ارشدى محمد سعید دریں باب رسالہ می نویسد چوں بہ بیان برسد
فرستادہ خواہ شد (مکتوبات ۱/۳۱۲/۶۶۲)
زبدۃ المقامات میں ہے :

۱۵

ایں مخدوم زادہ (خواجہ محمد سعید) سلمہ اللہ بہ تقریب عدم رفع سبابہ در
تشہد بہ مذہب مختار حنفیہ رسالہ بہ نگاشتہ بودند (۳۱۰)
..... رسالہ در باب منع اشارت سبابہ در تشہد بغایت متانت نوشتہ
اند (حضرات القدس ۲/۲۲۵)

..... و کتب دیگر ہم ظاہراً تصنیف فرمودہ باشند
۲۰ حضرت شیخ محمد فرخ کی تصانیف کی تفصیل کے لیے دیکھئے تعلیقات حاضر
(۱۵/۴۰۴)

..... خلف الرشید ایشان (شیخ محمد فرخ) کہ سہمی بہ شیخ محمد ارشد است
شیخ محمد ارشد (۱۰۹۵-۱۱۶۲ھ/۱۶۸۳-۱۷۴۸ء) کو متداولہ علوم پر پوری
دسترس حاصل تھی۔ خانوادہ مجددیہ کے اکثر افراد ان کے شاگرد تھے۔ حالات

کے لیے دیکھئے :

۱۔ کمال الدین محمد احسان : روضۃ القیومیہ ۱/۲۹۷

۲۔ رافت : جواہر علویہ ۲۶۸

مَنْ كَانَ لَا يَتَّ

۸/۲۰۷

قرآن ۵/۲۹

وصال آبخناب (شیخ محمد فرخ) در سال ہزار و صد و بست دیک ۱۱/۲۰۷

۱۱/۲۰۷

سال وفات کے بارے میں تذکرہ نویسوں کا اختلاف ہے، مولف

روضۃ القیومیہ (۱/۲۹۵) نے ۲ شوال ۱۱۱۸ھ، شیخ محمد مراد کشمیری نے ۱۱۲۰ھ

(تحفۃ الفقراء ۱۲)، شاہ روف احمد رافت مجددی نے ۱۱۲۲ھ (جواہر علویہ ۲۷۰)

اور یہی سن قاضی ثناء اللہ پانی پتی نے بھی لکھا ہے (رسالہ در انساب اولاد حضرت مجدد

ورق ۲) لیکن مقامات معصومی میں ۱۱۲۱ھ دیا گیا ہے۔ گویا معاصرین یعنی شیخ

محمد مراد کشمیری، شیخ محمد احسان اور میر صفرا احمد کے بیانات میں ایک ایک سال کا

فرق ہے۔

۱۵-۱۲/۲۰۷ رَبَّنَا الْكَافِرِينَ

قرآن ۱۴۷/۳

حضرت مولوی علامہ محمد فرخ اپنے عہد کے جید عالم اور شمالی مدرس تھے۔

تذکرہ نویسوں نے انہیں فراج تحسین پیش کیا ہے۔ معاصر مولف شیخ محمد مراد ٹنگ

کشمیری لکھتے ہیں:

علامہ عصر عارف وحید مولانا محمد فرخ شاہ، ایشاں برادر حضرت پیر و مرشد

(حضرت وحدت) راقم اند در خدمت والد بزرگوار خود حضرت خازن الرحمت

کسب جمیع کمالات کردند، جامع بودند در علوم ظاہر و باطن لیکن پایہ مولیت

را سائر مرتبہ ارشاد فرمودہ اکثر عمر مبارک را بہ تدریس و تدقین گذرانیدند جم غفیر

از علماء و مشائخ عصر اشرف شاگردی حاصل شدہ و سلطان عالمگیر ہم بہ تقریب

ایں توفیق مصدر خدمتہای بلیغہ گردیدہ از تقدس نفس نفیس ایشاں کسی چہ

تواند نوشت محرر (شیخ محمد مراد کشمیری) بارہا ملازمت ایشاں کردہ و چندی

بشرکت زبده الاولیاء شاہ علی رضا کہ نطفہ الصدق ایشان اند ورس کتب
حدیث و فقہ در جناب ایشان حاصل نموده نور محض و فیض صرف بودند و
به کشمیر ہم تشریف آوردند عمر مبارک ایشان از حدود تعیین تجاوز نموده
چہارم شوال سنہ ہزار و یک صد و بیست ہجری انوار آفتاب آثار ایشان
ادب کلبہ فناک نمود رحمہ اللہ مکرر بہ حرین رفتند و والد ماجد خود و تنیکہ
جمع حضرات خانہ کوچ کردہ بہ حج تشریف بردند ہمراہ بودند (تحفۃ الفقراء
در قرۃ اب ۱۲-۱- قلمی)

مشہور محدث شیخ محسن ترہٹی کا بیان قابل ترجمہ ہے :

کان یحفظ سبعین الف حدیث مقبلاً و اسناداً و جبرها و
تعدیلاً و نال منزلة الاجتهاد فی الاحکام الفقہیۃ
(ایانہ الجنی ۶۶)

و فی الفقہ قرب رتبة الاجتهاد (المنائب الاحمدیہ

و المقامات السعیدیہ ۲۶)

مولوی شیخ محمد فرخ کی سند حدیث دو طرح سے ہے اول اپنے والد گرامی

حضرت خواجہ محمد سعید کی آبائی سند حدیث (کتاب حاضر ۳۱-۳۲) دوسری سند
شیخ علی الطبری سے بھی ہے۔ شیخ بہلول گول برکی جالندھری نے اپنے والد
مرزا خان برکی کے بارے میں لکھا ہے :

اجازت حدیث بسند صحیح الی رسول اللہ علیہ السلام در سنہ یک ہزار و
ہشتاد و شش بابویم از جانب محمد زین العابدین و علی الطبری ساکنین
مکہ معظمہ زادہا اللہ شرفا رسیدہ میان او و میان ایشان شیخ
عارف باللہ تعالیٰ حافظ متقی متورع حاجی حرمین الشریفین شیخ عبد الکریم
و نیز اجازت حدیث بسند صحیح از مولوی محمد فرخ کابلی ثم السہرندی
تعمیم و تخصیص از مشکوٰۃ و صحیح بخاری و غیرہما از سماح ستہ و احادیث
مسلسل و مرسل رسیدہ و ایشان را اجازت از جانب شیخ علی طبری و والد
شریف خود میاں (فوائد الاسرار از شیخ بہلول گول جالندھری۔ ورق اقلیمی)

محدث شیخ علی الطبری بن عبدالقادر طبری الحسینی المکی الشافعی (ف ۱۰۷۰ھ) کے مفصل حالات مجتبیٰ نے خلاصۃ الاثر (۳/۱۶۱) میں دیئے ہیں۔ گویا یہ سند حضرت مولوی فرخ شاہ نے اپنے پہلے سفر حج بہ ہمدانی والد خود و حضرت خواجه محمد مصمم قدس سرہماںی تھی یعنی ۱۰۶۸ھ میں اس کے دو سال بعد شیخ علی الطبری کا وصال ہو گیا۔ مولوی فرخ شاہ اس کے بعد بھی حج کے لیے گئے تھے لیکن اس ۵ سند کا تعلق ان کے سفر اول سے ہے۔ اس سند میں شامل ایک اور محدث شیخ زین العابدین بھی ہیں۔ یہ بزرگ شیخ علی الطبری کے حقیقی بھائی تھے۔ حالات کے لیے دیکھئے خلاصۃ الاثر (۲/۱۹۵)۔ یہی شیخ علی طبری شافعی حضرت مجدد الف ثانی کے خلیفہ تھے (انوار القدسیہ ۱۹۲)۔

- ۱۰ حضرت فرخ شاہ کے درس و تدریس کا شہرہ سارے ہندوستان میں تھا اور سرہند کا مدرسہ مرکزی حیثیت حاصل کر چکا تھا۔ اقتباس الانوار کے مشہور مولف شیخ محمد اکرم براسوی مولوی محمد فرخ شاہ کی خدمت میں کسب علوم کے لیے سرہند حاضر ہوئے تھے۔ (اقتباس الانوار ۳۳۸)
- حضرت شیخ محمد فرخ بہت سی کتابوں کے مصنف تھے۔ اس وقت ہمیں ان کی صرف مندرجہ ذیل کتابوں کا علم ہو سکا ہے :

۱۵

(۱) اصلاحات الصوفیہ

اس کے آغاز میں مولف نے اس کی غایت تالیف یہ بتائی ہے :

الحمد لله العلی العظیم شانه الجلیل برهانه لا تحصی
نعمه ولا تغنی منه حمداً طیباً مبارکاً..... اما بعد احقر
عباد اللہ الغنی محمد فرخ بن الامام الربانی..... ایشخ محمد سعید النقشبندی
الاحمدی می گوید کہ ایں چند فقرہ ایست نامربوط و نختی است از کلمات
نا منظوم.... برخی از حقائق و معارف کہ زبان زدا کثری از صوفیہ علیہ
گشتہ است باریاد شطری از دقائق و نازکیہا و لطافتہا کہ حضرت مجدد الف ثانی
رضی اللہ تعالیٰ عنہ بآں امتیاز دارند و مقالات مفردہ ایشان در ہر بابست کہ

۲۰

از مشکاة نبوت اقتباس نموده در پی جمع آن گماشتہ است از کتب
قوم و مکاتیب علیہ حضرت مجدد از صحبت و خدمت سراسر بہجت و
سعادت حضرت قبلہ گاہی (خواجہ محمد سعید) قدس سرہ استفادہ برداشتہ
آن را فراہم آوردہ است

محشی کتاب حاضر نے اس اہم لغت کو کئی خطی نسخوں کی بنیاد پر
ایڈٹ کیا ہے۔

(۲) کشف الغطاء عن اذہان الانبیاء

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کے دفاع اور مخالفین کے رد میں
حضرت علامہ محمد فرخ نے یہ رسالہ ۱۰۹۲ھ میں اس وقت تالیف کیا جب
مخالفین نے شور کش برپا کی (روضہ ۳/۷۵) اس رسالے کا آغاز یوں
ہوتا ہے :

سبحان من لم یجد الخلق الیہ سبیلاً الا بالعجز عن
درک الادراک

اس کے خاتمے میں اس رسالے کا اور اپنا نام اس طرح لکھا ہے :
..... سبحانہ ایں حقیر کثیر التفسیر محمد فرخ بن شیخ محمد السید النقشبندی
الاحمدی می گوید ہر کہ ایں رسالہ را براد انکشاف مطالعہ نماید
بنا بر آں ایں رسالہ را بہ کشف الغطاء عن اذہان الانبیاء نامیدہ شد

یہ رسالہ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے احوال و
مناقب کے سلسلے میں بھی خاص اہمیت رکھتا ہے۔ حضرت مجدد کے ایسے احوال و
مقامات بھی ثقہ روایات کی بنیاد پر نقل کئے ہیں جن سے حضرت مجدد کے
احوال پر تالیف ہونے والی معاصر کتب خالی ہیں۔ نگارندہ تعلیقات حاضر نے
کئی خطی نسخوں کی بنیاد پر اس کا متن مرتب کیا ہے جس کے مقدمے میں مولف
کے احوال و آثار کی تفصیلات تمام ممکن ذرائع سے مہیا کی ہیں۔

(۳) مکتوبات سعیدیہ

علامہ محمد فرخ نے اپنے والد گرامی حضرت خواجہ محمد سعید بن حضرت مجدد الف ثانی کے مکتوبات کا مجموعہ مرتب کیا ہے۔ اس میں ایک سو مکتوبات ہیں۔ یہ مجموعہ لاہور سے ۱۳۷۵ھ میں حکیم سیفی مرحوم نے شائع کیا تھا۔

(۴) النجاة عن طريق الغواية

حضرت علامہ محمد فرخ نے یہ رسالہ اصطلاحات صوفیہ اور رد ملاحدہ کے موضوع پر تالیف کیا تھا جس کا تعارف خود کشف الغطاء میں ان الفاظ میں کر داتے ہیں :

..... ہر کہ تفصیل علم خواہد در بیان معانی فنا و بقا و جذبہ و سلوک وغیرہ ذالک من مصطلحات القوم فلیرجع الی رسالتنا المسماة بالنجاة عن طریق الغواية یجد فیہا معدنا بالکل جواہر ثمینہ دلائلی فریدہ باعث بر تسوید رسالہ نجات غلو بعضی ملاحدہ بود کہ قدم بر قدم ابلیس دارند در مسئلہ وحدت وجود کہ ایں مسئلہ غامضہ را از بعضی عبارات تشابہہ بزرگان بر آوردہ بہ نہجی کہ دین متین را بہ ہم زند آوردند چنانچہ رمزی ازاں ایں اوراق ہم ثبت یافت در ردّ آنہا سخن باشباع تطویل انجامیدہ است تا آن بی دینان را دست آویز نمایند باعث بر تالیف ایں رسالہ ہجوم ایں جماعت بر عزیزی کہ در اعتقاد بسیاری از خلص عباد اللہ است.....

(کشف الغطاء قلمی ۹۲-۹۱، ب)

جواہر علویہ (۲۷۰) میں اس رسالے کا نام نجات العورت سہو کتابت ہے۔

(۵) جلاء الصدر عن مرآت الکعبۃ الحسناء

اس رسالے میں حقیقت کعبہ اور اس نوعیت کے دیگر مسائل پر بحث

کی گئی ہے۔ کشف الغطاء میں اس رسالے کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں :
 یابد دانست کہ یکی از مواضع مغلقہ کہ در فہم آہنانہ در آمدہ است آن
 است کہ در بعضی مکاتیب (حضرت مجدد الف ثانی) واقع شدہ است کہ
 حقیقت کعبہ فوق حقیقت محمدی است و مسجد او مست مطلب
 ۵ ازیں حکایت آن ست کہ حل ایں مقام را از رسالہ جلاء الصدر عن
 مرآت الکعبۃ الحسناء طلب نمایند امید است کہ از غل حقد
 نجات یابند (کشف الغطاء ۹۲ ب ۹۵-۱)
 گویا یہ سالہ النجاة کی طرح رسالہ جلاء الصدر بھی کشف الغطاء کی تصنیف
 ۱۰۹۲ھ سے پہلے تالیف ہو چکا تھا۔

۱۰ (۶) الحمد الفاصل بین سدید الاعتقاد و بین الزندقۃ والالحاد

اس رسالے کا موضوع نام سے ظاہر ہے۔ اس کا ایک ایسا ناقص نسخہ
 جی معین الدین صاحب ساکن لاہور کے کتب خانے میں محفوظ ہے جس کا
 کوئی درق بھی پورا پڑھا نہیں جاسکتا۔ اس لیے اس رسالے کی تفصیل نہیں
 دی جاسکی۔

۱۵

(۷) تنفیۃ المنہاج المتین من مصاد لصوص الدین

حضرت علامہ محمد فرخ نے اپنے اس رسالے کا ذکر الحمد الفاصل میں کیا
 ہے۔ جواہر علویہ (۲۷۰) میں اس کے نام میں کتابت کی غلطیاں موجود ہیں۔
 ۲۰ حضرت شاہ احمد سعید مجددی کے احوال پر اہم کتاب المناقب الاحمدیہ
 والمقامات السعیدیہ (۲۶ حاشیہ) میں بھی اس رسالے کا ذکر کیا گیا ہے۔

(۸) مکاشفات الحرمین

معاصر تذکرہ نویس شیخ محمد امین بدخشی نے اس رسالے کے حوالے اور
 اقتباسات دیئے ہیں وہ حضرت دمدت کی لطائف المدینہ کے ساتھ اس کا بھی

ذکریوں کرتے ہیں :

مکاشفات الحرمین الشریفین کثیر عندی بخط الشیخ مسرخی شاہ
والشیخ عبدالاحد سلمہ اللہ تعالیٰ (نتائج الحرمین ورق ۲۸ ب)

(۹) رسالہ در منع غنا

۵

اس رسالے کا ذکر حضرت وحدت نے اپنے ایک مکتوب بنام
شیخ محمد مراد ٹنگ کشمیری میں کیا ہے، لکھتے ہیں :
شیخ خلیل الرحمن سلام می رسانند و فرمودہ اند کہ رسالہ بابت حرمت غنا
تصنیف برادر مولوی شیخ محمد فرخ شاہ جو برای مانویسانندہ ارسال
دارند (گلشن وحدت ۳۴/۴۴)

۱۰

شاہ ردف احمد نے رسالہ حرمت الغنا کے نام سے اس کا حوالہ دیا ہے
(جواہر علویہ ۲۷۰)

(۱۰) حاشیہ علی حاشیہ علامہ عبدالحکیم علی النخیالی

مقامات معصومی کے علاوہ جواہر علویہ (۲۷۰) میں بھی اسے علامہ محمد فرخ شاہ
کی تالیف بتایا گیا ہے۔ نذرۃ الخواطر کے مولف نے بھی اس حاشیے کا ذکر کیا
ہے (۲۲۳/۶)

۱۵

(۱۱) رسالہ در منع رفع سبابہ

مقامات معصومی کے علاوہ جواہر علویہ (۲۷۰) اور الیائے الجہنمی میں بھی اس
کا ذکر کیا گیا ہے (۶۷)

۲۰

(۱۲) القول الفاصل بین الحق والباطل

نذرۃ الخواطر (۲۲۳/۶) کے مولف نے اس کا نام شاہ محمد فرخ کی
تصانیف کی فہرست میں لکھا ہے۔ اس رسالے کا موضوع غالباً حضرت
مجدد الف ثانی کے مخالفین کا رد ہے۔

(۱۳) رسالہ فی الحقیقۃ المحمدیہ

جواہر علویہ (۲۷۰)، مناقب الامدیہ (۲۶) اور نزہۃ الخواطر (۲۲۳/۶) میں اس رسالے کا ذکر کیا گیا ہے۔

۵

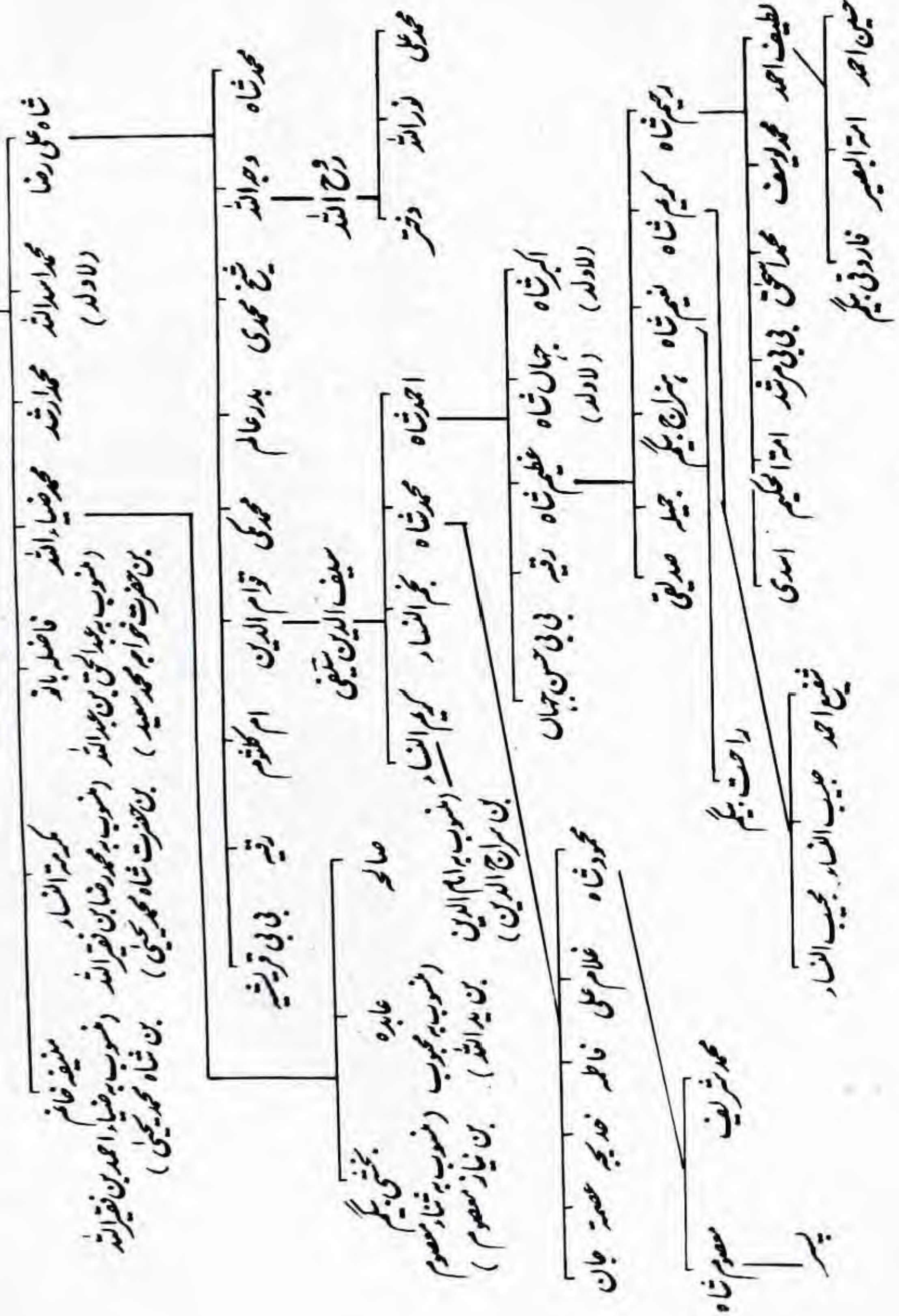
(۱۴) رسالہ فی العقائد

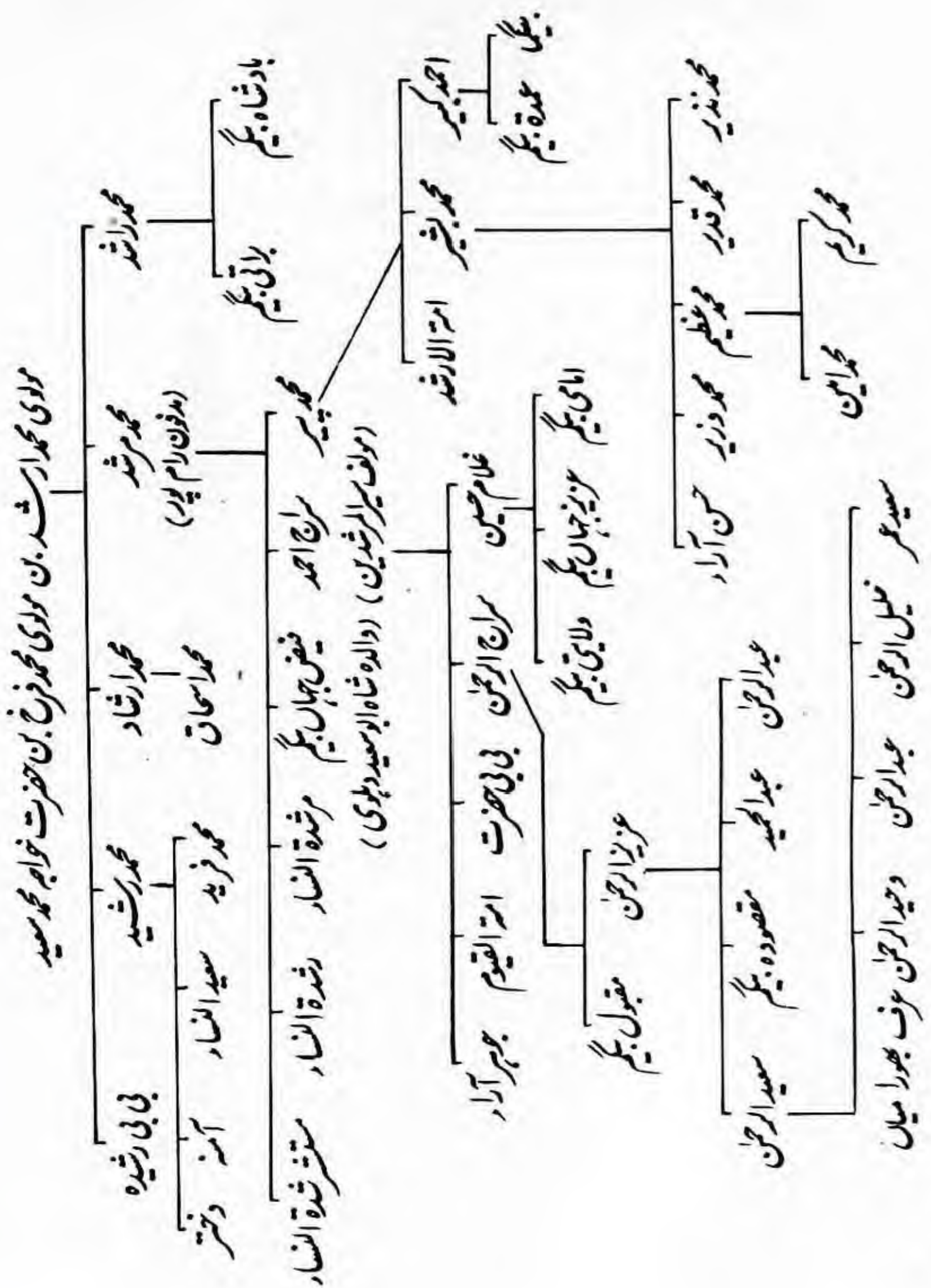
صاحب نزہۃ الخواطر (۲۲۳/۶) نے اسے مولوی محمد فرخ شاہ کی تالیف بتایا ہے۔

۱۰

(۱۵) رسالہ وحدت الوجود

خطی، مخزنہ کتابخانہ خانقاہ مجیبہ پھلواڑی شریف، پٹنہ
ان کے علاوہ مؤلف روضۃ القیومیہ (۲۹۴/۱) نے اشارہ کیا ہے
کہ حضرت شاہ محمد فرخ نے کئی درسی کتب پر شرح و حواشی لکھے تھے۔





(مانخوڙان هديئہ احمدیہ ۱۰-۱۸، انساب الانجاء ۱۲-۱۴، تذکرہ کاطلان رام پور از احمد علی شوق)

..... (حضرت عبدالاحد وحدت) خرمن گل کہ از چہار چمن گلزار وحدت دمیدہ جیب
ودامان صوفیہ موحده را پُر کردہ ۱۰/۲۰۸

اس اقتباس سے یہ نتیجہ اخذ کرنا عبث ہے کہ حضرت وحدت اپنے بزرگوں
کے خلاف وحدت الوجود کے مسلک کو اپنائے ہوئے تھے بلکہ اس کی وضاحت
حضرت وحدت کے مرید صادق شیخ محمد مراد ٹنگ کشمیری نے ان الفاظ میں کی ہے:
ہر گاہ کہ معارف حضرت ایشاں (حضرت وحدت) نتیجہ از توحید شہودی بود
نیز حضرت ایشاں تخلص بہ وحدت داشت (گلشن وحدت ۱۶)

..... صحبت معصوم مارا ۲۲-۲۱/۲۰۸

یہ خود حضرت وحدت کا شعر ہے جو ان کی نوشتہ ۹ شعروں کی نظم سے ماخوذ
ہے۔ ملاحظہ ہو چہار چمن وحدت (۱۲۱-۱۲۲)

ولادت با سعادت آل بانی گلزار وحدت (حضرت وحدت) در بلدہ حضرت سرہند
در حوالی سال ہزار و پنجاہ اتفاق یافتہ ۲۳/۲۰۸

حضرت وحدت کے سال ولادت میں اختلاف ہے۔ معاصر مولف
شیخ محمد مراد ٹنگ کشمیری جو حضرت وحدت کے خلیفہ بھی تھے، حضرت وحدت کا
یہ کشف نقل کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا تھا میری عمر ۷۵ سال ہوگی اور یہ کشف
صحیح ثابت ہوا اور ۱۱۲۶ھ میں وصال فرمایا۔ (حنات المقرین ورق ۱۲۳ ب)
اس اعتبار سے سال ولادت ۱۰۵۱ھ [۱۱۲۶-۷۵ = ۱۰۵۱] ہونا چاہیئے۔
تاہم ایک سال اگر جاری سال کے طور پر تصور کیا جائے تو کتاب حاضر کی روایت
صحیح کے قریب ہے۔

..... تخلص آنحضرت در شعر وحدت است ۱/۲۰۹

خود فرماتے ہیں :

احقر البریہ طالب راہ احمدیہ عبدالاحد ملقب بہ وحدت (چہار چمن ۴)

فصاحت کلام بالنیت تمام می ساخت روزمرہ ایشاں بودہ ۳/۲۰۹

خود حضرت خواجہ محمد معصوم، حضرت وحدت کی فصاحت کے معترف تھے
فرماتے ہیں :

رقعہ شریفہ رسیدہ و مضامین دلکش آں دل نشین گردید و اشعار رنگین آں
متلون و ذوقین ساخت (مکتوبات معصومیہ ۳/۲۲۸/۲۹۰)
نامہ گرامی کہ مشتمل بر فقرہ ہای شوق و شعر ہای شور انگیز بود رسیدہ
مسرت بخش گردید (ایضاً ۳/۲۰۵/۲۵۰)

۵ شعراء کے تذکرہ میں بھی ماہرین فن نے ان کے کلام کی خوبیاں بیان
کی ہیں (رک بہ مقدمہ لطائف المدینہ)

..... حضرت ایشاں خود در مکتوبی از مکتوبات جلد ثالث کہ بہ اسم مخدوم زادہ ثالث
..... مندرج است

دیکھئے مکتوبات معصومیہ ۳/۱۱۷/۱۵۸-۱۵۹

..... شیخ بدیع الدین ۸/۲۱۰

۱۰ شیخ بدیع الدین حضرت خواجہ محمد سعید کے نواسے تھے یعنی ان کی دختر
بی بی صالحہ بانو کے بیٹے تھے، بی بی صالحہ شریف محمود (از اولاد برادر حضرت
مجدد الف ثانی) سے منسوب تھیں یعنی
بدیع الدین بن شریف محمود

۱۵

کلیم اللہ شہاب الدین بی بی صفورہ
(منسوب بہ عبد اللطیف بن شیخ عبدالقادر نواسہ
محمد یونس علیم اللہ عرف بڈھا حضرت مجدد و علم مولف مقامات معصومی)
شیخ بدیع الدین، حضرت خواجہ کے علاوہ حضرت حجۃ اللہ کے بھی تربیت یافتہ
تھے (روضۃ القیومیہ ۱/۳۰۸) حضرت خواجہ محمد سعید کے دو مکاتیب ان کے
نام ہیں (مکتوبات سعیدیہ ۱۱/۱۹، ۲۳/۲۸، نیز ملاحظہ ہو:

روضۃ القیومیہ ۱/۳۰۸

ہدیہ احمدیہ ۳۴

..... در اول تشریف آں بانی گلزار وحدت بہ خدمت سراسر سعادت ۱۲-۱۱/۲۱۰

یافتہ بودم عبث می شود

حضرت وحدت نے اپنے ایک مکتوب (بنام اخوند سجادل سرہندی) میں
حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہ سے کسب فیض کا تفصیلی تذکرہ کیا ہے، لکھتے ہیں:
مخدوما! در اول ایام انابت خلیفہ الرحمان ایں معنی بہ خاطر فاطر علجان داشت
کہ چوں بہ خدمت تام سعادت انابت آری و قبلہ توجہ ایشان را سازی مبادا
در نسبتی کہ با خازن الرحمت (خواجہ محمد سعید) داری فتویٰ واقع شود در معنی
معیت و ضمنیت کہ با ایشان داشتی اخطاطی و برودتی طاری گردد ازیں جا
ماندہ دازاں جا راندہ گردی (گلشن وحدت ۵۴/۶۶)

۲۲-۱۸/۴۱۰ (حضرت خواجہ محمد معصوم فرمودند) بشارتی کہ از حضرت میاں جوی (خواجہ محمد سعید)
یافتہ بودند معلوم ماہم گشت و شمارا کمالات ولایت کبریٰ صغریٰ

۱۰ حضرت وحدت نے جمادی الاول ۱۰۷۶ھ سے ۱۰۷۷ھ دو سالوں میں
حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہ سے پچاسی مجالس میں خصوصی توجہات لینے
کی تفصیل مع مختلف بشارات دی ہے۔ (گلشن وحدت ۵۴/۶۷-۶۹)
۲۲-۲۰/۴۱۰ مکتوبات شریفہ از جلد ثانی و ثالث مشحون انداز بشارتی کہ بآں بانی گلزار
وحدت صدور یافتہ و مقبولیت ایشان صریحاً در قلم عنبریں رقم در آمدہ

۱۵ مکتوبات معصومیہ کی جلد دوم کا مکتوب ۱۱۹ اور جلد سوم کے مکاتیب ۱۱۷،
۱۲۸ (بنام شیخ محمد باقر لاہوری، ضمناً) ۱۲۰، ۱۶۸، ۲۰۵، ۲۴۸ بھی حضرت وحدت
کے نام ہیں جن میں بکثرت بشارات کا ذکر ہے۔ آخری مکتوب (۲۴۸) کے سوال و
جواب ملاحظہ ہوں:

۲۰ توشہ بودند کہ خود را از خاصان نمی دانم کہ خاصاں را قرب عظیم باشد الخ
ایں فقیر شمارا از خاصان می شمرد و قرب شمارا بیش از بیش می فهمید
۲۳-۱۹/۴۱۱ بیاضی دارند کہ تفصیل احوال از جنس بشارات عالی درجات و دیگر معاملات
..... از دریافت تفصیل مقدمات

حضرت وحدت نے اپنی اس بیاض کا خود حوالہ دیا ہے کہ حضرت خواجہ محمد معصوم
نے اپنے دست مبارک سے بشارت میری اس بیاض میں تحریر فرمائی:
..... ایں بشارت بہ دستخط مبارک در بیاض ایں حقیر رقم نمودہ اند
(گلشن وحدت ۵۴/۷۰)

حضرت وحدت کے مرید مخلص شیخ محمد مراد ٹنگ کشمیری نے بھی یہ بیاض دیکھی تھی، لکھتے ہیں :

آنچه از بیاض مخدوم مرشد مد ظله العالی کہ از زبان مبارک حُجۃ اللہ سلمہ اللہ تعالیٰ شنیدہ خود نگاہ داشتند و نقل آں با حق فرستادند و آں ایں است در باب خود فرمودند کہ بہ خطاب حجۃ اللہ را مشرف ساختند و ندا در دادند کہ ہمہ دوستان تو مغفور اند (حنات المقربین، ورق ۱۷۰ ب)

۵

بعد وصال حضرت ایشاں رجوع بہ حضرت حجۃ اللہ بہ کمال خضوع آوردہ ... ۲-۱/۴۱۲

حضرت خواجہ محمد معصوم کے وصال (۱۰۷۹ھ) کے بعد ۱۰۸۷ھ میں حضرت وحدت حضرت حجۃ اللہ محمد نقشبند ثانی سے منسلک ہو گئے اور منصب قیومیت کے حضرت حجۃ اللہ کی طرف منتقل ہونے کے اثبات میں رسالہ لکھا۔ (روضۃ القیومیہ ۳/۲۹-۳۰) ۱۰

دونوں حضرات کے مابین گہرے روابط رہے حضرت حجۃ اللہ کے مندرجہ ذیل مکاتیب حضرت وحدت کے نام ملتے ہیں :

وسیلۃ القبول ۱/۱۵، ۲۲/۲۹، ۳۲/۴۵، ۲/۱۴، ۳۱/۴۲، ۸۱/۴۲

حضرت وحدت تین مرتبہ حج کے لیے گئے آخری دونوں حج حضرت حجۃ اللہ کے ہمراہ کئے (تحفۃ الفقراء ۱-۱۰) ۱۵

..... اشعار آنحضرت (وحدت) ہمگی دل کشاںد ۵/۴۱۲

ماہرین شعر و ادب نے حضرت وحدت کے کلام پر عمدہ آراء کا اظہار کیا ہے۔ خوش گو نے لکھا ہے :

اگرچہ از اشغال باطن فرصت نمی یافت کہ بہ فکر سخن پردازد اما دریں کار نیز استاد بود و بسیار معانی تازه و مضامین رنگین از دگل می کرد۔

۲۰

(سفینۂ خوش گو ۶۹)

بقول کشن چند اخلاص :

گاہ گاہی بحسب اتفاق زبان معجز بیان را یک دو مصرع گلفشاں می فرمودہ (ہمیشہ بہار ۲۶۱)

بقول میرنجان اجل :

وحدت باوجود فضل و کمال بقول الشعراء تلامیذا الرحمن شعر ہم می گفت

(غازن الشعراء ردو گراف مملوکہ جناب مشفق خواجہ - ورق ۱۶۸ - ۱)

اس کے علاوہ بھی کئی تذکروں میں حضرت وحدت کے احوال و کلام درج ہوا

ہے (لطائف المدینہ، مقدمہ)

..... چہارچمن از مشاہیر رسائل آنجناب (حضرت وحدت) است و گلزار وحدت ۵
.....

حضرت وحدت کثیر التصانیف بزرگ تھے مولف مقامات معصومی نے ان کی صرف پانچ کتابوں کے نام لکھے ہیں صوفیہ کے تذکروں میں ان کی دیگر حسب ذیل تصانیف کے نام ملتے ہیں۔

- ۱۰ (۱) اسرار المجموعہ (۲) اسرار الفقر (۳) برہان جلی (۴) رسالہ در اثبات قیومیت
- (۵) بیاض (۶) بدائع الشرائع (۷) توبہ نامہ (۸) الجنات الثمانیہ
- (۹) جنود اللہ (۱۰) حاشیہ بر بعضی اقوال تفسیر بیضادی (۱۱) خزائن المودہ
- (۱۲) خزائن النبوة (۱۳) خیابان وحدت (۱۴) خیر الکلام
- (۱۵) الدرر فی علم قرأت سال ۱۱۰۶ھ (۱۶) رسالہ در احوال حضرت مجدد
- ۱۵ (۱۷) رسالہ رد مخالفین حضرت مجدد (۱۸) رسالہ در شرح بیت ثنوی
- (۱۹) رسالہ منع رفع سبابہ (۲۰) رسالہ در بیان لطائف خمسہ و اصول آہنہا
- (۲۱) رسالہ تصوف (۲۲) سبیل الرشاد (۲۳) سلسلۃ الجواہر در شرح چہل حدیث
- (۲۴) شرح کلمات قدسی آیات مکاتیب حضرت مجدد (۲۵) شرح کلمۃ تسبیح
- (۲۶) شرح رباعیات خواجہ باقی باللہ (۲۷) شواہد التجدید (۲۸) صحائف تسعہ
- ۲۰ (۲۹) فیض عام (۳۰) قرۃ القارئین (۳۱) قصص برحق (۳۲) چہارچمن
- (۳۳) کحل الجواہر (۳۴) گلشن وحدت (مجموعہ مکتوبات) (۳۵) لطائف المدینہ
- (سوانح حضرت خواجہ محمد سعید الدخود) (۳۶) لطائف (۳۷) مجمع البحرین
- (۳۸) مناجات کبیر (۳۹) مناجات صغیر (۴۰) نشر الدرر فی فضائل السور
- (۴۱) ثنوی (۴۲) نشر العطر (۴۳) نواقض الردافض -

دیوان وحدت کی تفصیل کے لیے دیکھئے :

انصاری، نورالحسن : فارسی ادب بعہد اورنگ زیب ۳۴۷ - ۳۴۹

نگارندہ تعلیقات ہذا نے حضرت وحدت کی تالیف لطائف المدینہ مرتب کی ہے جس کے مفصل مقدمے میں ان کی تالیفات کا تعارف بھی کروایا ہے۔

..... بنیرۃ ایشاں (حضرت وحدت) جامع الکملات اطہر الدین خان.....

- ۵ محمد اطہر مخاطب بہ نواب اطہر الدین خان بن شیخ محمد نقی بن حضرت وحدت، ہدیہ احمدیہ میں ہے کہ اورنگ زیب نے انہیں نواب اطہر الدین خان کا خطاب دیا (۲۴ - ۲۵) لیکن عہد اورنگ زیب کی کتب تاریخ سے اس کی تصدیق نہیں ہو سکی۔ ان کے تین بیٹے اور تین بیٹیاں تھیں۔ احسان اللہ خان، انعام اللہ خان یقین تخلص (معروف شاعر و شاگرد حضرت مظہر) اور عرفان اللہ خان (ہدیہ احمدیہ ۲۵) نواب اطہر کے بیٹے بھی منصب دار تھے (روضہ ۱/۳۰۳) نواب اطہر کے متعلق قدرت اللہ قاسم نے لکھا ہے :

پدرش (انعام اللہ یقین) قطع نظر از پیرزادگی بہ مصاحبت حضرت فردوس آرام گاہ نور اللہ مضجع کلاہ گوشہ باسماں می شود خودش در ایام دولت نواب غفران مآب وزیر الممالک عماد الملک غازی الدین خان بہادر بسیار بہ جاہ و مکنات ایام بکام دل بسری فرمود (مجموعہ نغز طبع حافظ محمود شیرانی ۲۵۵)

۱۵

..... چند بیٹی کہ از غزل مشہورۃ ایشاں (حضرت وحدت) بہ خاطر رسیدہ ترقیم نماید سے

شب خیال طرۃ.....

- ۲۰ چہار چمن وحدت میں یہ پوری غزل موجود ہے۔ جس کے کل ۹ شعر ہیں مولف نے اس غزل کے صرف ۴ شعر نقل کئے ہیں۔ مولف نے یہ اشعار حافظ کی بنیاد پر لکھے ہیں۔ دیوان سے تقابل کے بعد لفظی فرق معلوم ہوا اس لیے دیوان کو متن کتاب حاضر پر ترجیح دی گئی ہے۔ (چہار چمن ۳۲ - ۳۳)

..... وصال آنحضرت (وحدت) در بلدۃ دار الخلافہ شاہ جہان آباد سال ہزار دہشت و ہفت اتفاق یافتہ.....

اس بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت وحدت کی نماز جنازہ کئی اصحاب نے پڑھائی مولف روضۃ القیومیہ (۸۸/۴) نے لکھا ہے کہ خواجہ محمد زبیر قدس سرہ نے اس نماز کی امامت کی۔

۱۱-۹/۴ خلعت خاص خود را بہ من عنایت می نمایند من خلعت قیومیت بودہ کہ حضرت وحدت بعد حضرت حجتہ اللہ بہ خود می فرمودند
۵ حضرت وحدت کے نام حضرت حجتہ اللہ کا پورا مکتوب منصب قیومیت کے انتقال کے موضوع پر ہے، لکھتے ہیں :

خلعت ارشاد کہ نسبت قیومیت عبارت ازاں است چنانچہ بہ طریق قطع از حضرت مجدد الف ثانی بہ حضرت عروۃ الوثقیٰ قدست نفسہا رسیدہ ہمچنین بالیقین بہ جناب عالی وصول یافتہ و ایں معنی
۱۰

(وسیلة القبول ۲/۱۴/۳۱)

۱۶/۴ (شیخ ابو حنیف) بر ایں فقیر (مولف) مہربانی خاص داشتند
شیخ ابو حنیف، حضرت وحدت کے بڑے صاحبزادے تھے، شیخ محمد راکشمیری لکھتے ہیں :

۱۵ اول و اعلیٰ و اقدم حضرت ولایت دستگاہ ابو حنیف کہ در حین حیات آنجناب (حضرت وحدت) قدس سرہ می فرمودند کہ آنچہ قدس مابود شیخ محمد حنیف بود چنانچہ ایں امر محرر ہم در سفر سوم (سرہند) معاینہ نمودہ بود (حسان المقریین ۱۲۱ ب ۱۲۲)

۲۰ شیخ محمد مراد نے اپنے ذاتی مشاہدات لکھے ہیں، فرماتے ہیں :
در مجاہدہ از سابقانہ و در اخذ معانی و کمالات از ہمہ پیش قدم از کشف قلوب و قبور محرر در سفر نخستین کہ ۱۰۸۱ھ بود ایشاں را در مکتب قرآن دیدہ و در سفر دوم کہ بعد چہار پنج سال شد کسب مسائل علوم دینیہ می نمودند و در سفر سوم کہ بعد آں بہ پانزدہ سال بود خیل مستغرق کمالات صوری و معنوی بودند شبی کہ باتفاق انہوی حقیقت آگاہی شیخ محمد یوسف (کنٹ) از خدمت ایشاں رخصت حاصل شد بانکہ توجہ و تامل ہر دو

را متغیر ساختند..... در سفر اخیر ایشان فقیر از سر نو متادہلی و از دہلی تا سرہند در یک سواری بود..... از مغنمات وقت اندو بہ زیارت عرین شریفین رسیدند..... چون فرزندی ثمرۃ الفواد شیخ عبدالرشید در سنہ ہزار و یک صد و نوزدہ بدلا الارشاد سرہند رفت و از آنجا بعد دو سال آمد امور غریبہ از احوال اس مخدوم زادہ صاحب سجادہ نقل نمودہ کہ عقل عقیل از درک آن تحیر نمود (تحفۃ الفقراء ۲۰-۱-۲۲)

شیخ ابو حنیف کا ایک خوبصورت مکتوب محررہ ۱۱۲۸ھ بنام شیخ محمد مراد کشمیری گلشن وحدت کے آخر میں درج ہے (۱۱۶/۱۶۹-۱۶۹) شیخ ابو حنیف نے ہدایہ مولف کتاب حاضر کے والد شیخ محمد فضل اللہ سے پڑھی تھی (مقامات معصومی ۳۶۸) شیخ ابو حنیف کا سال وصال ۱۱۳۲ھ صرف کتاب ہذا میں ہی ملتا ہے۔ ان کے دو بیٹے اور ایک لڑکی تھی شیخ محمد زکی اور محمد میر، شیخ محمد زکی کے صرف ایک فرزند شیخ محمد عرف شاہ بھیک تھے (ہدیہ احمدیہ ۲۰) وہ فارسی میں شعر بھی کہتے تھے (روضہ ۲۰۲/۱) معروف شاعر ارشد علی رسائی غالباً انہیں کے شاگرد تھے (سفینہ خوشگو ۱۸۹)، شاہ بھیک حضرت میرزا منظر جان جاناں کے خلیفہ اور کابل میں مصروف ارشاد تھے (مقامات منظری ۵۱، ۳۱۱، ۴۰۸، ۴۵۰-۱۵۱)

..... بالفعل دو فرزندان بلا واسطہ حضرت وحدت..... شیخ محمد نقی حیات اند..... ۲۱-۲۰/۲۱۵

یہاں مولف نے حضرت وحدت کے صرف ایک صاحبزادے شیخ محمد نقی کا ذکر کیا ہے۔ دوسرے کا نام نہیں لکھا یا کتاب حاضر کے دونوں نسخوں میں وہ جملہ غائب ہے جو ان کے دوسرے فرزند یعنی نور الحق کے نام کا حامل تھا۔

..... شیخ محمد نقی ۲۱/۲۱۵

شیخ محمد نقی، حضرت وحدت کے دوسرے بیٹے تھے ۱۳ محرم ۱۱۲۸ھ میں انتقال ہوا (ہدیہ ۲۲) حضرت حجۃ اللہ محمد نقشبند ثانی سے سلوک کی تعلیم لی (روضہ ۳۰۲/۱)۔

..... شعرا ایشاں مستغنی از توصیف واصفان است یکی از معتبران روایت نمودہ کہ حضرت حجۃ اللہ..... شعرا ایشاں را بر شعر والد شریف شان ترجیح می دادند..... ۲۵-۲۳/۲۱۵

معاصر ماخذ روضۃ القیومیہ (۱/۳۰۲) میں ہے کہ شیخ محمد نقی (تقی بہو کتابت) شعر بھی اچھا کہتے تھے ان کا ایک شعر بھی نقل کیا ہے جو انہوں نے بادشاہ کے سامنے پڑھا تھا۔ شیخ محمد نقی کے دو بیٹے نواب شیخ اظہر الدین خان (ر۔ ک کتاب حاضر ۱۳/۶) اور شیخ ظہور اللہ تھے۔ نواب اظہر الدین خان کے بیٹے انعام اللہ خان یقین حضرت منظر کے شاگرد اور معروف شاعر تھے۔ مشہور شاعر میر تقی میر جب سرہند گیا تو یقین کے دادا شیخ محمد نقی سے بھی ملا۔ وہ نکات الشعراء میں لکھتا ہے:

باجوش در سرہند ملاقات کردہ بوم بسیار آدم بامزہ یافتہ، بہ سلوک پیش آیدہ
وضیافت فقیر کردہ تا دیر نشستہ صحبت مستوفی داشتم، شعر فارسی بطرز
می گوید (نکات الشعراء ۸۱ طبع عبدالحق)

۱۰ جیسا کہ ہم نے ہدیہ احمدیہ کے حوالے سے شیخ محمد نقی کا سال وصال ۱۱۴۸ھ پہلے لکھا ہے اس اعتبار سے میر جب سرہند گئے تو ان کی عمر کل تیرہ برس (سال ولادت میر ۱۱۳۵ھ) کی تھی اتنے کم سن کی ضیافت اور ان کی شاعری کے بارے میں اظہار رائے سب کچھ بعید از عقل معلوم ہوتا ہے۔ یقیناً شیخ محمد نقی کا سال وفات ۱۱۴۸ھ غلط ہے۔ اسی طرح میر کا سال پیدائش بھی مشکوک ہو جاتا ہے۔ لہذا دونوں سنیں کی صحت کے لیے تحقیق لازم ہے۔

۱۵

۴-۶-۲۰ رُبَّنَا..... الْكُفْرِينَ

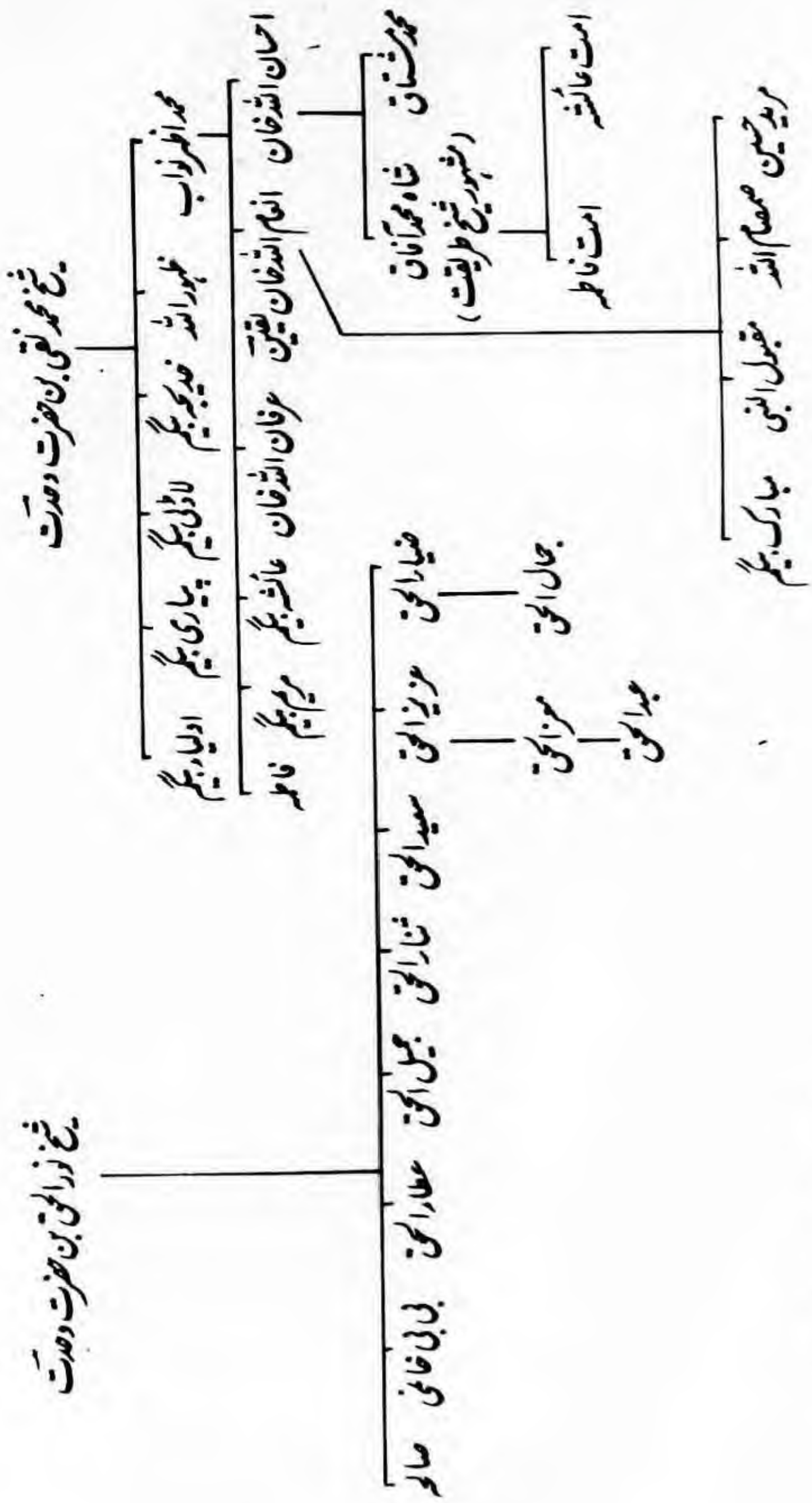
قرآن ۳/۱۴۷

حضرت وحدت کے مفصل حالات معشی کتاب ہذا نے ان کی تالیف لطائف المدینہ کے مقدمے میں لکھے ہیں۔ حضرت وحدت کی اولاد کے اسماء کے لیے ملاحظہ ہو کتاب حاضر سے نسلک شجرات حضرت وحدت۔

۲۰

P-4





۱۵-۱۲/۴۱۷ در حضور والد ماجد خود حضرت خازنِ رحمت نوجوان شدہ بودند.....

یعنی شیخ خلیل اللہ اپنے والد گرامی خواجہ محمد سعید کے وصال کے وقت نوجوان تھے ان کی کل عمر سولہ سال تھی (۱۰۴۱-۱۰۵۵=۱۶)

۲۰-۱۹/۴۱۷ مکتوبات فراوان در جلد ثالث حضرت ایشاں بہ نام آن مخدوم زادہ مندرج اند.....
مکتوبات معصومہ کی جلد سوم میں شیخ خلیل اللہ کے نام آپ کے تین مکاتیب یعنی ۲۱۶، ۱۹۵، ۳ موجود ہیں۔

۴-۳/۴۱۸ بشارت تعینِ جنتی کہ اسبق نعینات است و غتہای بشارت نیز در مکتوبات شریفہ صریحہ باسم ایشاں است.....

حضرت خواجہ، شیخ خلیل اللہ کو اپنے ایک مکتوب میں لکھتے ہیں :
..... ہنگامِ نوشتن کتابت شمارا بہ خلعت مزین بہ دروازہ تعینِ جنت
و وصول معلوم شد دخول ہنوز مشغول نیست..... بعد نوشتن کتابت
مرۃ ثانیہ کہ توجہ واقع شد معلوم گردید کہ دخول دران حقیقت میرشد.....
اگر دلالت شما دلالت محمدی ست علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام
والتحیۃ پس ترا این دخول دلوق بالاصالۃ ست و گرنہ بالبع ست
الفرع (مکتوبات معصومہ ۳/۱۹۵-۲۴۲-۲۴۳)

۱۵-۱۳/۴۱۸ بعد وصال حضرت ایشاں رجوع بہ کمالِ حضور بحضرت حجۃ اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما
آوردند کہ.....

شیخ خلیل اللہ کو حضرت حجۃ اللہ نقشبند ثانی کے ساتھ خصوصی انس تھا۔ ایک خط
میں حضرت حجۃ اللہ لکھتے ہیں :

انوی اعزٰی شیخ محمد خلیل اللہ عم زادہ این فقیر بہ فضائل و کمالات صوری و
معنوی آراستہ اند و مقبول و منظور خاص حضرت قبلہ گاہی قطب الاقطاب بودند
..... (وسیلة القبول ۲/۳۶/۴۱)

حضرت وحدت کے نام انہوں نے اپنے ایک مکتوب میں شیخ خلیل اللہ کا بھی
ذکر کیا ہے (ایضاً ۱/۳۲/۴۵)

۲۰/۴۱۸ عمر شریف (شیخ خلیل اللہ) قریب بہ ہشتاد است شفیہ ام کہ دریں ایام کسل مند

گویا کتاب حاضر کی تالیف کے دوران شیخ محمد خلیل اللہ کی عمر اسی سال کے قریب تھی۔ ان کی ولادت کا سنہ مولف نے ۱۰۵۵ھ لکھا ہے (۱۲/۴۱۷) اس اعتبار سے وہ ۱۱۳۵ھ [۱۰۵۵ + ۸۰ = ۱۱۳۵] تک بقید حیات تھے لیکن معاصر اخذ روضۃ القیومیہ (۳۰۵/۱) میں ہے کہ ان کا انتقال ۱۱۳۱ھ کو ہوا صاحب ہدیہ احمدیہ نے بغیر کسی حوالے کے سال وصال ۱۱۳۳ھ درج کیا ہے (۲۷) جیسا کہ کتاب حاضر کے مولف نے خلتے میں خود وضاحت کی ہے کہ انہوں نے ۱۱۳۴ھ میں یہ کتاب مکمل کی ہے، ممکن ہے انہیں ان کے انتقال کی اطلاع نہ ہوئی ہو۔ غالب گمان ہے کہ شیخ محمد خلیل کا ۱۱۳۳ھ یا ۱۱۳۴ھ کو وصال ہوا۔

۱۰ ○ شیخ محمد خلیل اللہ بن حضرت خواجہ محمد سعید کے نام ان کے والد گرامی کے دو مکاتیب ہیں (مکتوبات سعیدیہ ۱۹/۲۰۰، ۲۵) شیخ حجۃ اللہ کے علاوہ حضرت مروج الشریعت محمد عبید اللہ نے بھی ان کا ذکر کیا ہے (غزینۃ المعارف ۸۳/۱۰۹) شیخ محمد خلیل اللہ، حضرت حجۃ اللہ کے تیسرے سفر حج میں ان کے ہمراہ تھے (روضۃ ۱۱۲/۳)۔ ان کی اولاد کے اسماء کے لیے ملاحظہ ہو ان تعلیقات کے ساتھ منسلک شجرہ۔

۱۵

..... شیخ محمد یعقوب

۲۲/۴۱۸

شیخ محمد یعقوب حضرت خواجہ محمد سعید کے ساتویں فرزند اور والد گرامی کے وصال کے وقت خرد سال تھے۔ حضرت حجۃ اللہ اور حضرت وحدت نے تعلیم و تربیت کی (روضۃ ۳۰۶/۱)

قاضی شہار اللہ پانی پتی نے لکھا ہے :

بخدمت عروۃ الوثقیٰ کسب کمالات کردند و بعد وفات آنحضرت بخدمت حضرت حجۃ اللہ محمد نقشبند رضی اللہ عنہ رجوع آوردند و مستفید شدند وفات حضرت محمد یعقوب ۲۲ ذی الحج رسالہ در انساب اولاد حضرت مجدد ۸ - قلمی)

قاضی صاحب نے ان کا سال وفات نہیں لکھا۔ ان کے والد

حضرت خواجہ محمد سعید کا ایک مکتوب ان کے نام ہے جس میں ایک آیت پاک کی تفسیر بیان کی گئی ہے (مکتوبات سعیدیہ ۵۶/۱۱۱-۱۱۲) شیخ محمد یعقوب کی اولاد کے اسماء کے لیے دیکھئے تعلیقات ہذا سے منسلک شجرہ۔

..... شیخ محمد تقی

۲۲/۴۱۸

۵ شیخ محمد تقی، حضرت خواجہ محمد سعید کے آٹھویں فرزند تھے، سلوک باطنی حضرت حجۃ اللہ کی خدمت میں مکمل کیا (روضہ ۳۰۶/۱) اور اس سے قبل حضرت خواجہ محمد معصوم کی خدمت میں فیض یاب ہوتے رہے۔ ۱۱۱ھ میں انتقال ہوا (ہدیہ احمدیہ ۳۲)۔ حضرت وحدت نے لکھا ہے کہ میرے بھائی شیخ محمد تقی ہندی زبان بھی جانتے ہیں (گلشن وحدت ۱۲۶/۴۲)۔ حضرت خواجہ محمد سعید

۱۰ قدس سرہ کا ایک مکتوب شیخ محمد تقی کے نام ہے (مکتوبات سعیدیہ ۵۴/۱۱۱) شیخ عبدالحق مرحوم بنیہ حضرت ایشاں بودند و بنیرہ حضرت خازن الرحمت ۶/۴۱۹

یعنی شیخ عبدالحق حضرت خواجہ محمد معصوم کے نواسے اور حضرت خواجہ محمد سعید کے پوتے تھے جس کی تفصیل یہ ہے کہ حضرت خواجہ محمد معصوم کی صاحبزادی امۃ اللہ، شاہ عبداللہ بن حضرت خواجہ محمد سعید سے منسوب تھیں جن کے بطن سے یہ فرزند یعنی شیخ عبدالحق تولد ہوئے (ہدیہ احمدیہ ۳۶)

۱۵ یہاں مقامات معصومی کے دو نسخوں میں عبدالحق ہے جو سہو کتابت ہے۔ چنانچہ چند سطور کے بعد خود مولف نے لکھا ہے کہ ”پدر شیخ عبدالحق شیخ عبداللہ بودہ۔“ کتب انساب اولاد حضرت مجدد الف ثانی سے بھی اس امر کی تصدیق ہوتی ہے کہ شیخ عبداللہ کے اس فرزند کا نام عبدالحق تھا (رک بہ رسالہ انساب اولاد حضرت مجدد از قاضی ثناء اللہ پانی پتی ۳، ہدیہ ۳۶، ۹۔ انساب الانجاب ۱۲) ۲۰ شیخ عبدالحق نے سلوک باطنی حضرت خواجہ محمد معصوم کی خدمت میں مکمل کیا بڑے متقی تھے (روضہ ۲۹۳/۱)

شیخ محمد قطب نیز بنیہ حضرت ایشاں و بنیرہ حضرت خازن الرحمت اند.....

۹/۴۱۹

یعنی شیخ محمد قطب حضرت خواجہ محمد معصوم کے نواسے اور حضرت خازن الرحمت

خواجہ محمد سعید کے پوتے تھے وہ اس طرح کہ حضرت خواجہ محمد معصوم کی صاحبزادی عاتقہ بیگم کا نکاح شیخ سعد الدین محمد صالح بن حضرت خواجہ محمد سعید سے ہوا جن کے بطن سے شیخ محمد قطب تولد ہوئے (ہدیہ ۳۶، ۱۸)

شیخ محمد قطب نے حضرت خواجہ محمد معصوم کے علاوہ حضرت حجۃ اللہ سے بھی سلوک کی تعلیم لی (روضہ ۱/۲۹۹) شیخ محمد قطب، حضرت حجۃ اللہ کے تیسرے ۵ سفر حج میں ان کے ہمراہ تھے، لکھتے ہیں :

محمد قطب ہمیشہ زادہ رفیق ایں سفر سلام مقرون بہ اشتیاق تمام قبول نمایند (وسیلۃ القبول ۲/۳۸/۷۷)

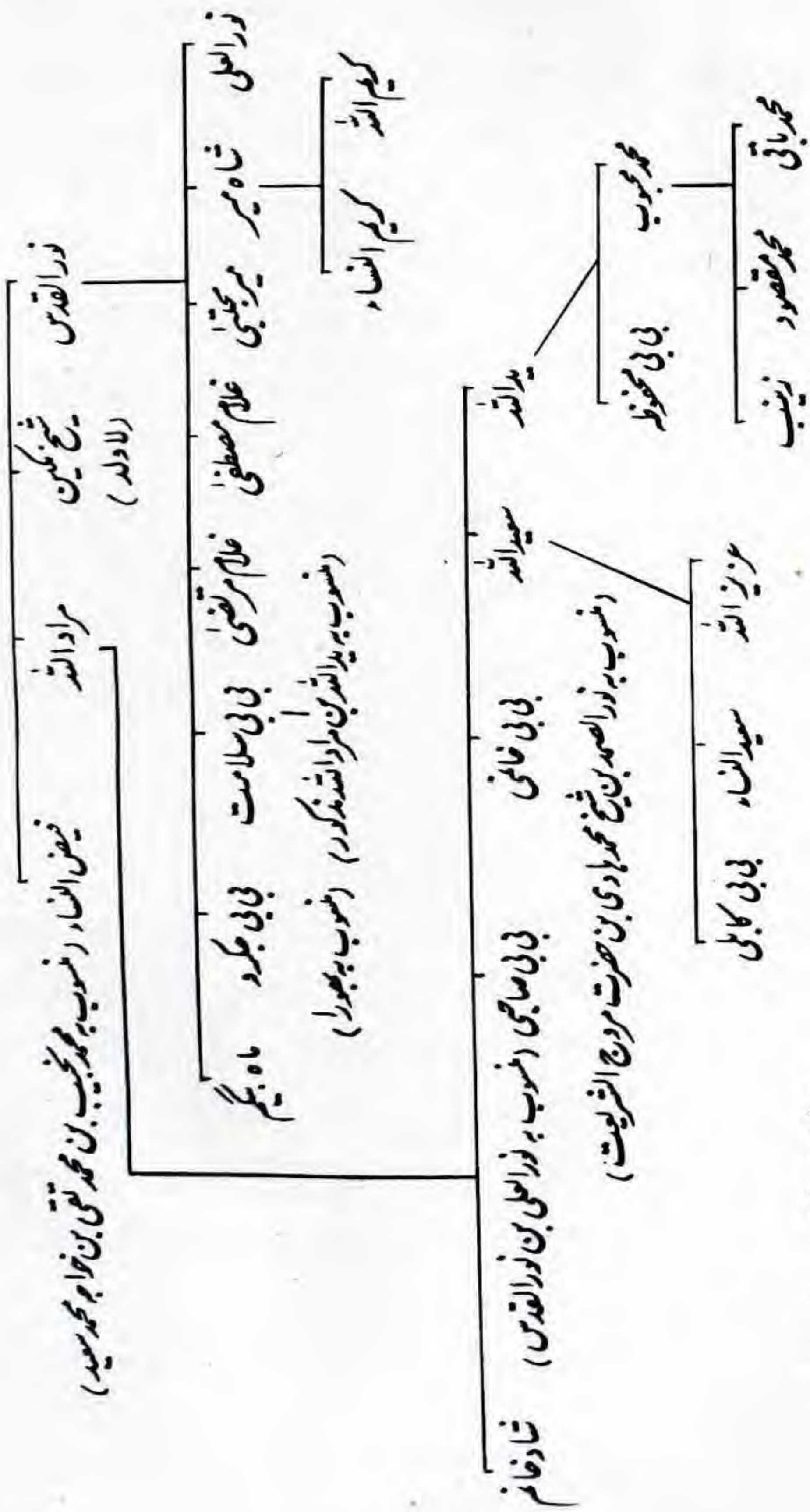
شیخ بدیع الدین نبیہ حضرت خازن الرحمت ۱۲/۲۱۹

۱۰ شیخ بدیع الدین کے حالات کے لیے دیکھئے تعلیقات حاضر (۸/۲۱۰)

۱۸-۱۷/۲۱۹ رَبَّنَا اِمَامًا

قرآن ۲۵/۷۴

شیخ محمد خلیل الدین خواجہ محمد سعید



(ماخذ: ہدیہ احمد ۲۷-۲۹)

شیخ محمد یعقوب بن خواجہ محمد سعید

شیخ عصمت اللہ
جمیلہ (منسوب بہ محمد سالم بن حضرت مروج الشریعت)

صفۃ اللہ
سلطان المشائخ ولی اللہ غلام الہی جانا بیگم (منسوب بہ امیر خسرو بخاری
رالدولہ)

غایت السنہ
خیر النساء غلام امام
نواسۃ حضرت خواجہ محمد سعید

عطار النبی ضیاء النبی نور النبی عبداللہ احمد شاہ امت اللہ

رسول النبی امتہ النساء امتہ الباقی

ہدایت النبی تقی النبی مجید النبی علی النبی منیب النبی

عزیز النبی نورد جهان چھی بیگم

صباح النبی احمد النبی سراج النبی حبیب النبی موتی بیگم امتہ النبی امیر بیگم

غلام مرتضیٰ عرف میاں ملا
سعید النبی
فاطمہ
رحیمہ النبی
فردیہ النبی

امتہ الکرم
امتہ السلام سعیدی بیگم رشیدی بیگم خلیل النبی حبیب النبی عزیز النبی شفیق النبی

امتہ الولی
امتہ الغنی

مولوی لطیف النبی بن حبیب النبی

امتہ الحکیم
امتہ الحکیم

حمید النبی بن حبیب النبی

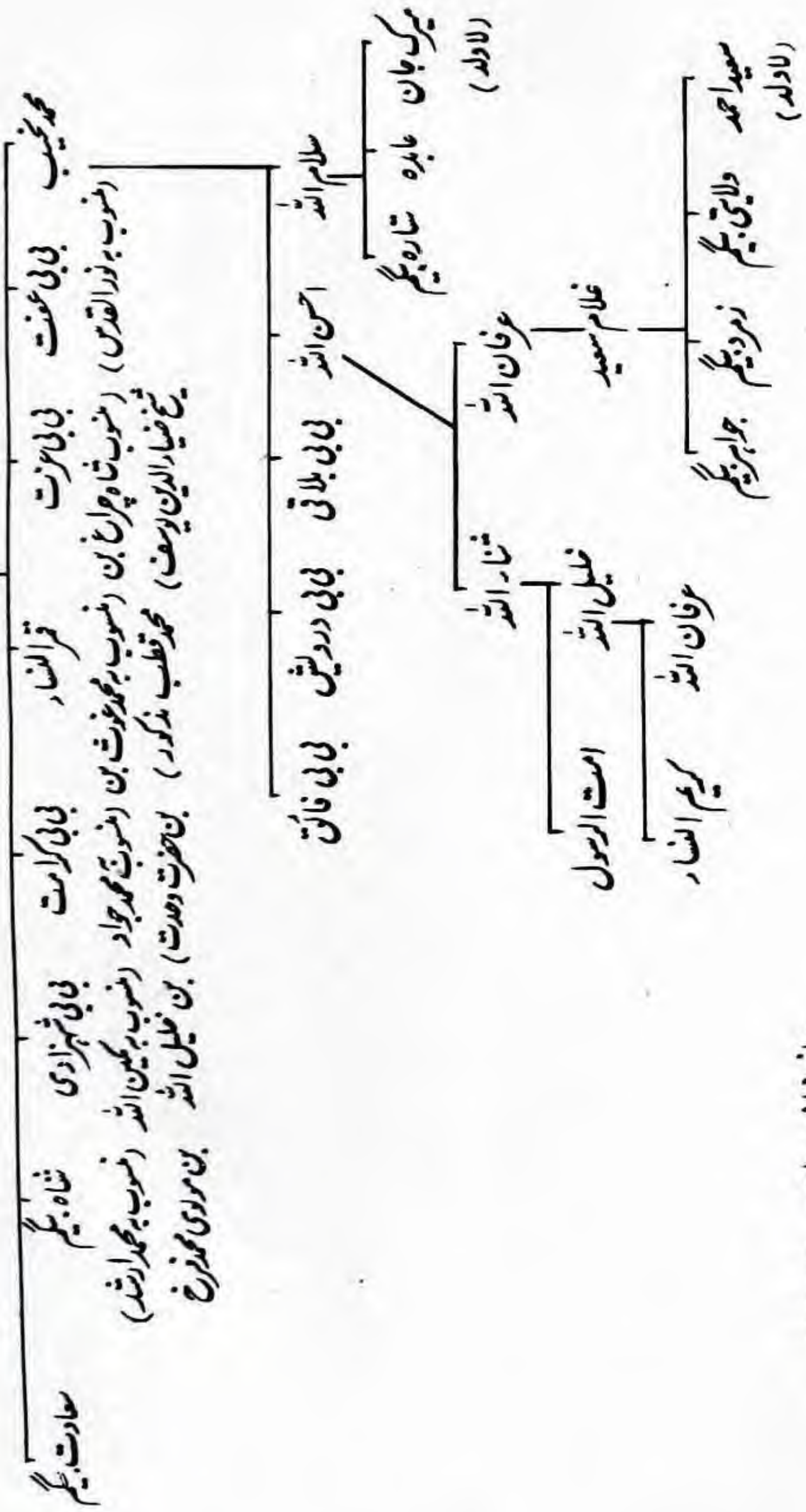
محیب النبی
امتہ الجلیل
امتہ الحسب

نور النبی بن غایت النبی

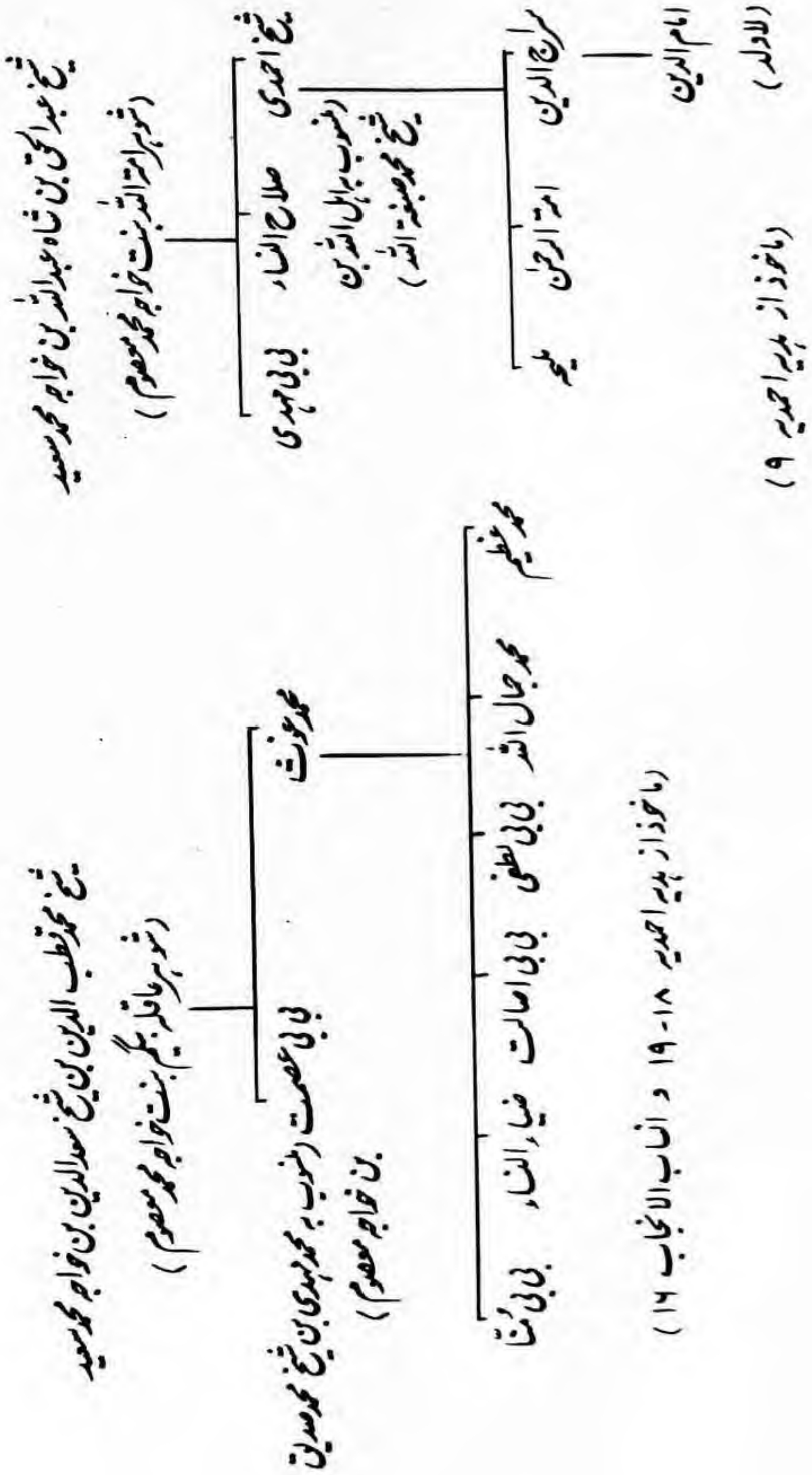
ظہور النبی
دلیل النبی فضل الرحمن عزیز الرحمن عبدالرحمن نور الرحمن کرسی بیگم قدسی بیگم

(ماخوذ از ہدیہ احمدیہ ۲۹-۳۲، تذکرہ کمالان رام پور)

شیخ محمد تقی بن خواجہ محمد سعید



(ماخوذ از بدیر احمدیہ ۳۲-۳۳)



مفتاح ہم

۱۲-۱۰/۲۲ وَ عِنْدَهُ کِتَابٌ مُبِیْنٌ

قرآن ۵۹/۶

وَمَا عِنْدَ اللَّهِ بَاقٍ

۱/۲۲۱

قرآن ۹۶/۱۶

۱۰

۱۹/۲۲۱ مِنْ أَحِبِّهِمْ فِی سَبْحِ أَحِبِّهِمْ وَمِنْ ابْغَضِهِمْ فِی بَغْضَنِی ابْغَضِهِمْ

حدیث - ترمذی (مناقب ۵۸)، مسند امام احمد ۴/۸۷، ۵/۵۵، ۵۷

[بحوالہ المعجم المفہرس ۲۰۰/۱]

۱۵ متفق علیہ اولاد کرام حضرت ایشاں است کہ آنجناب (خواجہ محمد حنیف کابلی) افضل خلفای معصومی اند ۷-۶/۲۲۲

یعنی حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہ کی اولاد کرام اس امر پر متفق ہے کہ حضرت خواجہ کے خلفائے سب سے افضل خواجہ محمد حنیف کابلی تھے، حضرت مروج الشریعت لکھتے ہیں :

۲۰ خواجہ محمد حنیف افضل اصحاب آنحضرت است غیر اولاد الکرام (خزینۃ المعارف ۲۴/۲۰)

۱۷-۱۶/۲۲ حضرت ایشاں در مکتوبی از مکتوبات جلد ثانی بآں خلیفہ اول می نویسند مکتوبات معصومیہ کی جلد دوم کا یہ مکتوب نمبر ششم ہے جس کا آخری جملہ یہاں نقل کیا گیا۔

۵-۳/۲۲ در ظاہر ہم مرید شدند و مورد عنایات گردیدہ و در اندک مدت خلعت

خلافت رخصت کابل حاصل نموده

یہ حضرت شیخ محمد حنیف کابل کے حضرت خواجہ محمد معصوم کے ارادت مند ہونے اور کابل سے سرہند حاضر ہونے کا واقعہ ہے۔ مولف روضۃ القیومیہ نے اس پر یہ اضافہ کیا ہے کہ خواجہ محمد حنیف نے اپنا یہ خواب حضرت مجدد الف ثانی کے خلیفہ نامدار میر محمد نعمان بدخشی سے بیان کیا تو وہ انہیں حضرت خواجہ کی خدمت میں سرہند لائے۔ (روضہ ۲/۲۱)

۲۱-۲۰/۲۲۷ ہر سہ جلد مکتوبات قدسی سمات از بشارات کہ باسم سامی ایشاں (خواجہ محمد حنیف) است مشحون

حضرت خواجہ محمد حنیف کابل کے نام حضرت خواجہ محمد معصوم کے مندرجہ ذیل مکاتیب موجود ہیں :

۱/ ۱۴، ۲۲، ۴۷، ۷۹، ۸۶، ۸۸، ۸۹، ۱۲۰، ۱۵۸، ۱۷۰، ۲۰۱،

۲/ ۴، ۸، ۱۰، ۱۳، ۱۵، ۱۷، ۱۹، ۲۰، ۲۲، ۲۴، ۲۵، ۲۷، ۳۰،

۸۱، ۱۴۸ — ۳/ ۴۳، ۷۷

۲۳/۲۲۷ چار باغ جلال آباد

۱۵ جلال آباد افغانستان کا مشہور مقام ہے۔ آریانا دائرۃ المعارف میں ہے :

شہر ایست مرکز ولایت ننگر ہار کہ از کابل بہ مسافت تقریباً ۸۲ کلومیٹر بر سر راہ کابل و پشاور بکنار دریای بھسود کہ آنرا دریای کابل ہم می نامند واقع بخط ۷۰ درجہ ۲۷ دقیقہ ۵۴ ثانیہ طول البلد شرقی و خط ۲۴ درجہ ۲۴ دقیقہ ۲ ثانیہ عرض البلد شمالی کائن بودہ در جلال آباد باغہای مشہور یکہ از حیث قشنگی و سرسبزی نظیر نہ دارد (۴/۹۷۵)

۲۰ ہندوستان سے کابل جانے کے لیے چار باغ جلال آباد منزل اور پڑاؤ کے طور پر استعمال کیا جاتا تھا (جیسی : تاریخ افغانستان ۵۴، ۶۳، ۹۱) کتابتی کہ ملا تیمور آوردہ بودہ

۱۸/۲۲۸

ملا تیمور کے حالات زندگی ہمیں معلوم نہیں ہیں یہ خواجہ محمد حنیف کابل کا

عریضہ لے کر حضرت خواجہ کی خدمت میں سرمنہ حاضر ہوئے تھے، غالب گمان ہے کہ حضرت خواجہ کے مکتوب الیہ تیموریگ کو لابی ہوں گے وہ حاجی محمد عاشور بجناری (خلیفہ حضرت خواجہ) کے تعلق داروں میں سے تھے (مکتوبات معصومیہ ۳/۸۲، ۱۸۶) مولف روضۃ القیومیہ نے انہیں (نام تیمریگ کو لابی درج کیا ہے) حضرت خواجہ کے خلفاء میں شمار کیا ہے (۲۲۶/۲)

۵

..... کتابتی کہ در تعزیت ایشان (خواجہ محمد حنیف) بہ فرزندان ایشان نوشتہ اند ہم در آن جلد مبارک مندرج است

مکتوبات معصومیہ کی جلد سوم میں مکتوب نمبر ۱۵۴ بہ فرزندان حقائق و معارف آگاہ خواجہ محمد حنیف کابلی در عزای خواجہ مرحوم و

۱۰

بر خوردار سعادۃ آثار خواجہ عبید اللہ مع برادر و ہمیشہ با بکمال برسند و عصمت پناہ والدہ ایں نور چشمان و سائر اہل طریق کہ در آنجا (کابل) اقامت و رزیدہ اند از شنودن ایں حادثہ جانگاہ چہ نویس کہ بریں دوستان چہ قسم الم و اندوہ و چہ نوع فراق و مصیبت روی داد ... و از فیوض و برکات خواجہ مرحوم امیدوار باشید و از مزار پُر انوار او ہموارہ دریوزہ نمایند (۲۰۸/۱۵۴/۳)

۱۵

حضرت خواجہ محمد حنیف کابلی کے وصال پر تعزیت کے لیے حضرت خواجہ نے ایک مکتوب ملا پایندہ محمد کابلی کو بھی لکھا ہے (۲۲۸/۱۴۸/۳ - ۲۲۹) اس میں ”در اعزای خواجہ مرحوم“ سے مراد یہی حضرت خواجہ محمد حنیف کابلی ہیں (رک تعلیقات حاضر ۵۰/۲۳)

۲۰

۳-۲/۲۳۱ در ایام وصال آن خواجہ عالی شان تشریف عالی حضرت رحمۃ اللہ علیہ در آں جا بودہ چنانچہ امامت نماز جنازہ ہم آں امام ہمام فرمودہ

یہاں ”عالی حضرت“ سے حضرت شیخ محمد صبغت اللہ بن حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہما مراد ہیں (کتاب حاضر ۲۶۶) جو ان ایام میں کابل گئے ہوئے تھے۔ مولف روضۃ القیومیہ (۱۴۰/۲) نے لکھا ہے کہ خواجہ محمد حنیف کی وفات کاسن کر

حضرت خواجہ نے انہیں تعزیت کے لیے وہاں بھیجا جو صحیح نہیں ہے۔ مقامات معصومی کے مولف کا بیان اس لیے صحیح ہے کہ وہ حضرت شیخ محمد صبغت اللہ کے تربیت یافتہ تھے اور انہیں مولف روضۃ القیومیہ کے مقابلہ میں شیخ محمد صبغت اللہ کا قرب خاص حاصل تھا۔

..... ایں بدبخت فرنگی کہ سسئی بہ اسکندر است

۶/۲۳۱

۵

خواجہ محمد حنیف کابل کا معالج سکندر وہی تھا جسے اورنگ زیب نے حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہ کے علاج کے لیے سرہند بھیجا تھا (تعلیقات حاضر ۱۰/۲۴۰) اس سے قیاس کیا جاسکتا ہے کہ اس فرنگی ڈاکٹر کو اورنگ زیب نے ہی حضرت خواجہ محمد حنیف کے علاج کے لیے کابل بھیجا۔

۱۰ مولد و مسکن و مدفن آنجناب (خواجہ محمد حنیف) در قریہ میوہ خاتون است کہ سر فرسخ از کابل است و در دامنہ کوہ واقع است

آقای خلیل اللہ خلیلی سابق سفیر افغانستان حال مقیم اسلام آباد پاکستان نے قریہ میوہ خاتون کا حسب ذیل محل وقوع بتایا ہے :

قریہ میوہ خاتون، در شمال کابل گزشتہ از قلعہ حسین کوت در کنار راست جادہ عمومی یعنی در جنوب جادہ عمومی زیارت حضرت خواجہ محمد حنیف گنبد نہ دارد اما سنگ مرمری و کتبہ موجود

۱۵

وصال ایشان (خواجہ محمد حنیف) در سال ہزار و ہفتاد و ہشت است

۹/۲۳۱

یہاں مقامات معصومی کے دونوں خطی نسخوں میں سال وصال "ہزار و ہشتاد و ہفت یا ہشت" ہے جو سہو کتابت ہے جیسا کہ مولف نے خود وضاحت کی ہے کہ خواجہ محمد حنیف، حضرت خواجہ محمد معصوم کے حین حیات فوت ہوئے، حضرت خواجہ کا سال وصال ۱۰۷۹ھ ہے۔ اس لیے یہاں اس سنہ کو مولف کی غلطی نہیں بلکہ سہو کتابت تصور کیا جائے گا۔ مولف روضۃ القیومیہ (۱۴۰/۲) نے وضاحت کی ہے کہ خواجہ محمد حنیف کا وصال ۲۵ سال قیومیت میں ہوا، اس اعتبار سے حدود ۱۰۷۸ھ ہو گا۔ لیکن روضۃ القیومیہ (۲۳۴/۲) میں ہی ان کا سال وفات ۱۰۷۵ھ درج ہے جسے اردو ترجمے کا سہو کتابت قرار دیا

جاسکتا ہے۔

۱۲/۲۳۱

حضرت خواجہ محمد حنیف کابلی، حضرت خواجہ کے اولین و اکابر خلفاء میں سے تھے۔ خود حضرت خواجہ اور آپ کے صاحبزادگان نے ان کی اعلیٰ استعداد کا ذکر کیا ہے ان کا پورا خاندان حضرت خواجہ کے مریدین میں شامل تھا (مکتوبات معصومیہ ۳/ ۱۵۲/۲۰۸) حضرت خواجہ نے خواجہ محمد حنیف کے مریدین محمد ہاشم، فاضل، ملا علی محمد اور ملا عبدالسلام کے باطنی عروج پر اطمینان کا اظہار فرمایا ہے (مکتوبات معصومیہ ۲/ ۱۳/۴۰، ۲۰/۲۴) نیز ملا محمد پایندہ کابلی جو حضرت خواجہ کے خلیفہ تھے (رک بآں) خواجہ محمد حنیف سے ہی منسلک تھے۔ ان کی تربیت کی ذمہ داری بھی خواجہ محمد حنیف نے لے لی تھی (ایضاً ۲/۲۰/۴۴) حضرت مروج الشریعت محمد عبید اللہ بن حضرت خواجہ محمد معصوم نے خواجہ محمد حنیف کے فضائل تحریر کئے ہیں۔ ایک مکتوب میں فرماتے ہیں :

برزبان الہام ترجمان (خواجہ محمد معصوم) آور دند کہ نورانیت تو
(خواجہ محمد حنیف) عالم را فرد گرفت (غزینہ ۲۴/۴۱)

..... خواجہ عبدالغفور سمرقندی از خلفای حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
گذشتہ اند.....

۴/۲۳۲

۱۵

خواجہ محمد صدیق پشادری کے والد گرامی خواجہ عبدالغفور سمرقندی، حضرت مجدد الف ثانی کے خلفاء میں سے تھے (زبدۃ المقامات ۳۸۹) حضرت مجدد کی خدمت میں حاضر ہو کر باقاعدہ سلوک کی تعلیم حاصل کی (روضۃ القیومیہ ۱/۳۴۰) حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی کے تین مکاتیب ان کے نام ہیں: دفتر اول ۲۲، ۲۰۶، ۲۳۵ موزع الذکر مکتوب ملا عبدالغفور سمرقندی، حاجی بیگ فرکتی اور خواجہ محمد اشرف کابلی کے نام مشترک طور پر صادر ہوا ہے جس سے قیاس کیا جاسکتا ہے کہ یہ تینوں اصحاب باہم مصروف ارشاد تھے۔ خواجہ عبدالغفور سمرقندی کے نام حضرت خواجہ محمد معصوم کا بھی ایک مکتوب ہے (۱/۱۵۴/۳۱۶-۳۱۸) جس کا ابتدائی حصہ کتاب حاضر میں نقل کیا جا چکا ہے (۳۵)۔ درگاہ حضرت خواجہ محمد صدیق واقع پشادری کے موجودہ متولی نے مرتب کتاب ہذا کو بتایا کہ

- خواجہ محمد مصطفیٰ کے مزار کے ساتھ ہی دائیں جانب قدیم قبر حضرت خواجہ محمد سرفندی یعنی والدہ خواجہ محمد مصطفیٰ کی ہے۔ اس کی نصیبی کسی اور ذریعہ سے نہیں ہو سکتی کہ خواجہ عبد الغفور کا وصال کہاں ہوا اور ان کا دفن کہاں ہے۔
- مختلف مقامات سمرقند کا بیان کر ان کے بیٹے خواجہ محمد مصطفیٰ کی وراثت پشاور میں برقی خاں (۱۳۲۰/۱۳) قابلِ نو ہے۔ اس سے یہ نتیجہ اخذ کیا جاسکتا ہے کہ خواجہ عبد الغفور سرفندی پشاور میں رہتے تھے۔ مزارات سرفندی کے مزار پر لکھی جانے والی روایتوں میں بھی تصدیق اور سمرقند کے نام سے نکالی ہیں۔
- شیخ محمد مراد ٹنگ کشمیری نے جس حافظہ عبد الغفور پشاور سے وفات کی خاں وہ بعد کی شخصیت ہیں اور حدود ۱۱۲۵ھ میں وہ معروف ائمہ تھے۔ حضرت
- ۱۰۔ ۱۰۔ ۱۰ (۱) خواجہ عبد الغفور سرفندی کے ایک اور صاحبِ زادے شیخ محمد صادق بھی حضرت خواجہ محمد سہم کے خلیفہ تھے (کتاب حاضر ۵۰)۔ ان مختلف مقامات میں نے خواجہ عبد الغفور سرفندی کے نسخوں میں ان کے بیٹے خواجہ محمد مراد بن خواجہ محمد مصطفیٰ پشاور کی زبان لکھا ہے کہ چار سے دوا خواجہ عبد الغفور حضرت مجدد کے پاس تھے (خود گو ابد) کے دورانِ خدمت کے لیے مہم دے تھے۔ (۱۳۲۰/۱۳) یہ ظاہر ہے کہ وہ حضرت مجدد کے احوال پر مامور تھے اس نکتہ سے نکالی ہیں۔
- ۱۱۔ ۱۱۔ ۱۱ (۱) اولیت بر محمد خلیف و خواجہ محمد حنیف در جہا پای دیگر خود ثابت
- حضرت بر محمد خلیف بدخشی کے حالات حضرت مجدد خلیف نامی کے صاحبِ سراخ نگاہوں نے اولین خلیفہ کے طور پر لکھے ہیں (نہجہ القامات ۲۲۹)۔
- حضرات القدس ۶/۲۹۹
- ۱۲۔ ۱۲۔ ۱۲ (۱) جہا یار و کتب ہر وہم در صحیحہ سابقہ مذکور آں گذشتہ
- کتابات سمرقند کی جہا اول کا یہ کتب نیزہ ہے جو پہلا ہی فصل کیا گیا ہے۔
- ۱۳۔ ۱۳۔ ۱۳ (۱) شیخ موصی شمس سال گریست
- شیخ موصی کے کثرتِ گریہ کا حال مذکورہ بالا ہے (۲۲۲) (۲۲۲) شیخ موصی
- میں ہے اور اس خواب کا ذکر بھی۔

شیخ فتح بن سعید موصلی (ف ۲۲۰ھ) زہاد کے طبقہ سے تعلق رکھتے تھے، رک بہ :

- ۱- ہر دی، عبداللہ انصاری : طبقات الصوفیہ، طبع مولائی بامداد اشریہ
- ۲- رسالہ قشیریہ (قدیم فارسی ترجمہ) طبع فروزانفر ۴۸، ۳۳۱ و بہ بعد
- ۳- عطار : تذکرۃ الاولیاء، طبع استعلامی ۳۴۲-۳۴۴
- ۵- مکاتیب دیگر کہ در مجلدات ثلاثہ درج گردیدہ اند
مکتوبات معصومیہ میں مندرجہ ذیل مکاتیب شیخ محمد صدیق پشاور کے نام ہیں :

- ۱/ ۱۸، ۵۶، ۶۶، ۸۴، ۱۱۱، ۱۱۴، ۱۱۸، ۱۲۲، ۱۲۴، ۱۲۹، ۱۳۳، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۴، ۱۴۶، ۱۴۹، ۱۴۹، ۲۱۴، ۲۲۰، ۲۲۸، ۲۲۶
- ۲/ ۱، ۳، ۴، ۳۵
- ۳/ ۱۲۰، ۴۵

- ۲۰-۱۵/۲۳۰ در اواخر عمر آن خواجہ عالی شان (خواجہ محمد صدیق پشاور) تشریف حضرت قبلہ گاہی اقطاب دستگاہی قدسنا اللہ سبحانہ بسرہ السامی بہ پشاور اتفاق یافتہ
۱۵

- یعنی حضرت خواجہ محمد صدیق کے آخری ایام حیات میں مولف کے والد حضرت شیخ محمد فضل اللہ پشاور میں تھے۔ مولف کے والد گرامی کے متعدد مرتبہ کابل جاتے ہوئے پشاور میں قیام کا ذکر کتاب حاضر میں کیا گیا ہے (۳۶۲-۴۰۰) حتیٰ کہ ان کا وصال بھی ۱۱۱۷ھ کو پشاور میں ہوا (کتاب ہذا ۳۸۵/۱۶-۱۷)۔
۲۰
- ۲۳-۲۱/۲۳۰ روضہ شریف (خواجہ محمد صدیق پشاور) بیرون شہر متصل باغ گنج علی خان در اثناء راہ کابل واقع است و گنبد مقبول نیفتاد بلکہ قبر شریف ہم نام است ...
ان ایام میں بھی یہ مزار خام حالت میں ہے اور پشاور شہر کے وسط میں ریلوے لائن کے ساتھ ہے۔ اس کے بالکل متصل عام گاڑیاں گزرنے کے لیے پختہ پل بنا ہوا ہے۔ موجودہ سجادہ نشین خود کو حضرت خواجہ محمد صدیق کی اولاد

سے بتاتے ہیں لیکن ان کے پاس کوئی ثبوت نہیں ہے۔ محشی کتاب حاضر صوبہ سرحد کے معروف عالم مولوی سید محمد امیر شاہ قادری (ازاد ولد حضرت شاہ محمد غوث لاہوری قدس سرہ) کے ہمراہ ۶ اپریل ۱۹۸۵ء کو اس اعلیٰ کو کھوجنے کے لیے گیا تو حسب ذیل نتائج اخذ کئے :

- ۱۔ اس بہت بڑے اعلیٰ میں اکثر قبور اصل اور قدیم حالت میں موجود ہیں۔
- ۲۔ خواجہ محمد صدیق کا مزار ہنوز خام ہے اس کے ساتھ ہی ایک قدیم دیوار بھی ہے، ہمیں بتایا گیا کہ یہ خواجہ محمد صدیق کا حجرہ اعتکاف کی دیوار ہے۔
- ۳۔ اس دیوار کے دائیں جانب ایک چھوٹی اینٹوں سے بنی ہوئی پرانی قبر ہے، متولی نے بتایا کہ یہ حضرت خواجہ محمد صدیق کے والد بزرگوار یعنی خواجہ عبدالغفور سمرقندی (خلیفہ حضرت مجدد الف ثانی) کی ہے (کتاب حاضر ۲۳۲/۷، تعلیقات)

ہمیں بتایا گیا کہ مذکورہ پل کی تعمیر کے دوران بہت ساری مٹی ان قبور اور حجرے پر گری اور مدتوں یہ قبور اور حجرہ مٹی کے نیچے دبے رہے جس کی وجہ سے حجرہ کی چھت گر گئی کھود کر دوبارہ برآمد کیا گیا ہے۔

- ۴۔ اگلے احاطہ میں بھی بہت سی قبور میں جن میں سے بعض کی مرمت کر دی گئی ہے۔ اس اعلیٰ میں خواجہ محمد صدیق کے بیٹے خواجہ محمد حسین کی قبر کی نشاندہی بھی کی گئی۔

ان تمام قبور کے عکس کتاب ہذا کے آخر میں منسلک ہیں۔

خواجہ محمد صدیق کے روضے سے متصل باغ گنج علی خان کا تذکرہ ہمیں متعارف کتب میں نہیں مل سکا۔ یہ گنج علی خان وہی ہے جس کی زبانی حضرت خواجہ محمد معصوم علیہ الرحمۃ کے مناقب میں مولف نے ایک روایت نقل کی ہے (۱۲/۹۶) گنج علی خان عبداللہ بیگ بن امیر الامراء علی مردان خان عہد شاہ جہان میں کئی عہدوں پر فائز رہا پھر اورنگ زیب کے زمانہ حکومت میں بھی اہم امور انجام دیئے۔ کابل کی بہات میں داد شجاعت بھی لی۔ تفصیل کے لیے دیکھئے :

- ۱۔ مصمّم الدولہ : آثار الامراء ۳/۱۳۳-۱۳۴

عہد مغلیہ کی جنگوں کے حالات کے ضمن میں قندھار میں ایک باغ گنج علی کا نام ملتا ہے (جیبی: تاریخ افغانستان ۱۱۶، ۲۰۶) ممکن ہے کہ یہ باغ بھی اسی گنج علی خان کا ہو۔

۵

ازاں جناب (خواجہ محمد صدیق) پنج ششش فرزند ماندند..... و خواجہ محمد حسین مستثنیٰ بود..... ۲-۱/۲۳۷

مقامات معصومی کی بنیاد پر خواجہ محمد صدیق پشادری کا صرف مندرجہ ذیل شجرہ نسب مرتب ہوتا ہے۔ ان کے ایک بیٹے کا نام خواجہ محمد صادق تھا، (روضۃ القیومیہ ۲/۲۳۵)

۱۰

خواجہ عبدالغفور سمرقندی

خواجہ محمد صدیق پشادری خواجہ محمد فاروق

۱۵

خواجہ محمد عزیز خواجہ محمد حسین خواجہ محمد صادق

خانقاہ حضرت خواجہ محمد صدیق پشادری کے موجودہ سجادہ نشین حضرت خواجہ محمد صدیق کو حضرت مجدد الف ثانی کی اولاد بتاتے ہیں اور خود سید کہلاتے ہیں۔ حالانکہ ان کے پاس جو شجرہ (بہت ناقص و غلط) موجود ہے وہ تو شجرہ طریقت ہے جسے وہ لوگ اپنا شجرہ نسب سمجھتے ہیں۔ تاہم خواجہ محمد حسین بن خواجہ محمد صدیق کے نام کے ساتھ ان کی حسب ذیل اولاد کے اسماء اس ناقص شجرے سے نقل کیے جا رہے ہیں:

۲۰

خواجہ محمد حسین بن خواجہ محمد صدیق پشادری

خواجہ غلام حیدر خواجہ غلام حبیب خواجہ فضل قادر

غلام حق عابد شاہ میر مظفر شاہ میر شاہ ابراہیم کرنل احمد شاہ زمرہ بی بی
(منسوب بہ فضل حق بن غلام حیدر مذکور)

حضرت مروج الشریعت بن حضرت خواجہ محمد معصوم، خواجہ محمد صدیق پشاوری کے متعلق لکھتے ہیں :

خواجہ محمد صدیق پشوری کمالات و مقامات دی درمکاتیب شریفہ مندرج است کہ دی قطب سرزمین وطن خود است دی ریاکاران مستثنیٰ می ساختند و احوالات بغایت اصیل بوی عنایت شدہ و از گذشت مقامات ظلال از اصل نصیبی در دی می فرمودند و محبت اورا نسبت بہ خود سخت و سنگین می فرمودند۔ در ارشاد درجہ بلند دارد دریں سفر کہ بہ ملازمت علیہ رسیدہ بہ حصول کمالات نبوت بشر گردید (خزینۃ المعارف ۲۲/۴۴)

حضرت خواجہ سیف الدین فرماتے ہیں :

خواجہ محمد صدیق پشوری دریں سفر کہ آمدہ بود شبی رخصت او فرمودہ کہ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ عنایات عظیمہ نمودند و خلعت فاضلہ مرحمت فرمودند و بہ حصول بہرہ از کمالات نبوت نیز دریں نوبت سر بلند گردید، (مکتوبات سیفیہ ۱۹۸/۱۴۲)

حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہ نے خواجہ محمد صدیق کے مریدین کی استعداد

باطنی کی تعریف فرمائی ہے۔ یہ حضرات خواجہ محمد صدیق سے باطنی تربیت کے لیے منسلک تھے، ۱۵

ملا عبد اللہ۔ ملا ادریس۔ صوفی محمد شریف۔ مولانا حسن علی پشاوری، ملا نعمت اللہ۔

پشاور (مکتوبات معصومیہ ۱/۱۲۲، ۲۴۹/۱۳۹، ۲۹۰/۱۳۹)، خواجہ محمد شریف

کی خواجہ محمد صدیق سے ناراضی اور انہیں اپنے شیخ یعنی خواجہ محمد صدیق پشاوری

کو بر حال میں راضی کرنے کا حکم (گلشن وحدت ۵۹/۱۰۸-۱۰۹)۔

۲۰ رک مقامات معصومی اردو ترجمہ، حاشیہ

مرزا مقیم پایانی کابلی (منصب دار متوفی ۱۰۹۶ھ/۱۶۸۴ء مرید حضرت

خواجہ محمد معصوم) بھی خواجہ محمد صدیق پشاوری سے ملے تھے۔ انہوں نے خواجہ محمد صدیق

سے اپنی ملاقات کا واقعہ شیخ محمد مراد کشمیری کو بتایا تھا۔ (تحفۃ الفقراء ۱۴۶)

..... در جلد ثالث مکتوب کہ باسم مخدوم زادہ سادس شیخ محمد صدیق قدس سرہ ۸-۴/۲۳۸

ثبت یافتہ مملو از فضائل ایشان (مرزا امان اللہ بہا پوری) است.....

مکتوبات معصومیہ کی جلد ثالث میں یہ مکتوب نمبر ۷ ہے جس کا موضوع ہے :
 ” ذکر بعض احوال حقائق آگاہ میرزا امان اللہ برہانپوری و شرح استفادہ
 ہائی ادا از برکات حضرت ایشاں آپ لکھتے ہیں :

۵ حقائق آگاہ میرزا امان بیگ در سنہ ہزار و پنجاہ و ہفت از بلدہ برہانپور
 بہ بلدہ سرہند بجہت زیارت مرقد مطہرہ حضرت پیر و شگیر (حضرت مجدد الف ثانی)
 قد سنا اللہ سبحانہ بسرہ العزیز و ملاقات مجادران آل روضہ مطہرہ
 بکمال شوق و نیاز رسید آنا فانا خود را چیزی دیگر یافت و حیران
 ایں معاملہ غریبہ و عجیبہ شدہ کہ ایں صلیت روزی بہ فقیر نوشتہ
 فرستاد کہ ایں ذرہ بی مقدار قوت و استعداد تحریر و تقریر نیست کہ از ورود
 فیوض و برکات و واردات در حیز تحریر و تقریر تواند آورد می گفت
 ۱۰ دراں ہنگام کہ بارادہ حج با اہل و عیال از خانہ برآمد و بہ کشتی سوار شدم
 روزی طغیان باد شد و مردم کشتی را یاس خاص روی داد و من
 (۱۱۴ / ۷۰ / ۳ - ۱۱۳)

اس اقتباس سے مندرجہ ذیل نتائج اخذ کئے جاسکتے ہیں :

۱۵ ۱- مرزا امان بیگ برہانپوری ۱۰۵۷ھ میں باقاعدہ سرہند حاضر ہوئے۔
 ۲- انہیں بہت جلد باطنی ترقی نصیب ہوئی اور حضرت خواجہ نے اس عروج
 کی تصدیق کی۔

۳- مرزا امان بیگ حج کے لیے بھی گئے تھے
 ۱۱-۱۰/۴۳ در ہر سہ جلد مکتوبات قدسی آیات مکاتبت کثیرہ مشتمل بر بشارات عالیات بنام
 آل خلیفہ عالی مقام (مرزا امان بیگ) است
 ۲۰

مرزا امان بیگ علیہ الرحمت کے نام مکتوبات معصومیہ میں مندرجہ ذیل
 مکاتیب ہیں :

۱/ ۲۴، ۷۶، ۱۸۶، ۲۰۵، ۲۲۷

مرزا امان بیگ کے نام صرف جلد اول میں ہی مکاتیب ہیں، جلد دوم
 اور سوم میں ”امان اللہ“ نام کے جو مکتوب ایہ ہیں وہ ان سے مختلف شخصیت

معلوم ہوتے ہیں لیکن ہیں بھی ”برہانپوری“۔ انہیں (۳/۹۳، ۱۲۶) خواجہ امان اللہ قاضی زادہ برہانپور لکھا گیا ہے۔ جب کہ جلد اول میں ان کا نام فقط ”مرزا امان بیگ“ درج ہوا ہے۔ اولیائے دکن کے احوال پر سب سے مفصل کتاب محبوب ذی المنن تذکرہ اولیائے دکن میں مرزا امان بیگ اور خواجہ امان اللہ قاضی زادہ برہانپوری دونوں کے حالات نہیں لکھے گئے۔ مقامات معصومی کے مولف کو نام کے اشتراک کی وجہ سے سہو ہوا ہے۔ شیخ ابوالمنظر برہانپوری کے نام حضرت خواجہ کے مکاتیب میں خواجہ امان اللہ برہانپوری کا نام جس طریقے سے وارد ہوا ہے اس سے یہ نتیجہ اخذ کرنا بے جا نہیں ہوگا کہ ان کی تربیت کرنا شیخ ابوالمنظر کی ذمہ داری تھی مرزا امان بیگ کے نام جلد اول کے مکتوب نمبر ۷۷ کا ابتدائی حصہ مولف اس سے پہلے نقل کر چکے ہیں۔

(کتاب حاضر ۱۶۹-۱۷۱) گویا برہان پور کی دونوں ہم نام شخصیات حضرت خواجہ کے خلفاء میں سے تھیں، خواجہ امان اللہ کے پورے خاندان کے حضرات سرمد سے منسلک ہونے کے ثبوت موجود ہیں۔ ان کے ایک بیٹے شیخ محمد برہان پوری بھی حضرت خواجہ کے مرید تھے (مکتوبات معصومیہ ۳/۱۲۵، ۱۷۱/۱۸۵، ۲۳۵) حضرت خواجہ محمد سعید قدس سرہ کو جب معلوم ہوا کہ شیخ محمد برہانپوری جو حج کے لیے گئے تھے وہیں انتقال کر گئے ہیں اور ان کی اولاد اب پریشان ہے تو اس متدیم تعلق داری کی بنا پر حضرت خواجہ محمد سعید نے ادنیٰ زب کو ان کی اولاد کے بارے میں یہ خط لکھا :

حقائق آگاہ شیخ محمد برہانپوری کہ بہ حج رفتہ بود و ملت نمود و فرزندان ایشان صلاح آثار شیخ شہاب الدین وغیرہ دریں شہر رسیدند و با انتظار موسم نشسته اند تا بوطن مراجعت نموده بزادیہ مسکنات اقامت نمایند..... و حل این عقدہ در عالم اسباب وابستہ بعنایت و توجہ ایشان یافت.....

شیخ شہاب الدین با وجود طریقہ بزرگان خود از طریقہ این فقراء نیز حظی گرفت..... (مکتوبات سعیدیہ ۳۹/۹۴)

..... برادر میرضیاء الدین حسین.....

۱۶/۲۳۸

میرضیاء الدین حسین مخاطب بہ اسلام خان (رک بہ کتاب حاضر ۵۱ مع تعلیق)

..... مولانا ابوالمنظر نبیرہ شیخ علم اللہ (برہانپوری)

۱۸/۴۳۸

مولانا ابوالمنظر (رک بہ کتاب حاضر ۴۴۸-۴۴۹)

مسکن و مدفن آنجناب (مرزا امان اللہ بیگ برہانپوری) بلکہ دارالسرور برہان پور
است

۳/۴۴۲

۵ مرزا امان اللہ کے مزار کا ذکر محبوب ذی المنن میں نہیں ہے، برہان پور،
دکن کے مشہور علاقوں میں سے ہے (ملاحظہ ہو تاریخ برہانپور مطبوعہ مطبع مجتبیائی دہلی)
..... جد شریف آنجناب (شیخ ابوالمنظر برہانپوری) شیخ علم اللہ از شاہیر مشائخ
آنجناب (برہانپور) گذشتہ

۶-۵/۴۴۲

دکن کے مقامی تذکروں میں شیخ علم اللہ کا نام "شیخ علیم اللہ محدث عباسی"
درج ہے۔ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد میں سے تھے، وہ اصلاً پوربک کے تھے
۱۰ حج کے لیے جلتے ہوئے برہان پور میں مقیم ہوئے اور پھر وہاں سے واپس آکر
بہیں سکونت اختیار کر لی۔ عربین الشریفین میں دو سال تک مقیم رہ کر وہاں کے
علماء خصوصاً شیخ ابن حجر شافعی مصری مکی سے استفادہ کیا اور سند حدیث لی۔
شیخ عیدروس سے سلسلہ عیدروسہ میں خلافت لی اور برہان پور میں سلسلہ درس و
تدریس شروع کر دیا۔ بہت مقبولیت ہوئی۔ ابراہیم عادل شاہ کے کہنے پر وہ برہانپور
۱۵ سے بیجاپور میں رونق افروز ہوئے اور صدر مدرس کا عہدہ قبول کر لیا۔ ۱۱/۱۱/۱۱۲۲
۱۰۲۲ھ کو وصال ہوا۔ ان کے دو فرزند تھے شیخ ابوحنیفہ اور شیخ ابوالمعالی،
اول الذکر عالم و عارف تھے۔ شیخ ابوالمعالی کے دو بیٹے ابوتراب اور قاضی
عزیز الدین محمد تھے۔ (ملکا پوری، عبد الجبار: محبوب ذی المنن ۱/۴۰۸-۴۱۲ ملخصاً)
عبد الجبار ملکا پوری نے شیخ ابوحنیفہ بن شیخ علیم اللہ کی اولاد کا تذکرہ نہیں کیا۔
۲۰ ممکن ہے شیخ ابوالمنظر انہیں شیخ ابوحنیفہ کے بیٹے ہوں۔ نیز ملکا پوری نے
شیخ ابوالمنظر کے حالات میں بھی یہ نہیں بتایا کہ ان کے والد کون تھے یا یہ کہ
شیخ علیم اللہ کے پوتے تھے۔

۴-۶/۴۴۲ بہ تقریبی نام آن عزیز (شیخ علم اللہ) در قلم محترم حضرت ایشاں در صدر مکتوبی کہ
در کتب سابق گذشتہ

حضرت خواجہ کا پورا مکتوب گذشتہ کنز میں مولف نے نقل کیا ہے جس میں
 شیخ ابوالمنظف کے ساتھ ساتھ انہیں نبیرۃ شیخ علم اللہ لکھا گیا ہے (۱۸/۴۳۸)
 شروع ارادت آل صاحب ولایت در خدمت فیض مہبت مرزا امان اللہ
 بودہ بعد ازاں باستصواب آنجناب (مرزا امان اللہ) دولت صحبت حضرت ایشاں
 رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْہِما موصول گردیدہ ۸-۷/۴۳۸

حضرت خواجہ نے اس امر کی نحمد و نصاحت فرمائی ہے :

(نام مرزا امان اللہ بڑا پوری) آنچہ در باب مولانا ابوالمنظف نبیرۃ
 شیخ علم اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ رحمۃً واسعۃً دیدہ اند کہ گویا... (۹۷/۲۴/۱)
 یہ پورا مکتوب اس سے پہلے مولف نقل کر چکے ہیں (۴۳۸-۴۴۶)

..... گویند و جاہت ظاہری بہ علم عمیق شامل حال ایشاں (شیخ ابوالمنظف) بودہ ۹/۴۳۸

یہاں ”وجاہت ظاہری“ سے شیخ ابوالمنظف کی امارت مراد ہے۔ مولف
 روضۃ القیومیہ (۲۲/۲) نے لکھا ہے کہ شیخ دکن کے روسا میں سے تھے۔

..... تفصیل بعضی از حالات آل جناب از دو جلد اخیر مکتوبات قدسی آیات
 حضرت ایشاں رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْہِما طلب باید نمود ۱۱-۱۰/۴۳۸

مکتوبات معصومیہ کی جلد دوم و سوم میں مندرجہ ذیل مکاتیب شیخ ابوالمنظف
 کے نام ہیں :

۲۳۹، ۱۲۵، ۹۰، ۵۴/۳ ۷۱، ۳۹/۲

..... نقل کہ از سیادت پناہی مرحومی میر محمد عیسیٰ بڑا پوری ۱۹/۴۳۸

میر محمد عیسیٰ بڑا پوری مخاطب بہ ہمت خان بن اسلام خان (رک بہ کتاب
 حاضر ۵۱۰ مع تعلیقات) و مقدمہ کتاب ہذا بعنوان ”راویان مقامات معصومی“

..... در مین حیات حضرت ایشاں ہم بہ حضرت مخدوم زادہ ثالث مروج الشریعت
 قدس سرہ بیشتر بودہ رجوع توجہ نمودند ۲۳-۲۲/۴۳۸

حضرت مروج الشریعت نے شیخ ابوالمنظف کے بہت فضائل تحریر کئے ہیں
 رک تعلیقات حاضر ۱۶/۴۳۹

مولد و مسکن و مدفن آنجناب (شیخ ابوالمنظف) بلدہ بڑا پور است فقیر ہم زیارت ۸/۴۳۹

مزار شریف ایٹاں نمودہ۵

عبدالحجاری ملکاپوری نے لکھا ہے کہ شیخ ابوالمنظر کا مزار زیارت گاہ خاص و عام اور برہان پور کی عید گاہ کے قریب ہے۔ (محبوب ذی المنن ۱/۱۴۹)
 شیخ ابوالمنظر کی تاریخ وفات حدود ۱۱۰۸ھ ہے (ایضاً و نزہۃ الخواطر ۶/۱۸)
 لیکن روضۃ القیومیہ (۲/۲۳۶) میں ان کا سال وفات ۱۰۸۳ھ درج ہے،
 ہم نے ملکاپوری کے سنہ کو علاقائی بیان ہونے کی بنا پر ترجیح دی ہے اگرچہ وہ
 روضۃ القیومیہ کے مقابلہ میں بہت بعد کا ماخذ ہے۔

ربنا لا توأخذنا اخطانا

قرآن ۲/۲۸۶

۱۰ شیخ ابوالمنظر برہانپوری حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہ کے اکابر خلفاء میں سے
 تھے۔ حضرت مروج الشریعت بن حضرت خواجہ لکھتے ہیں :

معرفت گاہ شیخ ابوالمنظر برہانپوری نبیرہ شیخ علم اللہ محدث است اولاً در صحبت
 غفران پناہ شیخ عبداللطیف قدس سرہ بود، بعدہ بمیرزا امان بیگ ملحق
 شدہ باز در صحبت فیض رتبت حضرت پیر دستگیر (خواجہ محمد معصوم) قدس سرہ
 رسیدہ یافت آنچہ یافت (خزینۃ المعارف ۱۲۶/۱۴۳)

۱۵

اس اقتباس سے مندرجہ ذیل نتائج اخذ ہوتے ہیں :

۱۔ شیخ ابوالمنظر پہلے پہل معروف شیخ طریقت شیخ عبداللطیف برہانپوری
 (حالات کے لیے دیکھئے تعلیقات حاضر، ۵۰/۴) سے منسلک ہوئے۔

۲۔ پھر شیخ میرزا امان بیگ سے اور ان کے بعد حضرت خواجہ کی خدمت میں
 حاضر ہو کر تکمیل کی۔

۲۰

حضرت مروج الشریعت مزید لکھتے ہیں :

شیخ ابوالمنظر برہانپوری من خواص اصحابہ و خلص احبابہ دینی
 حضرت ایٹاں (خواجہ محمد معصوم) در مادۃ او امری عجیب دیدہ و بہ فقیر
 حکایت تطویل فرمودند ایضاً دی را بحصول کمالات نبوت بشر
 گردانیدند بعد ان تیسرلہ سلوک الولایۃ الکبریٰ

والمشار إليه في مقامات التقوى والورع والاحتياط
في الافعال والاقوال مع حسن الخلق وبشاشة الوجه
كبريت احمر است ارشاد و ہدایت اصحاب تکمیل مریدان ید طولی
دارد بہ یاران خود بشارت کمالات نبوت و حقیقت کعبہ دستر آنی
می ہد (خزینہ ۲۲/۲۲)

۵ حقائق دستگاہی شیخ ابوالمنظر را دریں سفر میمنت اثر (سرہند)
بنظرات عنایات حضرت قبلہ دین و دنیا امتیاز حاصل گردیدہ و معاملہ سلوک
نین را در ساعت معدودہ بانجم رسانید و از انوار خاصہ آل حضرت
و اسرار مختصہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ بہرہ ہای فراوان نصیب
۱۰ روزگار مشارالہ گردید و حقائق ثلاثہ و حقیقتی کہ فوق آنها است
در توجہ رخصت بہ بشارت قطبیت بشر ساختند اما مقید بہاں بقعہ برہانپور
..... (ایضاً ۱۵۲/۱۵۲-۱۴۳-۱۴۲ نیز ۱۵۳/۱۴۱-۱۴۲)

شیخ ابوالمنظر حدود ۱۰۳۸ھ میں حضرت خواجہ سے بیعت ہو کر روضہ ۲/۲۲،
حضرت مروج الشریعت کے مجموعہ مکتوبات کے مطبوعہ نسخہ ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان
۱۵ میں ایک مکتوب بسلسلہ فضائل شیخ ابوالمنظر (۱۵۳/۱۴۲) ہے جس میں حضرت خواجہ
کا ۱۰۸۲ھ میں روضہ حضرت امام ربانی پر حاضر ہونے کا ذکر ملتا ہے یقیناً یہ
سنہ سہو کتابت ہے کیوں کہ حضرت خواجہ کا ۱۰۷۹ھ میں وصال ہو چکا تھا۔
شیخ ابوالمنظر کے خلفاء میں شیخ حسین عشاق کا ذکر روضہ القیومیہ میں ملتا ہے
(۲/۲۳۶) ان کے علاوہ مولانا سید عنایت اللہ بالاپوری بن سید محمد بن الہداد بن
۲۰ سید موسیٰ بن امام سید ظہیر الدین نجندی بھی ان کے خلیفہ نامدار تھے۔ ۱۱۱۷ھ میں
انتقال ہوا مفصل حالات کے لیے دیکھئے :

- ۱- ملکا پوری، عبد الجبار : محبوب ذی المنن ۱/۴۱۳-۴۲۹
- ۲- شمس الدین : عنایات الہیہ [احوال شیخ عنایت اللہ] سال ۱۱۶۲ھ
خطی نسخہ نیشنل میوزیم کراچی نمبر ۱۵۵۶-۱۹۶۱ N.M.
- ۳- آزاد بلگرامی : سبحة المرجان ۱/۲۶۳-۲۶۴

۴۔ ایضاً : خزانہ عامرہ ۳۸۱

۵۔ عبدالحی حسنی : نزہۃ السخاظر ۶/۱۹۴-۱۹۵

۲۵۰/۸-۷ در اواخر خلافت برباد شاہ خلد مکان ہم از حضرت ایشان رحمۃ اللہ علیہ حاصل نموده عالمی را از اہل عسکر بہ ہدایت رسانیدہ
 یہاں "خلافت برباد شاہ خلد مکان" سے مراد شیخ محمد علیم جلال آبادی کو

۵ اورنگ زیب کی مصاحبت میں حضرت خواجہ کا نائب مقرر کرنا ہے گویا انہیں خلافت دے کہ سفر و حضر میں اورنگ زیب کے ساتھ اس کی باطنی تربیت کے لیے مقرر فرمایا تھا۔ حضرت خواجہ نے اورنگ زیب کو ایک خط میں اس کی باطنی ترقی کے حال پر اطمینان کا اظہار کرتے ہوئے لکھا ہے :

۱۰ کترین دُعا گویان بعرض خادمان عتبہ حضرت ناصر الملت الدین مزج الاسلام و موید المسلمین برادر دینی شیخ عبد العلیم کتابتی بایں فقیر نوشتہ بودند از جمعیت باطنی آنحضرت (اورنگ زیب) و اشتغال و تقید بایں امر جلیل القدر مندرج ساختہ شکر خداوندی جل سلطانہ بجا آورده (۱۶۷/۱۲۲/۳)

۱۵ گویا حضرت خواجہ سیف الدین کے ہمراہ ہی یا ان کے والدین کی خدمت میں سرہند حاضری کے دوران شیخ عبد العلیم (محمد علیم) اورنگ زیب کے اشتغال باطنی کی مشق کے لیے مقرر تھے (رک بہ مقدمہ کتاب حاضر بعنوان "خلفاء حضرت خواجہ اورنگ زیب کی مصاحبت میں")

۲۵۰/۸-۹ مکتوبی از مکتوبات جلد اول کہ بالفعل پیش راقم موجود است ایراد می نماید
 ۲۰

مکتوبات معصومیہ ۱/۲۸/۱۰۹-۱۱۰

۲۵۰/۱-۲ در احوال یاران خود (شیخ محمد علیم جلال آبادی) نوشتہ بودید کہ چندیں ذکر قلب و یادداشت دارند
 حضرت خواجہ نے اپنے مکاتیب بنام شیخ محمد علیم میں ان کے مریدین کے احوال کی تحسین فرمائی ہے۔ ایک مکتوب میں لکھتے ہیں :

برادر دینی ملا شاہ حسین چند روز ایں جا بود از صحبت او خیلی محفوظ و
ذوقین شدیم و بر وفق اجازت شما ما ہم اجازت نمودیم..... چون محب
و فدوی شماست طریقہ شفقت و مہربانی بیش از بیش با وی مرعی آرند
(۲/۵۴/۹۴)..... از احوال خواجہ عبدالرحیم نوشتہ بودند نیک و
پسندیدہ است مطالعہ آن خوش وقت ساخت..... اسامی یاران کی کہ
نہ داخل طریقہ شدہ اند نوشتہ بودند بوضوح انجامید..... (۳/۱۱۲/۱۵۵)
..... مولانا یار محمد.....

۵/۴۵۱

مولانا یار محمد، شیخ محمد علیم جلال آبادی کے مریدین میں سے تھے۔ ان کے نام
حضرت خواجہ کا ایک مکتوب بھی ہے۔ (مکتوبات معصومیہ ۱/۳۲/۱۴۱)
..... ملا حسن علی (پشاور).....

۱۳/۴۵۱

ملا حسن علی کے حالات کے لیے ملاحظہ ہو کتاب حاضر (۴۵۸)

..... کنڈی باغ کہ در زاحی جلال آباد است ۱۸-۱۷/۴۵۱

کنڈی۔ یوکل دی چی دنگر اور ولایت د فوگیا نیو د لسوالی د شیر زاد
د ختیج پہ ۹ کلومیتری کی د ختیج طول البلد پہ ۶۹ درجو ۵۹ دقیقو ۳۶ ثانیو
اد شمال عرض البلد پہ ۳۴ درجو ۱۶ دقیقو ۲۸ ثانیو کی واقعہ دی
(د افغانستان جغرافی قاموس۔ کابل ۱۹۷۰ء ۵/۹۹)

کنڈی باغ۔ دی وکتل شی (ایضاً)

کنڈی باغ نزدیک شہر جلال آباد بطرف غرب است (افادات آقای خلیلی)
شیخ محمد علیم جلال آبادی، حضرت خواجہ کے اکابر خلفاء میں سے تھے۔ ان کے
نام حضرت خواجہ کے مندرجہ ذیل مکاتیب موجود ہیں :

۱/۲۸، ۱۴۰، ۵۴/۲ ۳/۹۵، ۱۱۲، ۱۲۱، ۱۴۷

حضرت مروج الشریعت کا بھی ایک مکتوب ان کے نام ہے (خرینۃ المعارف

۲۳/۳۹)، حضرت مروج الشریعت ان کے بارے میں فرماتے ہیں :

(حضرت خواجہ محمد معصوم) حال اور اد حال یاران اور امی پسندیدند و
مکاشفات اور اردنی کردند..... حال آنکہ یاران وی رشیدند

از شیخی اد حرف در میان بود فرمودند کہ بر بعض طلاب ابواب کثوف می
کشاید و امور عجیب می نمایند..... (خزینہ ۲۲/۴۵)
حقائق آگاہ شیخ محمد علیم کہ از یاران مخصوص حضرت ایشان است
(ایضاً ۳۵/۵۸)

- ۵ حضرت خواجہ کے مکاتیب میں شیخ محمد علیم کا نام عبد العلیم نقل ہوا ہے
(۱۶۴/۱۲۲/۳) جسے سہو کتابت سمجھنا چاہیے۔ کیونکہ شیخ محمد علیم جلال آبادی
کے ایک بیٹے کا نام عبد العلیم پشاور میں تھا۔ وہ حضرت حجۃ اللہ محمد نقشبند ثانی کے
مرید اور قراول پورہ میں سکونت رکھتے تھے، حضرت حجۃ اللہ لکھتے ہیں :
شیخ عبد العلیم پشاور میں کہ الحال در قراول پورہ سکونت دارد از یاران رشید
۱۰ ایں احقر است و صاحب کشف و حال۔ پدرش از خلفاء قطب الاقطاب
حضرت قبلہ گاہی بود متوسع خدمت علیہ گردیدہ بود، اما نام پدرش شیخ علیم
است و دی فوت شدہ (وسیلۃ القبول ۱/۱۱۵/۱۲۳)

اس اقتباس سے مندرجہ ذیل نتائج برآمد ہوتے ہیں :

- ۱۔ شیخ عبد العلیم پشاور بن شیخ محمد علیم جلال آبادی قراول پورہ میں رہتے تھے۔
۲۔ وہ حضرت حجۃ اللہ کے یاران رشید میں سے تھے۔
۱۵ ۳۔ انہوں نے مکتوب الیہ (جن کا نام درج نہیں ہے) کی صحبت اختیار کرنے
کا عزم کر لیا تھا۔ حضرت حجۃ اللہ کا یہ خط کسی امیر کے نام ہے۔ مکتوب کے
دوسرے جملے یعنی :

- ”معرض جناب علیہ می دارد کہ بہ ورود نوازش نامہ سامی مشرف و مکرم گردید“
۲۰ سے قیاس کیا جاسکتا ہے کہ یہ خط اورنگ زیب کے نام ہوگا۔ کیوں کہ
ان کے والد اورنگ زیب کے مصاحب تھے (مکتوبات معصومیہ ۳/۱۲۲/۱۶۴)
حضرت حجۃ اللہ نے ان کے والد کی وفات کا ذکر کیا ہے۔ شاید ان کے
انتقال کے بعد ان کے بیٹے کو صحبت میں حاضر رہنے کا حکم دیا ہو۔
مولف مقامات معصومی نے شیخ محمد علیم جلال آبادی کا سال وفات نہیں لکھا
لیکن حضرت حجۃ اللہ نے اپنے خط میں جس کا اقتباس اوپر دیا گیا ہے میں لکھا ہے

کہ شیخ عظیم فوت ہو چکے ہیں جس سے ہر شیخ ہر مذہب کو وہ حضرت جلال اللہ کے حال
۱۱۱۵ء سے قبل انتقال کر گئے تھے۔

۶-۵/۲۵۲ (شیخ محمد باقر ہمدانی) در آخر کار بنا بر مصلحتی اختیار فضیلت فرمودہ

تفصیل کے لیے دیکھئے تعلیقات حاضر (۲۵۲/۲۰-۲۲)

حضرت خواجہ نے اپنے مکتوبات کی جلد سوم میں انہیں بشارات فرماوان
سے نوازا ہے، فرماتے ہیں :

..... ظہور ضلک مشر از کمال رضامندی ست علی الخصوص کہ در نماز

رودی وہ کہ اصالت دارد..... مبداء نعین شہادت علم بود.....

احوال عالی و سنجیدہ است و شرکت افراد عالم در بعض اعمال از

جامعیت استعداد و جامعیت اسم کہ مبداء نعین است خبر است گویا

دیگران اجزای او بندہ..... احوال باران خود نوشتہ بودید..... ہر

درست و سنجیدہ است..... (۱۴۵-۱۴۲/۱۰۰/۳) اسی جلد کے

کتاب ۱۲۸ میں بہت سے مقامات کی بشارات دی گئی ہے۔ کتاب ۱۵۰

میں شیخ محمد باقر کے مریدین کے احوال پر اطمینان کا اظہار کیا گیا ہے۔ اس

کے علاوہ سندجہ ذیل مکاتیب میں بکثرت بشارات دی گئی ہیں :

۲۴۹۰۲۴۴۰۲۳۸۰۲۱۸۰۱۹۴۰۱۵۴/۳

۱۱-۱۰/۲۵۲ خلافت بر باد شاہ غلط مکان ہم از حضرت ابشاں یافتہ، اکثری از اہل مکر

را سفر یافتہ.....

بالکل اسی نوعیت و الفاظ پر مشتمل ایک جلد مولف نے حضرت خواجہ کے

فیض شیخ محمد عظیم جلال آبادی کے لیے لکھا ہے (درک بہ تعلیقات حاضر ۲۵۰/۴۴۰)

گویا اورنگ زیب کی باطنی تربیت کے لیے حضرت خواجہ باقاعدہ اہتمام کے ساتھ

اپنے خلفاء کو مرکز میں اور لشکر کے ساتھ رہ کر اس کی تربیت کے لیے ضعیف فرماتے

تھے۔ شیخ محمد باقر کو بھی اس مقصد کے لیے خلافت دے کر وہاں ضعیف کیا گیا۔

شیخ محمد باقر نے حضرت خواجہ کی خدمت میں سربلند لکھا جس میں اورنگ زیب کی

باطنی استعداد کا حال دے کر کیا حضرت خواجہ نے اس پر اطمینان کا اظہار کرنے

ہوئے جواباً فرمایا :

مکتوب شریف رسیدہ مسرت بخش گردید از ملاقات خلیفہ عہد (اوزنگ زیب) کہ بزرگداشتہ بودند مفصلاً بہ وضوح پیوست۔ حق سبحانہ عواقب امور بخیر کناد و خلیفہ وقت (اوزنگ زیب) را توفیق و استقامت بخشاد و از برکات و نسبتِ ایں اکابر نصیب کامل دہاد (۳/۱۹۴/۲۴۱-۲۴۲) ۵

..... حضرت ایشاں آل عزیز (شیخ محمد باقر) را بجای فرزند خود در مکتوبی از مکتوبات جلد ثالث کہ باسم بادشاہ خلد مکان است صریح بزرگداشتہ اند.....

یہاں مولف کو سہو ہوا ہے حضرت خواجہ نے اپنے مکاتیب کی تیسری جلد کے کسی مکتوب بنام اوزنگ زیب میں شیخ محمد باقر لاہوری کو "فرزند خود" نہیں لکھا، البتہ اوزنگ زیب کے ایک مقرب خاص بنخا ورخان (رک کتاب ہذا ۵۱۰/۱۹) کے نام مکتوب میں یہ بات تحریر فرمائی ہے :

اشفاق پناہ ! شیخ محمد باقر کہ بجای فرزند ماست و کمالات صورتیہ آراستہ شکرگزاری اشفاق ایشاں را مکرر نوشتہ سبب مسرت فقرا گردیدہ و باعث از دیاد دُعا گوئی گشت خدمت و رعایت در ویشاں باب اللہ وسیلہ ترقی دارین ست (۳/۲۴۴/۲۸۸) ۱۵

اس اقتباس سے اندازہ ہوتا ہے کہ شیخ محمد باقر لاہوری اوزنگ زیب کے علاوہ بنخا ورخان کے ہاں بھی نشست و برخاست رکھتے تھے۔

معاصر مولف شیخ محمد مراد ڈنگ کشمیری لکھتے ہیں کہ اوزنگ زیب نے حضرت خواجہ سے استدعا کی تھی کہ اپنا کوئی خلیفہ میری تربیت کے لیے مامور کریں تو آپ نے شیخ محمد باقر کو اس کام کا حکم دیا :

بامر حضرت عروۃ الوثقی مدتی در حضور ظل سبحانی عالمگیر بادشاہ کہ استدعاء رفاقت یکی از خلفاء کردہ بودہ گذرانیدہ (تحفۃ الفقراء ۴۴-۱)

..... بعد ازاں شیخ باخذ خدمات لاہور مبتلا گردیدہ البتہ جبراً نہ باشد کہ بادشاہ مذکور (اوزنگ زیب) ہم از منظور این خاص حضرت ایشاں

نور اللہ سالک رحمہ اللہ بودہ

یہاں شیخ محمد باقر لاہوری کے منصب ”مفتی دارالسلطنت لاہور“ کی طرف اشارہ ہے کہ خود حضرت خواجہ کی رضامندی اس میں شامل تھی۔ اپنے اس منصب کا شیخ محمد باقر لاہوری نے خود ذکر کیا ہے۔

کہ فقیری شکستہ ترسکین کمرین باستر بن شرف الدین
مفتی دارالسلطنت لاہور صانہا اللہ عن الجفاء الحبور

(دام حق۔ ورق ۱-ب)

محمد اسلم پسوری نے بھی لکھا ہے کہ شیخ محمد باقر لاہور کے مفتی کے منصب پر فائز تھے (فرحت الناظرین ۲۰۵) اور نگ زیب نے شیخ محمد باقر کو یقیناً ان کے والد شیخ شرف الدین عباسی لاہوری کی بجائے یا ان کے وصال کے بعد لاہور کا مفتی مقرر کیا ہوگا۔ فرحت الناظرین کے مولف نے ہی لکھا ہے کہ ملا شرف الدین لاہوری بھی لاہور کے مفتی کے منصب پر فائز تھے (ایضاً ۲۰۵)۔ ہمیں مفتی محمد باقر کا ایک استفتاء دستیاب ہوا ہے جس پر ان کی یہ مہر ثبت ہیں ”خادم شرع متین محمد باقر شرف الدین“ اس استفتاء کا عکس کتاب حاضر کے آخر میں منسلک ہے۔ یہ کسی ذریعے سے بھی معلوم نہ ہو سکا کہ شیخ محمد باقر کتنا عرصہ لاہور کے مفتی رہے تاہم دام حق کی تالیف سے اپنے وصال ۱۱۰۹ھ تک شاید یہ خدمات انجام دی ہوں۔ (رک بہ تعلیقات حاضر ۲۵۴/۱۰-۱۵) کنہیا لال نے لکھا ہے کہ ”شاہ جہانی عہد میں ایک نامی مفتی محمد باقر تھا“ (تاریخ لاہور ۵۴) جو محض غلط ہے۔ شیخ محمد باقر تو اورنگ زیب کے عہد میں لاہور کے مفتی بنے۔ یقیناً یہ اشارہ ان کے والد گرامی مفتی شرف الدین عباسی کی طرف ہے جو شیخ محمد باقر سے پہلے لاہور کے مفتی تھے۔ کنہیا لال کے غلط بیان کو بغیر حوالے کے محمد دین فوق نے بھی نقل کیا ہے۔ (تذکرۃ العلماء والمشاخ معروف بہ تذکرہ علمای لاہور ۱۳)

..... تفسیر قرآن مجید ہم بزبان اختصار قلمی فرمودہ ۲۲-۲۳/۲۵۲

اس تفسیر کا نام منتہی الایجاز لکشف الاعجاز ہے جس سے اس کا سال تکمیل ۱۱۰۱ھ برآمد ہوتا ہے۔ خود وضاحت فرماتے ہیں :

محمدک یا من ابان من مخزن کلامه البسیط الحقیقی
الازل الابدی بکشف حقائقه ومعانیه وافهاما و
الهاما لاسیما علی عبدک المسکین محمد باقر بن
شرف الدین العباسی الحسینی نسباً اللاهوری موطناً و
مقاماً بالتوفیق بتمیق التفسیر الوجیز الانیق
المسمی بمنتهی الایجاز لکشف الاعجاز قد نُشیر تاریخہ
انتہا وتماما المجمعول مرصداً القافیة

۵

نہی الایجاز کا یہ نسخہ حضرت مولانا غلام محی الدین قصوی کے
کتب خانے سے کتابخانہ گنج بخش، مرکز تحقیقات فارسی، اسلام آباد میں آیا
ہے۔ اس کا نمبر ۲۱۲۳ ہے۔

۱۰

..... شرح مواضع مغلقہ ہر شش دفتر مکتوبات نیز موافق استعداد خود نوشتہ
..... کتاب علیہ نمودہ

۱۵

یہاں شیخ محمد باقر لاہوری کی مشہور تالیف کنز الہدایات مراد ہے۔ یہ کتاب
۱۰۸۰ھ میں تالیف ہوئی۔ اس میں مکتوبات حضرت مجدد الف ثانی، مکتوبات
حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہما اور رسالہ مبدا و معاد کی عبارات کو
بلا تفاوت و تصرف موضوعی ترتیب سے یکجا کر دیا ہے۔ کتاب کے آغاز و
تکمیل وغیرہ کی تفصیل خود مرتب کے الفاظ میں ملاحظہ ہو :

۲۰

حمد بی حد و پاس بی قیاس مرثیہ را کہ سنت سنّیہ محمدیہ را علیہ و علی
آلہ و صحبہ و افضل الصلوات و اتمل التحیات بطریقہ اینقہ
احمدیہ تجدید فرمودہ ابابعد می گوید اضعف عباد اللہ المعین
محمد باقر بن شرف الدین اللاہوری العباسی الحسینی عفی عنہما کہ چون
مراتب حصول سلوک و حقائق و خصائص حضرت امام ہمام محرم اسرار
فرقانی المحبوب الصمدانی مجدد الف ثانی در مکتوبات
حضرت مجدد الف ثانی و حضرت پیر دستگیر قطب الانام
(حضرت خواجہ محمد معصوم) مرتبہ بعد مرتبہ مذکور نیست و بیان

ترتیب این مراتب در انجاء محفوظ نہ بہ خاطر این فدوی ریخت کہ رسالہ
مبداء و معاد و وفاترستہ مکاتیب حضرت مجدد الف ثانی و حضرت ایشان
(خواجہ محمد معصوم) را رضی اللہ تعالیٰ عنہما در نظر داشتہ این لآلی منشورہ را
منظم سازد..... فی الحادی والعشرین من شوال سنہ الف وثمانین
من الهجرة المبارکہ..... اتممت تالیفہ فی تاسع ذی القعدة من العام
المذکور اتماماً..... و بعد از اتمام بعضی خصائص و رخامہ ذکر یافتہ.....
این فقیر التزام کردہ کہ عبارات اصل را بعینہا تبرکاً ایراد نماید مگر در بعضی
مواضع کہ بجهت بعضی حکم بہ تغیر یسر آورده..... لفظ فائدہ بجای فصل
اختیار نموده و بر بیست ہدایت و یک خاتمہ و یک مسکۃ الختام مرتب
کرده و ازین جهت این رسالہ را بہ کنز الہدایات فی کشف البدایات
والنہایات مسمی ساختہ و در انشای تالیف بارہا خوش وقتی حضرت
مجدد الف ثانی و حضرت ایشان رضی اللہ تعالیٰ عنہما در باب این تالیف
پر تو انداختہ و اتحاد خاص بجناب آنحضرت و نسبتی خاص در خود یافتہ و
توفیق داد و از آنجناب معلوم ساختہ..... (کنز الہدایات مرتبہ
مولانا نور احمد امرتسری)

کنز الہدایات کے عربی میں بھی ترجمے ہوئے ہیں اس وقت ہمیں صرف
ان دو ترجموں کا علم ہے

۱۔ عربی ترجمہ از شیخ محمد باقر بن محمد جعفر حنفی دہلوی، قلمی نسخہ مخزنہ کتاب خانہ
رباط مظہر مدینہ منورہ (یادداشتہای مخدومی حکیم محمد موسیٰ امرتسری راجع بہ
سفر حج)

۲۔ حرز الغنایات ترجمہ کنز الہدایات از شیخ محمد حفظی آفندی۔ قلمی نسخہ مخزنہ
کتب خانہ سلیمانہ استنبول ترکیہ، عکس مملوکہ ڈاکٹر امین اللہ دثیر
[مطبوعہ مجلہ جامعہ اسلامیہ بہاول پور۔ جنوری۔

اپریل ۱۹۷۵ء]

(و تعارف ترجمہ اورینٹل کالج میگزین صد سالہ جشن نمبر۔ ۱۹۷۲ء)

کنز الہدایات کا فارسی متن حضرت مولانا نور احمد امرتسری نے ایڈٹ کر کے امرتسر سے ۱۳۳۵ھ میں شائع کیا تھا۔

مولف مقامات معصومی نے لکھا ہے کہ شیخ محمد باقر لاہوری "صاحب تصانیف نبیہ" تھے۔ انہوں نے ان کی صرف دو تالیفات کا ذکر کیا ہے۔ اس وقت تک ہمیں ان مزید تصانیف کا علم ہوا ہے :

۵

اس کتاب کا ایک نسخہ شیخ محمد باقر نے شیخ محمد مراد بنگ کشمیری کو ایک سفر کے دوران دیا تھا، شیخ محمد مراد لکھتے ہیں :

در یک سفر بعد معاودت از سرہند کہ محربہ وطن می آمد ملاقات کردہ

شامل نبوی تالیف خود بہ محرر دادہ رسالہ مفید جدید الفیغ بود (تحفۃ الفقراء ۷۳) حاشیہ قرآن مجید :

مولانا محمد باقر لاہوری نے قرآن پاک کے اس نسخے پر حواشی لکھے ہیں۔ انہوں نے منتہی الایجاز کے نام سے جو تفسیر ۱۱۰۱ھ میں تالیف کی تھی (رک تعلیقات حاضر ۲۳/۲۵۲) قرآن پاک کے اس نسخے پر حواشی غالباً اسی کی تیاری کے سلسلے میں ہونگے۔ ان حواشی کا آغاز ۱۰۷۸ھ میں ہوا اور اگلے سال یعنی ۱۰۷۹ھ میں مکمل کر لیا۔ خود فرماتے ہیں :

بحمد اللہ تعالیٰ علی نعمۃ انزالہ الفرقان ونصلی ونسلم

علی حبیبہ اما بعد فانہ طالما ہجش ببالی

شفاعة کلامہ الجلیل فی حق ہذا المذنب الذلیل

۲۰

ثم انی رقت الحواشی من التفاسیر الی اذکر ہا فکلما لم

علم بعلامۃ الکتاب فی آخر الحاشیۃ فهو غالباً ماخوذ

من تفسیر اعانة القاری علی فہم کلام الباری للشیخ

العالم العالم مولانا ابی القاسم وهو مستنبط من البیضاوی

والمدارک والجلالین والکشاف والحواشی الی رقتہا

من التفسیر الآخر من البیضاوی والزہدی والحسیبی

والوجیز والمغنی ومعالم التنزیل وجامع البیان فاعلمت
فی اواخرها باسم الكتاب مصرحاً اورموزاً..... ثم التي
كلما نقلت الحاشیه بعینها فاكتفت فی آخرها باسم
الكتاب..... بدون نقل من التفاسیر او مع انضمام
النقل فرقت فی آخره لفظ الزاخم..... وكان ابتداءها
فی شوال سنة الف وثمانیه وسبعین واختتامها فی
ربیع الاول سنة الف وتسعة وسبعین من الهجرة النبویة
..... وانا الفقیر المسکین محمد باقر بن شرف الدین
غفر الله ذنوبهما.....

- ۱۰ آخر میں ترقیمہ اور سال کتابت و اسم کاتب موجود نہیں ہے کسی نے محشی
مولانا محمد باقر بن شرف الدین کو کاٹ کر اپنا نام لکھنے کی کوشش کی ہے۔
ایسا کرنے والے کا نام تو پڑھا نہیں جاسکا لیکن اصل محشی کا نام بدقت پڑھا
جاسکتا ہے۔ محشی کے اس دیباچے کے بعد ایک ورق پر مہر ”محمد کامل خانہ زاد
شاہ عالم بادشاہ غازی ۱۱۲۳ھ“ ثبت ہے اور اس کے نیچے یہ جملہ ”من
موہبات جناب قطب الانام حضرت قیوم“ قابلِ توجہ ہے۔ یہ مہر اورنگ زیب
۱۵ کے جانشین شاہ عالم بہادر شاہ (۱۱۱۸ - ۱۱۲۴ھ) کے کتب خانے کی ہے۔
مہر کے نیچے کتابدار محمد کامل اس جملے سے کہ ”یہ نسخہ حضرت قیوم کے عطیات میں ہے“
سے یہ قیاس کیا جاسکتا ہے کہ خود محشی مولانا محمد باقر نے شاہ عالم بہادر شاہ کو
اس کی شہزادگی کے زمانے میں دیا ہوگا کیونکہ اس شہزادے کی مولانا محمد باقر کے
ساتھ عقیدت کا حال اسی کنز ششم میں درج ہے۔ یا عین ممکن ہے کہ یہ وہی
۲۰ نسخہ ہو جسے حضرت خواجہ سیف الدین بن حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہما
نے سات روپے ہدیہ بھیج کر حضرت شیخ محمد باقر سے طلب کیا تھا رکتوبات سیفیہ
(۱۴۰/۱۴۳) حضرت خواجہ سیف الدین نے یہ نسخہ اورنگ زیب کو تحفہ دیا ہوگا۔
اور شاہی کتب خانے کی زینت بنا اور منقولہ جملے میں ”حضرت قیوم“ سے مراد
یہی حضرت خواجہ سیف الدین ہیں۔ حضرت خواجہ محمد معصوم نہیں ہو سکتے کیونکہ

اس نسخے پر حواشی کا کام ریح الاول ۱۰۷۹ھ میں اختتام کو پہنچا اور اسی ماہ و سال میں حضرت خواجہ محمد معصوم کا وصال ہوا (رک بہ کتاب حاضر ۲۴۷) اس وقت یہ مبارک خطی نسخہ مکتبہ خاور لاہور کے مالک کے پاس ہے۔ افسوس کہ مالک مصحف کی بدمزاجی کے باعث اس سے کماحقہ استفادہ نہیں کیا جاسکا۔
دام حق :

۵

مولانا محمد باقر نے کتاب خلاصہ کیدانی کو معروف درسی کتاب "نام حق" کی پیروی میں فارسی نظم میں ڈھالا ہے۔ اس کے آغاز میں لکھا ہے کہ میں دارالسلطنت لاہور کا مفتی ہوں۔ نمونہ کے طور پر چند اشعار ملاحظہ ہوں :

دام حق صید کرد جان مرا	نام حق یار شد نہان مرا
جام عشق رسول می نوشم	حلقہ ذکر دوست در گوشم
کہ فقیری سکتہ تر مسکین	کمترین باقر بن شمس الدین
مفتی دار سلطنت لاہور	صاحبہا اللہ عن الجفار البحر
کرد نظم خلاصہ کیدانی	لائق دوستان ربانی

دام حق کے مندرجہ ذیل خطی نسخے ہماری نظر سے گزرے ہیں۔

۱۰

۱۵

- ۱۔ کتابخانہ گنج بخش، اسلام آباد نمبر ۴۸۹۸
- ۲۔ کتب خانہ صمدانی، مولانا فضل صمدانی، بہانہ ماٹری، پشاور۔
- ۳۔ مملوکہ صاحبزادہ محمد شریف ولد سید محمد عالم نوشاہی، بمقام ڈھل، متصل سرای عالمگیر تحصیل کھاریاں، ضلع گجرات پاکستان (شرافت نوشاہی: شریف التواریخ ۳/۳/۱۹۷۷-۱۹۸۰)

۲۰

برٹش لائبریری، لندن کے فہرست ساز (Meredith-Owens) نے غلط فہمی کی بناء پر مفتی محمد باقر لاہوری کی کتاب کنز الہدایات کو مبداء و معاد کا نام دے کر اسے ان کی الگ تصنیف قرار دے دیا ہے۔

(Hand list of Persian Manuscripts or. 10947 p.7)

احقر نے یہ خطی نسخہ برٹش لائبریری میں جا کر دیکھا ہے اس نسخے کے ورق ۵، ب سطر ۱۱-۱۲ پر کتاب کا نام کنز الہدایات ہی درج ہے۔ دراصل کنز الہدایات

کے آغاز میں مولف نے حضرت مجدد الف ثانی کے رسالے مبداء و معاد کا نام اس طریقے سے لکھا ہے کہ اس سے فہرست ساز کو دھوکا ہوا اور اس نے اسے مفتی محمد باقر کا اپنا رسالہ سمجھ لیا، جملہ یوں ہے :

”بخط ایں فدوی ریخت کہ رسالہ مبداء و معاد و دفاتر سہ مکاتیب حضرت مجدد الف ثانی و..... در نظر داشتہ کہ ایں لالی منشورہ را منظم سازد..... (پورا اقتباس انہیں تعلیقات میں نقل کیا جا چکا ہے)

..... پیر دستگیر (خواجہ محمد معصوم) (رحمۃ اللہ علیہ) (مفتی محمد باقر لاہوری) را بہ توجہات علیہ قبلہ دو جہانی سیف رحمانی (خواجہ سیف الدین) مدظلہ.....

۱۹/۴۵۳

یہاں ”سیف رحمانی“ سے حضرت خواجہ سیف الدین بن حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہما مراد ہیں۔ مفتی محمد باقر نے حضرت خواجہ کے حین حیات اور آپ کے وصال کے بعد بھی حضرت خواجہ سیف الدین سے کسب فیض کیا تھا (مکتوبات سیفیہ، مکاتیب بنام مفتی محمد باقر)

..... بہرہ از مقطعات و تشابہات و محبوبیت ممتزج..... و نسبت اصالت..... و دیگر بشارات و.....

۱۵ حضرت خواجہ سیف الدین نے مفتی محمد باقر کو بہت سی بشارات سے نوازا تھا، فرماتے ہیں :

حضرت قبلہ دارین (خواجہ محمد معصوم) از کمال بندہ نوازی نیز نگارش فرمودند از اقدای صلوٰۃ کہ مقامِ معبودیت صرف است ایضاً نصیبی و رحق شما نشان دادہ و از الحاق بہ حقیقت الحقائق و بحصول بہرہ از ذات محبوب کہ از راہ عارف قیوم است (مکتوبات سیفیہ ۱۳۱/۱۵۸)

۲۰ صحیفہ شریفہ..... رسانیدہ خوش وقت ساخت آنچه از حصول محبوبیت ذاتیہ و بہرہ یافتن از محبوبیت صرف کہ تعلق باخفی دارد نگارش یافتہ بود۔ فرحت بر فرحت افزود..... (ایضاً ۱۳۳/۱۵۹)

..... از ولایات ثلاثہ و حقائق ثلاثہ بل فوق تعین جہی در مدتِ قلیلہ نواختہ بودند...

۲-۱/۴۵۴

حضرت خواجہ سیف الدین نے اس نوعیت کی بشارات اپنے کئی مکاتیب

بنام مفتی محمد باقر انہیں دی ہیں ملاحظہ ہو: مکتوبات سیفیہ ۵۰/۵، ۱۳۱، ۱۵۸/۱۵۸
گویا مفتی محمد باقر علیہ الرحمۃ نے مولف کے والد کی بیاض میں اپنے جواہرِ تحریر
کئے ہیں ان میں سے ہر بشارت کی تصدیق مکتوبات سیفیہ سے ہو جاتی ہے۔

۱۵-۱۳/۲۵۴ تشریف بادشاہزادہ معظم محمد بہادر شاہ بہ تقریب صوبہ داری ملتان و کابل
اتفاق کردہ چوں اختیار خدمات لاہور نوکر طور نمودہ بودند استقبال ضرور گشتہ
۵ یعنی جب شہزادہ محمد بہادر شاہ بن اوزنگ زیب کو ملتان و کابل کی صوبہ داری
سونپی گئی اور وہ ملتان جاتے ہوئے لاہور سے گزرا تو مفتی محمد باقر کو مفتی شہر
ہونے کی حیثیت سے شہزادے کے استقبال کے لیے جانا پڑا۔ یہاں خدمات
لاہور نوکر طور نمودہ سے وہی منصب مفتی دارالسلطنت لاہور مراد ہے۔

۱۰ اوزنگ زیب نے اپنے ۳۹ سال حکومت (۱۱۰۶ھ/۱۶۹۴ء) میں کابل
اور ملتان کے باغیوں کو تنبیہ کرنے کے لیے اقدامات کئے۔ شہزادہ معز الدین بہادر شاہ
شاہ عالم کو ملتان کا صوبہ دار مقرر کیا، منتخب اللباب میں ہے :

بسبب اخبار مختلف شورش و فساد ملتان کہ فرقہ مشہورہ بلی بی پای سہ نقطہ
ہندی کہ بہ لباس فقیران طریقہ مفسدان اختیار کردہ بودند آشوب بلوچان
۱۵ علاقہ آک در صوبہ ملتان گردیدہ بود پادشاہزادہ ولی مہدرا مع پسران برای
بندوبست صوبہ کابل مامور نمودند و شاہزادہ معز الدین را بہ صوبہ ملتان مقرر
فرمودند (۲/۲۴۴)

گویا ۱۱۰۶ھ/۱۶۹۴ء میں شیخ محمد باقر لاہور میں مفتی کے منصب پر فائز تھے۔
اس سے قیاس کیا جاسکتا ہے کہ وہ اپنے وصال ۱۱۰۹ھ تک اس منصب پر
”خدمات“ بجالاتے رہے ہوں گے۔

۲۰

۱۵-۱۴ بہ قصد استقبال (شہزادہ معز الدین بہادر شاہ) برآمدہ اما خجالت برکمال
در خاطر متمکن گشتہ کہ در وقت غلبہ ارشاد و طنطنہ مشیخت معاملہ صحبت بہ نوعی
دیگر بودہ کہ الحال حرف نوکری در میان است
یہاں مفتی محمد باقر کا حضرت خواجہ کے اس امر کی طرف اشارہ ہے جب انہیں
خلافت ہی اوزنگ زیب، شہزادوں اور اہل عسکر کی باطنی تعلیم و تربیت کیلئے

دے کر دربار شاہی میں بھیجا گیا تھا وہاں ان کے ارشاد و مشیخت کی یہ شان تھی کہ
معاصر مولف شیخ محمد مراد کشمیری جو ان سے ملے بھی تھے لکھا ہے :
روزی در مراقبہ بودند کہ پادشاہ (اورنگ زیب) رومی ایساں گذشت
با وجود تکلیف مقربان اصلاً از جای نہ رفتہ و خلل در نسبت خود ننیداختہ از
راہ کمال استغناء و استغراق پر دای تعظیم و پاس پادشاہی نہ نموده ۔
(تحفۃ الفقراء ۷۴)

۲/۲۵۵ در ہماں مجلس (استقبال) بشارت سلطنت ہم کہ از حضرت ایساں
(خواجہ محمد معصوم) رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ تا آخر روز افزوں بودہ
رک بہ تعلیقات حاضر (۵۰۷-۵۰۸)

۱۰ ۲/۲۵۵-۷ حضرت مرشدی قبلہ گاہی یک بیت آں عزیز (مفتی محمد باقر لاہوری) در بایں
خاص بہ دستخط شریف نوشتہ اند
کا ہش نفس خود

مفتی محمد باقر لاہوری شاعر تھے انہوں نے اپنی تالیفات میں اپنے اشعار
نقل کئے ہیں۔ (کنز الہدایات ۴-۵ تین شعر) نیز مفتی محمد باقر کا منظوم فارسی
رسالہ دایم حق ان کے پختہ کار شاعر ہونے کا ثبوت ہے (رک بہ تعلیقات حاضر
۲/۲۵۲-۵)

۸/۲۵۵ وصال آں عزیز (مفتی محمد باقر لاہوری) در حوالی سنہ ہزار و صد و نہ ہجری
در بلدہ لاہور اتفاق افتاد

۲۰ مفتی محمد باقر کے سال وصال میں اختلاف ہے معاصر مولف شیخ محمد مراد ٹنگ
کشمیری نے صاحب مقامات معصومی ہی کی طرح لکھا ہے کہ ”در حدود سنہ ہزار و
یک صد و چند رحلت گزیر شدند“ (تحفۃ الفقراء ۷۴) اسماعیل پاشا بغدادی
نے مفتی محمد باقر کا سنہ وفات ۱۰۸۰ھ اور ان کی تالیف کنز الہدایات کا نام
کنز الہدایۃ فی المکتوبات لکھا ہے جو بالکل غلط ہے دراصل انہوں نے کنز الہدایات
کے دیباچے میں اس کا سال تالیف ۱۰۸۰ھ (رک بہ تعلیقات ۲/۲۵۲-۲۵۵)
دیکھا تو اسے مولف کا زمانہ حیات قیاس کرنے کی بجائے سہواً اسے مولف یعنی

مفتی محمد باقر کا سال وصال سمجھ لیا (ہدیۃ العارفین ۲/۲۹۲)۔ اسی طرح بغیر حوالے کے عمر رضا کحالی نے مفتی محمد باقر کا سال انتقال ۱۰۷۹ھ لکھ دیا حالانکہ انہوں نے اسماعیل پاشا بغدادی کا مذکورہ بالا حوالہ ہی دیا ہے۔ اگر ان کی مراد اس سے مولف کا زمانہ حیات ہے تو یہاں انہوں نے حسب عادت ۱۰۷۹ھ کے ساتھ ”کان حیا“ نہیں لکھا۔

۵

بہر حال دونوں معاصر مولف جو مفتی محمد باقر لاہوری سے ملاقات کا شرف بھی حاصل کر چکے تھے۔ یعنی صاحب کتاب حاضر ادیشی شیخ محمد مراد ٹنگ کشمیری صحیح سال وصال سے بے خبر تھے لہذا کسی نئی دستاویز کے منظر عام پر آنے تک مفتی محمد باقر لاہوری کا سال وصال بقول مولف مقامات معصومی حدود ۱۱۰۹ھ ہی تسلیم کیا جانا چاہیے۔

۱۰

..... ہماں دیوان خانہ کہ مسکن ایشاں (مفتی محمد باقر لاہوری) بودہ مدفن ہم گردیدہ
و ہماں جاتبرش مشخص گشتہ

۱۵

گویا مفتی محمد باقر لاہوری میں اپنے دیوان خانے میں ہی دفن ہوئے۔ قدیم اندرون شہر لاہور کے محلوں میں سے ”چوہڑہ مفتی باقر“ کے نام سے ایک محلہ اب تک موجود ہے۔ کنہیا لال نے لکھا ہے۔ مفتی محمد باقر..... جس کی اولاد کا اب نام و نشان نہیں ہے مرن ایک محلہ چوہڑہ مفتی محمد باقر کے نام سے مشہور ہے (تاریخ لاہور ۵۴-۵۵)۔

۲۰

پروفیسر علم الدین سالک نے لکھا ہے کہ مفتی محمد باقر کا مزار چوہڑہ مفتی باقر میں ہے (نقوش لاہور نمبر ۵۰۹) ۱۹۲۰ء میں جب فوق نے تذکرہ علمائے لاہور تالیف کیا تو مفتی صاحب کے تمام مکانات ”لاپتہ“ ہو چکے تھے (تذکرہ ۱۳)۔
..... اولاد ایشاں (مفتی محمد باقر لاہوری) شیخ محمد قطب کہ اوسط بودہ
نیز سفر دار البقا گزیدہ

شیخ محمد قطب بن مفتی محمد باقر کے حالات ہمیں دستیاب نہیں ہو سکے۔ گویا شیخ محمد قطب کتاب حاضر کی تکمیل ۱۱۳۴ھ سے قبل فوت ہو چکے تھے۔
مفتی محمد باقر لاہوری کے صاحبزادے محمد قطب بھی ذی علم مولف اور

شاعر تھے۔ انہوں نے نقشبندی سلسلہ کے صوفیہ کے ایک تذکرے گلزار اسرار الصوفیہ
مکا سال تالیف ۱۱۲۴ھ کے لیے کئی شعری ماد تجویز کیے تھے۔ یہ کتاب دیدہ مغل
مخاطب بہ آغرخان کی تالیف ہے۔ اس کے خلتے میں مولف نے وضاحت
کی ہے :

تاریخ ابتداء و اختتام تالیف ایں کتاب
۵ میاں شیخ قطب الدین بن مرحومی و معقوری میاں شیخ محمد باقر رحمۃ اللہ علیہ فرمودہ
بودند بطریق یادگار نوشتہ شد۔

لیکن یہ تمام مادے کتابت کے لیے اغلاط سے پُر ہیں کہ ان کے اعداد و شمار
سے کسی مادے سے بھی سنہ ۱۱۲۴ھ برآمد نہیں ہوتا۔

۱۰ اس کتاب کا خطی نسخہ، انڈیا آفس لائبریری میں ہے (رک مقدمہ کتاب حاضر
بعنوان "حیات حضرت خواجہ کے مآخذ")

۱۸۸۲ء میں جب کنھیالال نے تاریخ لاہور تالیف کی تو مفتی محمد باقر
کی اولاد کا سلسلہ منقطع ہو چکا تھا (تاریخ لاہور ۵۴-۵۵) ۱۹۲۰ء میں بھی
جب فوق نے تذکرہ علما نے لاہور تالیف کیا تو مفتی محمد باقر کی اولاد کا کوئی فرد
موجود نہیں تھا (تذکرہ ۱۳)

۱۵ مفتی محمد باقر کے ایک بھائی ملا محمد امین حافظ آبادی کے حالات کتاب حاضر
میں ملاحظہ کریں (۴۹۰)

مفتی محمد باقر لاہوری کے خاندان سے متعلق ہمیں کچھ معلوم نہیں ہے۔ وہ
حسینی سادات میں سے تھے انہوں نے اپنا پورا نام یوں لکھا ہے :

۲۰ "محمد باقر بن شرف الدین اللاہوری العباسی الحسینی" (کنز ۲)

شیخ محمد مراد ٹنگ کشمیری جو انہیں ذاتی طور سے جانتے تھے انہیں "حسینی سادات"
میں سے بتایا ہے (تحفۃ الفقراء ۷۳) مقامات معصومی کے مولف اور شیخ محمد مراد
دونوں نے مفتی محمد باقر کے خاندان سے کے بارے میں کچھ نہیں لکھا کہ ان کے اجداد
کب اور کہاں سے ہندوستان اور پھر لاہور میں وارد ہوئے۔ ہمیں صرف اسی قدر
معلوم ہے کہ ان کے والد میر شرف الدین عباسی بھی لاہور کے مفتی

تھے (فرحت الناظرین ۲۰۵) محمد دین فوق نے بغیر کسی سند کے لکھا ہے کہ
ان کا خاندان قدیم شاہان اسلام کے زمانے سے ممتاز و معزز چلا آتا تھا.....
(تذکرہ علمائے لاہور ۱۳)

حضرت خواجہ محمد معصوم علیہ الرحمت مفتی محمد باقر پر غایت درجہ بہرہ بان تھے
باطنی تربیت کے لیے انہیں اپنے فرزند خواجہ سیف الدین کے سپرد کیا
۵ (تحفۃ الفقراء ۷۳) حضرت خواجہ ادر حضرت خواجہ سیف الدین دونوں بزرگوں
نے مفتی محمد باقر کے مریدین کے احوال پر اطمینان کا اظہار فرما کر ان کے احوال کی
تصدیق کی تھی [مکتوبات معصومیہ، مکتوبات سیفیہ (اقتباسات چند سطور کے بعد
دینے گئے ہیں)]

۱۰ مفتی محمد باقر کے والد گرامی میر شرف الدین عباسی لاہوری بھی حضرت خواجہ محمد معصوم
کے مرید تھے، خود اورنگ زیب خواہش مند تھا کہ میر شرف الدین حضرت خواجہ کے
حلقہ ارادت میں داخل ہوں اور اس سلسلے میں بختاورد خان نے خاص کردار ادا
کیا، خواجہ سیف الدین اورنگ زیب کے حالات لکھتے ہوئے فرماتے ہیں :
از احوال والد شہا..... بخور بادشاہ مذکور شد پرسید کہ والد شیخ ہم شغل
گرفتہ اند گفتم آری خلی طلب دارند و آرزوی رسیدن بہ سرمد ہم بسیار
۱۵ دارند، بختاورد خان دریں باب خلی جنبہ..... فقیر از محبت و دلسوزی
مشار الیہ خلی مخطوط است (مکتوبات سیفیہ ۱۴۲/۱۶۹)

خواجہ سیف الدین نے اپنے دیگر مکاتیب میں بھی میر شرف الدین لاہوری
کا ذکر کیا ہے۔ ایک مکتوب میں انہیں "اعلم العلماء" لکھا ہے (مکتوبات سیفیہ
۱۲۳/۱۵۲)

۲۰ مفتی میر محمد باقر لاہوری کے نام حضرت خواجہ محمد سعید کے تین مکاتیب ہیں
جن میں ان کی استعداد پر اطمینان کا اظہار کیا گیا ہے (مکتوبات سعیدیہ ۶۲/۱۱۸،
۱۳۱/۷۰، ۱۳۵/۷۰)

حضرت دعدت نے منصب قیومیت اور اصالت کی بحث و شرح
کے دوران شیخ محمد باقر کی اس باب میں حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہ کے ساتھ

مراسلت کو بطور سند پیش کیا ہے (گلشن وحدت ۵۹/۱۰۱-۱۰۲)

حضرت خواجہ نے مفتی محمد باقر کی تربیت کے لیے انہیں اپنے فرزند خواجہ سیف الدین کے سپرد کر دیا تھا (تحفۃ الفقراء ۷۳)، حضرت خواجہ سیف الدین ان کے احوال پر بڑے مطمئن تھے۔ کئی مقامات پر اس کا اظہار کیا ہے۔ حضرت خواجہ محمد معصوم کی تسبیح بطور تبرک مفتی محمد باقر لاہوری کو ارسال کی گئی :

تسبیحی کہ در استعمال حضرت قبلہ کوین در آمدہ فرستادہ شد (مکتوبات سیفیہ ۱۱۹/۱۴۸) ایں سہ چہار بشارت کہ غائبانہ در حق شما فرمودہ (حضرت خواجہ محمد معصوم) اند یاران دیگر را در سالہا قلیل از آنها بدست افتد ہم ہزار مفتنم می دانند (ایضاً ۱۳۱/۱۵۸) چوں شما (مفتی محمد باقر) را در مکتوبات و معارف آنحضرت (مجدد الف ثانی) رضی اللہ عنہ مہارت تمام است، آنچه از ضروریات ایں راہ است بہ طالبان صادق رہنمونی می نمودہ باشد.... (ایضاً ۱۴۱/۱۶۷)

حضرت ایشاں (خواجہ محمد معصوم) در مجموع اصحاب تعریف استعداد و علمت سیر شما بسیار می فرمودند..... (ایضاً ۱۴۳/۱۷۰)

۴۵۶/۷-۷..... باوجود قرب داراشکوہ ہم در اظہار کلمہ حق پیش شاہ مذکور بی غم و اندوہ بودہ.....

ان امور کی تفصیل کتاب کے مقدمے میں ملاحظہ کریں۔

۴۵۶/۸-۱۰..... غرض از ترقیم مکتوبی کہ بست و ہم است از جلد اول در فرضیت امر مرد

و نہی منکر و رد جماعت کہ مذہب صوفیہ علیہ راترک قرض دانستہ اند بہ اسقاط عمل و مفاسد دیگر قائل گشتہ بہ مشارالہ برای محض نمود داراشکوہ است..... چونکہ مکتوب الیہ مرزا عبید اللہ بیگ داراشکوہ ہی، داراشکوہ کے مقرب تھے۔

اس لیے حضرت خواجہ نے داراشکوہ کے عقائد مفاسدہ کے خلاف اور سنت سنہ پر عمل کرنے کی ترغیب دیتے ہوئے یہ طویل مکتوب لکھا۔ حضرت خواجہ اسی مکتوب میں داراشکوہ کے مسلک صلح کل و وحدت ادیان پر زد لگاتے ہوئے فرماتے ہیں :

عجب کار دبار است جمعی از آنانکہ مشرب کم آزادی و صلح کل اختیار کردہ

اند باہمہ فرق از کافران و جہودان و جوگیہ و براہمہ و ملاحدہ و زنادقہ و ارمی
و غیر آں نیک اند..... اہل سنت و جماعت..... فرقہ ناجیہ اند.....
باینہا غلطت و عداوت دارند..... (۱۲۱/۲۹/۱)

- گو یا کتاب حاضر کی بدولت پہلی مرتبہ یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ حضرت خواجہ
کا مذکورہ مکتوب داراشکوہی مکتبہ فکر کی تردید میں لکھا گیا تھا (رک بہ مقدمہ کتاب بعض)
۵ مکاتیب دیگر ہم مشتمل بر بشارات علیہ و فوائد خفیہ و جلیہ اند بنام آں عزیز
(مرزا عبید اللہ بیگ داراشکوہی).....
مکتوبات معصومیہ ۱/۲۵۰۲۹، ۵۷، ۷۳، ۱۰۴، ۱۱۶، ۱۲۳، ۱۳۷،
۱۴۱، ۱۵۴، ۱۸۲، ۲۲۴۔

- ۱۰ مکاتیب افرادان در سہ جلد مکتوبات بنام شارالہ مندرج است.....
ملاحسن علی پشادری کے نام مکتوبات معصومیہ میں مندرجہ ذیل مکاتیب ہیں:
۱/۲۸، ۳۹، ۶۱، ۶۵، ۷۳، ۹۸، ۱۲۵، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۹، ۱۷۸، ۲۱۴۔
۲/۲۰۱ - ۳/۱۱۵

- ۸-۷/۲۵۸ اکثر عادت مبارک حضرت ایشاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ چناں است کہ در عنوان مکاتیب
دُعایاں عبارت می فرمایند: احسن اللہ.....
۱۵ رک بہ مکتوبات معصومیہ ۱/۶۱، ۱۷۶

- ۱۴-۱۱/۲۵۸ شجرہ سلسلہ علیہ نقشبندیہ..... در ابیات بستہ.....
ملاحسن علی پشادری کا نظم کردہ شجرہ طریقت مشائخ نقشبندیہ کے کسی
خطی نسخے کا ہمیں تا حال علم نہیں ہے۔

- ۱۸/۲۵۸ مولد و مسکن و مدفن آں عزیز (ملاحسن علی پشادری) بلدہ پشادر است.....
۲۰ ہمیں تحقیق کے باوجود پشادری میں ان کے مدفن کا علم نہیں ہو سکا۔
ملاحسن علی پشادری صاحب استعداد خلیفہ تھے حضرت مردج الشریعت بن
حضرت خواجہ محمد معصوم فرماتے ہیں:

مولانا حسن علی دریں مرتبہ کہ از خدمت عالیہ رخصت شد بعد رخصت
(حضرت خواجہ محمد معصوم) می فرمودند کہ ایں مرتبہ فلانی کا رخود را تمام کردہ

رفت ، می فرمودند کہ لفظ علم را در جبین وی نوشته دیدم یعنی مبداء یقین

او علم باشد (خزینۃ المعارف ۲۴/۲۵)

۵ ملا حسن علی پشادری کے حضرت خواجہ کے خلفاء کے ساتھ بڑے گہرے مراسم تھے چنانچہ شیخ علیم جلال آبادی، خواجہ محمد صدیق پشادری، ملا نعمت اللہ پشادری اور شیخ محمد امین بدخشی (مؤلف نتائج الحزمین) کے نام حضرت خواجہ کے مشترکہ ۵ مکاتیب صادر ہوتے ہیں (مکتوبات معصومیہ ۲۸/۱، ۱۱۰، ۱۳۹/۱۹۰،

۲۱۴/۳۹۱، ۲۰/۱/۲)

۵/۲۵۹

بھٹی کوٹ موضع است مشہور میان پشادری و کابل قریہ ایست معروف بہ طفیل عزیز معہود (انخون ملا موسیٰ بھٹی کوٹ)

۱۰ افغانستان کے جغرافیہ پر پشتمیں ایک اہم قاموس ہے جس میں بھٹی کوٹ کا محل وقوع یوں درج ہے :

۱۵ بتی کوت : پوہ دوہمہ درجہ علاقہ داری دہ چہ دنگر ہار د ولایت دشنیوار دپہ لوی حکومت پوری راسا تری دہ یوکل دی چند دنگر ہار د ولایت د مرکزی بنار جلال کوت د جنوبی فتح بہ ۳۲، ۵ کلومیتری کی دشنیوار د لوی حکومت د مہندی بہ درعیہ درجہ د ختیع طول البلد بہ ۷۰ درجہ ۴۰ دقیقو ۱۶ ثانیو د شمال عرض البلد بہ ۳۴ درجہ ۱۶ دقیقو کی واقع اد (د افغانستان جغرافی قاموس، کابل ۱۹۷۰ء۔ لمری جلد ۲۳۷)

موضع بٹی کوٹ میان جلال آباد و پشادری بطرف جنوب راہ عام (انادات آقای فیلی)

۲۰

..... ایشاں (ملا موسیٰ بھٹی کوٹ) را اخندی گفتند کہ در آں دیار (افغانستان) علماء را باین لقب می نمایند.....

۶/۲۵۹

آخوند..... مخففہ..... آقا فوند خداوند یا خوند..... ملا، عالم، باسواد، عالم روحانی، پیشوای مذہبی، معلم کتب خانہ (فرہنگ فارسی معین ۳۵/۱)

۱۵/۲۵۹ بادجودی کہ بادشاہ فردوس آشاں اندکی سوء مزاج بہ تقریبی از تقریبات
از آنحضرت عالی درجات شدہ بود.....

یہاں "بادشاہ فردوس آشاں" سے شاہ جہان مراد ہے (رک بہ مقدمہ
کتاب حاضر)

۲/۲۶۰ حضرت شاہ جیو قدس سرہ کہ برادرِ اصغر حضرت ایشاں رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ
بودند.....

یہاں "شاہ جیو" سے حضرت شاہ محمد یحییٰ بن حضرت مجدد الف ثانی مراد ہیں۔
(رک تعلیقات حاضر ۳۶۰/۲۰-۲۱، ۳۶۱/۳-۶)

۱۲-۱۱/۲۶۱ بالفعل فرزند رشید ایشاں، میر سعد اللہ سلمہ ربہ بجای نشینی پدرِ بزرگوارِ خود
(آخوند موسیٰ بھٹی کوئی) بہ قبولیت تمام بر مندا رشاد شہ است.....

۱۰ میر سعد اللہ بن آخوند میر موسیٰ، حضرت خواجہ محمد زبیر بن حضرت حجۃ اللہ محمد نقشبانی
کے خلیفہ تھے۔ حضرت خواجہ محمد زبیر نے اپنے قیامِ کابل کے دوران ۱۱۱۴ھ میں انہیں
خلافت دے کر ان کے علاقے میں متعین کیا (روضۃ القیومیہ ۳/۱۲۸، ۲۴/۲)۔
میر سعد اللہ کو افغانستان میں خواجہ محمد زبیر کا خلیفہ اعظم بتایا گیا ہے۔ انہوں
نے سلوک کی تعلیم کا ملا حضرت خواجہ محمد زبیر سے ہی حاصل کی اور بہت سے اصحاب
۱۵ نے میر سعد اللہ سے باطنی استفادہ کیا۔ متقی و مشرع تھے (ایضاً ۲/۲۹۴-۲۹۵)
روضۃ القیومیہ کی تکمیل حدود ۱۱۶۴ھ تک بقید حیات تھے (ایضاً)

..... در باغچہ کہ سابق قبر برادرِ ایشاں (میر موسیٰ) میر رحمت اللہ بود مدفون گشتند...

۲۰ معروف محقق و شاعر افغانستان آقای حلیلی نے ہمیں بتایا ہے کہ آخوند موسیٰ
کامزار موضع بھٹی کوٹ میں مشہور ہے جس پر کوئی گنبد اور کتبہ نہیں ہے۔ آخوند میر موسیٰ
بھٹی کوئی کے نام حضرت خواجہ محمد معصوم کے دو مکاتیب موجود ہیں (۱۲۲/۲، ۱۷۹/۳)
مؤخر الذکر مکتوب میں ماشیہ پران کی نسبت "اسنیوری" درج ہے۔ لیکن دونوں مکاتیب
میں ان کے نام کے ساتھ لفظ "میر" مشترک ہے۔ کتاب حاضر سے بھی ثابت ہے
کہ وہ یہ تھے اور انہیں "میر" ہی کہا جاتا تھا۔ اس لیے ہمارا قیاس ہے کہ ان
دونوں مکاتیب کے مکتوب الیر ہی آخوند میر موسیٰ بھٹی کوئی ہیں۔ دوسرے مکتوب

میں ان کے مریدین کے احوال پر اطمینان کا اظہار فرمایا ہے :
 آنچہ از احوال یاران نوشته بودند کہ بعضی در ذکر لطائف اند بعضی
 بہ فناء قلب رسیدہ اند خوش وقت ساخت برادر دینی حافظ محمد ہر
 و رجب علی سلام خوانند (۲۳۰/۱۷۹/۳)

۵ اخوند میر موسیٰ، ان کے بڑے بھائی میر رحمت اللہ اور میر سعد اللہ بن اخوند موسیٰ
 کی بدولت بھٹی کوٹ و ننگر ہار میں سلسلہ نقشبندیہ کی خوب ترویج ہوئی۔ حضرت
 شاہ فقیر اللہ علوی نقشبندی شکار پوری (ف ۱۱۹۵ھ) کے مریدین دکتوب الیہم
 میں بعض نسبتیں اسی علاقے کی بھی ہیں (مکتوبات ۹۶/۱۲ بنام ملا صلاح بتی کوتی)
 جامع العلوم ملا بدر الدین سلطانپوری ۴/۴۶۲

۱۰ ملا بدر الدین کو "جامع العلوم" ان کے حین حیات ہی کہا جانے لگا تھا۔
 مکتوبات معصومیہ کی جلد اول کے جامع حضرت مروج الشریعت بن حضرت خواجہ محمد معصوم
 نے ان کے نام کے ساتھ "جامع العلوم" لکھا ہے (۱۴۲/۳۵/۱)۔

..... جمیع مخدوم زادہ ہای عالی درجات تلامذہ ایشاں (ملا بدر الدین سلطانپوری)
 اند ۱۲/۴۶۲

۱۵ یعنی حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہ کے سارے صاحبزادے ملا بدر الدین
 کے شاگرد تھے۔ مولف نے اس امر کی تصریح کتاب حاضر میں صاحبزادگان کے
 حالات کے تحت کر دی ہے ۲۱-۱۶/۴۶۲

..... سفر حجاز در رکاب سعادت حضرت ایشاں رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نمودہ، قصدِ
 اقامت آں دیارِ پُر انوار فرمودند القصہ ہفت سال در آں اماکن نورانی
 اقامت شدہ بود ۲۰

حضرت خواجہ ۱۰۶۸ھ میں حج کے لیے ہندوستان سے روانہ ہوئے اور
 ملا بدر الدین سلطان پوری آپ کی آمد کے سات سال بعد یعنی ۱۰۷۵ھ
 [۱۰۶۸ + ۷] میں واپس آئے۔

..... قبائل ایشاں (ملا بدر الدین سلطانپوری) در حضرت سرہند رسیدہ بہ خدمت
 حضرت ایشاں رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ التماس نمودند کہ باخوند نگارش فرمایند تا امثال امر

واجب بجا آورد در معرض قبول افتاد آن مکتوب در جلد ثالث مندرج است
و در آن صحیفہ شریفہ تعریف بلکہ سرمد و فضل روضہ منورہ حضرت مجدد الف ثانی
رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نیز مرقوم است

حضرت خواجہ محمد معصوم فرماتے ہیں :

- ۵ بفضل مآب شیخ بدر الدین سلطانپوری ایام مفارقت بامتداد کشیدہ
و حدیث شوق از بیان بیرون دوستان ہر سال ہنگام رجوع حجلج انتظار
قدم شریف می بردند چوں معلوم شود کہ نیامدند چشم بر سال دیگری دو زندہ اگر
ارادہ توطن آنجای است اعلام فرمایند الحق افسوس ست کہ کسی از ان
دیار علیابایں دیار سُغلی آید آری اگر بہ نیت زیارت روضہ مطہرہ
حضرت پیر دستگیر (حضرت مجدد الف ثانی) و ملاقات مجاوران آن مرقد منیر
بیایند گنجائش دارد (۱۰۴/۹۵/۳)

- ۱۰ حضرت خواجہ کا یہ مکتوب آپ کے مکتوبات کی جلد سوم میں ہے جو ۱۰۴۲ھ
میں جمع و مرتب ہوئی اس لیے قیاس ہے کہ یہ مکتوب گرامی حدود ۱۰۴۳ھ میں لکھا
گیا اور ملا بدر الدین دو سال بعد بوجہ مسافت اور زیارت دیگر اماکن میں صرف
کر کے ۱۰۴۵ھ میں ہندوستان پہنچے (رک بہ تعلیقات حاضر ۱۶/۲۹۲)
۱۵ علامی فہامی مولانا نجم الدین و جمیع کمالات قائم مقام پدر بزرگوار خود
(ملا بدر الدین) است

- ۲۰ مولانا نجم الدین بن ملا بدر الدین سلطانپوری اپنے عہد کے صاحبِ سند
مدرس تھے اور اپنے والد کے عین حیات ہی مدرسہ سلطانپور میں درس و تدریس
کی سند پر متمکن تھے۔ ۱۰۸۸ھ میں مولانا بھلول گول برکی جالندھری کے والد
مرزا خان برکی نے حدیث کی سند انہیں سے لی تھی (رک بہ تعلیقات حاضر
۱۵/۲۹۳)

- ۱۳-۱۱/۲۹ شروع ارادت (مولانا نجم الدین سلطانپوری) از حضرت ایٹاں
رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ داشتند اما کار را در خدمتِ خاں اکرم قطب العارفین حضرت
سیف الحق با فرسانیدہ

گویا مولانا نجم الدین نے سلوک کی تکمیل حضرت خواجہ سیف الدین کی خدمت میں کی تھی۔ حضرت خواجہ سیف الدین نے ان کے احوال پر تحسین فرمائی ہے۔ لکھتے ہیں :

..... فضائل و کمالات دستگاہ..... مکتوب مرغوب کہ محتوی برا ذوق باطنی بود سبب لذات معنویہ گشت، حالتی کہ در نوم رود ہد بغایت امیل است..... کہ از لوازم برکات خلعت باشد..... (مکتوبات سیفیہ

(۲۰۳/۱۸۲)

صاحب روضۃ القیومیہ کا بیان غلط فہمی پر مبنی معلوم ہوتا ہے۔ انہوں نے لکھا ہے کہ شیخ نجم الدین نے خلافت ہی حضرت خواجہ محمد معصوم سے پائی (۲۳۹/۲) نیز انہوں نے وضاحت کی ہے کہ سلطانپور کے اکثر طالب انہیں کے مرید ہوئے..... (ایضاً)

جامع العلوم ملا بدر الدین سلطانپوری اپنے عہد کے جید عالم، محدث اور مندر وقت تھے۔ ظاہری اور باطنی دونوں علوم کے جامع بھی، حضرت خواجہ کے چار مکاتیب ان کے نام ہیں۔

۱۵/۴۶۳

۱۵ ۴۲/۳۵/۱ در بیان آنکہ قرب ولایت فنای علم و ارادت در کار است.....

۲/۴۸، ۱۱۴ یہ دونوں مکاتیب عربی میں ان کے قیام عربین الشریفین کے دوران لکھے گئے معلوم ہوتے ہیں۔

۳/۶۵ طلب از عربین الشریفین.....

۲۰ حضرت مروج الشریعت نے حضرت خواجہ سے ان کے احوال کے بارے میں استفسار کیا تو فرمایا :

از حال مولانا بدر الدین سلطانپوری بہ فقیری فرمودند کہ چوں تو شب از جانب فلانی مذکور نمودی بعد تہجد حال او گشتم دیدم حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نواز شہاد در حق وی نمودند و امری عظیم عنایت نمودند معلوم شد کہ شری از کمالات نبوت بود بعد ازاں در حلقہ فخر متوجہ وی شدم و

وی روی مانشرہ بود اور انصیبی از کمالات مذکور یافتیم در
 پہلوی فلانی نشرہ بود چون موازنہ نسبت فلانی نموده شد در جنت
 وی کنجشکی نمود از عدم اطلاع کما ہی وی بر نسبت خود حرفی می فرمودند۔
 معروض داشتہ شد کہ نسبت بچہ مشابہ است و علم بکدام درجہ، فرمودند کہ
 چون عضدی خوانی بل تمام تحصیل حرفی از کافیہ نہ فہمید، روزی فرمودند
 کہ متوجہ وی گشتم دیدم کہ وجود بشریت کویہ کویہ سحاب دار از وی زائل
 می شد و بعضی از اقسام عالیہ فنا در وی نشان می دادند، شبی بعد از
 نماز عشا متوجہ گشتہ فرمودند کہ ملتس تعین ولایت خود بود، بعد توجہ
 انبساط و وسعت در وی بسیار یافتہ شد و لایتش ابراہیمی باشد
 علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ و از نسبت خلقت در وی نشان
 دادند و نیز از حصول معنی خاص در قلب کہ در حدیث تعبیر از آن بہ لکن
 یسعی قلب عبدی المؤمن آمدہ وی را بمشتر ساختند (خزینۃ المعارف
 ۴۱/۲۴)

حضرت مروج الشریعت نے اورنگ زیب کے دربار سے اپنے برادر بزرگ
 حجۃ اللہ محمد نقشبند ثانی کو خط لکھا ہے کہ میں نے اورنگ زیب کے ساتھ اپنی صحبتوں کا
 حال تحریر کیا ہے۔ ایک مقام پر لکھتے ہیں کہ جب اورنگ زیب کے سامنے
 مولانا بدر الدین کے اوصاف بیان کئے گئے تو بادشاہ نے کہا کہ انہیں بھی یہاں
 بلا لیا جائے :

تقریف میاں شیخ بدر الدین بسیار نمودیم و بعضی از حرارتہای دینی ایشان
 را کہ بہ بادشاہ جوی خواہند مذکور بہ کنند، مذکور کردیم بسم کردند و خوش وقت
 شدند و فرمودند اگر میاں راضی باشند بہ طلبند (ایضاً ۱۲۸/۱۳۵)

مولانا بدر الدین کا مدرسہ طلبہ کے لیے مرجع خاص تھا اور وہ باقاعدہ طلبہ کو سنیں
 دیتے تھے۔ ۱۰۸۸ھ میں شیخ بہلول گول برکی جالندھری کے والد مرزا خان برکی نے
 حدیث کی سند مولانا بدر الدین اور ان کے بیٹے شیخ نجم الدین سے لی اس سند کے
 یہ الفاظ :

اجازت حدیث بہ سند صحیح از مولوی محمد فرخ کابلی ثم السہندی و نیز
اجازت از حضرت میاں شیخ بدرالدین افغان داز پسر اد میاں نجم الدین
السلطان پوری الحنفی فتح اللہ تعالیٰ فی اجلہ رسیدہ است وایشاں از
شیخ شمس الدین محمد البابلی الشافعی رسیدہ است (فوائد الاسرار ورق ۱)
اس اقتباس سے مندرجہ ذیل نتائج اخذ ہوتے ہیں :

۵

- ۱۔ ملا بدرالدین سلطان پوری نسلاً افغان تھے۔
- ۲۔ ان کے بیٹے مولانا نجم الدین بھی اپنے والد کے عین حیات مندرجہ درس و تدریس سنبھالے ہوئے تھے۔

۳۔ ملا بدرالدین کی سند حدیث حضرات مجددیہ سے مختلف ہے۔

- ۱۰۔ یعنی وہ شیخ شمس الدین محمد بابلی کے شاگرد ہیں۔ غالباً انہوں نے یہ سند حدیث اپنے حرمین الشریفین کے قیام (۱۰۶۸-۱۰۷۳ھ) کے دوران لی ہوگی۔
شیخ محمد بن علاء الدین ابو عبد اللہ شمس الدین البابلی القاہری الازہری الشافعی (۱۰۰۰-۱۰۷۷ھ) اپنے عہد کے جید عالم اور حافظ حدیث تھے کئی اہم کتابوں کے مصنف بھی ان کے احوال و آثار کے لیے ملاحظہ ہو :

۱۵

۱۔ محبتی : خلاصۃ الاثر ۴/۳۹-۴۲

۲۔ بغدادی : ہدیۃ العارفین ۲/۲۹

۳۔ کحالہ : معجم المؤلفین ۱۱/۳۴

شیخ شمس الدین محمد البابلی، بابل [من اعمال مصرالی القاہرۃ (محبتی ۴/۳۹)]

- ۲۰۔ کے رہنے والے تھے ممکن ہے مولانا بدرالدین سلطان پوری طلب علم کے لیے مصر گئے ہوں اور انہوں نے حدیث کی سند جامعہ ازہر سے لی ہو اور شیخ شمس الدین بابلی ان دنوں جامعہ میں استاد ہوں یہ سب امور تحقیق طلب ہیں۔
سلطان پور، پنجاب کی مشہور ریاست کپورتھلہ میں ہے۔ اس کے برطانوی عہد کے محل وقوع اور اس نام کے دیگر قصبات کی تفصیل کے لیے دیکھئے :

Hand Gazetteer of India. p. 365.

..... مکتوبی کہ باسم حقائق آگاہ خواجہ محمد حنیف کابلی است نگار شش می ۹-۶/۴۶۴

فرمایند (مکتوبات معصومیہ ۱/۵۵/۱۷۱)

..... ۱۲-۱۱/۴۶۴ استماع قرآن حضرت ایشاں ہم بدی تعلق داشتہ
حضرت خواجہ نے حافظ عبدالکریم کے بارے میں حضرت مردج الشریعت

سے فرمایا :
حافظ عبدالکریم می فرمودند کہ چوں در خلوات اکثر بہ استماع تلاوت قرآن

۵

رفیق است ازیں جہت از کمالات ما بسیار بہرہ و راست (خزینۃ المعارف)

(۲۴/۴۵)

..... مکاتیب شرح احوال دی در مکتوبات شریفہ مندرج
حافظ عبدالکریم توبانی کے نام حضرت خواجہ کے مندرجہ ذیل مکاتیب

۱۲/۴۶۴

موجود ہیں :

۱۰

۱/۳۴، ۱۶۶، ۱۶۷

مؤخر الذکر دونوں مکاتیب میں ان کی عالی ہمتی اور اعلیٰ استعداد کی تعریف و
تصدیق کی گئی ہے۔

..... ۶-۵/۴۶۴ شیخ بدیع الدین کہ از اکابر خلفای امام ربانی مجدد الف ثانی

۱۵

رضی اللہ تعالیٰ عنہ گذشتہ اندو
شیخ بدیع الدین مہارنپوری بن رفیع الدین بن عبدالستار انصاری حضرت

مجدد الف ثانی کے معروف ترین خلفاء میں سے تھے، حالات کے لیے دیکھئے :

۱- کشمی : زبدۃ المقامات ۳۴۶-۳۵۱

۲- سرہندی : حضرات القدس ۳۳۴/۲-۳۴۰

۳- محمد صادق : طبقات شاہ جہانی ۴۰۳ ب ۴۰۴ ۱

۲۰

۴- محمد احسان : روضۃ القیومیہ ۳۲۸/۱

۵- عبدالحی حسنی : نزہۃ الخواطر ۹۱/۵-۹۲

شیخ بدیع الدین کا وصال ۱۰۴۵ھ میں ہوا، معاصر ماخذ طبقات شاہ جہانی

میں ہے :

بعضی بیمار بہار قوی عارض گشت در سنہ ہزار و چہل و پنج از عالم در

گزشت (طبقات ورق ۴۰۴-۱)

صاحب نزہۃ الخواطر نے چودھویں صدی ہجری کی ایک کتاب مہر جہان تاب کے حوالے سے ان کا سال وفات ۱۰۴۲ھ درج کیا ہے (۹۱/۵) جو معاصر شہادت یعنی طبقات شاہ جہانی کے مقابلے میں چنداں اہمیت نہیں رکھتا۔

۵ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کے بہار پور تشریف لے جانے اور شیخ بدیع الدین کے ہاں قیام فرمانے کا ذکر مولف اس سے پہلے کر چکے ہیں (کتاب حاضر ۲۳۳/۱) مکاتیب کثیرہ مثل بر بشارات علیہ بنام در جلدین آخرین مکتوبات قدسی آیات مندرج ۱۲/۴۶۵

مکتوبات معصومیہ میں مندرجہ ذیل مکاتیب شیخ بایزید کے نام ہیں :

۱۰ ۲/۴۲، ۴۳، ۴۴، ۸۰، ۸۵، ۱۳۹۔

۳/۱۵۲، ۱۰۸

۱۹-۱۸/۴۶۵ درآں ایام خلف رشید شیخ بایزید مسمی بہ حسام الدین در قید حیات بودہ ۱۵

شیخ حسام الدین بن شیخ بایزید بن شیخ بدیع الدین بہار پوری کے حالات اس سلسلے کی کتابوں میں نہیں ملتے۔ حضرت حمۃ اللہ محمد نقشبند ثانی کے دو مکاتیب جن شیخ حسام الدین کے نام ہیں ممکن ہے یہ وہی شیخ حسام الدین بہار پوری ہوں۔

۱۵ ایک مکتوب میں ان کی شرح حصن حصین کے طے پر مسرت کا اظہار کیا گیا ہے۔ (وسیلۃ القبول ۲/۱۹/۳۸-۴۰) دوسرے مکتوب میں انہیں یادِ خدا میں مشغول رہنے کی ہدایت کی گئی ہے (ایضاً ۲/۴۶/۸۶)

کتاب مرائض الروافض

۱۹/۴۶۵

۲۰ مرائض الروافض تصنیف شیخ حسام الدین بن شیخ بایزید بہار پوری کا ایک خطی نسخہ جناب خلیل الرحمن داد دی لاہور کے پاس ہے۔

مولد و مکن و مدفن آل شیخ (بایزید) بلدہ بہار پور است ۱۱/۴۶۶

سہارنپور، بفتح السین المهملة والهاء والالف وفتح الراء وسكون النون وضم الفاء وسكون الواو آخر ہارا (سہارنپور

تقریب) قصبة من صوبہ دہلی بسحۃ المرجان ۱/۱۳۸

نیز اپریل گزٹیر آف انڈیا ۲۱/۳۶۷-۳۷۸ جہاں اس کے عہد برطانوی کا محل وقوع بتایا گیا ہے۔

حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہ نے شیخ بایزید کی اعلیٰ استعداد کی کئی مکتوبات میں تائید کی ہے، فرماتے ہیں :

۵ واقعہ ثانیہ کہ متضمن اجازت طریقہ غوث الاعظم است قدس اللہ سرہ تعلق بحضور دارد و آنچه مناسب وقت و استعداد بود بعد استخارہ بہ عمل آید (۱۲۸/۸۰/۲)

یقیناً شیخ بایزید کو طریقہ قادریہ میں بھی اجازت تھی چنانچہ انہوں نے طریقہ نقشبندیہ و قادریہ میں شجرہ بھی نظم کیا تھا جس کا مولف نے ذکر کیا ہے (۲۶۶/۸-۹)

۱۰ ایک بشارت دیتے ہوئے لکھا ہے :

..... ایں از نشاۃ محبوبیت است (۱۳۹/۸۵/۲) شیخ بایزید کے ایک مرید شیخ عبداللہ کے باطنی احوال بھی ایک مکتوب میں زیر بحث لائے ہیں (۲۰۶/۱۵۲/۳)

۱۵ حضرت مردج الشریعت کے شیخ بایزید کے نام چھ مکتوبات ہیں جن میں انہیں بہت سی بشارات سے نوازا گیا ہے۔ ملاحظہ ہو :

خزینۃ المعارف ۳۲/۵۶-۵۷، ۹۷/۱۲۳-۱۲۴، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱/۱۲۴-۱۲۵

حضرت خواجہ صیف الدین کے بھی چھ ہی مکتوبات ان کے نام ہیں، ملاحظہ ہو :

۲۰ مکتوبات صلیبیہ ۹۰-۹۵/۱۲۹-۱۳۲

۶/۲ وطن مالوف دی (حاجی حبیب اللہ حصاری بخاری) اگرچہ دیہی در ولایت حصار است

یہاں مولف نے حاجی حبیب اللہ حصاری کے مسکن کا نام نہیں لکھا بلکہ محض اُسے ولایت حصار کا ایک موضع بتایا ہے۔ چونکہ حاجی حبیب اللہ مولانا یعقوب چرخ کی اولاد میں سے تھے (تعلیقات حاضر ۲۶۸/۱۷) مولانا یعقوب کا مزار حصار

کے موضع "ہلغتو" میں ہے، بقول صاحب رشحات :

قبر مبارک ایشاں در ہلغتو است کہ یکی از دیہای حصار است (۱۱۶/۱)
معلوم ہوتا ہے کہ "ہلغتو" کا نام بعد میں تبدیل کر دیا گیا۔ سعید نفیسی نے
لکھا ہے :

قبر وی اینک (مولانا یعقوب) در کالخوز لینن در ۵ کیلومتری دوشنبہ
پای تخت تاجیکستان در وادی چغانیان در جای ست کہ سابقاً شہر حصار
شادمان در آنجا بودہ و بعد بہ حصارات معروف شدہ و اینک اثری از آں
شہر نیست و تنہا یک حمام و دو مزار از آں ماندہ است۔ قبر پرشش
(مولانا یعقوب) یوسف چرخ کی جائنشین پدر شدہ تقریباً در ۴۰ کیلومتری
دوشنبہ است در جای کہ اینک بنام چرتک معروف است (تاریخ نظم و
نثر در ایران ۲/۴۴۸-۴۴۹)

گویا مولانا یعقوب کی اولاد کے ولایت حصار میں دو مکن تھے اول ہلغتو
(کالخوز لینن) اور "چرتک"۔

مولانا یعقوب کے صرف

دو فرزندوں کے نام ملتے ہیں۔ ایک جوان سال ہی فوت ہو گئے تھے (تفسیر چرخ)
دوسرے مولانا یوسف جن کا مزار چرتک میں ہے۔ ممکن ہے کہ مولانا یعقوب کی نسل
اسی بیٹے مولانا یوسف سے باقی رہی ہو۔

..... ولایت حصار ۶/۴۶۴

حصار، نام قلعہ مستحکم بودہ است در ترکستان در امارات بخارا، در
سید و ہشتاد ہزار گزی از جنوب شرقی بخارا و مرکز خطہ امی موسوم بہ
ہمیں اسم می باشد (ظرایف و طرایف ۲۵۳)

نیز ملاحظہ ہو : لستریج : جغرافیای تاریخی سرزمین های خلافت شرقی ۴۶۸
دائرة المعارف آریانا ۵/۲۵۴

..... حضرت بخارا

۶/۴۶۷

بخارا اس وقت روسی ترکستان میں ہے۔ نقشبندی مشائخ کا مرکز، سلسلہ نقشبندیہ کا احیاء و عروج اسی سرزمین پر ہوا۔ ملاحظہ ہو :

(۱) زرنجی، ابوبکر محمد : تاریخ بخارا طبع مدرس رضوی

(۲) خنجی، فضل اللہ بن روزبہان : مہمان نامہ بخارا طبع منوچہر ستودہ

(۳) معین الفقراء، احمد بن محمود : تاریخ ملازادہ طبع احمد گلچیں معانی۔

(۴) فرای، ریچارد : بخارا ترجمہ محمود محمودی

(۵) ناصر الدین بخاری : تحفۃ الزائرین [مزارات بخارا] مطبوعہ بخارا ۱۳۲۸ھ

امام حفص کبیر

۷/۴۶۷

۱۰ امام ابو حفص احمد بن حفص بن زبرقان بن عبداللہ بن بحر عجلی بخاری (۱۵۰-۲۱۷ھ)، امام محمد بن حسن شیبانی کے شاگرد اور بخارا میں فقہ حنفی کے موسس تھے تفصیل کے لیے دیکھئے :

(۱) زرنجی : تاریخ بخارا ۷۷-۸۰

(۲) معین الفقراء : تاریخ ملازادہ ۱۸ و بہ بعد

(۳) قرشی، ابی محمد عبدالقادر : الجواهر المصنیه ۶۷/۱

۱۵

..... معارف ہند کہ بنیاد آں نیز از سمرقند و بخارا باشد

۹/۴۶۷

یہاں سلسلہ نقشبندیہ کی طرف اشارہ ہے کہ اس سلسلے کے مشائخ حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند سے لے کر حضرت خواجہ احرار قدس سرہما تک سب کا تعلق انہی خطوں یعنی بخارا و سمرقند سے تھا۔

۲۰

حضرت مجدد الف ثانی لکھتے ہیں :

تخم (سلسلہ نقشبندیہ) از بخارا و سمرقند آدرہ در زمین ہند کہ مایہ اش از خاکِ شرب و بطحا است کشتند و بآبِ فضلِ سالہا آں را سیراب داشتند

(مکتوبات ۱/۲۶۰/۴۴۹)

..... بادشاہ ولایت از حلقہ بگوشان دی بودہ

۸/۴۶۸

یعنی ولایت بخارا کا بادشاہ حاجی حبیب اللہ صاری بخاری (ف ۱۱۱۰/۱۶۹۸)

کا حلقہ بگوش تھا۔ حاجی حبیب کے زمانہ حیات میں بلخ و بخارا کا حکمران سبجان قلی بن نذر محمد خان تھا (۱۶۸۰-۱۷۰۲ء)

۱۳-۱۲/۲۶۸ فرزند اوسط ایشاں را بسیار تعریف شنیده ام کہ.....

۱۱۴۲ھ/۱۷۳۱ء میں شیخ اسد اللہ بن حاجی حبیب اللہ بخاری کا حضرت خواجہ محمد زبیر قدس سرہ کی خدمت میں نہایت ذوق و شوق کے ساتھ دہلی میں حاضر ہونے کا ذکر معاصر ماخذ روضۃ القیومیہ (۱۲۲/۲) میں ملتا ہے شاہ توران ابوالفیض (۱۷۰۵-۱۷۴۷ء) شیخ اسد اللہ کا معتقد خاص تھا (ایضاً ۱۲۲-۱۲۳)..... مرقد حاجی (حبیب اللہ بخاری) مرحوم بلدہ بخارا است.....

۱۵/۲۶۸

مزارات بخارا کے موضوع پر تالیف ہونے والی اہم کتاب تحفۃ الزائرین ان کے ذکر سے خالی ہے۔

۱۰ حاجی حبیب اللہ حصارمی ثم بخاری حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہ کے اکابر خلفاء میں سے تھے اور سلسلہ نقشبندیہ کے معروف شیخ طریقت و مولف حضرت مولانا یعقوب بن عثمان بن محمود بن محمد غزنوی ثم چرخي ثم سررزی معروف بہ مولانا یعقوب چرخي (ف ۸۵۱ھ/۱۴۴۷ء) کی اولاد میں سے تھے حاجی حبیب اللہ کی اولاد میں سے ایک خاتون مولف مقامات معصومی کے پوتے شیخ فضل احمد پشاوری بن شیخ نیاز احمد بن میر صفرا احمد معصومی کے عقد میں تھیں اور ان کے بطن سے میاں فضل کریم تولد ہوئے تھے، خاندانی ماخذ تحفۃ المرشد میں ہے :

۱۵ مادر ایشاں (فضل کریم بن شیخ فضل احمد) از اولاد حضرت خواجہ حبیب اللہ بخاری قدس سرہ بودند کہ ایشاں خلیفہ حضرت عروۃ الوثقی قدس سرہ بودند و از اولاد حضرت امام ہمام مولانا یعقوب چرخي قدس سرہ بودند کہ ایشاں از اولاد حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ عم حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بودند اند (۱۴۱)

۲۰ ہمیں اس وقت تک مولانا یعقوب چرخي کی اولاد کی تفصیل معلوم نہیں ہے اور نہ ہی یہ معلوم ہو سکا ہے کہ حاجی حبیب اللہ بخاری کا نسب کن واسطوں سے مولانا چرخي تک واصل ہوتا ہے تاہم اس قیاس کا اظہار کیا جا چکا ہے کہ

وہ مولانا یوسف بن مولانا یعقوب چرنی کی اولاد میں سے ہوں گے (تعلیقاً ۶/۲۶۷)
معروف شاعر مرزا بیدل نے مولانا یعقوب چرنی کے ایک نبیرے سید محمود کا
ذکر کیا ہے :

سید محمود کہ از نبار یعقوب چرنی بود و حکومت داشت (چهار عنبر بحوالہ
مقدمہ استاد خلیل برنی نامہ چرنی ۹۷)

۵

یہاں بیدل نے مولانا محمود کے نام کے ساتھ سید لکھا ہے جس سے تحفۃ المرشد کے منقولہ
بالا بیان کی تصدیق ہو جاتی ہے کہ مولانا چرنی "عباسی سید" تھے۔ گویا سید محمود اور
عاجی حبیب اللہ بخاری ایک ہی زمرے میں ہندوستان میں مقیم تھے۔ ممکن ہے
حقیقی بھائی بھی ہوں۔

۱۰. عاجی حبیب اللہ بخاری کے نام حضرت خواجہ محمد معصوم علیہ الرحمت کے
مندرجہ ذیل مکاتیب موجود ہیں :

۲/۱۳۴ ، ۳/۵۷، ۱۶۰، ۲۳۰

ایک مکتوب میں فرماتے ہیں :

آں چیز ہای کہ برادر شمامی بیند نیک و مبارک ست از احوال
یاران خود نوشتہ اند ہمہ خوب و عالی است مطالعہ آں خوش وقت
ساخست (۳/۱۶۰/۲۱۳)

۱۵

اس اقتباس سے یہ نتیجہ اخذ کیا جاسکتا ہے کہ عاجی حبیب اللہ کے ایک
بھائی بھی حضرت خواجہ کے حلقہ بگوش تھے۔
ایک اور مکتوب میں لکھتے ہیں :

۲۰. احوال ملا فتح اللہ کہ نوشتہ بود دید نیک و امیل ست و احوال یاران
دیگر ہم خوب ست (۳/۲۳۰/۲۷۷)

عاجی حبیب اللہ بخاری کے مریدوں نے حضرت مروج الشریعت بن
حضرت خواجہ محمد معصوم کی خدمت میں ایک عریفہ لکھا تو جواب میں حضرت مروج الشریعت
نے ان کے احوال پر اطمینان کا اظہار فرمایا۔ حضرت مروج الشریعت نے اپنے ایک
مکتوب بنام عاجی حبیب اللہ میں ان کے بلند احوال پر تحسین کی ہے (غزینہ ۲۱/۳۲-۳۶)

ان مریدین میں سے ملا عاشور باقی کے رقعہ کے ملنے کا ذکر بھی کیا گیا ہے (ضررینۃ المعارف
۴۰/۹۸-۹۹)۔ حضرت حجۃ اللہ محمد نقشبند ثانی بن حضرت خواجہ محمد معصوم
قدس سرہما نے اپنے ایک مکتوب بنام اورنگ میں لکھا ہے :

وجود شریف حقائق و معارف آگاہ ہدایت و ارشاد دستگاہ حاجی الحرمین
الشریفین حاجی حبیب اللہ کہ از کامل خلفای حضرت قطب الاقطابی
قبلہ گاہی اند، در آں دیار کائن است..... (وسیلة القبول ۲/۳۹/۴۹)

حضرت حجۃ اللہ کے ساتھ حاجی حبیب اللہ کے گہرے روابط تھے، دونوں
حضرات کے مابین مراسلت بھی تھی۔ ایک مکتوب میں حضرت حجۃ اللہ فرماتے ہیں :
امید آں شد کہ آں برادر عزیز را مدار آں سرزمین (بخارا) ساخته اند و
قطب ایں جا بآں منوط داشته..... بہر کدام از یاران علی الخصوص برادر
طریق اخوند ملا باقی خان و خواجہ کلال و عباد اللہ خواجہ و خلیفہ عاشور و
اخوند حافظ زاہد و حافظ عاشور و اخوند ملا محمد امین و غیر ہم ازیں فقیر
دعوات و انیات و تجلیات زکیات موصول باد۔ کتابت ملا محمد امین
نیز رسیدہ و از مطالع آں متلذذ گردید..... (وسیلة القبول ۱/۵۶/۱۵۶)

(۶۸-۶۷)

چوں برادر ریز (حاجی حبیب اللہ) کہ منظور خاص حضرت قبلہ گاہی
قطب الاقطابی بودند نیز ازیں انوار و اسرار سیراب اند اسید کہ
لب تشنگان بادیہ طلب را ازیں بحار شاداب سازند.....
(ایضاً ۲/۳۸/۴۹)

۲۰ حضرت خواجہ سیف الدین نے لکھا ہے کہ حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہ
نے حاجی حبیب اللہ کو حقیقت کعبہ کی بشارت دی تھی :
تعریف بلندئ استمداد حاجی حبیب چند بار نمودند و نصیبی از حقیقت کعبہ
ربانی در حق دی نشان دادند (مکتوبات سیفیہ ۱۴۲/۱۹۸)
انوار القدسیہ میں ہے :

کان من اعظم مشائخ خراسان وما وراء النہر وقد

روح الطريقة فی تلک المعالک ترویجاً بجانا ما قیل انه اذن

باخلافة لاربعمائة رجل وبشرهم بالکمال والتکیل (۱۹۷)

معروف شیخ طریقت شیخ مراد شامی کو حضرت خواجہ نے خلافت دے کر شام کی طرف روانہ کیا تو انہیں چند دن حاجی حبیب اللہ کی خدمت میں رہنے کی تاکید کی (روضہ ۲/۲۳۶)

۵

حاجی حبیب اللہ بخاری کے دو فرزند شیخ محمد نعمان اور خواجہ اسد اللہ ۱۱۴۲ھ / ۱۷۳۱ء میں حضرت خواجہ محمد زبیر قدس سرہ سے بیعت ہوئے۔ (روضۃ القیومیہ ۴/۱۴۲-۱۴۳، ۳۰۲)

..... مولد آنجناب (شیخ مراد شامی) بلدہ کشمیر است

۵/۲

۱۰ شیخ مراد شامی کے خاندانی ماخذ خصوصاً سلک الدرر سے اس امر کی تصدیق نہیں ہوتی کہ وہ اصلاً کشمیر کے تھے یا وہ کشمیر میں تولد ہوئے (سلک ۴/۱۲۹) لیکن ان کی معروف تالیف جامع مفردات القرآن کے خطی نسخوں کی تفصیل بیان کرتے ہوئے ترک فہرست سازوں نے ان کی علاقائی نسبت "کشمیری" ہی بتائی ہے (سٹوری: ادبیات فارسی ۱/۲۹۴) جس سے قیاس کیا جاسکتا ہے کہ شیخ مراد نے اپنی مذکورہ تصنیف میں اپنی نسبت "کشمیری" ہی لکھی ہوگی۔

۱۵

..... در یک ہفتہ صحبت کار خود را باعتبار ساخته مستحق خلافت گردیدہ و تعیین ایام صحبتش بہ اختلاف اقوال است

۹-۶/۲

مؤلف روضۃ القیومیہ (۲/۲۳۶) نے بھی صحبت کی مدت ایک ہفتہ بتائی ہے۔ شیخ مراد کے پڑپوتے شیخ محمد ظیل مرادی نے وضاحت کی ہے:

۲۰

فهاجر الى بلاد الهند و اخذ هناك الطريقة النقشبندية وغيرها عن الاستاذ الكبير مهبط الاسرار الالهية و مورد المعارف الربانية الشيخ محمد معصوم الفاروقی فلابد له و تتلمذ له و اخذ عنه و اقام عنده اياماً (سلک الدرر ۴/۱۲۹)

..... در ایام سفر اخیر حضرت حجۃ اللہ قدس سرہ بہ قصد حج بیت اللہ

۲۳-۲۰/۲

..... داشتند، مولانا (مراد شامی) خدمت شائستہ بہ تقدیم رسانیدہ.....

حضرت حجۃ اللہ کے اس سفر حج اور مولانا مراد کا ان کی خدمت میں حرمین الشریفین میں حاضر ہونے کی تفصیل کے لیے دیکھئے: روضۃ القیومیہ ۱۱۶، ۵۴/۳
مولانا مراد نے چار مرتبہ حج کے لیے سفر اختیار کیا ۱۰۶ تا ۱۱۹ھ۔ ان کا تیسرا سفر حج ۱۰۹ھ کو ہوا (سلک الدرر ۴/۱۳۰) اسی موقع پر انکی حضرت حجۃ اللہ سے حرمین میں ملاقات ہوئی یہ حضرت حجۃ اللہ کا دوسرا حج تھا (تعلیقات حاضر ۳۰۱/۲-۳) حضرت حجۃ اللہ ۱۰۸۹ھ/۱۶۷۸ء کو حج کے لیے سرہند سے روانہ ہوئے، اوزنگ زیب ان دنوں دکنی مہات میں مصروف تھا۔ اس نے انہیں مدتوں فتوحات کے لیے دعا کی غرض سے روکے رکھا یقیناً وہ حدود ۱۰۹۷ھ میں ہی حرمین پہنچے ہوں گے۔ (رک مقدمہ کتاب ہذا)

..... وصال مولانا در حدود سال ہزار و صد و بست و چہار یا پنج اتفاق یافتہ..... ۱۳/۴۷۰

اس جملے سے واضح ہے کہ مولف کو مولانا مراد شامی کا صحیح سال وصال معلوم نہیں تھا اس لیے انہوں نے اسے حدود ۱۱۲۴ھ یا ۱۱۲۵ھ درج کیا ہے۔ مولانا مراد کے پڑپوتے شیخ محمد خلیل مرادی نے ۱۱۳۲ھ دیا ہے جس پر کسی مقامی تذکرہ نویس کو اختلاف نہیں ہے۔

..... مدفن (مولانا مراد) بیت المقدس مقرر گشتہ..... ۱۴-۱۳/۴۷۰

سال وفات کی طرح مولانا مراد کے مدفن کا یہ تعین بھی قیاسی ہی ہے۔ مدفن کا صحیح وقوع مولانا مراد کے خاندانی ماخذ میں یہ ہے:

وفاته فی قسطنطنیۃ..... فی جامع ابی ایوب خالد الانصاری

رضی اللہ عنہ و دفن فی در سخانۃ المدرسہ المعروفۃ

فی محلۃ نیشانجی پاشا..... (سلک ۴/۱۳۰)

..... دو فرزند ہم از مولانا (مراد) ماندہ..... یکی از انہا بسیار رشید ارشاد ۱۹/۴۷۰

معصومی.....

مولانا شیخ مراد شامی کے دو صاحبزادے تھے ایک شیخ محمد اور دوسرے شیخ مصطفیٰ۔ یہ دونوں صاحبزادے حضرت خواجہ محمد زبیر کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے (روضہ ۴/۲۰، ۸۶) یہاں جس فرزند کے لیے "رشید ارشاد معصومی" لکھا ہے

اس سے مراد مولانا مراد کے فرزند شیخ محمد ہیں۔ شیخ محمد کے پوتے شیخ محمد خلیل مرادی نے سلک الدرر میں شیخ محمد کے مفصل حالات لکھے ہیں۔ شیخ محمد (۱۰۹۴ - ۱۱۶۹ھ/۱۶۸۳ - ۱۷۵۵ء) کئی اہم کتابوں کے مولف تھے (سلک ۴/۱۱۴ - ۱۱۶) نگارندہ حواشی ہذا نے حسان الحرمین کے مقدمے (۲۸) میں اس قیاس کا اظہار کیا تھا کہ مولانا مراد کے صاحبزادے شیخ مصطفیٰ حضرت خواجہ کے صحبت یافتہ تھے۔ ۵ اب معلوم ہوا ہے کہ یہ قیاس محض غلط ہے۔ کیونکہ شیخ مصطفیٰ مولانا کے دوسرے فرزند ہیں۔ فرزند اول شیخ محمد کی ولادت ۱۰۹۴ میں ہوئی۔ ظاہر ہے کہ شیخ مصطفیٰ ان کے بعد تولد ہوئے۔

مولانا مراد شامی کی اولاد کا شجرہ سلک الدرر کے مطابق یوں ہوگا۔



مولانا مراد شامی کا سلسلہ نسب سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم تک اس طرح
 واصل ہوتا ہے :

- مراد بن علی بن داؤد بن کمال الدین بن صالح بن محمد بن عمر بن شعیب
 بن ہود وینتہی الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم الحسینی البخاری (سلک ۲/۷۰)
- ۵ مولانا مراد کے والد گرامی شیخ علی بن داؤد نے سلوک کی تعلیم حضرت
 مجدد الف ثانی قدس سرہ سے لی تھی، سلک الدرر میں ہے۔
- (مولانا مراد)..... کان یحفظ اکثر من عشرة آلاف حدیث
 مع اسانیدھا وحفظ روایتھا..... ولد فی سنہ خمسین و الف
 وکان والدہ نقیب الاشراف فی بلدة سمرقند... (مولانا مراد)
- ۱۰..... نشاء مجتہداً فی اکتساب العلوم والکمالات ثم قرأ العلوم
 العربیہ والفنون العلمیة ثم حصلت له النفحة الربانیة.....
 فها جبرالی بلاد الهند واخذ هناك الطريقة النقشبندیة
 وغیرھا عن الاستاذ الکبیر مہبط الاسرار الالہیہ و
 مورد المعارف الربانیة الشیخ محمد معصوم الفاروقی.....
- ۱۵ فلزمہ وتلمذ لہ واخذ عنہ واقام عنده ایاماً ثم امره
 بالتوجد لارشاد العموم وکان الجدا المترجم سبقت جذبتہ
 الالہیة علی سلوکہ وهو أخذھا عن والدہ الاستاذ
 احمد الفاروقی الملقب بالمجدد وهو عن الامام
 محمد الباقر الی آخر السلسلة العلیة..... ثم بعد مدة
- ۲۰ قدم الی الدیار الحجازیة قاصداً حج بیت اللہ الحرام
 وزيارة سید الانام محمد صلی اللہ علیہ وسلم ثم استقام
 مجاوراً ثلاث سنین وبعدھا توجه نحو بغداد ومنها
 قصد التوجه الی بخاری ومنها الی اصفهان ومنها الیہا
 ولما متر علی بلاد العجم خرج لملاقاتہ میرزا صائب الشاعر
 المشہور وأهدی الیہ المنتخبات من شعره وصحب فی هذه

الرحلة علماء سمرقند وبلغ ومشايخها واجتمع بهم ثم قصد
ثانياً العود الى بغداد فعاد واستقام بها مدة ثم عزم
على التوجه الى مكة المكرمة ثانياً فتوجه وبعد أداء
الحج والنسك والزيارة مدرّ على مصر القاهرة ومنها
وفد الى دمشق وقطن بها وكان دخوله ووفوده اليها
بعد الثمانين والالف واقبلت الناس عليه بدمشق.....

۵

ففي سنة اثنتين وتسعين والالف قصد التوجه لبلاد الروم
فارتحل الى دار الملك قسطنطينيه..... ثم استقام بها بمحلة
ابي ايوب الانصاري قدس سره مقدار خمس سنين وفي سنة

۱۰

سبع وتسعين عاد الى دمشق فبعد مدة قصد التوجه الى
الحجاز الى مكة المكرمة ثالث مرة..... وجاور سنة
واحدة وعاد الى دمشق ثم حج في سنة تسع عشر ومائة
والف رابعاً وعاد الى دمشق ايضاً وكان في دمشق معتقداً
ملازماً مفيداً..... اخذ من السلطان مصطفى خان قسري

۱۵

بدمشق..... ومن آثاره بدمشق المدرسة المعروفة
..... وبني مدرسه في داره بمحلة سوق صاروجا و
تعرف بالنقشبندية البرانية مع مسجد..... وله من
التأليف المفردات القرآنية في مجلدين تفسير للآيات
وجعله باللغات الثلاث اولاً بالعربية ثم بالفارسية ثم
بالتركية وهو مشهور بين علماء الروم وغيرها وله

۲۰

رسائل كثيرة في الطريقة النقشبندية... (۱۲۹/۴-۱۳۰)

مولانا مراد سے متعلق اس طویل اقتباس سے سرہند میں لکھے جانے والے
بعض تذکروں کے مندرجات بے بنیاد ثابت ہو جاتے ہیں۔ اس سلسلے میں
سب سے زیادہ مبالغہ مولف روضۃ القیومیہ نے کیا ہے کہ شیخ مراد امی محض
تھے اور دونوں پاؤں سے معذور بھی (۲۳۷/۲) حالانکہ وہ تو حافظ حدیث

اور متعدد کتابوں کے مولف تھے۔ نیز اگر وہ متعدد ہوتے تو اتنے طویل سفر کیے
کر سکتے تھے۔ چار مرتبہ جی اور اسلامی ممالک کے متعدد اسفار و سفر۔
مولانا مراد کی بعض تصانیف کے عملی نسخوں کی تفصیل کہلے دیجئے:

۱۔ سٹوڈی : ادبیات فارسی ۲۹۴/۱

۲۔ بردھان (بسم اللہ مراد الازہبی بخاری) ج ۲/۲۳۲ - ۲۳۶۔
نمبر ۹۵۳/۲

مولانا مراد اور ان کے خاندان کے حالات کہلے ملاحظہ:

۱۔ مرادی، محمد طفیل : ملک المدین فی ایمان القرن الثانی مشرق۔
۳ مجلدات طبع بغداد۔

۲۔ ایضاً : مطبع الواجد فی ترجمۃ الوالد (بحوالہ مجموع الموضین ۲۹۰/۹)

۳۔ ایضاً : انکشاف الاغلاط باوصاف الاسلاف (ایضاً)

یہاں یہ امر قابل توجہ ہے کہ نقشبندی سلسلے کے ایک اہم مولف و مترجم
شیخ محمد مراد بن عبد اللہ قازانی منزوی کی مترجم کتبات حضرت مجدد (مسدبی)
مولانا مراد شامی سے بالکل مختلف ہیں شیخ محمد مراد قازانی چین کے باشندے

اور ۱۹۳۳ء تک بقیہ حیات تھے (زندگی : الاطلام ۳۱۴/۷، کمال : مجموعہ ۱۵)

۱۵۔ ۲۷۱/۹-۷..... ہر مریضہ کو ارسال خدمت نمودہ بزبان تازی دشتہ ازیں جاہم جواب
بزبان نصیبہ عربی سرافراز گشتہ.....

کتبات مسعودیہ کی جلد دوم میں چار مکاتیب مخدوم آدم ٹھٹھری کے نام
ہیں یعنی ۵۹/۲، ۶۳، ۷۹، ۷۷۔

۲۰۔ ان میں صرف کتبہ نمبر ۷۹ فارسی میں ہے باقی تینوں عربی زبان میں ہیں۔

۲۱۔ ۱۳/۳۷۱..... در یک کتبہ بی سوال آن نمودہ کہ طریقہ طیبہ صوفیہ بحضرت صاحب غایت
می رسد.....

حضرت خواجہ نے اس کا مفصل جواب فرمایا ہے (کتبات مسعودیہ

۵۹/۲ - ۱۰۱)

۲۲۔ ۲۲/۳۷۱ مدنی چند مخدوم مذکور (آدم ٹھٹھری) بعد وصال حضرت ایشان

در قید حیات متمکن

مخدوم آدم حضرت خواجہ محمد معصوم کے وصال ۱۰۷۹ھ کے بعد حضرت خواجہ سیف الدین کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان سے بھی کسب فیض کرتے رہے (تعلیقات حاضر ۲/۵) اس لیے قیاس ہے کہ مخدوم، حضرت خواجہ کے وصال کے چار یا پانچ برس بعد فوت ہوئے ہوں گے۔ جد ۱۰۸۲ھ میں مخدوم کے سال ولادت و وصال کے بارے میں سندھ کے مقامی تذکرے خاموش ہیں۔

۳/۳۷۲

مولد و مکن و مدفن وی (مخدوم آدم) بلدہ ٹھٹھہ است

مدفن ایشاں برکوہچہ مکی (تہ) است (تکملہ مقالات الشعراء ۲۳۳) مخدوم آدم حضرت خواجہ سیف الدین بن حضرت خواجہ محمد معصوم سے بھی منسلک تھے، خواجہ سیف الدین نے ایک خط کے جواب میں مخدوم آدم کے مریدین کے باطنی احوال پر اطمینان کا اظہار کیا ہے :

استماع اخبار استقامت شہا بریں طریقہ علیہ و سرگرمی ہنگام طلبہ سبب لذات معنویہ می گردد..... بعضی یاران شہا کہ ملاقات کردند از مطالعہ احوال انفا سی مخطوط شہیم علی الخصوص شیخ انس، و سید فتح و ابوالحسن و توفیق آثار شیخ غایت اللہ ملاقات نمود از احوال پسندیدہ ادنی ز مخطوط شہیم..... (مکتوبات سیفیہ ۱۶۶/۱۹۱، ۱۵۶/۱۷۶) قانع ٹھٹھوی نے لکھا ہے :

مخدوم آدم نقشبندی المعروف بہ مخدوم آدم و معاصر مخدوم آدم (بن مخدوم اسحق صدیقی ف ۱۰۶۶ھ)..... در سلسلہ نقشبندیہ عجب صاحب کمالی بر خاستہ مقاماتش عالی ست..... فرزندش محمد اشرف نام بعد واقع مخدوم قائم مقام شدہ بہ بزرگی اتم زیست نمود از و مخدوم محمد رشنگر آئینہ مشیخت جد و پدر برآمدہ..... مخدوم محمد صادق نقشبندی داماد مخدوم محمد اشرف مذکور طالب علم کامل معتقد جناب سید عبد اللطیف تارک کہ موصوف بزرگی وافر بودہ پسرش میاں غلام حسن المعروف بہ مخدوم ابوالحسن

بہرین شریفین زادہما اللہ شرفاً و تعظیماً رفته نمود وافی کرد۔ اکنون بعد
فوت مخدوم محمد حیات سندی کہ مدرسہ آرای مدینہ منورہ بود و در آن
سرزمین اعلم علماء و اقدم فضلاء زیستہ جانشین سرآمد محمد ثمان باکمال و
سرگروہ مدرسان صاحبِ قال و حال می باشند۔ (تحفۃ الکرام ۳/۲۳۵-
۲۳۶ مطبوعہ بمبئی)

۵

سندھ میں بھی سلسلہ نقشبندیہ کو خوب عروج ہوا۔ حضرت مجدد الف ثانی
کے دو خلیفہ قاضی موسیٰ شوہین (سیحون) اور ان کے فرزند مولانا اسحق سندھ
میں سرگرم عمل تھے (مکتوبات حضرت مجدد ۳/۶۹-۷۰)، حضرت خواجہ محمد معصوم
کے خلیفہ مخدوم آدم اور ان کے خلیفہ مخدوم ابوالقاسم نقشبندی کی کوششوں سے
اس سلسلے کو سندھ میں کافی فروغ ہوا۔ تفصیل کے لیے دیکھئے :

۱۰

Ghulam Mustafa Khan: The Naqshbandi saints of sind. J.P.H.S

مخدوم آدم کے تین فرزند تھے، اولاد کا شجرہ یہ ہے :

مخدوم آدم

۱۵

مخدوم فیض اللہ مخدوم ابوبکر مخدوم محمد اشرف (تکملہ مقالہ اشعار ۲۸۵)
(روضۃ القیومیہ ۲/۲۴۰)

مخدوم حاجی محمد (تکملہ ۲۸۵) دختر
منسوب بہ محمد صادق نقشبندی (تحفۃ الکرام ۳/۲۳۵) ۲۰

مخدوم ابوالحسن صغیر محدث مدنی
(شاگرد و جانشین شیخ محمد حیات سندی)
[تحفہ ۳/۲۳۶-۲۳۵، نزمیہ الخواطر ۶/۶]

مخدوم آدم ٹھٹھوی کے حالات کے لیے ملاحظہ ہو :

- ۱- قانع : تحفۃ الکرام ۲۳۵/۳ و اردو ترجمہ ۷۱۰-۷۱۲
- ۲- خلیل، محمد ابراہیم : تکملہ مقالات الشعراء طبع راشدی ۱۶۹، ۱۷۸، ۱۸۴، ۲۳۲، ۲۴۶، ۲۸۵، ۲۸۷ -
- ۳- محمد اعظم : تحفۃ الطاہرین طبع بدر عالم درانی ۷۸-۷۹
- ۴- محمد احسان : روضۃ القیومیہ ۲/۲۴۰
- ۵- یسین بن ابراہیم سنہونی : انوار القدسیہ، مصر ۱۹۷
- ۶- محمد زمان لواری : ملوک الکلام طبع نیاز ہمایونی - حیدرآباد، سندھ ۱۹۷۷
- ۷- ۶-۷۴۳ دی (مخدوم سید یوسف گردیزی) قبل از وصول بہ حضرت ایشاں رحمۃ اللہ علیہا ہم از حقیقت شناسان روزگار و بزرگی ازلی با کسی مجتمع داشتہ سجادہ نشین مسند آباء کرام بکمال اہتمام بودہ و ۱۰
- ۱۵- مخدوم سید یوسف گردیزی کے اجداد و اولاد اکابر مشائخ میں سے تھے ان کے جد اعلیٰ شیخ قسورہ حضرت سید شیخ علی، بجوری گنج بخش لاہوری قدس سرہ صاحب کشف المحجوب کے معاصرین میں سے تھے، حضرت گنج بخش نے ان کی بہت تعریف کی ہے، فرماتے ہیں :
- از اہل غزنین و سکان آن شیخ اودھ قسورہ بن محمد الجردیزی باہل طریقت شفقۃ تمام دارد و مرہر یک را بر دیک دی حرمتی ہست (کشف المحجوب ۲۱۷-۲۱۸ طبع ثروت کوٹسکی)
- ۲۰- فخر مدبر نے آداب الحرب و الشجاعت میں شیخ قسورہ کی ایک کرامت بیان کرتے ہوئے انہیں "شیخ الاسلام" لکھا ہے (طبع خوانساری ۲۳۷-۲۴۲)
- کسی عصری ماخذ سے یہ ثابت نہ ہو سکا کہ مخدوم یوسف گردیزی ملتانی، شیخ الاسلام قسورہ بن محمد گردیزی کی اولاد میں سے تھے تاہم مخدوم یوسف کی موجودہ اولاد انہیں اپنے جدید شجرہوں کی بنیاد پر ان کا پوتا لکھتے ہیں یعنی مخدوم محمد یوسف بن شیخ ابوبکر بن شیخ قسورہ گردیزی۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے ایک شاہ گردیز کا ذکر کیا ہے (اخبار الانبیاء ۶۱) لیکن نہ تو یہ بتایا کہ وہ شیخ قسورہ

کی اولاد میں سے تھے اور نہ ہی ان کا نام لکھا ہے۔ بلکہ شیخ محدث کے الفاظ ”مخدوم مخدوم شیخ بہاء الدین“ سے اگر مخدوم محمد یوسف اول مراد لی جائے تو مخدوم یوسف کا سال وصال مندرجہ شجرات گردیزیان ۵۳۱ھ مشکوک ہو جاتا ہے کیونکہ مخدوم بہاء الدین زکریا کا سال وصال ۶۶۱ھ ہے۔

۵ حضرت ایشاں طلب نام نمودہ سید ابراہیم گداشتند فرزند ان دیگر ہم سہ چہار آں سید عالی تبار باقی باماندند
مخدوم محمد یوسف رابع کی اولاد کی تفصیل کے لیے دیکھئے شجرہ شامل

تعلیقات حاضر (۱۶/۲۷۴)

۱۰ ایں حقیر (مؤلف) را در رکاب حضرت قبلہ دارین والدی و مرشدی در سن سیزده سالگی سیر ملتان در ہنگام صوبہ داری نواب مکرم خان اتفاق کردہ
گویا مؤلف تیرہ سال کی عمر میں ملتان گئے یعنی (ولادت مؤلف ۱۰۸۶+۱۳)

۱۵ ۱۰۹۹ھ کو وہ ملتان میں تھے۔ مآثر الامراء (۳/۵۷۶) میں ہے کہ ۳۰ سال جلوس عالمگیری (۱۰۶۸+۳۰) ۱۰۹۸ھ میں نواب مکرم خان کو معزول کیا گیا اور اس کے بعد اسے ملتان کی صوبہ داری ملی مؤلف اس کے ایک سال بعد ۱۰۹۹ھ میں ملتان پہنچے تو نواب ملتان کے صوبہ دار بن چکے تھے گویا مقامات معصومی کے مندرجہ بالا عصری بیان سے مآثر الامراء کے اس غیر واضح جملے ”تیسویں سال جلوس عالمگیری میں وہ معزول ہوا اور اس کے بعد اس کو ملتان کی صوبہ داری ملی“ کی تشریح ہو جاتی ہے کہ نواب معزولی کے اگلے ہی سال ملتان کے صوبہ دار تھے۔
(رک تعلیقات حاضر ۵۰۹-۵۱۰)

۲۰ در فرزندان ایشاں (مخدوم محمد یوسف گردیزی) سید ابراہیم راستینی ہمیدہ
گردیزیان ملتان کے جدید شجروں میں درج ہے کہ سید ابراہیم دہلی میں فوت ہوئے ان کی نعش ملتان لائی گئی۔ سابق ایم این اے ملتان سید عباس حسین گردیزی نے ہمیں مخدوم یوسف اول کے مزار کے کمرے سے باہر بغیر کتبے کے ایک قبر دکھا کر بتایا کہ یہ سید ابراہیم بن مخدوم یوسف رابع کی ہے۔

۱۰-۲/۲۷۴ برای فاتحہ و زیارت روضہ مقدسہ (حضرت خواجہ محمد معصوم) بھرت سرہند

رسیدہ ہم دران ایام سید عالی مقام (مخدوم محمد یوسف رابع) از مخدوم زادہ ثانی
حضرت حجۃ اللہ سوال فضیلت ذکر خفی بر ذکر جہر نموده ایشان رسالہ متین زبان
عربی بہ غایت زیبا.....

ہمیں رسالہ در فضیلت ذکر خفی مولفہ حضرت حجۃ اللہ کا کوئی خطی نسخہ
دستیاب نہیں ہو سکا البتہ اس اقتباس سے یہ نتیجہ اخذ کیا جاسکتا ہے کہ
حضرت حجۃ اللہ نے یہ رسالہ مخدوم محمد یوسف کی استدعا پر اس وقت تالیف کیا جب
وہ حضرت خواجہ محمد معصوم کے وصال ۱۰۷۹ھ کے بعد سرہند حاضر ہوئے گویا رسالہ
زیر بحث حدود ۱۰۸۰ھ میں تالیف کیا گیا ہوگا۔

سید مذکور (مخدوم محمد یوسف) در حوالی سنہ ہزار و نود ہجری بہ دار البقا پیوستہ.....
ڈاکٹر مہر عبدالحق (ملتان) کے کتب خانے میں حضرات القدس جلد دوم کا
خطی نسخہ مکتوبہ ۱۱۲۶ھ محفوظ ہے جس کے پہلے زائد ورق پر بعض شاخ کے
سنین وصال کے مادے تحریر ہیں ان میں مخدوم محمد یوسف کا سال وصال
۱۰۹۳ھ درج ہے۔

تاریخ وصال قدوہ ارباب کمال حضرت شیخ محمد یوسف گردیزی :
بود معین فضلاً

$$۱۲ + ۱۷۰ + ۹۱۱ = ۱۰۹۳ھ$$

یقیناً ملتان میں موجود مذکورہ خطی نسخہ حضرات القدس اسی گردیزی خاندان
کی ملکیت میں رہا ہوگا جس کے ایک ورق پر اس خاندان کے فرد فرید مخدوم
محمد یوسف رابع کا مادہ تاریخ وصال محفوظ کیا گیا ہے۔ یہ سنہ حضرات القدس
کے سال کتابت ۱۱۲۶ھ کے بعد ضبط تحریر میں لایا گیا ہے جو مقامات معصومی کی
تالیف ۱۱۳۴ھ سے پہلے کی تحریر ہے۔ مقامات میں سال وصال حوالی ۱۰۹۰ھ
اور منقولہ بالا سنہ ۱۰۹۳ھ میں زیادہ فرق بھی نہیں ہے۔

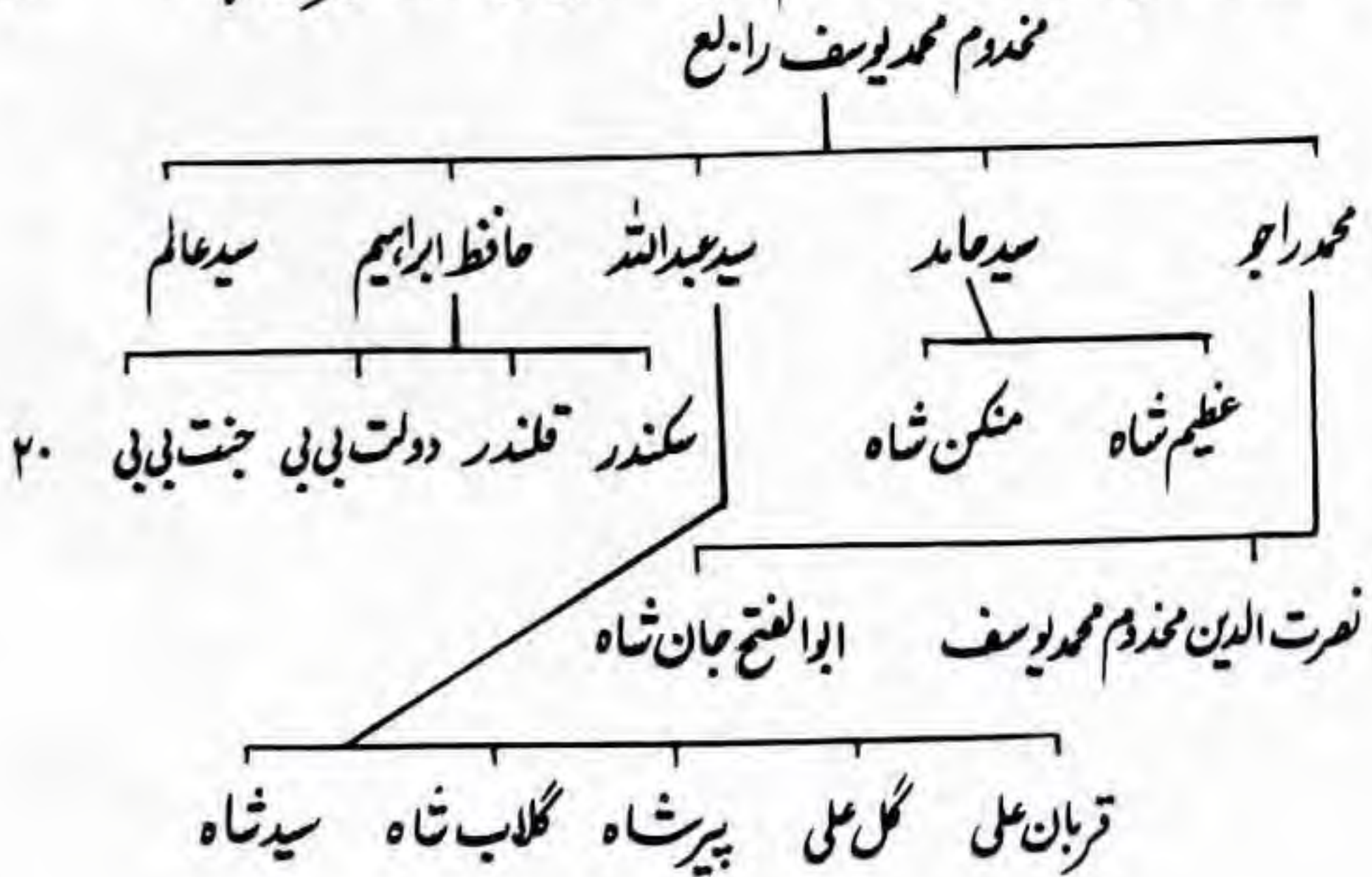
..... مولد و مسکن و مدفن (مخدوم محمد یوسف رابع) بلدہ دارالامان ملتان
است.....

جناب عباس حسین گردیزی مذکور نے احقر کو احاطہ مزارات سادات

گردیزیان میں لے جا کر مخدوم محمد یوسف رابع کی قبر مبارک دکھائی جو مخدوم محمد یوسف اول کے منقش مزار کے دروازے کے بالکل عقبی دیوار کے ساتھ چوترے پر ہے۔ یہ قبر عزیز اینٹوں کی بنی ہوئی بغیر کسی کتبے کے ہے۔

مخدوم محمد یوسف رابع کا سلسلہ نسب دو طریقوں سے اہل بیت کرام سے ملتا ہے یعنی مخدوم محمد یوسف رابع بن سید فتح محمد بن سید فرید بن عبد الجلیل کوہ قار بن سید ابوالفتح صدر الدین محمد راجو بن علم الدین بن سید حامد بن مخدوم یوسف ثالث بن ابوالفتح (داماد شیخ یوسف ثانی) بن سید عبداللہ بن معزالدین (شوہر سعادت خاتون بنت ناصر الدین بخاری بن مخدوم جہانیاں جہاں گشت بخاری) بن سید علام الدین (شوہر خاند جہانیاں بنت مخدوم جہانیاں مذکور)

مخدوم یوسف ثانی مذکور (کی دختر فاطمہ سید ابوالفتح بن سید عبداللہ سے منسوب تھیں) بن نجم الدین بن رکن الدین عبدالملک بن سید مبارک بن سید ابازید بن سید یحییٰ بن عبدالصمد بن عماد الدین احمد بن مخدوم محمد یوسف گردیزی اول بن ابوبکر بن شیخ الاسلام قسورہ بن محمد بن حسین بغدادی بن احمد بغدادی بن محمد علی بغدادی بن سید علی بن سید حسین بن علی الخاصی بن محمد دیباج بن امام جعفر (شجرہ خاندان گردیزیان مرتبہ بعہد برطانوی) مخدوم محمد یوسف رابع کی اولاد کا شجرہ یہ ہے :



حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہ کے تین مندرجہ ذیل مکاتیب ”شیخ محمد یوسف گردیزی پیرزادہ ملتان“ کے نام ہیں :

در مقدماتیکہ مشعر از ہضم نفس و معاملہ افادہ و بیان حقیقت
متمکن و فناداد (۱۶۲/۳)

- ۵ از حلقہ نشستن و متاثر شدن یاران و بی ہوش شدن بعضی و دیدن
سرور کائنات راعلیہ افضل الصلوات و اکل التحیات کہ بزرگداشتہ
بودند بوضوح پیوست و سبب مسرت گردید (۱۸۸/۳)
- در تعبیر وقائع او و ترغیب بر حلقہ ذکر و صحبت با طالبان ... (۲۲۳/۳)
- اوزنگ زیب ۱۰۶۸ھ / ۱۶۵۸ء میں جنگ تخت نشینی کے دوران حب
داراشکوہ کا تعاقب کرتا ہوا ملتان پہنچا تو وہ شاہ گردیزی کے مرقد کی زیارت
کے لیے گیا اس وقت سجادہ نشین مخدوم محمد یوسف رابع ہی تھے اس نے انہیں
”خلعت اور ایک مادہ فیل“ بطور نذر پیش کیا، درباری مورخ محمد کاظم شیرازی
کا بیان ہے :

- ۱۰ محمد یوسف از اولاد کرام عزیز مصر کرامت و عزیز یی شاہ یوسف گردیزی کہ
مرقد شریفش در بلدہ طیبہ ملتان است بہ مرحمت خلعت و مادہ فیل سرمایہ
اعتبار اندوخت (عالمگیر نامہ ۲۱۷-۲۱۸)

- یہی الفاظ آداب عالمگیری کے مرتب نے بھی نقل کر دیئے ہیں (۱۰۴۹/۲)
- سید عباس حسین گردیزی (ساکن محلہ گردیزیان ملتان) کے کتب خانے میں مغل
بادشاہوں کے عطیات کے سلسلے میں بعض فرامین بھی محفوظ ہیں جن میں اوزنگ زیب
کے فرامین بھی ہیں۔

- ۲۰ مخدوم یوسف گردیزی کی موجودہ اولاد شیعہ عقائد اپنا چکی ہے۔ اس باب
میں حسن رضا گردیزی نے مخدوم اول شاہ یوسف گردیزی کی سوانح شائع کی ہے
جس میں یہ ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ ہمارا خانوادہ آغاز سے ہی اہل
تشیع سے تعلق رکھتا تھا۔ مولف کے دلائل نہایت کمزور ہیں۔ ہمیں افسوس ہے
کہ عہد حاضر کے فلسفہ تاریخ کے سب سے بڑے ماہر ٹائٹن بی نے اپنے ملتان

کے قیام کے دوران اس خاندان کی زبانی روایت پر بغیر کسی تحقیق کے یقین کر لیا اور اپنے سفر نامے میں لکھ دیا ہے کہ یہ خاندان آغاز سے ہی شیعہ ہے :

Toynbee, A: Between oxcus and Jumna, oxford, 1961. p.15-16

- ۵ انگریزی عہد میں اس خاندان کا جو شجرہ مرتب کیا گیا ہے اس میں لکھا ہے کہ انہیں رافضی کہتے ہیں اور شجرے کے اسماء میں نام ”علی“ کا تصرف بھی اسی دور آخر کی یادگار ہے۔ مثلاً علی قسورہ علیہ السلام اور ان کے بیٹے علی ابوبکر علیہ السلام، جبکہ دونوں قدیم مآخذ یعنی کشف المحجوب اور آداب الحرب والشجاعت میں ان کے نام شیخ قسورہ بن محمد اور شیخ الاسلام قسورہ ہی درج ہوئے ہیں۔ ہمارا خیال ہے کہ ملتان کا سادات گردیزی کا خاندان بہت بعد میں غالباً سکھ عہد میں شیعہ ہوا ورنہ یہ خاندان اس سے پہلے راسخ العقیدہ صوفیہ کا خاندان تھا جس کے دلائل مندرجہ ذیل ہیں :

- ۱۔ صاحب کشف المحجوب حضرت علی ہجویری غزنوی مسلمہ طور پر ایک راسخ العقیدہ سنی صوفی تھے، انہوں نے منقولہ بالا اقتباس میں شیخ قسورہ کا ذکر جس طرح کیا ہے وہ شیخ قسورہ کے سنی عالم ہونے کی دلیل ہے۔
- ۲۔ کتاب آداب الحرب والشجاعت میں اہل غزنی کی استدعا پر جس عالم نے دفعہ شر کے لیے حضرت قسورہ کے مزار مبارک پر جا کر دُعا و استمداد کے لیے اہتمام کیا وہ مسلمہ طور پر اہل سنت کے اکابر علماء میں سے تھے یعنی خواجہ امام قدوة الاولیاء شمس العارفین ابوالموئید رحمۃ اللہ علیہ (۴۳۸) اگر حضرت قسورہ شیعہ ہوتے تو اتنے بڑے سنی عالم یہ اقدام نہ فرماتے۔
- ۳۔ موجودہ شیعان گردیزی نے اپنے شجرات میں مخدوم محمد یوسف اول کے والد کا اسم گرامی ”ابوبکر“ لکھا ہے یعنی مخدوم یوسف بن ابوبکر بن شیخ قسورہ یعنی مخدوم یوسف کے والد اور شیخ قسورہ کے صاحبزادے کا نام ابوبکر تھا، یہ امر بھی مسلمہ ہے کہ اہل تشیع اپنی اولاد کے نام خلفاء ثلاثہ کے اسماء گرامی پر نہیں رکھتے اگر یہ حضرات آغاز سے ہی شیعہ ہوتے تو ان کے نسب میں

یہ نام کبھی نہ آتا۔

۴۔ معروف شیخ طریقت اور محدث شیخ عبدالحق دہلوی نے اخبار الانبیاء (۶۱) میں ”شاہ گردیز“ کا تذکرہ جن الفاظ میں کیا ہے وہ اس امر کا بین ثبوت ہے ہے کہ یہ خاندان اخبار الانبیاء کی تالیف ۱۵۹۹ھ / ۱۵۹۰ء تک راسخ العقیدہ سنی خاندان تھا۔

۵

۵۔ اورنگ زیب جیسے بادشاہ کی مخدوم محمد یوسف گردیزی رابع کی خدمت میں حاضری عقیدت مندی اور اس خاندان کے لیے عطیات و مذکورہ فرامین ارسال کرنا اس بات کا قطعی ثبوت ہے کہ یہ عالی شان خاندان عہد اورنگ زیب تک شیعہ نہیں ہوا تھا۔

۶۔ مخدوم محمد یوسف رابع گردیزی کا اپنے مشائخ کی مسند چھوڑ کر حضرت خواجہ محمد معصوم بن حضرت مجدد الف ثانی (مولف ردّ و افض) کی خدمت میں سرسند حاضر ہو کر خلافت یاب ہونا اس امر کی قطعی دلیل ہے کہ یہ خاندان سنی تھا۔ یہ حقیقت ہے کہ کوئی شیعہ حضرت خواجہ کامرید بھی نہیں ہو سکتا تھا مخدوم رابع تو آپ کے خلیفہ تھے۔

۱۵ جب مخدوم رابع نے حضرت خواجہ کی خدمت میں اپنے بزرگوں کے عطا کردہ خلعتوں کا ذکر کیا تو حضرت خواجہ نے اس پر مبارک باد دیتے ہوئے لکھا:

”خلعتہای کہ از بزرگان عنایت شدہ است مبارک باشد“ (مکتوبات معصومیہ ۲۳۷/۱۸۸/۳)

۲۰ اگر مخدوم رابع کے اجداد اہل تشیع میں سے ہوتے تو ان کے عطا کردہ تبرکات پر انہیں مبارک نہ دیتے بلکہ تنبیہ فرماتے۔

۷۔ کتاب حاضر کے مولف میر صفرا احمد بن حضرت محمد فضل اللہ حضرات گردیزی کی خالقاہ معلیٰ میں حاضر ہوئے تھے اور وہاں اہل سنت کی تصانیف بطور درس پڑھائی جاتی تھیں۔ وہ خود حافظ ابراہیم بن مخدوم محمد یوسف رابع گردیزی کے درس میں شریک سبق ہوتے تھے (کتاب ہذا ۲۴۳/۲۰-۲۲)

گویا اس کتاب کی تکمیل ۱۱۳۲ھ/۱۷۲۱ء تک سادات گردیزیان کا خاندان شیعہ نہیں ہوا تھا۔

- ۸۔ خواجہ غلام فرید چاچڑا نوالے جب سادات گردیزی کے مزارات کی زیارت کے لیے آئے تو انہیں یہ جان کر تعجب ہوا کہ یہ خاندان شیعہ ہو چکا ہے۔ ان کے استفسار پر انہوں نے بتایا کہ وہ صرف چار پشتوں سے شیعہ ہوئے ہیں۔ خواجہ صاحب نے اس خاندان کے اصحاب کی تصانیف میں خود پڑھا تھا کہ مخدوم اول شیخ محمد یوسف صرف ایک واسطے سے حضرت بایزید بسطامی کے مرید تھے گویا یہ خانوادہ آغاز سے ہی سلسلہ نقشبندیہ سے وابستہ تھا، فرماتے ہیں :

- ۱۰۔ چوں در میان رفتم سادات گردیزی نزد من بہ ملاقات آمدند از دشان پرسیدم کہ چند مدت گذشتہ کہ بہ رفض مبتلا شدہ آید گفتند چہارم پشت است و پیش ازین اجداد ایشان شائبہ رفض ہم نہ بود و در کتابی از کتب گردیزیان نوشتہ دیدہ ام کہ سید یوسف گردیزی کہ جد کلان ایشان است بیک واسطہ مرید حضرت ابایزید بسطامی است و در وی بوی از رفض نہ بودہ است خاص سنی و صوفی بود۔ (ارشادات فریدی معروف بہ مقابیس المجالس جامع رکن الدین محمد، مطبوعہ آگرہ ۱۳۲۱ھ ص ۳۶)

- ۲۰۔ ۸/۴۷۵ (میر سید شرف الدین حسین لاہوری) مستغرق بحر وحدت وجود بودہ و کثرت را کفری پنداشتند در جای از حضرت ایشان ہم اجازت ایں مقام کہ بالغز اقدام کمل است، خواستہ و نوشتہ سے بی سجادہ رنگین ۲۰

میر شرف الدین حسین لاہوری کے نام حضرت خواجہ محمد معصوم کے چار مکاتیب میں سے تین کا موضوع وحدت الوجود اور اس کے مکاشفات میں احتیاط کرنے کی تلقین کے موضوع پر ہیں۔ ایک مکتوب میں فرماتے ہیں :

(میر شرف الدین) نوشتہ بودند مقدمہ ہمہ دست بردل ستوی می شود

غالب می آید و این شکست ملاحظہ شریعت نموده التماس کرده است کہ ہرچہ
فرماند بوسع طاقت براں مستقیم باشد مصراع

بر می سجاده زنگین کن گرت پیرمغاں گوید

مخدوما این مقدمہ و امثال آن ناشی از غلیہ محبت ست از سکر محبت
در نظر محب غیر از محبوب بیچ نمی در آید و.....

۵

و این زمان سالک را باید کہ شریعت را از دست ندهد (۱۰۹-۱۰۸/۶۴/۲)
اسی طرح مکتوب ۶۵/۲ اور ۱۰۵/۳ بھی ہے۔

۱۶-۱۷/۴۷۷..... فوق عالم الوجود عالم الملک الودود

یہ شیخ علاء الدولہ سمنانی کا قول ہے جسے حضرت مجدد نے نقل کیا ہے،
ملاحظہ ہو :

(۱) مکتوبات حضرت مجدد ۲/۲

(۲) معارف لدنیہ ۲۰-۱۸

(۳) مبداء و معاد ۱۶-۱۵

۲۲-۲۱/۴۷۷ از حضرت..... شیخ سیف الدین..... منقول است کہ اکثر بہ سرزند کور

۱۵

(شرف الدین) می فرمودند کہ شمای شیخ محی الدین این وقت اند.....

حضرت خواجہ سیف الدین نے خود لکھا ہے :

(حضرت خواجہ محمد معصوم) بہ وصول حقیقت قرآن مجید در حق میر شرف الدین حسین

نوازش فرمودند (مکتوبات سیفیہ ۱۹۸/۱۷۲)

۱۳-۱۲/۴۷۷..... میر (شرف الدین حسین)..... در سال ہزار و صد و یاسہ در بلدہ دار السلطنت

۲۰

لاہور سفر آخرت گزیدہ.....

افسوس کہ ہمارے پاس میر شرف الدین حسین لاہوری کے سال وصال کی
تطبیق اور جائے مدفن کے تعین کے کوئی ذرائع نہیں ہیں۔

بلدہ (لاہور) کہ قطب بلاد است نزد حضرت مجدد الف ثانی (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)

حضرت مجدد الف ثانی قلیج خان کو لاہور کے بارے میں کہتے ہیں :

در بلدہ معظمہ لاہور بوجود ایشان بسیار از احکام شرعیہ دریں طور زمانہ

رداجی پیدا کردہ است و تقویت ایں در ترویج ملت دراں بقوعہ حاصل گشتہ
است و اں بلده نزد فقیر، سچو قطب ارشاد است نسبت بہ سائر بلاد
ہندوستان خیر و برکت اں بلده بہ جمع بلاد ہندوستان ساری ست اگر
اں جادیں را ترویج است در ہمہ جا بخوی از رداج متحقق است.....
(۱۴۰/۷۶/۱)

”شرف الدین“ نام کی تین شخصیات کے نام حضرت خواجہ کے مکاتیب ہیں۔
(۱) میر شرف الدین حسین بن میر عماد ہروی (رک بہ کتاب حاضر ۵۰۰)
جامع مکتوبات معصومیہ جلد دوم

۱۵/۴۷۶

(۲) شرف الدین سلطانپوری (تعلیقات ہذا ۳۸۹/۷)

(۳) میر شرف الدین حسین اندجانی ثم لاہوری

در اصل صرف مؤخر الذکر شخصیت کا تعلق ہی لاہور سے تھا اور یہی زیر بحث
بزرگ خلیفہ حضرت خواجہ محمد معصوم ہیں۔ مکتوبات معصومیہ میں ان کے نام چار ہیں
دو مکاتیب میں ان کی نسبت اندجانی ثم لاہوری تحریر ہے (۱۰۵/۳، ۱۷۴)
جس سے یہ نتیجہ اخذ کیا جاسکتا ہے کہ وہ اندھان سے لاہور میں آکر مقیم ہو گئے
تھے۔ مولف کتاب ہذا نے بھی ان کے سال وفات کا ذکر کرتے ہوئے حسب
معمول یہ نہیں لکھا کہ میر شرف الدین کا مولد و مسکن و مدفن لاہور ہے بلکہ لاہور
کو ان کا مسکن و مدفن ہی بتایا ہے (۱۲-۱۴/۴۷۶) نیز کتاب حاضر کے
ان الفاظ :

میر مشار الیہ بہ خلافت حضرت ایشاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ صاحب مندر ارشاد

گردیدہ در بلده لاہور رسیدہ (۲۲-۲۳/۴۷۵)

سے یہ مترشح ہوتا ہے کہ سرہند سے خلافت دے کر انہیں لاہور میں متعین
کیا گیا تھا۔ تاہم ان کا خاندان یا وہ خود ”اندجان“ سے ہندوستان تشریف
لائے تھے۔

اندجان، اندیجان، اندکان (اندگان) شہریت درکنار درہ فرغانہ در شمال
شرقی شہر فرغانہ (فرہنگ فارسی معین، برہان قاطع)

اندکان (اندجان) نام کے دو شہر ہیں بقول سمعانی :

اندکان ، بفتح الألف وسكون النون وضم الدال المهملة
وفتح الكاف وفي آخرها النون ، هذه النسبة إلى اندکان
وهي قرية من قرى فرغانة واندکان قرية من

قرى سرخس ايضاً۔ (الانساب ۱/۲۶۲)

۵

اندجان (اندکان) ماوراء النہر کے اس پُر فضا مقام کا بہت سے جغرافیہ
نویسوں نے ذکر کیا ہے ، ملاحظہ ہو :

۱۔ یاقوت : معجم البلدان ۱/۲۶۱

۲۔ ایضاً : المشترك ۲۶

۳۔ بابر، بادشاہ : بابرنامہ ۱/۳-۴ (وہ امداد اشاریہ ترجمہ بیورج)

۱۰

۴۔ لی سٹرنج : بلدان الخلافۃ الشرقیہ ۵۲۰، ۵۲۱

۵۔ بارٹولڈ : گزیدہ مقالات تحقیقی ۴۵، ۴۸، ۵۱ (بامداد اشاریہ)

۶۔ ایضاً : ترکستان نامہ ۱/۲۵۷

۷۔ رنجبر، احمد : خراسان بزرگ ۱۵۸ (وہ بعد)

۱۵ ہمارے پاس اس امر کے فیصلے کے لیے بھی کوئی قطعی دلیل نہیں ہے کہ
میر شرف الدین حسین اندجان فرغانہ سے آئے تھے یا ان کا تعلق اندجان سرخس
سے تھا تاہم قیاس ہے کہ ان کا تعلق اندجان فرغانہ سے ہوگا۔

یہاں ایک امر کی وضاحت لازم ہے کہ مولانا محمد باقر لاہوری کے والد

گرامی میر شرف الدین عباسی لاہوری مفتی بلدہ لاہور (رک بہ تعلقات حاضر

۲۰ ۴۵۵/۱۱-۱۲) زیر بحث شخصیت میر شرف الدین حسین اندجانی ثم لاہوری

سے مختلف ہیں۔ مولانا محمد باقر کے والد بھی حضرت خواجہ محمد معصوم کے مرید تھے

وہ یقیناً اپنے نامور فرزند کے وصال حدود ۱۱۰۹ھ سے قبل فوت ہوئے ہوں گے

اور صاحب ترجمہ کا سال وصال حدود ۱۱۰۲ھ درج کیا گیا ہے (کتاب حاضر

۴۷۶/۱۲) حضرت خواجہ نے میر شرف الدین اندجانی کی گرمی مجلس اور ان کے

مریدین کا ذکر کیا ہے (مکتوبات معصومیہ ۳/۱۷۴/۲۲۵)۔

حضرت وحدت سرہندی نے ایک روایت میں ان کے قول کو بطور سند پیش کیا ہے (گلشن وحدت ۵۹/۱۰۹)
صاحبِ روضۃ القیومیہ (۲/۲۴۲) نے ان کا ذکر حضرت خواجہ کے مقبول خلفاء میں کیا ہے۔

۹-۵/۲۷۷ نورسرا وسط بہ شاہراہ دارالسلطنت لاہور و دارالاشاد حضرت سرہند واقع است و مشہور در مسافرائی کہ از ولایت بہ دکن بہ روند جامعان مکتوبات در دیباچہ مکاتیبی بہ اسم مشار الیہ است نام نورسرا اختیار کردہ باشند
نورسرا، ملکہ نور جہاں ملقب بہ نور محل کی تعمیر کردہ ہے اس لیے اسے سرانے نور محل کہا جاتا ہے۔ یہ سرانے پھلور سے ۲۰ کلومیٹر مغرب میں جالندھر کے ایک چھوٹے سے قصبے میں واقع ہے۔ اس سرانے کی تعمیر ۱۰۲۸ھ/۱۶۱۸ء میں شروع ہوئی اور ۱۰۳۰ھ/۱۶۲۰ء میں مکمل ہوئی۔ جہانگیر بادشاہ نے اپنے لشکر کے ساتھ اس سرانے میں دو مرتبہ قیام کیا تھا، ملاحظہ ہو :

۱۔ جہانگیر بادشاہ : جہانگیر نامہ ۳۸۵ ، ۴۴۰

۲۔ علی الدین : عبرت نامہ ۹۴/۱

3. Farooque, A.M: Roads and communications in Mughal India, Delhi, 1977. p. 98

4. Gupta, H.R: Later Mughal History of the punjab. p. 229.

5. Mughal sarais in the panjab and Haryana. (Panjab past and present. April. 1982, pp 110-12

۲۰ شیخ انور کے نام مکتوبات معصومیہ میں شامل تینوں مکاتیب (۳/۱۳۱)،
۱۵۵، ۲۰۴) میں ان کی علاقائی نسبت "نورسرائی" ہی درج ہے۔
حضرت خواجہ نے شیخ انور نورسرائی کی گرمی مجلس ادران کے مریدین کے احوال کی تصدیق فرمائی ہے۔ لکھتے ہیں :

ظہورِ تاثیر توجہ طلبہ و گرمی مجلس ہمہ نیک و عالی است مطالعہ آل
خوش وقت ساخت (مکتوبات معصومیہ ۳/۱۳۱/۱۸۳)

مخدومانہ نسبتی کہ دارید و نقد وقت شماسست بہ علوم و صوفست احتیاج
تعیین ندارد از مشرف شدن بہ حقیقتہ الحقائق نوشتہ بودند نیک و روشن و
مبارک است۔ از گرمی مجلس و تاثیر صحبت کہ بہ قلم آوردہ اید شکر
خداوندی جل شانہ برآں بجای آرید..... (ایضاً ۳/۲۰۴/۲۵۰)

۵ روضۃ القیومیہ کے مولف نے نہایت اہم اطلاع دی کہ شیخ انور نورسرائی نے
حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہ کے باطنی احوال پر چند کتابیں تالیف کی تھیں
جن میں سے ایک کا نام کثیر الہدایت ہے، لکھتے ہیں :

از اصحاب خاص حضرت ایشان است سلوک باطن را بخدمت آنحضرت
حاصل کردہ، خلافت یافت آنجناب اور ابشارت عمدہ عنایت کردہ اند۔
شیخ از دل و جان معروف (در خدمت) حضرت امام معصوم بود و چند نسخہ
۱۰ در احوال باطن آنجناب تصنیف نمودہ است یکی از آں جملہ کثیر الہدایت
است (۲/۲۳۵-۲۳۶-قلی)

ہمیں اب تک شیخ انور کی کسی تصنیف اور خصوصاً ان کی کتاب کثیر الہدایت
در احوال حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ کے وجود کا علم نہیں ہے۔ جن اصحاب
کو حضرت خواجہ کو غسل دینے کی سعادت نصیب ہوئی ان میں شیخ انور بھی شامل ہیں۔
۱۵ (رک تعلیقات حاضر ۲۴۹/۱۸-۲۰)

۶-۵/۲۷۸ جالندھر قصبہ مشہورہ است از قصباتِ دوآبہ
جالندھر کے محل وقوع اور دیگر تفصیلات کے لیے دیکھئے :
علی الدین : عبرت نامہ ۱/۲۳، و بامداد اشاریہ

۲۰ Imperial Gazetteer of India. Vol. xiv. p. 221-31

۱۴-۱۱/۲۷۸ مکاتیب کثیرہ مشتمل بشارات علیہ بنام وی (شیخ حسین منصور جالندھری)
مندرج است در جلدینِ آخرین اگر رجوع نمای احوال ایں
حضرت خواجہ کے ۹ مکاتیب شیخ حسین منصور کے نام ہیں :

۲ / ۱۲۰، ۱۰۹، ۹۲

۳ / ۲۰۰، ۱۶۴، ۱۳۰، ۹۹، ۳۵، ۳۰

ان مکاتیب میں شیخ حسین منصور کے نہایت دقیق سوالات کے جواب دیئے گئے ہیں نیز حضرت خواجہ نے اپنے آخری سالوں کے امراض کا بھی ان مکاتیب میں ذکر کیا ہے۔

حضرت مردج الشریعت نے شیخ حسین منصور کے بارے میں حضرت خواجہ کے تاثرات نقل کرتے ہوئے ان کے نام کے ساتھ ”برکی“ بھی لکھا ہے،
۵ فرماتے ہیں :

شیخ حسین منصور برکی علم فراوان بہ احوال و مواجید دارد و در دقائق معارف حضرت مجدد الف ثانی را نقی اللہ تعالیٰ عنہ کہ در تحقیق فنا و بقا و تجلی ذات بہ آں ممتاز اند بہ نظر بصیرت و وجدان نیک می آوردند و بہ آں متحقق است بعض امور مخصوصہ را از احوال خود بہ فقیر بیان نمود کہ از نوادر عالم بود..... حضرت ایشان (خواجہ محمد معصوم) احوال او رامی پسندیدند از ولایت کبری گذشتہ در ولایت اعلیٰ داخل شدہ، چنانچہ خود ایں معنی دقیق را دریافتہ است آنحضرت تصدیق او نمودند..... از حقائق و از تعین حبی نصیبی بومی ارزانی شدہ است۔

۱۵ (خزینۃ المعارف ۲۴/۴۴)

۶-۵/۴۸۰ قریہ مورندہ از مضافات بلدہ طیبہ سرہند است بلکہ شہت میل خام است از بلدہ منورہ

مورندہ، سرہند سے تقریباً ۱۴ میل شمال مشرق میں واقع ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھئے :

۲۰ ۱۔ گنڈاسنگھ : احمد شاہ درانی ۲۹۱

۲۔ علی الدین : عبرت نامہ ۱/۳۲۲، ۴۱۰

۳۔ خوشونت سنگھ : ہسٹری آف دی سکھس ۱/۱۵۷، ۲۱۶

۹/۴۸۰ (اخوان سجاد) بہ بشارات عالیہ بشر گردیدہ

اُن بشارات کے لیے دیکھئے مکتوبات معصومیہ ۱/۱۹۷-۲۷۳-۳۷۴

۱۱-۹/۴۸۰ شرح وقایہ بہ موجب امر اقدس بزبان فرس ترجمہ آں نمودہ

حضرت اخوند سجاد نے اس کے دیباچے میں ان امور کی خود وضاحت کی ہے، لکھتے ہیں :

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على خير خلقه
 مُحَمَّدٍ وآله واصحابه اجمعين بعد ہذا می گوید احقر
 عباد اللہ الغنی عبدالحق سجاد سرہندی کہ از ایام عنفوان جوانی
 ۵ توفیق الہی عز شانہ بہ صحبت کثیر البرکت قبلۃ الاقطاب شیخنا
 وسیدنا شیخ محمد معصوم ادام اللہ تعالیٰ ظلالہ انفاسِ آنحضرت
 بقدر استعداد از فوائدِ صحبتہا شکر ف بہرہ مندی کردند
 بعنایت ایزدی جل شانہ در ساعات فراغ ازاں صحبت نہ خلی
 بمطالعہ کتب دیگر از طلبہ علم داشتہم و اشتغال بر ترجمہ شرح و تائید
 ۱۰ می نمودم کہ در چنین مطالعہ مبتدین طلبہ علم بکار آید و متوسلین ایشان
 از شاگردانِ ایں فقیر در گفت و گوی دراز کردہ بودند
 چومرکز خاطر بود کہ بعد از اتمام آن بہ عبارتی کہ قریب بہ فہم مردم
 باشد خواہد نوشت بہاں طریق از سر نو کردہ در سنہ ہزار و ہفتاد و ششم
 اتمام نمود بہ مسائل شرح وقایہ سہمی گردانید۔ و چون شروع و اتمام آن
 ۱۵ در آدان سلطنت محب العلماء الاتقیاء و معین الفقراء الغریبا صاحب
 السیف زہد و الورع و التقوی سلطان محمد اوزنگ زیب شاہ عالم گیر
 بہادر بود تزیین آن را بہ دُعا خیر آن لازم دیدہ بہ فقرہ چند از دعای خیر
 آن بادشاہ دیں پناہ دیباچہ ایں کتاب را مزین ساخت
 (خطی نسخہ کتاب خانہ گنج بخش، اسلام آباد۔ نمبر ۹۱۳۰)

۲۰

اس اقتباس سے مندرجہ ذیل نتائج اخذ ہوتے ہیں :

۱۔ مترجم اخوند سجاد عنفوانِ جوانی سے ہی حضرت خواجہ سے وابستہ ہو گئے تھے۔

۲۔ مترجم خود مدرس تھے اور شرح وقایہ (عربی) مدرسہ سرہندی میں بھی بطور نصاب شامل تھی جس کا انہوں نے مدرسہ کے طلبہ کے لیے فارسی

میں ترجمہ کیا اور یہ ترجمہ بھی مدرسہ سرہند میں شامل نصاب تھا۔

۳۔ یہ ترجمہ ۱۰۷۶ھ میں حضرت خواجہ کے حین حیات ہی مکمل ہو گیا۔

۴۔ یہ ترجمہ اورنگ زیب کے نام معنون کیا گیا ہے۔ قدیم زمانے میں انساب کا یہی قاعدہ تھا۔

۵۔ اس ترجمے کا نام ”مسائل شرح وقایہ“ ہے۔

مذکورہ قلمی نسخے کے علاوہ اس کتاب کے بہت سے خطی نسخے دنیا کے کتب خانوں میں محفوظ ہیں۔ دو نسخے انڈیا آفس لاہوری ۲۵۹۱، ۲۵۹۲

ETHE-1-5 میں ہیں۔ کئی مرتبہ طبع ہو چکی ہے۔ نوکسور، کانپور دو مرتبہ دوم ۱۳۰۲ھ/۱۸۸۶ء طبع بمبئی ۱۸۷۷ء دو جلد، کانپور ۱۸۷۳ء (مشار: فہرست کتابہای چاپی فارسی ۱/۸۷۱)۔ اس کا آخری ایڈیشن مصباح الہدایہ

۱۰۔ ترجمہ شرح وقایہ کے نام سے دارالعرزیۃ للدعوة الاسلامیہ، منصورہ، لاہور، پاکستان ۱۹۸۲ء ہے۔

اخوند سجاد نے ہدایہ کی شرح بھی لکھی تھی۔ انڈیا آفس لاہوری میں اس کی صرف آخری یعنی چوتھی جلد کا خطی نسخہ محفوظ ہے۔ اس جلد کے ابواب و فصول کے لیے ملاحظہ ہو :

۱۵

Ethe: Cat. persian MSS. London. 1980 p 1398

ڈی این مارشل نے لکھا ہے کہ مترجم نے یہ شرح بھی اورنگ زیب کے نام معنون کی ہے :

Mughals in India. p. 8

۲۰

اخوند سجاد کی علم فقہ پر ایک اور کتاب مسائل ضروریہ کے نام سے ہے جس کا آغاز یوں ہوتا ہے :

الحمد لله الحمید الحنان الذی خلقنا من الانسان وجعلنا من امتہ النبی آخر الزمان المخصوص سبقۃ ودخول الجنان عن ریق بحر العیان می گوید اضعف

عباد اللہ تراب الاقدام اہل اللہ و علماء باللہ عبد الحق کہ معروف سجاد
سرمندی است کہ اس چند مسائل ضروریہ از فیروز شاہی و کتب دیگر
انتخاب نموده تحفہ برای عزیزان ساخته است تا ازین بہرہ مند گشتہ

..... اوراق ۳۲

- ۵ (خطی نسخہ کتاب خانہ گنج بخش اسلام آباد - نمبر ۵۴۴۸)
۱۴-۱۲/۴۸۰ اکثر حضرات احمدیہ را معلّم بودہ اند چنانچہ حضرت وحدت
بلا اشتباہ پیش اخوند (سجاد) خواندہ اند

حضرت وحدت نے خود اپنے ایک مکتوب بنام اخوند سجاد میں انہیں
”مخدومی و اساذی“ لکھا ہے (گلشن وحدت ۵۴/۶۶)

- ۱۰ سعادت غسل دادن حضرت ایثار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نیز اخوند مسطور (سجاد)
امیاز یافتہ

رک بہ تعلیقات حاضر (۲۴۹/۱۸-۲۰)

- چوں وقت وصال خال اکرم حضرت مروج الشریعت اخوند
رفیق سفر بودہ چنانچہ در احوال ایثار تحقیق این ماجر گذشتہ

- ۱۵ رک بہ کتاب حاضر (۳۲۱/۴-۵)

اخوان سجاد، حضرت خواجہ کے اکابر اصحاب میں سے تھے۔ آغاز جوانی میں

ہی حضرت خواجہ سے وابستہ ہو گئے (رک مسائل شرح وقایہ اقباس سابقہ

(۱۱-۹/۴۸۰) ان کا نام بعض مقامات پر عبد الخالق اور عبد الحق نقل ہوا ہے۔

ان کی مذکورہ تصانیف میں کاتبوں نے ”عبد الحق“ ہی نقل کیا ہے۔ روضۃ القیومیہ

- ۲۰ (۲۴۶/۲) میں بھی عبد الحق ہی ہے۔ مارشل کو ان کا عرف سجاد خطی نسخے

سے پڑھنے میں سہو ہوا ہے جو محض ناقل کی غلطی ہے ”د“ اور ”و“ میں

ناقل فرق نہیں کر سکا (حوالہ سابقہ) یعنی انہوں نے سجاد پڑھ لیا ہے جو

غلط ہے۔ صحیح ”سجاد“ ہی ہے۔

اورنگ زیب حضرت مروج الشریعت کا بہت عقیدت مند تھا۔

حضرت خواجہ کے وصال کے بعد جب اورنگ زیب کی خواہش پر حضرت مروج الشریعت

اس کے پاس دہلی گئے تو اخوند سجاد دل بھی شریک سفر تھے (کتاب حاضر ۳۲۱/۴-۵) ہمارا قیاس ہے کہ خود اور نگ زیب نے بعض دینی مقاصد کے لیے اخوند سجاد کو دہلی طلب کیا ہوگا یا حضرت مردج الشریعت انہیں اور نگ زیب کی تربیت کے لیے ہمراہ لے گئے تھے۔ یہاں ”قریہ خود کہ عودض معاش در آسجاد اشتر“ (۴/۴۸۱) سے یہ مراد لی جاسکتی ہے کہ یہ قریہ اخوند سجاد دل کو اور نگ زیب نے بطور مدد معاش دیا ہوگا۔

..... (میر رفعت بیگ) گرز دار طلائی شاہ جہان بادشاہ بودہ
 گرز اور گرز دار کے مفہوم کے لیے دیکھئے :

- ۱- فخر مدبر : آداب الحرب والشجاعت ۲۶۰، ۲۶۳، ۲۶۷
- ۲- ابوالفضل : آئین اکبری ۱/۱۳۸ (تحت آئین قورخانہ)
- ۳- محمد معین : فرہنگ فارسی
- ۴- صباح الدین عبدالرحمن : ہندوستان کے عہد وسطیٰ کا فوجی نظام ۴۳
- ۲۵-۲۲/۴۸۲ نقل مکتوبی از مکتوبات دفتر اول سی و ششم از آن جلد مبارک

ایرادی نماید.....

- ۱۵ لیکن مکتوبات معصومیہ مطبوعہ کی جلد اول میں یہ مکتوب نمبر ۳۸ ہے۔
- ۱۲/۴۸۳ میر رفعت بیگ کے ایک بیٹے میاں شکری تھے جو والد کے عین حیات ہی فوت ہو گئے۔ حضرت خواجہ نے اپنے ایک مکتوب میں اس کی وفات کا ذکر کیا ہے :

..... از ارتحالِ فرزند میاں شکری مرقوم نموده بودند و انواع تالم

- ۲۰ از فرقتِ او ظاہرِ ساخته حق سبحانہ اجر جزیل دید و نعم البدل
- کرامت فرماید (مکتوبات معصومیہ ۳/۵۲/۸۳)

میر رفعت بیگ گرز دار کے حالات صوفیہ کے تذکروں اور کتب تاریخ میں نہیں مل سکے۔ حضرت خواجہ کے مندرجہ ذیل پانچ مکاتیب ان کے نام ہیں :

۸۱، ۴۰، ۳۸ / ۱

۷۶، ۵۲ / ۳

حضرت خواجہ نے اپنے ایک مکتوب میں میر رفعت بیگ کے احوال پر
تحسین فرمائی ہے، لکھتے ہیں :

از احوالِ باطن نگاشۂ بودند از اعراض از ظل بالکل و اد بزوال و
نیستی آوردن آن و از ظل باصل گم دیدن اکثر اوقات از
سرورِ آن کیفیت عجیبہ روح می خواہد کہ از قالب پرواز نماید در آن وقت
عجب حالت بی خودی و نیستی دست می دہد کہ شرح آن از بیان خارج
ست — مطالعہ آن (عریضہ میر رفعت) محفوظ و متلذذ ساخت
احوال درست و سنجیدہ است و بشر حصول حقیقت فنا ہر درجہ کہ
ازیں دولت یسر آید مبارک است (۱۲۱/۷۶/۳)

۱۰-۹/۲۸۲ تجلی بر قبر اکبر شیخ محی الدین ابن العربی و تابعان او قدس اسرار ہم
تجلی ذات می فرمایند.....

مولانا جامی نے نقد النصوص میں ”تجلی ذات“ کی تشریح فرمائی ہے،
لکھتے ہیں :

”تجلی ذات“ و علامتش اگر از بقایای وجود ساکب چیزی ماندہ بود،
فنا ذات و متلاشی صفات است در سطوات انوار۔ و آن را ”صعقہ“
خوانند، چنانکہ حال موسیٰ علیہ السلام، کہ
۱۵

(نقد النصوص ۱۱۵، ۱۱۶، ۲۰۳ طبع چیتیک)
مدتی بر آن (تجلی ذات) استقرار داشتہ و آخر کار.....

۲۰ شیخ پیر محمد دہلوی کی حضرت خواجہ سے اس موضوع پر مراسلت بھی ہوئی
تھی، حضرت خواجہ انہیں لکھتے ہیں :

رہائی تام از تعلیقات کثیرہ کثرت یسر آید و جمال وحدت حقیقی
پردہ نہ کشاید وحدت و کثرت ضد یک دیگرند ساکب ہر چند جہات
کثرت با خود دارد و با حکام کثرت در آویختہ است از وحدت
دور و مہجور است (۹۰/۲)

۱۴-۱۲/۲۸۲ شیخ سیف الدین قدس سرہ مکتوبی کہ در تحقیق تجلیات خمسہ کہ.....

بہ دی (شیخ پیر محمد) بزرگداشتہ اند.....

رک بہ تعلیقات حاضر (۳۴۵/۶-۷)

۱۹/۴۸۴

۵ شیخ پیر محمد دہلوی حضرت خواجہ کے اکابر خلفاء میں سے تھے، صاحبزادگان بھی ان کا بڑا احترام کرتے تھے۔ حضرت حجۃ اللہ کا ایک مکتوب ان کے نام ہے جس میں اپنے آخری سفر حج کا ذکر و حدود سفر کا تذکرہ کیا ہے (وسیلۃ القبول ۱۱۶/۱۰۷/۱)

حضرت خواجہ سیف الدین سلطان عبدالرحمن (رک باں) کو لکھتے ہیں کہ شیخ پیر محمد دہلوی ان دنوں دہلی میں مقیم ہیں ان کے وجود کو غنیمت جان کر ان کی صحبت اختیار کریں :

۱۰ یکسر کمالات دستگاہ میاں شیخ پیر دریاں شہر مفتنم آنگاہ گاہی اگر ہم صحبت شدہ باشند بغایت احسن است (مکتوبات سیفیہ ۶۲/۴۳) اپنے ایک مکتوب بنام خواجہ محمد شریف بخاری (رک باں) میں لکھتے ہیں :

حقائق آگاہ میاں شیخ پیر خلی اظہار رضامندی از شما نموده بودند ایں

۱۵ سبب فرحت تام گردیدہ (ایضاً ۱۰۳/۱۳۵)

شیخ پیر محمد کے بارے میں سب سے اہم معلومات ان کے معاصر بزرگ حضرت شیخ محمد مراد ٹنگ کشمیری نے دی ہیں۔ شیخ محمد مراد اپنے مرشد گرامی حضرت وحدت کے ہمراہ ان کے گھر دہلی میں گئے تھے۔ وہ لکھتے ہیں کہ حضرات صاحبزادگان کے حکم کے مطابق شیخ پیر محمد دہلوی نے اورنگ زیب کی صحبت اختیار کی تھی، فرماتے ہیں :

۲۰ فضیلت و شیخت پناہ حقائق آگاہ شیخ پیر محمد کہ از جملہ خلفای حضرت قطب الاقطابی شیخ محمد معصوم قدس سرہ بود بامر حضرات صحبت دار ظل سبحانی ہم چندی بود و آمد و رفت اوقات معینہ داشت۔ مردی آگاہ بود واقف علوم و خوش خلق و خوش ہمہ چیز بود، دردہلی قدیم می بود در رکاب سعادت حضرت قطبی مرشدی محرابہ خانہ ایشان

رسیدہ بود، مردی صاحبِ فناء بقا و حاملِ کمالات۔ بدیدِ ظلِ سبحانی از
 اوضاعِ این معارف آگاہی راضی و شاکری بود و اعزہ دیگر از
 حضرات نیز رضامند بودند و بہ توسطِ دی عل مشکلات مردم در بار
 می شد۔ رحمۃ اللہ علیہ رحمۃ واسعۃ (تحفۃ الفقراء قلمی ۷۲-۷۳)
 نیز دیکھئے مقدمہ کتاب حاضر ”خلفاء حضرت خواجہ محمد معصوم اور نگزیب
 کی مصاحبت میں“

۵

مولف نزہۃ الخواطر (۵/۹۷، ۹۸) نے لکھا ہے کہ شیخ پیر محمد جنیدی
 شیخ احمد دیوبندی (خلیفہ حضرت مجدد الف ثانی) کے تربیت یافتہ تھے۔ وہ جنید
 من اعمال حصار (پنجاب) میں مقیم ہو گئے۔ اور نگزیب انہیں اپنے ہاتھ
 سے خط لکھتا اور ان کی بڑی تعریف کیا کرتا تھا۔

۱۰

ہمارے پاس اس بات کا کوئی ثبوت نہیں ہے کہ وہ ہی شیخ پیر محمد دہلوی
 ہیں۔ ممکن ہے وہ شیخ احمد دیوبندی کے وصال کے بعد حضرت خواجہ سے غسک
 ہو گئے ہوں اور انہیں دہلی میں قیام کرنے کا حکم دیا گیا ہو جیسا کہ شیخ محمد راکشمیری
 کا قول نقل کیا جا چکا ہے کہ انہوں نے حضرات کے حکم کے مطابق اور نگزیب
 کی صحبت اختیار کی اور دہلی میں مقیم ہوئے۔

۱۵

مکتوبات معصومیہ کی جلد سوم کا مکتوب ۱۴۶ جن شیخ میر دہلوی کے نام ہے
 وہ ہی شیخ پیر دہلوی ہیں پیر کی بجائے ”میر“ سہو کتابت معلوم ہوتا ہے۔ اس
 مکتوب میں حضرت خواجہ کے منقولہ بالا مکتوب کے مندرجات کا اعادہ بھی ہے
 کہ وحدت الوجود کی منزل تنگ سے تمہیں ترقی ہو اور اس تنگنای سے نکلو۔
 پریندہ کہ از قلعجات مشہورہ دکن است ۱۸/۲۸

۲۰

کتاب حاضر کی تالیف کے دوران جب کہ مولف خود پریندہ میں تھے،
 ”پریندہ“ اس وقت دکن کے معروف علاقہ اورنگ آباد میں بطور سرکار تھا:
 جنیدی، محمد محبوب: حیات آصف ۴۶۷ (بہ تلفظ پرینڈا)

اورنگ زیب کا قلعہ پر بندہ پر ۱۰۷۰ھ / ۱۶۶۰ء میں ہی بلا جنگ قبضہ ہو گیا تھا۔ (ماثر عالمگیری ۳۳، عالمگیر نامہ ۵۹۶ - ۵۹۸)
 مولفِ روضۃ القیومیہ نے لکھا ہے کہ شیخ حسین عشاق شیخ ابوالمنظف (رک بآں) کے خلیفہ اعظم تھے :

۱۱/۲۸۶

شیخ ابوالمنظف کے خلیفہ اعظم ہیں۔ نہایت عزیز الوجود تھے۔ جذبہ قوی تھا آپ کی توجہ کی کوئی شخص تاب نہ لا سکتا تھا جس پر توجہ کرتے بیہوش ہو جاتا۔ (۲۳۶/۲)

شیخ حسین عشاق کی ملاقات خواجہ محمد زبیر سے بھی ہوتی رہتی تھی۔

(ایضاً ۴/۱۵)

۱۰. ۴۸۷-۷-۷۰۰۰۰ (خواجہ عبدالصمد کابلی) بہ ولایتِ ظلی واصلی رسیدہ و بہ وی از کمالات نبوت علی اربہا الصلوات والتسلیمات شمیدہ
 حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہ خود فرماتے ہیں :

شما (خواجہ عبدالصمد کابلی) را از مقامِ خلعت نصیبی بہت و این تزیین ازاں است کہ مانا کہ ولایت شما ولایت ابراہیمی بہت (مکتوبات ۳/۲۱۴/۲۵۹)

۱۵

مولد خواجہ قریہ دیہ یعقوب است کہ یک فرسخ از کابل جانب لاہور واقع است۔
 روضۃ القیومیہ میں ہے :

۱۳/۲۸۷

دیہ یعقوب موضعِ ست بہ دو کردہ کابل (۴۳۵/۲) ایں موضع در جنوب شرقی کابل تخمیناً چہار میل فاصلہ دارد از کابل در کنار دیہ شیوکی (افادات آقای خلیل اللہ خیل)

۲۰

حضرت خواجہ عبدالصمد کابلی، حضرت خواجہ محمد معصوم کے اکابر خلفاء میں سے تھے جنہیں افغانستان میں بہت مقبولیت ہوئی۔ حضرت خواجہ کے یہ چھ مکاتیب ان کے نام ہیں :

۲۵/۲۸۷

۱/۲۳، ۸۳، ۱۸۸

۳/۳۱، ۱۵۶، ۲۱۴

حضرت خواجہ اور خواجہ عبدالصمد کے مابین بڑی موانست تھی، حضرت خواجہ

فرماتے ہیں :

یاران و ہمنشینان کہ پار و پار سال یک جا ہم سفر و ہم بستر بودند
و مونس و ہمدم کجا شدند (مکتوبات ۳/۱۵۶/۲۱۰)

حضرت مروج الشریعت لکھتے ہیں :

۵

خواجہ عبدالصمد کا بلی دریں مرتبہ از ترقیات دی بسیاری فرمودند بعد
فنا فی نفس بعض امور دیگر ہم می فرمودند بعد ازیں بسیار در خدمت عالی
گذرانیدہ و ترقیات نمودہ چنانچہ بحصول کمالات ولایت کبریٰ ممتاز
گردیدہ و تعیین بعض مقامات قرب از آل حضرت دربارہٴ مشار الیہ
مسموع گردیدہ و من اعظم کمالاتہ حصول حظ
مرعن مرتبہ العالی المعبر بالخلة والصباحة و انه
ابراہیمی المشرب علی صاحبہما الصلوٰۃ والسلام -
و از انحص کمالات حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ
نصیب کامل یافتہ کہ تفصیل آن را دفتری باید
(خزینۃ المعارف ۲۲/۲۳-۲۴)

۱۰

۱۵

حضرت مروج الشریعت کا ایک عربی مکتوب ”فنا و بقاء“ کے دقائق
پر خواجہ عبدالصمد کے نام ہے :

الی جناب زبدۃ السالکین مورد عنایات الاحد خواجہ
عبد الصمد کا بلی فی دقائق الفناء والبقاء ومع ما يتعلقہ
من الاسولة والاجوبة (ایضاً ۱۰/۲۰)

۲۰

حضرت مروج الشریعت کے دو اور مکاتیب شیخ عبدالصمد کے نام ہیں
ایک میں بیان استغنائی محبوب حقیقی (۱۶/۶) دوسرے میں غریب
بہ زیارت روضہ منورہ (۵۰/۷۳)

خواجہ عبدالصمد کا بلی کے بیٹوں نے اورنگ زیب کے ہاں ”نوکری“
کر لی تھی۔ حضرت حجۃ اللہ اپنے ایک مکتوب بنام اورنگ زیب میں ان کی

سفارش کرتے ہوئے لکھتے ہیں :

قبلہ گاہا فضائل و کمالات دستگاہ خدا آگاہ خواجہ عبدالصمد از دُعا
گویانِ خاص آنحضرت (اورنگ زیب) است فرزند ان مشائرا الیہ
جو انانِ قابل اند و ارادہ نوکری دارند امید کہ بہ عنایاتِ شاہی اند
گرداب تفرقہ برآیند و بہ ساحل جمعیت درآیند۔ (وسیلة القبول
۱/۳۷، ۲۹/۱۰۵، ۱۱۵/۱۰۵)

روضۃ القیومیہ میں ہے کہ خواجہ عبدالصمد ۱۰۴۰ھ میں حضرت خواجہ سے
بیعت ہوئے، بیعت ہونے کا سبب حضرت خواجہ کی شہرت بتایا گیا ہے (۲۲/۲)
کابل میں انہیں بہت مقبولیت ہوئی۔ (ایضاً ۲/۲۳۸)
خواجہ عبدالصمد کے ایک پوتے خواجہ محمد میردیہ یعقوبی حضرت خواجہ محمد زبیر
کے خلیفہ تھے (ایضاً ۲/۲۹۸)

۸/۲۸۸

..... مخدوم زادہ..... شیخ محمد اسماعیل سلعہ ربیعہ

یعنی شیخ محمد اسماعیل بن شیخ صفت اللہ بن حضرت خواجہ محمد معصوم

(رک بہ تعلیقات حاضر ۲۸۶/۲۲، ۲۸۸/۱۵-۱۶، ۱۹)

۱۱-۹/۲۸۸ میر عبداللہ کہ پدرِ عرویں حضرت حجۃ اللہ قدس سرہ بودہ
تعیاتی خدمت بخشی گری کابل
۱۵

حضرت حجۃ اللہ کے مجموعہ مکتوبات خصوصاً وسیلۃ القبول کی جلد دوم میں جن
میر حاجی عبداللہ کے نام بہت سے مکاتیب ہیں وہ یہی میر عبداللہ بخشی کابل ہیں
جو حضرت حجۃ اللہ کے سسر بھی تھے۔ حضرت خواجہ سیف الدین کا بھی ایک مکتوب
ان کے نام ہے (مکتوبات سیفیہ ۲۰۲/۱۸۱) میر عبداللہ بخشی کے نام حضرت خواجہ
کے مکتوب کے لیے دیکھئے مکتوبات معصومیہ ۳/۳۷، ۶۸

۱۵-۱۲/۲۸۸ نواز شنامہ بایں مضمون مرقوم گشتہ کہ دربارِ ان فقیر خواجہ محمد عتیف و
شیخ عبدالکریم بسیار مفتہند
۲۰

یہاں حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہ کے اس مکتوب کی طرف اشارہ
ہے جو آپ نے میر عبداللہ بخشی کابل کے نام لکھا، فرماتے ہیں :

نوشتہ بودند کہ بہ یکی از خلفای این سرزمین (کابل) امر شود کہ واسطہء
حصول مطالب این فقیر بود و توجہات معروف می داشتہ باشند۔
مخدومای شیخ عبدالکریم این جا حاضر بود باو گفتہ ام و خواجہ محمد حنیف
ہماں جا (کابل) ست بہ شما خواہد فرمایند۔ احتیاج نوشتن نیست
(مکتوبات ۳/۳۷۷-۶۸-۶۹)

۵

۲۲/۴۸۸ شیخ عبدالکریم کابل حضرت خواجہ کے معروف خلفاء میں سے تھے، آپ نے ایک
مکتوب میں ان کے احوال پر اطمینان کا اظہار فرمایا ہے :
استقامت اوضاع شما کہ گوش زدی شود سبب مسرت گردد.....
احوال و ترقیات خود نوشتہ بودید رسید مضامین آن بہ وضوح انجامید
..... شکر آن بجا آرند..... (۲/۱۴۱/۴۱)

۱۰

حضرت مروج الشریعت کے دو مکاتیب شیخ عبدالکریم کابل کے نام ہیں۔
اول بہ دلالت پناہ معرفت انتباہ خدمت شیخ عبدالکریم کابل در بیان
معارفی کہ بہ کلمہ مطہرہ مطہر اتم تعلق دارد کہ در عبارات مشائخ کرام در نعت
سید انام علیہ و علی آلہ الصلوٰۃ و اٰلہ السلام... (خزینۃ المعارف ۶/۲۸-۳۱)

۱۵

دوم..... حقائق آگاہ شیخ عبدالکریم کابل در حصول بشارت اسرار مختصہ
حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ در بارہ حضرت ایثار با حضرت مروج الشریعت
یعنی تبدل دنیا بہ آخرت..... (ایضاً ۲۵/۴۶-۴۷)

حضرت مروج الشریعت، حضرت خواجہ کے خلفاء کے احوال بیان کرتے
ہوئے لکھتے ہیں :

۲۰

شیخ عبدالکریم کابل روزی (حضرت خواجہ محمد معصوم) فرمودند کہ حضرت
مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ آن قدر بایں مرد (شیخ عبدالکریم کابل)
مہربانی می نمایند کہ کسی از یاران مہربانی می نمایند در سفر دیگر بہ حصول
ولایت کبریٰ بل نصیبی از کمالات نبوت دی را ممتاز گردانیدند و
مناسبت اورا بہ مرتبہ ارشاد بیار می فرمودند، دریں سفر از حقیقت
کعبہ حناء و از حقیقت قرآنی بہرہ برداشتہ و بہ آن ممتاز گردیدہ (ایضاً ۲۴/۴۳)

صوفی مغربی، شیخ قاسم کابلی کے والد گرامی تھے۔ روضۃ القیومیہ میں ان کا نام صوفی عبداللہ مغربی لکھا ہوا ہے :

صوفی عبداللہ مغربی آنحضرت (خواجہ محمد معصوم) کے خلیفہ ہیں۔ آنحضرت نے آپ کو خلافت دے کر مغرب میں بھیج دیا وہاں بہت سے لوگوں نے آپ سے فائدہ اٹھایا (۲۴۴/۲)

بلا قاسم پسر صوفی مغربی در شرح حال اور۔

۱۵/۴۸۹

ملا قاسم کے نام حضرت خواجہ کا صرف ایک ہی مکتوب ہے، لکھتے ہیں: کتابتی کہ از راہ محبت ارسال داشته بودید رسیدہ، خوش وقت ساخت از تصفیہ عناصر اربعہ عمومات تصفیہ عنصر خاک خصوصاً نوشتہ بودند، مطالعہ آن بسیار مخطوط ساخت، عالی است بس شگرف و ہمچنین حالتی کہ در نماز اومی دہد ا میل ست و اثر حالت معراجیہ است کہ خواص عباد را رومی دہد (مکتوبات مصومیہ ۲۸۲/۲۳۵/۳)

معلوم ہوتا ہے کہ ملا قاسم کابلی نے سلوک کی تعلیم کا آغاز حضرت

خواجہ سیف الدین کی خدمت میں کیا۔ حضرت خواجہ سیف الدین اپنے ایک خلیفہ بنام حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہ میں ان کے داخل حلقہ ہونے کا ذکر کرتے ہیں (مکتوبات سیفیہ ۱۱/۲) مولف روضۃ القیومیہ (۲۴۴/۲) نے جن اخون قاسم خراسانی کا ذکر کیا ہے ان کا تعلق اور قیام بھی خراسان میں ہی بتایا ہے اس لیے وہ ملا قاسم کابلی سے مختلف شخصیت ہیں۔ یونان زوار حسین مرحوم نے غلط فہمی کی بنا پر ان کو ایک ہی سمجھ لیا ہے (انوار مصومیہ ۳۷۰)

..... حافظ آباد کی از تصبات مضافہ بلدہ دار السلطنت لاہور است ۱۵-۱۳/۴۹۰

کہ سہ مرحلہ از لاہور است

حافظ آباد گوجرانوالہ (پنجاب) سے ۳۷ میل کے فاصلے پر ہے۔

وزیر آباد۔ فیصل آباد ریل کے ذریعہ بھی آمد و رفت ہوتی ہے۔

..... مرحومی شیخ محمد باقر کہ مناسبت ہمشیرگی داشت

۱۴/۴۹۰

یعنی شیخ محمد باقر لاہوری اور ملا محمد امین حافظ آبادی آپس میں بھائی تھے۔

، مشیرگی، ”شیر خوارگی از یک پستان۔ برادر یا خواہر رضاعی بودن“ (فرہنگ معین)

حضرت خواجہ سیف الدین کے مکاتیب بنام مفتی محمد باقر لاہوری (رک بہ تعلیقات حاضر ۴۵۲-۴۵۵) میں جس طریقے سے ملا محمد امین حافظ آبادی کا

ذکر آیا ہے اس سے ان کے گہرے تعلقات بخوبی واضح ہیں (مکتوبات سیفیہ ۵
۱۱۹/۱۴۸، ۱۲۲/۱۵۱)

ملا محمد امین حافظ آبادی کے نام حضرت خواجہ محمد معصوم کے چار مکاتیب ہیں

۱۸/۴۹۰

(۲/۱۱۶، ۱۵۵ - ۳/۱۰۲، ۱۹۶) ایک مکتوب میں لکھتے ہیں :

کتابتی کہ از راہ محبت فرستادہ بودند، رسیدہ خوش وقت ساخت

۱۰ مناسبی بہ صفت علم و بہ حقیقت کعبہ نوشتہ بودند بہ صفت علم چہرا

مناسبت نباشد کہ مربی شیخ شما ہماں صفت است شما نیز

ازیں حقیر طلب اذن نمودہ بودید، مخدوما اگر اذن فقیر را ہیج مدخلے

ہست شمارا اذن دادیم (۲/۱۵۵/۲۵۳)

اگر اس مکتوب میں ”شیخ شما“ سے مراد مفتی محمد باقر لاہوری ہیں تو اس

۱۵ سے یہ نتیجہ اخذ کرنا بے جا نہ ہوگا کہ ملا محمد امین نے تعلیم سلوک کا آغاز اپنے بھائی

مفتی محمد باقر سے کیا اور اجازت طریقہ حضرت خواجہ سے لی۔

دوسرے مکتوب میں تحریر فرمایا ہے :

نصیبی ولو فی الجملہ ازیں مقام شمارا حاصل ست و قطرہ ازیں بحر

بی پایان در کام جان شما چکاندہ اند (۳/۱۰۲/۱۴۶)

آخری مکتوب میں لکھا ہے :

۲۰

نوشتہ بودند کہ در بعضی اوقات در نماز فرض خصوصاً در حالت امامت

حالتی روی می دہد کہ گویا جسد گداختہ می شود از مہابت عظمت

او تعالیٰ و در وقت سجدہ خوش نمی آید کہ سر از سجدہ برداشتہ شود۔

واضح گردید مطالعہ آں ذوقین و خوش وقت ساخت (۳/۱۹۶/۲۴۳)

حضرت خواجہ سیف الدین کے دو مکاتیب ملا محمد امین حافظ آبادی کے

نام ہیں، ایک میں لکھتے ہیں :

سعادت آثار میاں شیر محمد بہ دخول طریقہ علیہ استفادہ یافتہ ظاہر بہ شما
معرفی ہم دارد از حقیقت احوالات ظاہری و باطنی خویش
اطلاع می داده باشد کہ باعث توجہات غائبانہ است و هیچ کس داخل
طریق شدہ است یا نہ اگر شدہ بہ چہ کیفیت است بہ مفصلاً خواهند
نوشت کہ خاطر نگران است۔ (مکتوبات سیفیہ ۱۲۱/۸۱)

۵

اس اقتباس سے یہ نتیجہ اخذ ہوتا ہے کہ حضرت خواجہ کے حین حیات
اور آپ کے وصال کے بعد ملا محمد امین کی باطنی تربیت حضرت خواجہ سیف الدین
کے ذمے تھی اور وہ ان کے مریدین کے احوال کی بھی نگرانی فرماتے تھے۔
آخری مکتوب میں خواجہ سیف الدین لکھتے ہیں :

۱۰

..... عریضہ کہ در خدمت حضرت قبلہ گاہی (خواجہ محمد معصوم) مرسل
بود بنظر مبارک درآمد چند کلمہ بدستخط خاص جواب کتابی شما کہ متضمن
بشارت است نوشتہ آمد از کمال محبت غائبانہ ترقیات عالی
نصیب شماست (ایضاً ۱۸۸/۲۰۴)

۱۵

حضرت خواجہ سیف الدین اپنے مکتوب بنام مفتی محمد باقر لاہوری میں
ملا محمد امین حافظ آبادی کے احوال بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں :
ملا محمد امین نصیبی از استہلاک و اضطلال یافتہ است و از حضور
خود بخود بہرہ داشتہ امید است کہ بہ کمال آں متحقق گردد (ایضاً
۱۳۸/۱۱۹) فضائل مآب ملا محمد امین ہم بعضی فوائد حاصل نمودند
و مستوجہ فوق اند (ایضاً ۱۲۲/۱۵۱)

۲۰

روضۃ القیومیہ (۲/۲۲۳) میں جن محمد امین کے بارے میں درج ہے
کہ انہیں حضرت خواجہ محمد معصوم نے ”ہر سہ ولایت کی خوش خبری دی“ سے
واضح نہیں ہے کہ یہاں کون محمد امین مراد ہیں ؟ اس نام کے مفصلہ ذیل اصحاب
حضرت خواجہ کے حلقہ میں شامل تھے۔

(۱) ملا محمد امین حافظ آبادی (۲) ملا محمد امین بدخشی کی صاحب تاج الحرمین

(۳) میر محمد امین بخاری (۴) محمد امین لاہوری

..... نختہ بنیادی ۵-۴/۴۹۱

نختہ بنیاد اوزنگ آباد کو کہتے ہیں۔

..... سہ جلد مصحف مجید بدستخط خود (شیخ عطاء اللہ سورتی) نوشتہ ۱۰-۴/۴۹۱

۵ شیخ عطاء اللہ سورتی نے قرآن پاک کی کتابت کو رزق طیب کے لیے اختیار کیا تھا۔ حضرت خواجہ سے اس پیشہ کے لیے اجازت طلب کی تو جواباً فرمایا :

نوشتہ بودند کہ بجهت بی استقلالِ عیال بہ کتابتِ قرآن مجید اشتغال دارد و داعیہ آنست کہ دست از ہمہ تعلقات افشاندہ این انفاہ منہ و درابہ ذکر صرف نماید منتظر حکم است، مخدومانفقہ عیال از واجبات ست فکر آن ہم ناگزیر ست کسب حلال ہم کنند..... (مکتوبات معصومیہ)

(۱۳۰/۸۸/۳)

شیخ عطاء اللہ سورتی کے ہاتھ کا کتابت کیا ہوا قرآن مجید حضرت خواجہ محمد معصوم کے روضہ انور پر تھا جس کا طول دو گز اور عرض ایک گز سے زیادہ تھا۔

روضہ ۲/۲۴۱

۱۵

معلوم ہوتا ہے کہ شیخ عطاء اللہ حضرت خواجہ کے لیے کتابت بھی کرتے تھے چنانچہ انہوں نے مریدین کو دینے کے لیے شجرات کتابت کر کے سرہند میں حضرت خواجہ کی خدمت میں بھیجے تھے جس کے نسخے آپ نے معتقدین کو دیئے۔ (مکتوبات معصومیہ ۱۳۱/۸۸/۳)

۲۰ حضرت خواجہ سیف الدین کا ایک مکتوب شیخ عطاء اللہ کے نام ہے۔ جس میں لطائف کا بیان اجمالاً کیا گیا ہے (مکتوبات سیفیہ ۲۵-۲۶/۱۳) حضرت خواجہ سیف الدین نے اپنے مکاتیب بنام خواجہ محمد شریف بخاری میں ”میاں عطاء اللہ“ نام کے ایک معتقد کا ذکر کیا ہے ممکن ہے کہ یہ شیخ سورتی ہی ہوں۔ (ایضاً ۱۱۵/۱۳۳، ۱۵۸/۱۳۱) شیخ عطاء اللہ سورتی کے دو بیٹے تھے یعنی فضلی اور شیخا، دونوں ہندی کے اچھے شاعر تھے (روضہ ۲/۲۴۱)

سورت، بمبئی کے مشہور علاقوں میں سے ہے۔

شیخ نور محمد سورتی، حضرت ملا عطاء اللہ سورتی (رک باں) کے دوستوں میں سے تھے، حضرت خواجہ نے اپنے ایک مکتوب بنام ملا عطاء اللہ سورتی میں لکھا ہے کہ تینوں طالبوں کو شیخ نور محمد توجہ دیں تو بہتر ہے (۱۳۱/۸۸/۳)

۱۱/۲۹۲

حضرت خواجہ کا ایک مکتوب شیخ نور محمد سورتی کے نام ہے جس میں انہیں "اوقات ذکر و فکر" میں گزارنے کی تلقین کی گئی ہے (۵۷/۲۸/۳)

۱۲-۱۱/۲۹۳ رَبَّنَا..... الْكَافِرِينَ

قرآن ۱۴۷/۳

۱۰ محسن نام کی دو شخصیتیں حضرت خواجہ محمد معصوم سے منسلک تھیں۔ ایک مولانا محسن سیالکوٹی اور دوسرے حافظ محمد محسن دہلوی، موخر الذکر حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی کی اولاد میں سے تھے ان سے حضرت سید نور محمد بدایونی نے استفادہ کیا اور ان سے حضرت میرزا مظہر جان جاناں شہید نے (رک مقامات مظہری ۲۳۶ و بامداد اشاریہ) مولانا محسن سیالکوٹی اور حافظ محمد محسن دہلوی دونوں کے نام حضرت خواجہ کے مکاتیب میں لیکن تذکرہ نویسوں نے ایک دوسرے کے احوال کو اس طرح ملا دیا ہے کہ ان کے درمیان فرق کرنا دشوار ہو گیا ہے۔ حافظ محمد محسن دہلی ہی میں رہے وہیں وفات ہوئی اور اپنے جد اعلیٰ حضرت شیخ محدث کے جوار میں دفن ہوئے۔ ان کا سیالکوٹ سے تعلق ہونا ثابت نہیں ہوتا۔ جب کہ مولانا محسن سیالکوٹی کے دہلوی ہونے کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔

۱۵ مکتوبات معصومیہ کے جامعین نے واضح الفاظ میں ایک کا نام مولانا محسن سیالکوٹی (۸۰/۲۸/۲) اور دوسرے کا حافظ محمد محسن (۱۱۰/۶۷/۲) لکھا ہے۔

حضرت خواجہ کا ایک مکتوب بنام مولانا محسن سیالکوٹی ہے جس کا موضوع "ذکر کمالی کہ مناسب مقام جمع است و آنچه مناسبت: مجمع بعد الفرق دارد و بیان عین الیقین و حق الیقین" (۸۰/۲۸/۲-۸۲) ہے۔

حضرت خواجہ سیف الدین نے اپنے مکتوبات میں ملا محمد محسن سیالکوٹی کا ذکر

ان الفاظ میں کیا ہے :

چوں کمالات دستگاہ شیخ محمد محسن سیالکوٹی کہ خود را در اعلیٰ کلمہ حق
فدا ساختہ است و امر معروف و نہی منکر شیوہ مرضیہ دوست بہ جہت
تبلیغ بعضی امور دینی متوجہ ملازمت است ... (مکتوبات سیفیہ ۸۵/۱۲۴)
۵ اخوند ملا محسن سیالکوٹی دریں مدت کہ در ایام عرس آمدہ بود بحصول کمالات
نبوت اشارہ نمودند (ایضاً ۱۴۲/۱۹۸)

حضرت مروج الشریعت ملا محسن سیالکوٹی کے بارے میں لکھتے ہیں :

۱۰ ملا محسن سیالکوٹی، دریں سفر کمالات نبوت بشر شد۔ یک مرتبہ ہماں
روزی کہ از وطن آمدہ بود دی را آن حضرت (خواجہ محمد معصوم) طلبیدند
بعد از برخاستن بہ فقیر (حضرت مروج الشریعت) فرمودند کہ متوجہ دی
شدم دیدم کہ خلعتی عالی و بہ انوار مزین دی را عنایت شد، معلوم شد کہ
خلعت قطبیت ارشاد بود اما مقید بہ بقعہ وطن دی شکر ایزدی
جل شانہ بجا آوردند (غزینۃ المعارف ۲۴/۴۴-۴۵)

۱۵ حضرت خواجہ سیف الدین قدس سرہ نے اپنے ایک مکتوب در ذکر
بعضی احوال یاران کہ حضرت ایشاں بہ آل حضرت (خواجہ سیف الدین) درین
آوردہ اند میں حافظ محسن اور اخوند ملا محسن سیالکوٹی الگ الگ ذکر کیا
ہے (۱۴۲/۱۹۹-۱۹۹) جو اس امر کا بین ثبوت ہے کہ یہ دونوں شخصیتیں
ایک دوسرے سے مختلف تھیں۔ نیز صاحب مقامات معصومی نے جو نہایت
باشعور مولف تھے ملا محسن سیالکوٹی کے احوال میں انہیں حضرت شیخ محدث
۲۰ کی اولاد میں سے نہیں بتایا اور نہ ہی ان دونوں اصحاب کے احوال کو ایک
دوسرے سے ملانے کا سہوان سے ہوا ہے بلکہ انہوں نے حضرت خواجہ کے
خلفاء دہلی میں سے مولانا محسن کا لکھ کر کیا ہے (۴۹۸)

روضۃ القیومیہ میں اخون میر محسن سیالکوٹی اور ان کے خلیفہ حافظ نور محمد کا
بھی ذکر ملتا ہے (۲۳۸/۲) میر محسن سیالکوٹی کے خلفاء نے خواجہ محمد زبیر سے

بیعت کر لی تھی خصوصاً حافظ نور محمد سیالکوٹی مذکور (ف ۱۱۵۱) کے خلفاء
شیخ محمد سعید سیالکوٹی (۲/۲۹۸) شیخ محمد اعظم سیالکوٹی (۴/۳۰۳) اتاذ حدیث
حضرت شاہ ولی اللہ دیرمیرزا منظر جان جانان شہید (مقامات منظری بامداد اشاریہ)
صدفی عبدالرحیم سیالکوٹی (ردضہ ۴/۳۰۳)

۲۱-۲۰/۲۹۲ در یک بلدہ دارالسلطنت لاہور دو خلیفہ کہ در کنوز احوال آہنا
مشرح شدہ
اس مفتاح (نہم) کی کنز ششم در احوال شیخ محمد باقر لاہوری (۲۵۲-۲۵۵)
اور کنز ہفت دہم در احوال میر سید شرف الدین حسین لاہوری
ہے (۲۴۵-۲۴۶)

۱۶/۲۹۵ حافظ محمد شریف لاہوری کے نام حضرت خواجہ محمد معصوم کے مندرجہ ذیل
آٹھ مکاتیب ہیں :

۱/ ۱۳، ۱۳۱، ۱۳۲، ۲۰۲

۲/ ۱۲۴، ۹۸

۳/ ۱۲، ۱۳

۱۵ حافظ محمد شریف لاہوری نے سلوک کی ابتدائی تعلیم مفتی محمد باقر لاہوری سے
حاصل کی اور انہیں کی کوشش و سفارش سے وہ حضرت خواجہ سے منسلک
ہوئے۔ حضرت خواجہ اپنے ایک مکتوب بنام حافظ محمد شریف لاہوری میں لکھتے ہیں :
مخدوما مکرما بالتماس سعادت آثار میاں محمد باقر توجہی بجانب شما نمودہ
آمد آں نواحی را بہ شمعان انوار شمار روشن و منور یافت و دید کہ خلائق
آنجا ہی توجہی بہ شما دارند در ضمن خلعتی ہم بہ شما احاطہ کردہ کہ خلعت
مداریت آن مقام باشد (۲/۱۲۴/۲۴۵)

۲۰ حضرت خواجہ سیف الدین مفتی محمد باقر لاہوری کو حافظ محمد شریف کے
بارے میں اطلاع دیتے ہوئے لکھتے ہیں :
حقائق آگاہ حافظ محمد شریف دریں سفر از راہ معنی کہ بہ حضرت ایشان
دارند بہرہ از کمالات مرتبہ نبوت بہ طریق تبعیت یافتند و بہ ایں

سعادتِ عظمیٰ کہ منتہای از کمالِ اولیاست مشرف شدند، وجودِ شریفِ ایشان مغتنمِ شمرده کسبِ سعادت نمایند..... (مکتوباتِ سیفیہ ۱۵۱/۱۲۲)

حضرت خواجہ سیف الدین نے حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہ کا یہ قول نقل کیا ہے :

۵

حافظ محمد شریف لاہوری را فرمودند کہ از راہِ معیت در کم چیزِ کوتاہی دارد و از ہمیں راہ بہ کمالاتِ نبوت واصل است (ایضاً ۱۹۸/۱۴۲) حضرت مروجِ الشریعت نے حضرت خواجہ کے مندرجہ ذیل اقوال نقل کئے ہیں :

۱۰

حافظ محمد شریف لاہوری در وقتِ رخصت متوجہ بر حالِ او شدند، بعد ازاں بہ فقیر (حضرت مروجِ الشریعت) فرمودند کہ دی در عروج بود چون نخواست نمود انوارِ عروج با خود گرفتہ آمدہ در مرتبہ دیگر کہ در خدمتِ علیہ آمدہ بود می فرمودند کہ بسیار بر می نمود و بہ فناءِ نفس و حقوق بہ مبداءِ تعسین مشترک است۔ در سفر دیگر بحصولِ کمالاتِ ولایتِ کبریٰ سر بلند گردیدہ بن کمالاتِ وراثت نیز بمرشد (خزینۃ المعارف ۲۴/۲۵۵)

۱۵

حافظ محمد شریف لاہوری کا سال وفات معلوم نہیں ہے۔ حضرت خواجہ سیف الدین اپنے ایک مکتوب بنام مفتی محمد باقر لاہوری میں ان کے وصال کے بارے میں لکھتے ہیں :

۲۰

خبر ارتحالِ حافظ جیو کہ نگاشتہ بودند بہ وضوح انجامید..... وجودِ ایشان رحمتی بود در آن نواحی۔ در خدمتِ حضرت ایشان عرض نمودہ، با صوفیہ عظام ختمِ قرآن مجید کردہ شد و آن حضرت ہم شریک بودند امید است کہ برکاتِ آلِ بایشان رسیدہ باشد (مکتوباتِ سیفیہ ۱۸۴/۲۰۶-۲۰۷)

اس اقتباس میں ”حافظ جیو“ سے مراد حافظ محمد شریف لاہوری ہیں کیونکہ مکتوباتِ سیفیہ کے جامع نے مکتوب کے آغاز میں اس کا موضوع ”ارتحالِ حافظ محمد شریف“ واضح الفاظ میں لکھا ہے۔

حضرت خواجہ سیف الدین کے مندرجہ بالا مکتوب سے یہ نتیجہ اخذ ہوتا ہے کہ حافظ محمد شریف لاہوری کے وصال پر سرہند شریف میں ہونے والے ختم میں خود حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہ بنفس نفیس شریک تھے یعنی حافظ محمد شریف، حضرت خواجہ کے وصال ۱۰۷۹ھ سے قبل فوت ہوئے۔ مکتوبات معصومیہ کی تیسری جلد میں حافظ محمد شریف لاہوری کے نام دو مکاتیب ہیں (۱۲، ۱۳) یہ تیسری جلد ۱۰۷۳ھ میں مرتب ہوئی گو یا وہ اس وقت تک بقید حیات تھے۔ اس طرح ان کا وصال ۱۰۷۳ھ سے ۱۰۷۹ھ تک کسی سال حدود ۱۰۷۷ھ میں ہوا ہوگا۔

حضرت خواجہ کے حلقہ میں محمد شریف نام کے مندرجہ ذیل اصحاب شامل تھے۔

۱۰

۱۔ حافظ محمد شریف لاہوری

۲۔ محمد شریف بخاری

۳۔ ملا محمد شریف کابلی

۴۔ حاجی محمد شریف خادم

۵۔ سید محمد شریف

۱۵

تذکرہ نویسوں نے بلا تحقیق ان سب حضرات کے احوال کو ایک دوسرے سے ملا دیا ہے۔ البتہ حاجی محمد شریف خادم کے خصائص حضرت خواجہ نے اپنے ایک مکتوب بنام امام الدین پنجابی میں بیان کئے ہیں (۱/۹۲) اور حضرت خواجہ سیف الدین نے اپنے ایک مکتوب بنام مفتی محمد باقر لاہوری میں حافظ محمد شریف کے نام کے ساتھ ”حاجی“ کا لفظ بھی لکھا ہے۔ (مکتوبات سیفیہ ۱۳۵/۱۶۲) جس سے قیاس کیا جاسکتا ہے کہ شاید حافظ محمد شریف اور حاجی محمد شریف خادم ایک ہی ہوں۔

۲۰

ایک شیخ محمد شریف خلیفہ حضرت شیخ سعدی لاہوری (خلیفہ حضرت شیخ آدم بنوڑی) بھی تھے جن سے عبدالحکیم حاکم لاہوری (صاحب تذکرہ مردم دیدہ) بیعت تھے (مردم دیدہ ۱۹۳) لیکن یہ شیخ محمد شریف قصوری

تھے (ظواہر- قلمی ۱۹۶ ب) انہیں شیخ محمد شریف قصوری کو ظواہر میں کئی مقامات پر افغان بتایا گیا ہے اس لیے انہیں حاجی محمد شریف قصوری جو نسلاً حمیری تھے (شجرہ انساب مرتبہ مولوی غلام رسول قصوری) اور شیخ سعدی لاہوری کے خلیفہ شیخ محمد شریف قصوری افغان تھے اس لیے ان دونوں کو ایک شخصیت ثابت کرنے کی کوشش عبث ہے۔

۵

ایک اور میر محمد شریف لاہوری جو دہلی میں دفن ہیں وہ حافظ محمد شریف لاہوری خلیفہ حضرت خواجہ محمد معصوم سے قطعاً مختلف ہیں کیونکہ میر محمد شریف مدفون دہلی دراصل شاہ پیر محمد لکھنوی کے خلیفہ تھے (فرحت الناظرین ۷۵)

۱۰

حاجی امان اللہ لاہوری کے حالات ہمیں متعارف تذکروں میں نہیں مل سکے ان کے ہم نام مولانا امان اللہ لاہوری حضرت مجدد الف ثانی کے خلفاء میں تھے جو ۱۰۳۱ھ کوچ کے لیے گئے اور شام و مصر کی سیاحت کرتے ہوئے وہیں فوت ہو گئے (زبدۃ المقامات ۳۸۸-۳۸۹) جبکہ حاجی امان اللہ لاہوری ۱۰۶۸ھ کے سفر حج میں حضرت خواجہ محمد معصوم کے شریک سفر اور حدود ۱۱۱۰ھ کو ان کا سال وصال بتایا گیا ہے۔ گویا حاجی امان اللہ لاہوری خلیفہ حضرت خواجہ اور مولانا امان اللہ لاہوری (خلیفہ حضرت مجدد) بالکل مختلف اصحاب ہیں۔

۱۵

شیخ محمد فاروق لاہوری کے حالات سے بھی تذکرے خالی ہیں۔ حضرت خواجہ محمد معصوم کے مکتوبات میں میرزا محمد فاروق (۸۰/۱) اور خواجہ محمد فاروق بن اخوند عبدالغفور سمرقندی (رک بہ کتاب حاضر ۵۰۴) کے نام مکاتیب موجود ہیں لیکن شیخ محمد فاروق لاہوری ان سے مختلف شخصیت ہیں۔

۲۰

..... بشارت ولایت علیا صریح در مکتوبات شریفہ بنام دی (شیخ محمد عارف لاہوری) مندرج است

حضرت خواجہ اپنے ایک مکتوب بنام مفتی محمد باقر لاہوری میں لکھتے ہیں: محمد عارف مناسبتی بہ ولایت علیا پیدا کردہ بود و تصفیہ عناصر کہ می یافت ازیں راہ گذر بود لیکن مسکن در ولایت کبری داشت۔ الحال دریں دوسہ روز دران ولایت بہ توجہ معلوم شد کہ رسید حقیقت تصفیہ عناصر

در آن جاست پیشتر صورت تصفیہ عناصر در این جا بود (۳/۱۲۸/)

(۱۷۷-۱۷۸، ۳/۱۵۰/۲۰۴)

شیخ محمد عارف لاہوری کے نام حضرت خواجہ کا صرف ایک ہی مکتوب ہے جس میں لکھتے ہیں :

آنچه از احوال پسندیدہ خود نوشتہ بودند..... مطالعہ آن مخطوط و متلذذ

ساخت..... (۲/۵۰/۸۳-۸۴)

حضرت خواجہ نے اپنے مکاتیب بنام مفتی محمد باقر لاہوری میں شیخ محمد عارف لاہوری کے باطنی احوال تحریر فرمائے ہیں جس سے یہ نتیجہ اخذ ہوتا ہے کہ وہ پہلے مفتی محمد باقر کے حلقہ میں تھے اور انہیں کی سفارش و تحریک

پر حضرت خواجہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ (۳/۱۲۸/۱۷۷، ۲۰۴/۱۵۰)

حضرت خواجہ سیف الدین نے بھی اپنے ایک مکتوب بنام مفتی محمد باقر میں

شیخ محمد عارف لاہوری کا تذکرہ کیا ہے۔ جس سے مندرجہ بالا بیان کی مزید تصدیق

ہوتی ہے (مکتوبات سیفیہ ۱۳۰/۱۵۷)

حضرت مروج الشریعت نے لکھا ہے کہ شیخ محمد عارف لاہوری حضرت خواجہ

کے "یاران مخصوص" میں سے ہیں (غزنیۃ المعارف ۲۴/۴۰)

مولف روضۃ القیومیہ (۲/۲۴۳) نے حضرت خواجہ کے خلفاء میں ایک

عاجی عارف کا ذکر کیا ہے ان کے نام حضرت خواجہ کے مکاتیب بھی ہیں لیکن

یہ معلوم کرنے کا کوئی ذریعہ نہیں ہے کہ یہی لاہوری بزرگ تھے اسی طرح

بغیر نسبت کے مکتوب (۲/۲۴۴) پر مولانا عارف کا نام بھی آیا ہے۔

میر حسین متخلص بہ عارف لاہوری کا تعلق بھی عہد اورنگ زیب سے

ہے (فرحت الناظرین ۱۷۶، پاکستان میں فارسی ادب ۲/۲۱۷) لیکن یہ

زیر بحث شیخ محمد عارف لاہوری سے بالکل مختلف شخصیت ہیں۔

مولانا محمد امین بخاری ثم پشادری کے نام حضرت خواجہ محمد معصوم کے مندرجہ

ذیل مکاتیب موجود ہیں :

۱/۱۱۹، ۲/۲۸، ۱۲۷، ۳/۲۹

۱۵/۴۹۷

ان کی نسبت ”بخاری ثم پشادری“ کسی مکتوب میں بھی نہیں لکھی گئی
مکتوب اول میں تو ان کے نام کے ساتھ کوئی نسبت ہے ہی نہیں فقط
مقامات معصومی میں اس مکتوب کے اقتباس سے یہ معلوم ہوا ہے کہ یہ مکتوب
بھی ان کے نام ہے۔ مؤخر الذکر تینوں مکاتیب میں ”میر محمد امین بخاری“ اور
(۲۸/۲) میں ”سیادت پناہ میر محمد امین بخاری“ درج ہے۔

ان مکاتیب میں مولانا محمد امین بخاری کے احوال پر تحسین کی گئی ہے۔
روضۃ القیومیہ میں ہے مولانا محمد امین بخاری حضرت خواجہ کے ”صاحب جذب
قوی“ خلیفہ ہیں (۲۲۳/۲)۔

حاجی سلیم بلخی، بلخ کے مشائخ میں سے تھے۔ ان کے نام حضرت خواجہ کے
مندرجہ ذیل تین مکاتیب ہیں :

۱۳۸۰۶۰۰۵۵/۲

مؤخر الذکر مکتوب میں ان کے ایک مرید حاجی احمد ترک کا ذکر بھی کیا گیا ہے
یہ مکاتیب مکاشفات اور بشارات علیہ سے پُر ہیں۔

..... جلد ثالث از مکتوبات شریفہ (حضرت خواجہ محمد معصوم) راحب الایامی
مخدوم زادہ ثانی حضرت حجۃ اللہ قد سنا اللہ سبحانہ بسرہ الاقدس
جمع فرمودہ.....

مکتوبات معصومیہ کی جلد ثالث کے جامع حاجی محمد عاشور بخاری اس امر
کی خود وضاحت اس طرح کرتے ہیں :

بحسب اشارۃ صاحب وصاحب جزاء جہاں منبع بحر العرفان.....

مخدوم و مخدوم زادہ ارجمند حضرت خواجہ محمد نقشبند..... متصدی جمع

آں گردید..... (۵/۳)

حضرت خواجہ محمد نقشبند ثانی حجۃ اللہ بن حضرت خواجہ محمد معصوم اور حاجی
محمد عاشور بخاری میں بڑی موانست تھی۔ حضرت حجۃ اللہ نے حاجی عبد اللہ کے
نام اپنے مکاتیب میں حاجی محمد عاشور کا ذکر کیا ہے۔ ایک مکتوب میں اپنے
مریدین افغانستان کو سلام لکھتے ہوئے ملا عاشور کا نام بھی لکھا ہے

(وسیلۃ القبول ۳۰/۱۳/۲)۔ دوسرا خط حضرت حجۃ اللہ کے آخری سفر حج سے متعلق ہے جس میں سفر کے حدود و تاریخ سے حاجی عبداللہ، ملا سکندر اور ملا عاشور کو آگاہ کیا ہے۔ (ایضاً ۱۰۴/۶۳/۲-۱۰۵)

حاجی محمد عاشور بخاری کے نام حضرت خواجہ کے مندرجہ ذیل چار مکاتیب

موجود ہیں :

۵

مکتوب اول در آنکہ کلمہ طیبہ توحید متضمن خلاصہ تمام سلوک است

(۱/۱۴۵/۲۹۶/۲۹۷)

دوم در بعضی اسرار غامضہ (۲/۳۴/۵۸)

سوم در بیان طریق اہل اللہ و خلاصہ سیر و سلوک ایشان و بیان فنای

۱۰

لطائف عالم امر و بقا آہنبا (۳/۱۵-۱۷)

چہارم در بیان طریق توجہ (۳/۲۵۱/۲۹۲)

حضرت خواجہ کے حین حیات حاجی محمد عاشور بخاری مادر اہل نہر خصوصاً بخارا ہی میں متعین اور تربیت طلب میں مصروف تھے۔ حضرت خواجہ نے اپنے مکاتیب بنام تیموریگ کولابی میں انہیں حاجی محمد عاشور کی خدمت میں رہ کر تعلیم سلوک کی تکمیل کا حکم دیا ہے :

۱۵

عددی کہ انہی حاجی محمد عاشور بہ شما نوشتہ اند بر طبق آن عمل نمایند

و از جانب ما بطریق سفارت بآہنبا طریقہ بگویند... (۳/۸۲/۱۲۶)

(۱۸۶/۲۳۶)

مکتوبات معصومیہ کی جلد اول میں حاجی محمد عاشور بخاری کے نام مکتوب

۲۰

(۱/۱۴۵) میں ان کے نام کے ساتھ لفظ ”حاجی“ نہیں لکھا گیا یہ جلد ۱۰۶۳ھ

میں مکمل ہوئی لیکن دوسری جلد میں ان کے نام کے ساتھ جامع نے ”حاجی“ لکھا

ہے (۲/۳۴، ۱۳۲) اور تیسری جلد کے منقولہ بالا اقتباس میں تو حضرت خواجہ

نے خود ان کے نام کے ساتھ لفظ ”حاجی“ بھی تحریر کیا ہے۔ اور تیسری جلد

کے دیباچے میں اپنے نام کے ساتھ خود بھی حاجی لکھا ہے۔ دوسری جلد ۱۰۷۲ھ

میں اور تیسری ۱۰۷۳ھ میں تکمیل کو پہنچیں۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ حاجی محمد عاشور

نے پہلی جلد کی تکمیل ۱۰۶۳ھ کے بعد اور دوسری جلد کی تدوین ۱۰۷۲ھ سے پہلے
حج کیا۔ عین ممکن ہے حضرت خواجہ کے ہمراہ ۱۰۶۸ھ میں یہ سعادت نصیب ہوئی ہو۔
حاجی محمد عاشور بخاری حسینی سید تھے، انہوں نے اپنا پورا نام اس طرح
لکھا ہے :

۵ اصغف عباد اللہ الباری حاجی محمد عاشور بن حاجی مرزا محمد البخاری
الحسینی (۲/۳)

دوسری جلد کے جامع جو خود حسینی سید تھے یعنی میر شرف الدین حسینی ہر دی
نے بھی ان کا نام :

سیادت پناہ جامع جلد ثالث حاجی محمد عاشور بخاری (۲/۳۴/۵۸)۔

۱۰ لکھا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ دوسری جلد کی ترتیب ۱۰۷۲ھ کے دوران ہی
حاجی محمد عاشور نے مکتوبات معصومیہ کی تیسری جلد کی تدوین کا آغاز کر دیا تھا۔
اور اس سے لگے سال ۱۰۷۳ھ میں یہ جلد مکمل ہو گئی "مکتوبات قطب زمانہ"
سے اس کا سال تدوین برآمد ہوتا ہے۔ (۵/۳)

۱۵ حاجی محمد عاشور بخاری شاعر بھی تھے ان کی نشر و نظم دونوں کا نمونہ ان کی
مرتبہ مکتوبات معصومیہ کی جلد سوم کا دیباچہ ہے۔ جس میں نشر کے علاوہ دس اشعار
کی ایک نظم، تین قطعات اور ایک رباعی بھی ہے لیکن انہوں نے اس میں
یہ وضاحت نہیں کی کہ یہ اشعار خود ان کی تصنیف ہیں۔ غالب گمان ہے کہ یہ
اشعار انہیں کے ہیں۔

۲۰ حضرت خواجہ سیف الدین نے حضرت خواجہ محمد معصوم کی خدمت میں
ادزنگ زیب کی صحبت میں رہتے ہوئے جو عریضے ارسال کیے تھے ان میں
لکھا ہے کہ حاجی عاشور بھی آپ کی "غایات خاصہ" کے امیدوار ہیں۔
(مکتوبات سیفیہ ۱۳/۴)

جس سے یہ نتیجہ اخذ کیا جاسکتا ہے کہ حاجی محمد عاشور کو سلوک کی مشق
کے لیے حضرت خواجہ سیف الدین کی خدمت میں بھیج دیا گیا تھا۔ نیز حضرت
خواجہ سیف الدین نے ان کے نام کے ساتھ بخاری کی بجائے "بلخی" لکھا ہے

ممکن ہے وہ اصلاً بخارا کے ہوں اور بلخ میں مقیم رہے ہوں۔

۸-۷/۴۹۸ در سال ہزار و صد و ہفت بہ رحمت حق پیوستہ در دار الخلافہ شاہ جہان آباد
آسودہ است۔

گویا حاجی محمد عاشور بخاری ۱۱۰۷ھ میں دہلی میں فوت ہوئے اور وہیں
دفن بھی — ہمیں کسی ذریعے سے بھی معلوم نہ ہو سکا کہ وہ دہلی میں آکر کب
اور کیوں مقیم ہوئے تھے ممکن ہے اورنگ زیب کی مصاحبت میں رہتے ہوں۔
مندرجہ بالا اقتباسات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت خواجہ محمد معصوم نے انہیں کولاب
میں متعین کیا تھا [کولاب، یکی از پرگنات بدخشان است (تذکرہ کالیوں اکبری ۱۰۴)]
کولاب کے قدیم محل وقوع و مباحث کے لیے دیکھئے :

۱۔ بارٹولڈ : گزیدہ مقالات بامداد اشاریہ

۲۔ تعلیقات عرشی بر تاریخ اکبری ۲۸۷

۳۔ تعلیقات مینورسکی بر حدود العالم ۴۲، ۲۰۵

۴۔ تاریخ بدخشاں بامداد اشاریہ (رک تعلیقات حاضر ۵/۸۹)

حضرت خواجہ سیف الدین کے مکتوب مذکورہ بالا سے اندازہ ہوتا ہے کہ
وہ بخارا میں حاجی عبداللہ کے ہم نشین تھے۔ گویا حاجی محمد عاشور بخارا، بلخ اور
کولاب میں مقیم رہے اور حضرت حمزہ اللہ کے تیسرے سفر حج کے بعد دہلی آئے
ہوں گے۔ ممکن ہے ان کے ہمراہ آئے ہوں۔

حاجی محمد عاشور بخاری خطاط بھی تھے ان کا خط نہایت پختہ اور پاکیزہ
تھا۔ مولانا محمد سالم بن حضرت شاہ ابوالخیر مجددی دہلوی کے کتب خانہ
(کوسٹ پاکستان) میں فصل الخطاب کا ایک قدیم قلمی نسخہ ہے۔ حضرات مجددیہ
کو یہ نسخہ ناقص الآخر حالت میں دستیاب ہوا تھا۔ حضرات نے حاجی محمد عاشور
بخاری سے اس کی تکمیل کے لیے کہا تو انہوں نے اس امر پر عمل کیا۔ نسخہ کے
آخر میں انہوں نے اس کی وضاحت بھی کی ہے۔

خانقاہ مجددیہ قلعہ جواد کابل میں مکتوبات حضرت مجدد الف ثانی کا جو متبرک
نسخہ حضرت خواجہ محمد معصوم ہے (جس کے بعض اوراق کا عکس شامل کتاب ہذا

ہے) اس پر تحریر تملیک انہیں حاجی محمد عاشور بخاری کی ہے۔ اسی طرح خانقاہ نقشبندیہ سراجیہ کنڈیاں (پاکستان) میں انیس الطالبین کے خطی نسخہ پر بھی ان کے دستخط ہیں۔ فصل الخطاب کے نسخہ مذکورہ کے آخری اوراق کا خط اور انیس الطالبین کا خط ایک جیسا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ انیس الطالبین کا مکمل نسخہ انہیں حاجی محمد عاشور کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے۔

۵

مکتوبات معصومیہ کی جلد ثالث کے علاوہ حاجی محمد عاشور بخاری نے حضرت خواجہ کے رسالہ "احادیث در اذکار یومی دلیلی" کی بھی تدوین کی تھی اور اس پر ایک دیباچے کا اضافہ کیا تھا۔ یہ غیر مطبوعہ دیباچہ ہم نے کتاب حاضر کے مقدمے میں بعنوان "تالیفات حضرت خواجہ" کے تحت نقل کر دیا ہے۔

۱۰

یہاں ایک غلط فہمی کا ازالہ لازم ہے کہ ڈاکٹر محمد حسین تبسبی نے کتابخانہ احمدیہ سعیدیہ موسیٰ زئی ضلع ڈیرہ اسماعیل خان میں ایک کتاب مقامات شیخ خواجہ محمد معصوم تالیف حاجی محمد عاشور بخاری کتابت ۱۳۲۱ھ کاتب نور محمد موسخلی کی نشاندہی کی ہے (کتابخانہ ہای پاکستان ۱/۱۷۲) ڈاکٹر تبسبی صاحب کو غلط فہمی ہوئی ہے یہ نسخہ، احقر نے خود مذکورہ کتاب خانے میں جا کر دیکھا ہے۔ یہ دراصل مکتوبات معصومیہ کی جلد ثالث ہے جس کے دیباچے میں حاجی محمد عاشور کے نام سے انہوں نے سمجھ لیا کہ یہ مخطوطہ شاید حضرت خواجہ کے مقامات پر ہے۔

۱۵

اس جلد کا سال کتابت واسم کاتب بالکل یہی ہے جو مقامات کا بتایا گیا ہے۔ حافظ محمد صادق کابلی کے بارے میں روضۃ القیومیہ میں ہے کہ جب اورنگزیب نے حضرت خواجہ سے کہا کہ اپنا کوئی خلیفہ میرے پاس بھیجے تو آپ نے حافظ محمد صادق کو روانہ فرمایا جہاں اہل شکر میں سے بھی اکثر فوجی ان کے مرید ہوئے :

۲۰

حافظ صادق از اکل خلفای حضرت امام معصوم است وقتیکہ سلطان عالمگیر از آنحضرت طلب خلیفہ کرد باد صحبت دارد و آنجناب حافظ صادق را ہمراہ اد کردند سلطان از صحبت اد بسیار استفادہ گرفت و اکثر مردم شکر پیش او مرید شدند (۲/۴۳۶)

اس امر کی تصدیق حضرت خواجہ کے مکتوبات بنام حافظ محمد صادق سے

بھی ہوتی ہے کہ وہ لشکر کے ہمراہ رہتے تھے۔ انہوں نے اہل سپاہ کو اجازت تلقین و ارشاد کے بارے میں استفسار کیا تو جواباً حضرت خواجہ نے لکھا:

۵ در باب اجازت اہل سپاہ نوشتہ بودند کہ مردم گفتگو دارند۔ مخدوماً آنچہ شما در جواب آں مردم گفتہ اید سخن ہماں ست بزرگان ما اہل ابتدار کہ رشدی در صحبت آنہامی بیند این قسم اجازت متقیہ با شخاص معدودہ دادہ اند (۳/۲۴۰/۲۸۶)

۱۰ مولف مقامات معصومی اس سے قبل وضاحت کر چکے ہیں کہ حافظ محمد صادق کو خلافت ہی صرف ”بر مغلیہ بادشاہی در بلدہ دارالخلافہ بادشاہ تمام نشستہ بود“ کے مقصد سے دی گئی تھی (۲۸۴) یعنی وہ اہل لشکر اور بادشاہ کی اصلاح احوال پر توجہ رکھیں۔

۱۵ حضرت خواجہ نے اپنے ایک مکتوب بنام محمد میرک بیگ بدخشی گرز بردار میں حافظ محمد صادق کابلی کے احوال و مناقب تحریر کئے ہیں، لکھتے ہیں: معلوم شریف باشد حقائق و معارف آگاہ اخوی اعززی شیخ محمد صادق از انحصار اصحاب و خلص احباب ایں جانب ست بلکہ از راہ ولادت معنوی داخل فرزند ان ماست بالتماس شماروانہ آں حدود نمودہ شدہ است امید کہ یاران و دوستان از صحبت مشارالہ مستفید و مستفیض خواہند شد (۳/۲۴۰/۲۸۶)

۲۰ ایک اور مکتوب میں حضرت خواجہ نے محمد میرک کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنے کے لیے حافظ محمد صادق کابلی کو لکھا ہے (۱/۱۱۷/۲۰۲)

حضرت مروج الشریعت نے محمد میرک بدخشی کو لکھا ہے: صحبت حقائق آگاہ خواجہ محمد صادق راستخت غنیمت شمردند ع دادیم تراز گنج مقصود نشان (خزینہ ۱۱۸/۱۳۵-۱۳۶) حضرت مروج الشریعت نے حافظ محمد صادق کابلی کے احوال کے بارے میں نہایت اہم اطلاعات دی ہیں:

حقائق آگاہ حافظ محمد صادق از غلط اصحاب واجلہ احباب حضرت
قبلہ ماست ساہا بہ طلب صادق برپای توکل و قناعت و تبتل و
انقطاع در خدمت آن عالی حضرت بسر بردہ و آنحضرت را نظر
عنایت خاص بہ حال شار الیہ بردہ در تربیت و تکمیل وی ہمت
می گماشتند تا آنکہ مدت قلیلہ و بہ سبب توجہات کثیرہ آنحضرت
آثار رشد و ہدایت بر صنف باطن شار الیہ شرف ظهور فرمودہ
بہ کمالی کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ بہ بیان آن ممتاز اند
تحقق حاصل شد تا مدارج نہایت النہایت آشاساخت چنانچہ
بکمالات دراشت بر سر شد و بہ نوید وصول بہ حقائق ثلاثہ ممتاز فرمودند...

(خزینہ ۲۴ / ۴۲-۴۳)

۱۰

ایک اور مکتوب میں فرماتے ہیں :

بشارات عظیمہ کہ از حضرت قبلہ ارباب آن حقائق آگاہ بہ تکرار شنیدہ
است دکم کسی را بہ آن خصوصیات ممتاز کردہ باشند
شما از مقبولان خاص حضرت ایشان اند و آنحضرت را نظر مخصوص بحال
شما است (ایضاً ۸۴ / ۱۰۹-۱۱۰)

۱۵

..... از یاران شاہ جہان آباد احوال شیخ پیر گذشتہ
رک بہ کتاب حاضر ۴۸۴ مع تعلیقات

۲۱ / ۴۹۸

..... سید اسرائیل

۲۱ / ۴۹۸

یہاں سید اسرائیل کو حضرت خواجہ کے خلفاء مقیم دہلی میں سے بتایا گیا ہے۔
حضرت خواجہ کے ان کے نام حسب ذیل چار مکاتیب ہیں :

۲۰

اول بہ سیادت مآب سید محمد اسرائیل در بیان آنکہ شرارت نفس از شرارت
عدم و از شرارت الجیس زیادہ است (۱۴۸-۱۴۵ / ۹۰ / ۲)
دوم در غلو مطلب و مجرطاب (۱۴۹ / ۱۰۴)

سوم در حقیقت فنا فی اللہ و تخلص تام از دقائق شرک نفسی (۱۵۴ / ۱۱۶ / ۳)
چہارم در بیان آنکہ لغای حقیقی مومود با حضرت ست و مشاہدات دنیاوی ہمہ

بہ ظلال وابستہ است (۲۴۹-۲۴۸/۲۰۳/۳)

حضرت خواجہ نے اپنے ہر مکتوب میں ان کے نام کے ساتھ "یادت مآب سید" تحریر کیا ہے اور حضرت خواجہ سیف الدین نے انہیں "میراں سید" لکھا ہے، خواجہ محمد شریف بخاری کو حضرت خواجہ کے دو خلفاء مقیم دہلی یعنی شیخ پیر دہلوی، اور سید اسرائیل کی صحبت سے مستفیض ہونے کی تلقین کرتے ہیں :

..... میاں شیخ پیر و جناب کمالات دستگاہ میراں سید اسرائیل ہم آنجا تشریف دارند اگر گاہی ملاقات بہ ایشاں می شدہ باشد بسیار خوب است بالجملہ ایں دو عزیز از یاران مخصوص اند (مکتوبات سیفیہ ۱۳۵/۱۰۳)

مولانا محسن (دہلوی)

۲۲/۴۹۸

مولانا محسن دہلوی (ف ۱۱۴۷ھ) حضرت شیخ محدث دہلوی کی دُختری اولاد میں سے تھے۔ ان سے شیخ نور محمد بدایونی نے استفادہ کیا اور ان سے مرزا مظہر جان جاناں شہید نے (مقامات منظری بامداد اشاریہ) نیز ان کے نام حضرت خواجہ کا ایک مکتوب ہے (۱۱۳-۱۱۰/۶۷/۲)

۲۲/۴۹۸

..... خواجہ ماہ ولد خواجہ عبدالرحمن نقشبندی ہم از خلفای معتبر گذشتہ اند.....

خواجہ محمد ماہ بن خواجہ عبدالرحمن بن خواجہ عبدالعزیز نقشبندی، مادر اء النہر سے آنے والے خواجہ زادگان میں سے تھے۔ خواجہ عبدالعزیز نقشبندی جہانگیر کے عہد میں معزز عہدوں پر فائز تھے۔ تزک جہانگیری میں ان کا کسی مرتبہ ذکر آیا ہے، مآثر جہانگیری میں بھی ان کو مختلف عہدوں پر سرفراز کرنے کا تذکرہ ملتا ہے،

(۳۱۸، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۶، ۳۹۹)

آٹھویں سال جلوس جہانگیری (۱۰۲۲ھ/۱۶۱۳ء) میں انہی عبدالعزیز نقشبندی کے بھائی خواجہ قاسم بھی مادر النہر سے جہانگیر کے پاس آئے تو اس نے بارہ ہزار روپے بطور نذر پیش کئے، لکھتا ہے :

در ادا فراردی بہشت خواجہ قاسم برادر خواجہ عبدالعزیز کہ از خواجہای

نقشبندیہ است از ماوراء النہر آمدہ ملازمت نمود بعد از چند روز
دوازده ہزار روپیہ بہ طریق انعام بہ او مرحمت شد (جہانگیر نامہ ۱۳۷)
ہمارا خیال ہے کہ حضرت مجدد الف ثانی جہانگیر کے لشکر میں رہنے کی
پابندی کے دوران جب لاہور تشریف لائے اور یہاں آپ نے ”گذر حاجی سوائی“
میں جن خواجہ قاسم کی حویلی میں قیام فرمایا تھا وہ یہی خواجہ قاسم برادر خواجہ عبدالعزیز
نقشبندی تھے۔ حضرت خواجہ محمد معصوم لکھتے ہیں :

حضرت ایشاں ماقدسنا اللہ سبحانہ بسرہ الاقدس دراں ہنگام کہ
بہ تقریب سلطان وقت در بلدہ لاہور تشریف داشتند اول یک
دوماہی در گذر حاجی سوائی در حویلی کہنہ خواجہ قاسم تشریف داشتند...
(مکتوبات معصومیہ ۱/۲۵/۱۰۶-۱۰۷)

۱۰

انہیں خواجہ عبدالعزیز کے بیٹے خواجہ عبدالرحمن نقشبندی شاہ جہان کے
عہد میں مختلف عہدوں پر فائز رہے۔ خواجہ عبدالرحمن کے بیٹے خواجہ محمد صدیق
ملقب بہ خواجہ ماہ تھے جن کے نام حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہ کے
مکاتیب میں۔ خواجہ محمد ماہ نقشبندی کے دو بیٹے خواجہ عبید اللہ خان (ف ۱۱۴۷ھ/
۱۷۳۴ء) اور خواجہ عبدالعزیز خان (ف ۱۱۵۲ھ/۱۷۳۹ء) بھی مغل عہد کے
کبار امراء میں تھے (تاریخ محمدی ۸۹، ۱۱۳) اس خاندان کے کا مختصر شجرہ یہ ہے:

۱۵

خواجہ عبدالعزیز خان نقشبندی

خواجہ عبدالرحمن خان نقشبندی

خواجہ ماہ (خواجہ محمد صدیق)

۲۰

خواجہ عبید اللہ خان خواجہ عبدالعزیز خان

خواجہ محمد صدیق ملقب بہ خواجہ ماہ نقشبندی کے بارے میں کتاب حاضر
(مقامات معصومی) کے مندرجہ بالا بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ دہلی میں رہتے
تھے۔ خواجہ ماہ کے نام حضرت خواجہ محمد معصوم کے مندرجہ ذیل تین مکاتیب میں :

اول۔ در اعزاد نصیحت و ترغیب بر شریعت علیہ و سنت سنہ و بردوام ذکر
(۱۲۹/۳)

دوم۔ در شرح احوال او (خواجہ ماہ) و فرق در مقام فنای جذبہ کہ مقام حیرت
ست و فنای حقیقی (۳/۱۸۱/۲۳۱-۲۳۲)

سوم۔ در شرح بعضی کلمات مصطلحہ قوم (سلسلہ نقشبندیہ) [۳/۲۰۴/۲۵۱-
[۲۵۳]

امراء کے اس نقشبندی خانوادہ خواجگان کے حالات کے لیے ملاحظہ ہو:

(۱) جہانگیر بادشاہ : جہانگیر نامہ بامداد اشاریہ [سلسلہ خواجہ عبدالعزیز نقشبندی
و خواجہ قاسم]

(۲) کاموکار حسینی : مآثر جہانگیری بامداد اشاریہ [خواجہ عبدالعزیز نقشبندی]

(۳) کنبوہ، محمد صالح : عمل صالح ۳/۹۹، ۳۷۱ [خواجہ عبدالرحمن نقشبندی]

(۴) حارثی، محمد بن رستم : تاریخ محمدی بامداد اشاریہ

۴۹۹/۵-۷ میر غضنفر داراشکوہی

۱۵ غضنفر خاں بن الہ وردی خاں نام کے جس امیر کے حالات کتب تاریخ
میں ملتے ہیں ان سے مکمل طور پر داراشکوہی ہونے یعنی داراشکوہ سے کامل
توسل کا ثبوت نہیں ملتا۔ مآثر الامراء میں صرف اس قدر ہے کہ وہ داراشکوہ کی
لڑائی (جنگ تخت نشینی مابین فرزند ان شاہ جہان) میں دائیں طرف کی فوج
میں تھا (۲/۸۶۳)

۲۰ حضرت خواجہ کے مندرجہ ذیل تین مکاتیب میر غضنفر داراشکوہی کے نام ہیں
لیکن کسی مکتوب میں ان کے نام کے ساتھ نسبت ”داراشکوہی“ مذکور نہیں ہے:
اول۔ بہ میرزا غضنفر در تذکیر و تنبیہ و حفظ اوقات (۲/۲۱/۴۷-۴۸)
دوم۔ بہ سیادت پناہ حاجی الحرمین الشریفین میر غضنفر در تہنیت حج (۲/
۴۹/۸۲) یعنی یہ مکتوب میر غضنفر کو حج کی سعادت نصیب ہونے پر
مبارک باد کے طور پر لکھا گیا ہے۔

سوم۔ در شرح اذواق و تعبیر وقائع کہ نوشتہ بودند (۳/۳۲/۴۸-۵۰)

اس مکتوب میں اس کے باطنی احوال پر مبارک و اطمینان کا اظہار فرمایا ہے۔

دارا شکوہ سے منسلک ایک اور امیر مرزا عبید اللہ بیگ دارا شکوہ ہی بھی

حضرت خواجہ کے خلیفہ تھے (رک بہ کتاب حاضر ۴۵۶-۴۵۷)

۵ سیادت پناہ میر عارف نبیہ میر محمد نعمان ہر چند مقبول حضرت
مخدومی شیخ محمد اسماعیل

۹/۴۹۹

میر محمد عارف نبیہ حضرت میر محمد نعمان کی حضرت خواجہ نے تعریف کی ہے۔

ایک مکتوب میں انہیں "فضائل پناہ" لکھا ہے (۳/۸۱/۱۲۵)

میر محمد نعمان بدخشی کے حالات کے لیے ملاحظہ ہو تعلیقات حاضر (۲۲/۹۸)

۱۰ میر محمد عارف نے اورنگ زیب کے ہاں ملازمت کر لی تھی۔ اس ملازمت
کے لیے حضرت مروج الشریعت اور حضرت خواجہ سیف الدین نے اورنگ زیب
سے سفارش کی تھی۔ حضرت مروج الشریعت لکھتے ہیں :

بنام سلطان وقت بادشاہ عالی جاہ حضرت محمد عالمگیر حضرت سلامت!

سیادت پناہ میر عارف از صحبت پیر دستگیر (خواجہ محمد مصوم) فراوان

۱۵ بہرہ یافتہ بحدی کہ مردم از صحبت او بہرہ مند اند اگر در خلوت عالیہ

راہ یابد وہ خطاب مستطاب ممتاز گردد تا در مجالس سکوت بہرہ ور شود

نہایت عنایت مندی است (خزینۃ المعارف ۱۱۹/۱۳۷)

حضرت خواجہ سیف الدین اورنگ زیب کو لکھتے ہیں :

..... کمالات دستگاہ میر محمد عارف کہ از دُعا گویان قدیمی است

متوجہ ملازمت معلی ارسال داشتہ آمد، یقین کہ بہ مطالعہ خاص خواہند

۲۰

در آمد (مکتوبات سیفیہ ۸۰/۱۲۰)

تفصیل کے لیے دیکھئے مقدمہ کتاب ہذا "خلفای حضرت خواجہ اورنگ زیب
کی مصاحبت میں"

۱۰-۹/۴۹۹ میر عبدالفتاح پسر ایشاں (میر محمد نعمان بدخشی)

میر عبدالفتاح، حضرت مجدد الف ثانی کے معروف خلیفہ میر محمد نعمان بدخشی

کے صاحبزادے اور حضرت خواجہ کے خلیفہ تھے۔ میر عبدالفتاح نے علماء صوفیہ کا ایک تذکرہ مفتاح العارفین کے نام سے لکھا ہے جس میں توقیت کے اعتبار سے صوفیہ کے حالات تحریر کئے ہیں۔ سلسلہ نقشبندیہ کے افراد کو اس میں خصوصی مقام دیا ہے۔ رک بہ مقدمہ کتاب حاضر ”حیات حضرت خواجہ محمد معصوم کے مآخذ“

حضرت خواجہ محمد معصوم کی ایک مجلس کا چشم دید حال بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں :

شیخ سیف الدین روزی یکی از مریدان ایشان کتابی بخدمت والد بزرگوار ایشان (خواجہ محمد معصوم) نوشته بود فقیر کاتب حروف راں مجلس حاضر بودہ کہ کتابت رسیدہ (ورق ۲۶۰-۱)

حضرت خواجہ کا ایک مکتوب میر عبدالفتاح کے نام ہے جس میں انہیں حصول کمالات کے لیے کمر بستہ رہنے کا حکم دے کر طلب فرمایا ہے (۲۵/۳) (۵۴-۵۵)

در مستقر الخلافۃ اکبر آباد شیخ محمد جان

۱۰/۴۹۹

حضرت خواجہ کا ایک مکتوب شیخ محمد جان اکبر آبادی کے نام ہے ، لکھتے ہیں :

..... طالب را برنگ مطلوب می برآرد و جوش عشق است کہ سالک را از وجود بشریت سبکبار می کند و از تنگنای انانیت می رہاند

(۱/۲۱/۹۱-۹۲)

۲۰ مولانا محمد جان در سکی بعد از وصول بہ درجہ کمال و تکمیل بر

۱۸-۱۵/۴۹۹

بادشاہ خلد مکان خلافت معصومی یافتہ و بہ بی نفسی تمام زندگانی نمودہ یعنی مولانا محمد جان در سکی کو حضرت خواجہ محمد معصوم نے خلافت دے کر بادشاہ اورنگ زیب کی تربیت کے لیے مقرر کیا۔ اس سے پیشتر دو اصحاب کو اسی مقصد سے نعمت خلافت ملی تھی (رک بہ مقدمہ کتاب حاضر) حضرت خواجہ کے دو مکاتیب مولانا محمد جان در سکی کے نام ہیں :

اول۔ در تحقیق ولایات سرگانه و حقیقت اطمینان نفس و شرح صدر و کمالات

لطائف عالم امر و عالم خلق و..... (۲/۹۷/۱۵۳-۱۵۶)

دوم۔ مشتمل بر بعضی اذواق علیہ بود (۳/۱۵۸/۲۱۱-۲۱۲)

حضرت مروج الشریعت لکھتے ہیں :

- ۵ ملا در سکی، دریں ایام بایں ولایت فائز گمیدہ اند۔ در غیبت او روزی او را آنحضرت بسیار ستائش کردند و نیز فرمودند کہ در اں ولایت باز ترقی واقع شدہ است و ولایت ثانی کہ در اقوال مشائخ اشارت بہ ایں عبارت رفتہ لن یلج ملکوت السموات من لم یولد مرتین در بارہ مشارالہ فرمودند کہ متحقق گشتہ است بعد ازین بمدتی جمیع ایں یاران..... بحصول بعض کمالات نبوت بشر گشتہ (خرینۃ المعارف ۲۴/۴۰)
- ۱۰

معلوم ہوتا ہے کہ جن ایام میں حضرت خواجہ سیف الدین کو حضرت خواجہ نے اورنگ زیب کی تربیت کے لیے بھیجا تھا انہیں دونوں مولانا محمد جان در سکی کو بھی وہیں متعین کیا گیا تھا۔ حضرت خواجہ سیف الدین نے بادشاہ کی مصاحبت کے دوران جو عریضے حضرت خواجہ کی خدمت میں لکھے ہیں ان میں ۱۵ برابر اخوند در سکی کا ذکر ملتا ہے (مکتوبات سیفیہ ۱/۹، ۲/۱۰)

اورنگ زیب کو مولانا محمد جان سے بڑی عقیدت تھی انہیں اپنے اہل و عیال کے پاس جانے کی اجازت بھی مشکل ملتی تھی۔ ایک مکتوب میں حضرت خواجہ سیف الدین مولانا در سکی کو لکھتے ہیں کہ اگر تمہیں بادشاہ رخصت دے تو میں بھی رخصت دینے کے لیے تیار ہوں :

۲۰

بہ خدمت بادشاہ دیں پناہ بموجب و شاور ہم فی الامر نیز عرض نمایند اگر ایشاں رخصت دادند ما ہم رخصت نمودیم۔ (ایضاً ۵۴/۷۸)

حضرت خواجہ سیف الدین نے اپنے ایک مکتوب بنام اورنگ زیب میں مولانا محمد جان در سکی کی بہت تعریف کی ہے، لکھتے ہیں :

کمالات دستگاہی برادرِ طریق ملا محمد جان کہ از نفوس متبرکہ است سالہا
در صحبت گذرانیدہ و مراتبِ خصائصی کہ حضرت مجدد الف ثانی بہ آن
ممتازند از اکثر حظی وافر گرفتہ (ایضاً ۱۶۱/۱۸۸)

مولانا محمد جان کی نسبت ”درسکی“ موضع ”درسک“ سے ہے۔ یہ قریہ
بدنشاں میں ہے (روضہ ۲/۲۴۵)۔ ”درسک“، بالفتح، ثم السکون، وکاف،
قبلہ، سین مہملہ۔ موضع (مرصداً لا طلاع ۱۴۳۳/۳، معجم البلدان ۵/۳۴۱)؛
جامع الصغیر کے شارح امام بدر الدین درسکی (متوفی ۵۹۴ھ، مدفون بخارا)
کا تعلق بھی اسی قریہ سے تھا (تاریخ ملا زادہ ۶۹)
میر عماد الہروی الحسینی

۴/۵۰۰

میر عماد کا پورا نام میر عماد الدین محمد الحسینی الہروی تھا (مکتوبات معصومیہ ۱۴/۲)۔
میر عماد حضرت خواجہ محمد معصوم کے حلقہ ارادت میں شامل تھے ان کے ہم حشر خواجہ
کا ایک مکتوب ہے جس کا عنوان یہ ہے :

سیادت و نقابت پناہ میر عماد در جوابی سوالی کہ از حقیقت موجودیت
واجب تعالیٰ و نسبت ادبہ ممکنات نمودہ بودند (۱۰۸/۲ - ۱۴۴ - ۱۴۷)

میر عماد نے جہلم میں اپنے نام پر ایک شہر آباد کیا جو عماد نگر کے نام سے
معروف ہوا اور وہ وہیں دفن ہوئے (مقامات معصومی ۵۰۱/۳)
میر عماد، حضرت خواجہ سید امیر کلال بخاری (ف ۷۷۲ھ) کی اولاد میں سے
تھے، آزاد بنگرامی نے ان کے پڑپوتے میر معصوم وجدان (بن میر محمد زمان راسخ
بن میر مراد بن میر عماد) کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے :

نسب ادبامیر سید کلال قدس سرہ میر سید (خزانہ عامرہ ۴۲۳)

حضرت سید امیر کلال کے چار فرزند تھے امیر برہان، امیر حمزہ، امیر شاہ
اور امیر عمر (رشتات ۱/۷۷ - ۸۵) ہمیں یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ میر عماد حضرت
سید امیر کلال کے مذکورہ بیٹوں میں سے کس کی اولاد میں سے تھے اور ان کے
اجداد میں سے پہلے کون ہندوستان آیا؟ شیرخان لودھی نے میر عماد کے پوتے
میر راسخ کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھا ہے :

”اصلش از عراق عجم است و مولدش ہندوستان“ (مرآۃ النخائل ۳۳۸)

ممکن ہے حضرت امیر سید کلال کی اولاد میں سے کوئی عراق میں مقیم ہو گیا ہو اور میر عماد کے اجداد عراق سے ہندوستان آئے ہوں۔ لیکن یہ بات صحیح معلوم نہیں ہوتی کیونکہ میر عماد کے فرزند سچو مکتوبات معصومیہ کی جلد دوم کے جامع بھی ہیں اپنے والد کے نام کے ساتھ علاقائی نسبت ”ہردی“ لکھی ہے جس کا مطلب واضح ہے کہ میر عماد خود یا ان کے اجداد براہ راست ہرات سے ہندوستان آئے تھے۔

حدیقہ ہندی کے مولف نے میرزا فرح حسین شاقب بن میر عماد کے حالات کے ضمن میں لکھا ہے کہ ان کے اجداد کا تعلق اصفہان سے تھا وہ سید امیر کلال کی اولاد میں سے تھے۔ میر عماد شاہ جہان کے عہد میں پانصدی منصب پر فائز تھے بعد میں نوکری ترک کر دی، لکھا ہے :

از سادات صحیح النسب ہندوستان اصلش اصفہان و نسبتش
با امیر کلال قدس سرہ می رسد، یکی از اجدادش ہند آمدہ در سرہند
ساکن گشت والدش میر عماد در عہد شاہ جہان بادشاہ بہ منصب
پانصدی ممتاز بود و او ترک منصب بدر کردہ بہ عنوان درویش بسر
می برد (حدیقہ ہندی قلمی نسخہ کتابخانہ مرعشی، قلم، روڈو گراف
ملوکہ صاحبزادہ عارف نوشاہی ورق ۱۶۵ ب)

لیکن کتب تاریخ میں میر عماد اور ان کے منصب کا ذکر نہیں ملتا۔
ڈاکٹر اطہر علی نے نعل عہد کے امراء کی جو فہرست مرتب کی ہے اس میں ایک
نام عماد الدین بن میر عابد بھی درج ہے لیکن ان کے حال سے کتب تاریخ
خالی ہیں ممکن ہے یہ میر عماد ہردی ہوں۔

یہ امر تحقیق طلب ہے کہ حضرت حمۃ اللہ کے مکتوبات وسیلۃ القبول کے
جامع مولانا عماد الدین محمد کون بزرگ ہیں ؟ یہ یقیناً میر عماد ہردی سے متاخر
شخصیت ہیں۔

..... میرمفاخر حسین کہ ثاقب لقب دوست

میرمفاخر حسین ثاقب، میرعماد کے بیٹے اور میر راسخ کے چچا تھے، سرخوش نے لکھا ہے :

ثاقب، عموی میر محمد زمان راسخ از سادات نجیب است طبع معنی یاب
و ذہن سلیم دارد و خوش فکر و صاحب تلاش است۔ در سر ہند سکونت
داشت و ہماں جادو گذشت۔ (کلمات الشعراء ۲۱)

سرخوش نے ثاقب کے دس اشعار نقل کیے ہیں۔ عبدالوہاب افتخار نے
لکھا ہے کہ ثاقب شاہی ملازمت میں تھے مگر بعد میں نوکری ترک کر دی۔
(بحوالہ فارسی ادب بعہد اورنگ زیب ۷۲، حاشیہ)۔ ثاقب کا انتقال ۱۱۰۰ھ
میں ہوا (نتائج الافکار ۱۳۴)۔

معروف شاعر میر محمد زمان راسخ، میر ثاقب کے شاگرد تھے (رک بہ احوال
راسخ در ہمیں تعلیقات)

فارسی شاعر میر علی رضا حقیقت سرہندی بھی میر ثاقب کے اقرباء میں
سے تھے۔ (سفینہ خوشگو ۳۴)

۱۵ حضرت خواجہ محمد معصوم سرہندی کا ایک مکتوب (۱۶۲/۱۰۳/۲-۱۶۳)
در بیان انفس در رنگ آفاق انہیں میرمفاخر حسین ثاقب کے نام ہے۔
حضرت خواجہ محمد معصوم سرہندی کا قطعہ تاریخ وصال جو ردۃ القیومیہ میں
درج ہے (۱۶۵/۲) وہ انہیں میرمفاخر حسین ثاقب کا ہے۔ اسی کتاب میں
ہے کہ میرمفاخر حسین حضرت خواجہ کے مخصوص اصحاب میں سے تھے اور آپ
نے انہیں خلافت دی تھی :

از اصحاب مخصوص حضرت امام معصوم بود آنحضرت اور ابشارت دادہ
خلافت عنایت کردند (۲۳۸/۲ قلمی)

تعجب ہے کہ بزرگ تہرانی نے میرمفاخر حسین ثاقب کا شمار شیعہ شعراء و
مصنفین میں کیسے کر لیا (الذریعہ ۱/۹/۱۸۳) نام اور نسبت حسینی ہونے
کا یہ مطلب نہیں ہے کہ اس کے عقائد بھی اہل تشیع کے سے ہوں گے۔

۱۳-۵/۵۰۰ میر شرف الدین حسین کہ جامع جلد ثانی مکتوبات حضرت ایشاں بہ موجب امر
حضرت شیخ سیف الدین است بلاغت میر شرف الدین حسین قدس سرہ
بر ناظران خطبہ ثانی کہ مسی بہ وسیلہ السعادت است ظاہر ہویدا.....

میر شرف الدین حسین بن میر عماد ہروی مذکور مکتوبات معصومیہ کی جلد ثانی کے
جامع ہیں۔ انہوں نے ”دلیلہ السعادت“ ۱۰۷۲ھ کے تاریخی نام سے اسے
ترتیب دیا اور اس پر ایک خطبے کا اضافہ کیا۔ وہ اس فصیح و بلیغ خطبے میں لکھتے
ہیں کہ حضرت خواجہ سیف الدین نے مجھے ان مکاتیب کو جمع کرنے کا حکم دیا،
انہوں نے یہ بھی وضاحت کی ہے کہ میرے ”احوال“ کی ”اصلاح“ بھی حضرت
خواجہ سیف الدین نے کی تھی، خود فرماتے ہیں :

۱۰ اضعف عباد اللہ القوی شرف الدین حسین بن میر عماد الدین محمد الحسینی
الہروی احسن اللہ سبحانہ و عاقبتہما کہ چوں ایں مکتوبات قدسی سمات
کہ ہر یکی ازاں کنزیت از کنوز معرفت بعد از اتمام دفتر
ادل از قلم فیض رقم حضرت قدوة الاولیاء سمت تحریر یافت
..... مقصدی جمع آل توأم شد مخدوم و مخدوم زادہ عالی منزلت
..... سیف الحق والملة والدین مع اللہ المسلمین بطول بقاء بنا بر نظر
۱۵ عنایتی کہ در باب ایں بی حاصل دارند و توجہ شریف ایشاں باصلاح
احوال ایں دور از کار مربوط است جمع ایں مکاتیب تفویض
فرمودہ و بہ تکرار موکد ساختند و جمع ایں کتاب مستطاب کہ نام و
تاریخ اختتام آل ”دلیلہ السعادت“ است وسیلہ وصول بہ سعادت
حقیقی گردد ۷

نامش بعقیدت واردات
گفتیم ”دلیلہ السعادت“
۱۰۷۲ھ

پُر سند اگر ز سال اتمام
ہم باز توان شناخت از نام
نثر اور نظم پر مشتمل یہ مختصر سا خطبہ ہے جس میں میر شرف الدین حسین

نے ۳۷ شعر بھی لکھے ہیں۔ انہوں نے یہ نہیں بتایا کہ یہ اشعار ان کے اپنے ہیں تاہم یقین ہے کہ یہ اشعار خود انہیں کے ہوں گے کیونکہ وہ شاعر تھے، فارسی شعراء کے تذکروں میں ان کا تخلص فائض اور نمونہ کلام بھی درج ہے، تذکرہ حسینی میں ہے :

میر شرف الدین حسین فائض واقف و تیرہ معنی بندیت و برادر
میر مفاخر حسین سہرندی (سہو کتابت مفاخر حسین) ویراستہ
حسرت نگہ نکرہ چشم سیاہ کیست شور جنوں صدای شکست کلاہ کیست
(تذکرہ حسینی، طبع نو کشور ۲۵۴)

روز روشن میں ہے :

فائز سہرندی (سہو کتابت ہے فائض سہرندی ہونا چاہیے)
طبعش فائز ذر وہ مضمون بندی ست

چناں دریا دار از خود رمیدن شد شعار من
کہ گردد سرمہ چشم دم آہو غبار من
ترا تا دیدم از خود رفتم ای غارت گرد لہا

۱۵ بہ بی ہوشی کشید از مستی چشمت غبار من

(صبا، محمد مظفر حسین : روز روشن - تہران ۵۹۷)

میر شرف الدین حسین فائض کے نام حضرت خواجہ محمد معصوم سہرندی کا ایک
مکتوب ہے :

بفقیر حقیر شرف الدین حسین دریاس از حقیقت مطلوب و تفصیل غیب و

۲۰ شہود و برخی از کمالات صلوة و اشارت بحقیقت آل (۲/۸۷-۱۴۱/۱۴۳)

روضۃ القیومیہ میں ہے :

میر شرف الدین حسین، از مقبولان حضرت عروۃ الوثقی بود سلوک باطن

را بخدمت آنحضرت حاصل کردہ خلافت یافت (۲/۴۳۸)

..... میر مظفر حسین

رک بہ تعلیقات ہذا (۱/۵۰۱)

۶/۵۰۰

۵۰۰/۷-۸ میر محمد زمان راسخ کہ نبیرہ میر عماد مذکور ہوئے و پدرش میر مراد بجنور پدر

خود میر عماد و ولایت حیات سپردہ بود

۵ علمی دنیا میں مقامات معصومی کے مولف کی بدولت جو راسخ سے ملے بھی تھے (۵۰۰/۲۰-۲۳) یہ بات پہلی مرتبہ معلوم ہوئی ہے کہ راسخ کے والد کا نام میر مراد تھا اور وہ اپنے والد میر عماد کے حین حیات ہی فوت ہو گئے تھے ورنہ تذکرہ نویسوں نے تو بلا تردد ان کے دادا میر عماد کو ہی ان کا والد لکھ دیا ہے۔

۱۰ ان میں معاصر مورخ بختاوردخان بھی شامل ہے (مرآۃ العالم ۵۸۴/۲) خوشگونے بھی یہی لکھا ہے (سفینہ ۷) لیکن آزاد بلگرامی نے ید بیضا میں میر عماد کو دادا اور مولف مصحف ابراہیم نے از اولاد میر عماد بتایا ہے۔ (فارسی ادب بعہد اورنگ زیب ۷۲ حاشیہ)

راسخ نے ابتدائی تعلیم اور فن شاعری کی تحصیل اپنے چچا میر مظاہر حسین شاقب سے کی۔

۱۵ میر راسخ نے ملازمت کا آغاز اورنگ زیب کی مصاحبت سے کیا انہیں حضرت حجۃ اللہ محمد نقشبند ثانی کی سفارش سے اورنگ زیب کے ہاں ملازمت ملی۔ حضرت حجۃ اللہ اورنگ زیب کے نام اپنے ایک مکتوب میں لکھتے ہیں:

شاہ دین پناہ! حقیقت ثمرہ شجرہ سیادت و سعادت میر محمد زمان کہ از فدویان صمیمی آل درگاہ است و از مقبولان قطب الاقطاب قبلہ گاہ (حضرت خواجہ محمد معصوم) است در فرد علیحدہ نوشتہ بخد مت عالی فرستادہ امید کہ منظور نظر کیما اثر گہر و دوشا ز الیہ بہ عنایت بادشاہانہ مورد قبول

۲۰ ملتقات خود شود (وسیلة القبول ۱/۹۱/۱۰۰-۱۰۱)

اس کے بعد لکھے جانے والے دو مکاتیب سے اندازہ ہوتا ہے کہ حضرت حجۃ اللہ کی کوشش سے میر راسخ کو اورنگ زیب کے ہاں ملازمت مل گئی تھی۔ حضرت حجۃ اللہ انہیں اپنے سفر حج کی اطلاع دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اس وقت وہ "حسب استعداد عنایات بادشاہ دین پناہ بہ شکر ظفر اثر رسیدہ"

..... نیز حضرت حجۃ اللہ نے اپنے ایک مرید میر منصور کی بادشاہ سے سفارش کے لیے میرا نسخ سے کہا ہے ”امید کہ حاجی مذکور را نیز از نظر والا (بادشاہ) بگذارند و مہربانیاں نمایند و حتی المقدور از سرکار والا در حقش نیز سعی فرمایند۔ (ایضاً ۱/۹۲/۱۰۱-۱۰۲)

۵ میرا نسخ کو خان والا نشان سعادت نشان ”مصطفیٰ خان“ کا بھی قُرب حاصل تھا۔ نسخ نے حضرت حجۃ اللہ سے اس کی تعریف کی تھی (ایضاً ۱/۹۶/۱۰۴) میرا نسخ نے شہزادہ اعظم بن ادرنگ زیب کی ملازمت بھی کی تھی، حدیقہ ہندی میں ہے کہ انہیں ”ہفت صدی“ کا منصب ملا:

..... مدتی در خدمت شاہزادہ محمد اعظم شاہ بہ منصب ہفت صدی امتیاز داشت آخر بہ سببی ترک نوکری کردہ... (حدیقہ ۱۷۵-۱)۔
لیکن سفینہ خوش گو میں صرف ”منصب شائستہ سرفرازی یافت“ ہے (ص ۷) معاصر تذکرہ نویس شیرخان لودھی لکھا ہے کہ وہ جلد ہی شہزادے کے مشیر بن گئے (مرآۃ النخائل ۳۳۸) نسخ نواب مکرم خان (رک بآں) سے بھی منسلک رہے انہوں نے نسخ کے لیے صرفہ پالکی کے علاوہ مین سو روپے وظیفہ بھی مقرر کر دیا (خزانہ عامرہ ۴۴۴)۔

۱۵ میرا نسخ کے خسر شیخ عبدالعزیز دلاور خان کشمیری سیالکوٹی امرائے کبار میں تھے (تاریخ محمدی ۸، ۶۳)

حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہ کا ایک مکتوب میر محمد زمان را نسخ کے نام ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ میرا نسخ کی والدہ یعنی میر عماد کی بہو بھی حضرت خواجہ سے بیعت تھیں۔ میرا نسخ نے جب والدہ کا باطنی حال حضرت خواجہ کی خدمت میں لکھا تو جواباً آپ نے فرمایا کہ عورتوں میں اس قسم کے احوال غنیمت ہیں:

آنچه از احوال والدہ خود نوشتہ بودند از رفع خطر دل و ظہور آن در داغ واضح گردید و طائفہ نساء این قسم احوال مغنم است بکار خود مشغول باشند و طالب زیادتی بودند (۲/۱۰۴/۱۷۴)

۵۰۰/۱۳-۱۴..... مثنوی راسخ بر بعضی از اہل طبیعت نازکتر از مثنوی ناصر علی (سرمدی) در خیال و لیت مقال است.....

میر راسخ کی اس مثنوی کی شعراء کے تذکرہ نویسوں اور ماہرین فن نے داد دی ہے۔ خان آرزو کی رائے میں یہ مثنوی ”بسیار دقیق است“
 ۵ لکھی زائن شفیق کا خیال ہے۔ ”زبان ناصر علی درزیدہ لیکن مغزی کہ کلام ناصر علی دارد“..... (فارسی ادب بعہد اورنگ زیب ۷۸)

میر راسخ کی مثنوی داد و فریاد کا ایک خطی نسخہ کتب خانہ بانکی پور پٹنہ میں ہے (ایضاً ۷۵) میر راسخ نے اپنے شاگرد ارادت خان واضح کے کلیات کا انتخاب بھی کیا تھا۔ یہ انتخاب ۱۰۹۸ھ/۱۶۸۷ء میں ہوا۔ اس کا نسخہ انڈیا آفس لاہوری میں ہے۔ (ایضاً ۱۵۷)

۱۰ ۵۰۰/۲۳-۲۴..... (میر راسخ) در سال ہزار و صد و شش و یا ہفت در عمر چہل سالگی وفات یافتہ.....

شعراء کے تمام تذکرہ نویسوں نے راسخ کا سال وفات ۱۱۰۷ھ درج کیا ہے سرخوش نے ”راسخ بمر“ سے سال وفات نکالا ہے (کلمات الشعراء ۴۲)
 ۱۵ نیز تذکروں کے اقتباسات کے لیے دیکھئے راشدی: تذکرہ شعراء کشمیر (تکملہ ۱/۲۶۲-۲۶۷)

میر راسخ کے شاگردوں کا حلقہ بہت وسیع تھا چند نام یہ ہیں:
 غنیمت کنجاہی، ارادت خان واضح (مؤلف تاریخ ارادت خان)، سرخوش (مؤلف کلمات الشعراء)، محمد علی راج اور مرزا عبداللہ فنا (فارسی ادب بعہد اورنگ زیب ۷۴)

۲۰ میر راسخ کے بیٹے میر معصوم وجدان، ان کے پوتے میر شمس الدین سند اور ان کے بھانجے میر غازی شہید نے شاعری کی خاندانی روایت کو زندہ رکھا۔
 میر وجدان مخاطب بہ عالی نسب خان صاحب دیوان شاعر تھے۔
 (سفینہ خوش گو ۲۷۰-۲۷۲) میر معصوم وجدان کے نام حضرت خواجہ محمد معصوم سرمدی کے دو مکاتیب ہیں (مکتوبات معصومیہ ۱/۱۶، ۲/۱۲۵) میر شمس الدین سند بن

میر و جدان کے اشعار بھی خوش گو نے نقل کئے ہیں (۲۷۲) میرا نسخ کے بھانجے
میرغازی شہید بھیروی (متوفی حدود ۱۱۳۰ھ) نے ہفت پیکر کے نام سات مثنویاں
لکھی ہیں۔ ان کی ایک مثنوی اشک و آہ کا خطی نسخہ کتب خانہ آصفیہ میں ہے۔
(فارسی ادب بھید اورنگ زیب ۴۲، حاشیہ) اور ان کی ایک مثنوی شور جنوں
کا ایک عمدہ خطی نسخہ (بخط مولوی محمد صالح کنجاہی) کتابخانہ گنج بخش اسلام آباد
میں ہے نمبر ۳۱۶۸۔ میرا نسخ کے برادر نسبتی محمد نعیم مخاطب بہ دلاور خان
متخلص بہ نصرت بھی شاعر تھے۔ (تاریخ محمدی ۶۳ مع تعلیقات عرشی)

۱/۵۰۱

..... میر مظفر حسین ہم از مخصوصان جناب قومیت مآب بودہ اند..... کہ
جانب بنگالہ مدتی تمکین بر مسند ارشاد داشتہ وہاں جا آسودہ.....

۱۰ میر مظفر حسین کے نام حضرت خواجہ کا ایک نہایت شوق انگیز مکتوب ہے
(۲/۸۶/۱۳۹-۱۴۱)۔

حضرت مروج الشریعت لکھتے ہیں :

میر مظفر حسین..... در مدتی قلیل بہ ایں ولایت (کبریٰ) رسیدہ اند
(غزینہ ۲۴/۴۰)

۱۵ روضۃ القیومیہ میں ہے :

میر مظفر حسین از یاران خاص حضرت ایشاں بودہ آنجناب اور اخلافت
مرحمت کردند (۲/۴۳۸-قلمی)

لیکن بنگال کے حوالے سے ہمیں میر مظفر حسین کے بارے میں کچھ معلوم نہیں ہو سکا۔
..... (خانوادہ میر عماد)..... سوای میر مظفر حسین..... ہمہ در حضرت سرہند
آسودہ اند.....

۲/۵۰۱

۲۰ یعنی میر عماد کا پورا خانوادہ میر مظفر کے سوا حضرات نقشبندیہ کے قبرستان
سرہند میں مدفون ہے۔

میر عماد بالائی آب جہلم در عماد نگر کہ شہر ساختہ اوست مدفون است.....

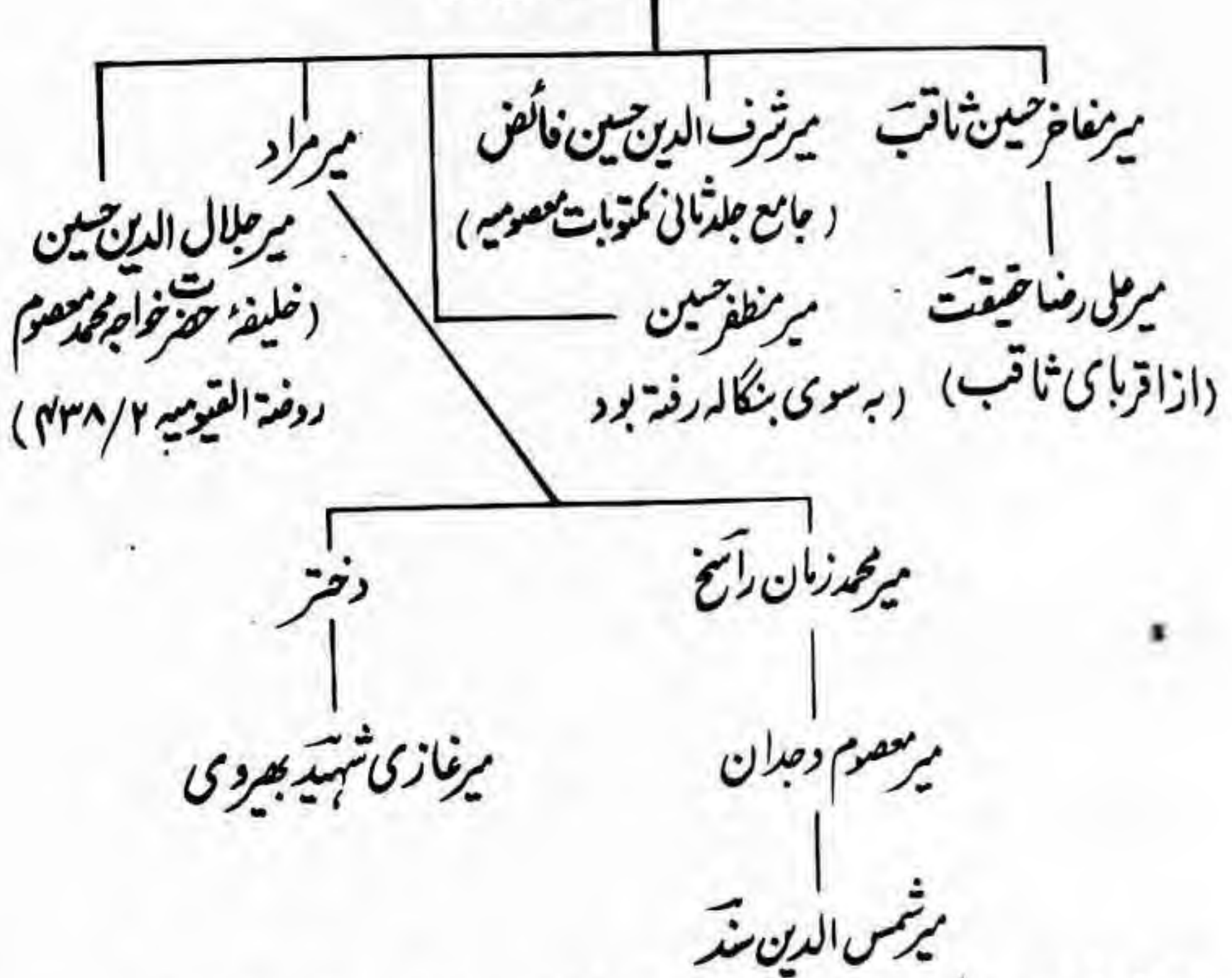
۳/۵۰۱

رک مقامات معصومی ج ۲ اردو ترجمہ حاشیہ

میر عماد کے خانوادے کا شجرہ اس طرح ہو گا :

میر عماد الدین حسینی ہروی (مدفون عماد نگر جہلم)

[از اولاد حضرت سید امیر کلال]



خانوادہ میر عماد کے ایک فرد میر جلال الدین حسین تھے، روضۃ القیوم میں اس خاندان کے افراد کے حالات لکھتے ہوئے مولف نے لکھا ہے :

۱۵

میر جلال الدین حسین از کبار خلفاء حضرت ایشاں است سلوک باطن را بہ تعقید تمام حاصل کردہ خلافت یافت مردم بسیار از وی استفادہ ہا گرفتند و اکثری خلافت یافتند میر بر شریعت و طریقت مستقیم بود (۲/۴۳۸) میر جلال الدین حسین کے ایک خلیفہ تھے شیخ محمد ابراہیم، وہ عظیم شاعر تھے۔ انہوں نے مثنوی مولانا روم کا ساتواں دفتر نظم کیا تھا (ایضاً)

۲۰

..... خواجہ محمد شریف بخاری نوکری بادشاہی ہم ساختہ دگر ز دار گردیدہ ایں آن محمد شریف است کہ مکتوب مقدس کہ بنام خلد مکان است نام او مندرج دوسہ سطر ازاں مکتوب محبوب ایرادی نماید

مکتوبات معصومیہ کی جلد سوم کا یہ مکتوب نمبر ۲۲۱ بنام اوزنگ زیب ہے۔ یہ اقباس مولف نے یادداشت کی بنیاد پر نقل کیا ہے، مکتوب کے الفاظ ملاحظہ ہوں :

آپ نے انہیں ولایات ثلاثہ، کمالات نبوت اور حقائق ثلاثہ کی خوش خبری دے کر خلافت عنایت فرمائی (۲۴۳/۲)

ان کے بھائی خواجہ عبداللطیف کے بارے میں ہمیں کچھ معلوم نہیں ہو سکا۔

..... ۲۲-۱۹/۵۰۱ صوفی پابندہ محمد کابلی کہ مشہور بہ صوفی پابندہ طلالی است.....

۵ صوفی پابندہ حضرت خواجہ کے خلفاء میں سے تھے۔ حضرت کے تین مکاتیب ان کے نام ہیں :

۳/ ۱۸، ۲۰۲، ۲۱۲

ایک مکتوب میں انہوں نے اپنے احوال لکھے تو ان پر مسرت کا اظہار فرمایا ہے :

۱۰ نوشتہ بودند کہ خود را دریں ایام داخل تعین جی می یابد بلکه از مرکز ہم بہرہ مفہوم می شود در سکوت تنہا و در علقہ یاران کہ در مراقبہ می شوم تمام را نور محمدی علیہ و علی آلہ الصلوٰۃ والسلام فرو می گیرد۔ مخدوما این نسبت علیہ حکم عنقاہ مغرب دار و عقل و ہوش از تصور آں می لرزد۔ اللہ تعالیٰ حصول این معنی را مبارک و میمون گرداند..... (۲۴۸/۲۰۲/۳)

حضرت مردج الشریعت لکھتے ہیں :

۱۵ صوفی پابندہ از یاران مخصوص آنحضرت است و بہ وصول مراتب کمال بشر است بل بہ ولایت کبریٰ و بہ مافوق آن متحقق است (خزینہ ۲۴/۴۶)

حضرت خواجہ سیف الدین صوفی پابندہ کے بارے میں لکھتے ہیں :

جناب ارشاد پناہی صوفی پابندہ مجھ معلوم نمایند کہ بشارت تعین جی در حضور حضرت ایشاں در حق شما مفتح شد بود، الحال امسحت کہ ترقیات بی اندازہ فوق آن تعین نمودہ باشند (مکتوبات سیفیہ ۱۳/۵)

۲۰ حضرت خواجہ سیف الدین کے ساتھ ان کی خوب "نشست و برخاست" تھی فرماتے ہیں :

اما آن جماعت (خلفاء حضرت خواجہ محمد معصوم) کہ بایں مسکین نشست و برخاست دارند از آن جملہ حقائق آگاہ صوفی پابندہ کہ دائرہ ولایت ثلاثہ را قطع نمودہ و بہ وصول بہ کمالات نبوت استعداد یافتہ و از آن جا

ترقی نموده بہ حقیقت کعبہ ربانی حقائق خاص بہم رسانندہ بآں مقام عالی
 مزین گشتہ متوجہ فوق است (ایضاً ۱۹۹/۱۹۳) بہ وصول کمالات
 نبوت و جامعیت تمام در حق صوفی پایندہ عنایت نمودند چند گاہ چند صحبت
 با صوفی مذکور باز داشتہ شد تا آنکہ مناسبتی بہ کعبہ ربانی مفہوم گردید دریں
 سال شبی بعد از نماز عشا کہ بسط عظیم رو داده بود عنایت خاص جلوہ گر شد۔
 مجلس سکوت با صوفی مبشر شد و چنان متخیل گشت کہ مناسبت مذکور در
 از دیاد است بلکہ تحقیقی بہ انوار کعبہ نیز متخیل شد و صوفی ہم معلوم این معنی
 کہ در مشاہدہ کہ بانور عظیم از انوارات کعبہ کہ حقیقت آن فوق حقائق بایں
 زمین و آسمانی را مملو ساخت خود را در آن مستغرق دید و چون بہ سمع حضرت

ایشان (خواجہ محمد معصوم) رسانیدیم تصدیق نمودند (ایضاً ۱۹۸/۱۹۹)
 حضرت شیخ محمد مراد ٹنگ کشمیری جو سرہندی صوفی پایندہ سے ملے تھے
 لکھا ہے کہ حضرت وحدت سرہندی کے ساتھ بھی صوفی پایندہ کی صحبت رہتی
 تھی، لکھتے ہیں :

مردی عزیز و معروف و صاحب ولایت و محل کمالات احمدیہ و از جناب
 سرورہ الوثقی (خواجہ محمد معصوم) مجاز بود محرر در سرہندی را دیدہ خدا آگاہ
 بود و در طریقہ کامل مع ہذا عجب عملی داشت فیض بخش مسلمانان و فرج دہ
 طالبان کہ عند سوال سائلان پارچہ کاغذی در دہن می کہ دو روپیہ مضروب
 بر می آورد و بہ محتاجان می داد از حضرت مرشدی (وحدت سرہندی)
 استفسار رفت کہ این عمل از حضرات بیافت و با از جای دیگر فرمودند کہ این
 عمل است از مایاں نیافت چوں قصد پیشاور نمود در آن زمان یکی از یاران
 محرر بطن (کشمیر) متوجہ تا بہ گجرات در خدمت ایشان بود چوں صوفی بطرف
 پیشاور رفت مشاراً الیہ اظہار کم خرچی خود بہ نمود بہ عمل مذکور روپیہ از دہان
 بر آوردہ بوی داد و دی صرف حوائج خود بہ نمود و بہ وطن خویش رسید۔
 اکنون مدتی است کہ در شہر مذکور بر حمت حق پیوست۔

(تحفۃ الفقراء ۳۳-۳۴)

یہاں یہ بات بھی قابل توجہ ہے کہ شیخ محمد مراد کشمیری نے صوفی پایندہ کا مسکن و جای وصال پشاور بتایا ہے نیز انہوں نے ان کے تذکرے کا عنوان بھی صوفی پایندہ پشاور ہی لکھا ہے۔ لیکن مقامات معصومی میں ہے کہ وہ کابل میں مدفون ہیں (۲۴/۵۰۱) ممکن ہے مدت تک پشاور میں رہے ہوں اور وہیں انتقال ہوا ہو اور ان کی نعش کابل منتقل کر دی گئی ہو۔

۵

صوفی پایندہ کابل سے عراق بھی گئے تھے (رک مقامات معصومی ۳۴۴) ملا پایندہ محمد کابلی..... ہر چند اول از یاران خواجہ محمد حنیف بودہ اما ثانیاً بہ شرف صحبت آن قبلہ ارباب (خواجہ محمد معصوم قدس سرہ) معرفت سرافراز گردیدہ و بہ خلافت ممتاز.....

۲۴-۲۲/۵۰۱

۱۰. ملا پایندہ محمد کابلی کے حضرت خواجہ محمد حنیف کابلی سے استفادے کا ذکر مکتوبات معصومیہ میں بھی ملتا ہے۔ حضرت خواجہ، خواجہ محمد حنیف کابلی کو لکھتے ہیں :

کتابتی کہ ملا پایندہ محمد در تبیین احوال خود بہ شما نوشتہ نیز رسیدہ آنچه نوشتہ است از حصول نسبت بی کیفی و بی رنگی و ترتب لذات براں و تمثل نفس امارہ و..... ہمہ بہ وضوح انجامید چیز ہای عالی و

۱۵

دل پذیر است (۲۴/۲۰/۲)

حضرت خواجہ نے خواجہ محمد حنیف کابلی کے وصال پر ملا پایندہ محمد کو تعزیت نامہ بھی لکھا تھا (۲۲۸/۱۷۸-۲۲۹) اس مکتوب میں ”در اعزای خواجہ مرحوم“ سے مراد یہی مولانا خواجہ محمد حنیف کابلی مکتوب الیہ کے مرشد اول ہیں۔

۲۰

حضرت مروج الشریعت کے مکتوبات سے معلوم ہوتا ہے کہ خواجہ عثمان کولابی اور عبدالواحد قیام خانی سے بھی ملا پایندہ محمد کے تعلقات تھے (غزینہ ۲۶/۴۸، ۳۶/۸۸)

مجمع البحرین نام کا ایک شجرہ طریقت ”پایندہ محمد کابلی“ کا ہے۔ لیکن اس کے متن سے یہ واضح نہیں ہوتا کہ وہ دو ہم نام کابلی خلفائے خواجہ محمد معصوم

یعنی صوفی پایندہ محمد اور ملا پایندہ محمد میں سے کس کی تالیف ہے۔ مجمع البحرین کے اس فقرے سے :

کسب فیوض و برکات ادل از اکابر این سلسلہ علیہ نصیب اگر دیدنایا
از خدمت زبدۃ العارنین و قطب المحققین میاں محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ
اخذ نموده (صفحہ ۵)

ان دونوں حضرات میں سے ملا پایندہ محمد نے حضرت خواجہ سے منسلک ہونے سے پہلے خواجہ محمد حنیف کابلی سے استفادہ کیا تھا۔ (منقولہ بالا اقتباسات مکتوبات معصومیہ) اس لیے قیاس ہے کہ مجمع البحرین ملا پایندہ محمد کابلی کی تالیف ہے اس کے مرتب جناب ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان نے بھی اس امر کی کئی وضاحت نہیں فرمائی کہ ان دونوں حضرات میں سے کس کی تالیف ہے غالباً ان کو رسالہ مرتب کرتے وقت یہ معلوم نہیں تھا کہ اس نام کے دو اصحاب ہیں۔ اگر ڈاکٹر صاحب مکتوبات معصومیہ پر نظر ڈال لیتے تو انہیں معلوم ہو جاتا کہ صوفی اور ملا دو شخصیات تھیں تاہم انہوں نے بغیر کسی دلیل کے ان کا نام مولانا پایندہ لکھ دیا ہے۔

روضۃ القیومیہ کے مولف نے دونوں کا فرق یوں سمجھایا ہے کہ صوفی پایندہ اپنی کرامت مضروب زر (روپیہ بنانا) کی وجہ سے ”پایندہ طلائی“ کہلاتے تھے اور دوسرے چونکہ پلاس کے پتے بن کر لباس بنا لیتے تھے اس لیے انہیں ”پایندہ پلاس پوش“ کہا جانے لگا۔ تاہم انہوں نے دونوں کے نام کے ساتھ صوفی ہی لکھا ہے (۲/۲۳۹) جو مکتوبات معصومیہ کے مندرجات متضاد ہے۔

۵۰۲/۴-۵

۲۰ بابر بادشاہ نے اپنے درود کابل (۹۱۰ھ/۱۵۰۴ء) کے دوران دادی سنجہ میں قیام کیا تھا (بابر نامہ ترجمہ بیورج ۱/۱۹۶، ۲۰۶) گویا اس دادی کے قدیم نام کا تلفظ ”سنجد“ ہے یعنی آخری حرف ”د“ ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ کثرت استعمال سے بعد میں ”د“ کی بجائے ”ت“ (سنجت) زبان زد ہو گیا درہ سنجہ کا ذکر تذکرہ ہمایوں و اکبر میں بھی آیا ہے (۸۴)

قریہ مارکی کہ متصل میوہ خاتون است.....

۱۰/۵۰۲

میوہ خاتون (رک تعلیقات حاضر ۴۳/۸-۹)

قریہ مارکی، قریہ ایست در شمال کابل در جنوب شہر میزچہ کوٹ (بفاصلہ
یک میل از شہر میزچہ کوٹ) گویا از شہر کابل چہار فرسخ بطرف شمال
است (افادات آقای خلیلی)

..... صوفی سعد اللہ کابلی ۱۵-۱۴/۵۰۲

۵

صوفی سعد اللہ کابلی حضرت خواجہ کے معروف خلفاء میں سے تھے، حضرت
خواجہ سیف الدین نے حضرت خواجہ کے خلفاء کے احوال بیان کرتے ہوئے ان کے
بارے میں لکھا ہے :

صوفی سعد اللہ بعد از آمدن جہان آباد خیلی ترقی نمود، بعد از اندک مدت

بمحصل ولایت علیا بمشرگردانیدند (مکتوبات سیفیہ ۱۴۲/۱۹۸)

۱۰

حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہ کے مندرجہ ذیل پانچ مکاتیب صوفی
سعد اللہ کابلی کے نام ہیں :

مکتوب اول در احوال و مکاشفات و تحسین برآں (۲۳۰-۲۲۸/۱۳۵/۲)

دوم در تعبیر و قانع و شرح احوال او ایں احوال خوب و پسندیدہ

است و لوازم و ملائمت فنائی نفس ست لیکن (۵۵/۲۶/۳) ۱۵

سوم در شرح اذواق و احوال او کہ نوشتہ بود (۷۲-۷۱/۳۹/۳)

چہارم در جواب و قانع روشن او (۷۴/۴۲/۳)

پنجم در تعبیر و قانع و تحسین احوال او ... (۹۷/۵۹/۳)

حضرت خواجہ سیف الدین کے بھی تین مکاتیب صوفی سعد اللہ کابلی کے
نام ہیں :

۲۰

ایک مکتوب میں لکھا ہے کہ تم نے شہزادے سے ملاقات کی ہے یہ قدم
مبارک ہے (مکتوبات سیفیہ ۱۲۲/۸۲) یہاں شہزادے سے مراد شہزادہ اعظم
بن اوزنگ زیب ہے (تعلیقات حاضر ۵۰/۲۴)

دوسرے مکتوب میں انہیں اطلاع دی ہے کہ اوزنگ زیب ہمارے طریقے
میں داخل ہو چکا ہے یعنی وہ حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہ سے بیعت

ہو چکا ہے (ایضاً ۸۳/۱۲۳)

تیسرے مکتوب میں لکھا ہے۔

آنچہ از انکشاف حقیقت قرآن و غیر آں مندرج بود بہ وضوح انجامید

حقیقت قرآنی بس مقامی است عالی۔ (ایضاً ۸۴/۱۲۴)

- ۵ حضرت خواجہ سیف الدین اپنے پہلے دونوں عریضوں بنام حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہ میں اپنے زیر تربیت اصحاب میں صوفی سعد اللہ کا بھی ذکر کیا ہے۔ (ایضاً ۱/۲۰۹/۱۱)

اپنے ایک مرید عاشور بیگ کو لکھتے ہیں کہ تم سعد اللہ کی صحبت کو غنیمت جانو (ایضاً ۸۶/۱۲۵)

- ۱۰ روضۃ القیومیہ میں ہے کہ صوفی سعد اللہ حضرت خواجہ محمد معصوم کے ”صاحب تصرفات و کرامات“ خلیفہ ہیں (۲/۲۴۴)

۵۰۲/۱۹-۲۰..... میاں شیخ عبدالحق قدس سرہ کہ خلافت بنگالہ بہ موجب التماس

رعایت خان کہ بہ صوبہ داری کی از آں بلاد سرفرازی داشتہ یافتہ بود.....

یہاں مولف کو سہو ہوا ہے۔ بنگال سے مرزا ابوالعالی مخاطب بہ مرزا خان

- ۱۵ نے طلب خلیفہ کی التماس کی تھی۔ یعنی مرزا ابوالعالی کا خطاب مرزا خان تھا،

رعایت خان نہیں۔ مرزا ابوالعالی بن مرزا والی، شہزادہ دانیال کا داماد تھا

باپ کے مرنے کے بعد عہد شاہ جہان میں مرزا ابوالعالی کو معزز عہدہ ملا۔ وہ

۱۰۶۷ھ/۱۶۵۷ء میں اترہٹ (مضافات صوبہ بہار) کی فوجداری پر متعین

کیا گیا۔ جنگ تخت نشینی کے دوران اورنگ زیب نے اُسے ”مرزا خان“

- ۲۰ کا خطاب دیا اور اُسے در بھنگہ (صوبہ بہار) کی فوجداری ملی۔ مرزا خان نے

۱۰۷۴ھ/۱۶۶۳ء میں انتقال کیا۔ (مآثر الامراء ۳/۴۶۳-۴۶۶ ملخصاً)

چنانچہ طلب خلیفہ کی استدعا اور خلیفہ بھیجے جانے کی اطلاع مرزا ابوالعالی

کو حضرت خواجہ کے جن مکاتیب میں دی گئی ہے ان میں مکتوب الیہ کا نام

”میرزا خان“ ہی ہے (۲/۱۰۱، ۱۰۴)۔ حضرت خواجہ کے مکاتیب بنام رعایت خان

اور اس کے بیٹے مرزا محمد زمان خان میں نہ تو کسی خلیفہ کی طلب کی استدعا ہے

اور نہ ہی شیخ عبدالحق کا ذکر (۸۵، ۸۶، ۸۷)

جب حضرت خواجہ نے اسے لکھا کہ ہمارے طریقے میں باطنی عروج کیلئے
مرشد کی صحبت شرط ہے تو اس نے حضرت خواجہ سے آپ کے ایک خلیفہ کو طلب
کیا، فرماتے ہیں :

۵ ہر چند صحبت مدار علیہ ایں کار است آنچہ ایں فقیر بر ترغیب
صحبت نوشتہ است در راہ انابت است کہ راہ مرید ایں ست لہذا
نوشتہ است کہ ترقی غالباً منوط بآں ست سعادت آثار اخوی
ملا عبدالحق را دریں نزدیکی رخصت وطن (بنگالہ) خواہند کرد
بشارت الیہ صحبت خواہند داشت (۱۴۰/۱۰۱/۲، ۱۴۳/۱۴/۳)

۱۰ اگلے مکتوب سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت خواجہ نے مرزا خان کو اپنا
رسالہ اذکار معصومیہ بھیجا اور اس پر عمل کرنے کی تلقین کرتے ہوئے بتایا کہ
مولانا عبدالحق کی صحبت اختیار کرو :

تاریخین اخوی مولانا عبدالحق و توافق صحبت بیشتر اشغال بکلمہ طیبہ
لا الہ الا اللہ نمایند چوں اخوی مشار الیہ برسد صحبت برابر
کند آنچہ در شغل باطن بگویند از زبانی فقیر تصور فرمایند و صحبت و توجہ
۱۵ اور موثر و مغتنم دانند (ایضاً ۱۴۳/۱۰۴/۲)

۲۲-۲۰/۵۰۱ (مرزا خان) از غایت سفاہت قدر دی (شیخ عبدالحق) نہ
فہمیدہ طلب خلیفہ بزرگتر نمودہ دریابہ اعتراض در آمدہ
شیخ عبدالحق جب مرزا خان کے پاس پہنچے تو اس نے حضرت خواجہ کی

۲۰ خدمت میں لکھا کہ وہ تو حال سے خالی ہیں۔ ان امور کا ذکر خود حضرت خواجہ
نے کیا ہے :

مکرما ! شیخ عبدالحق یک چندی در صحبت گذرانیدہ است و
اخذ فوائد ضروریہ ایں راہ نمودہ است و از تلویں بہ تمکین پیوستہ و از
فنا کہ رکن اعظم ایں راہ ست آگاہی یافتہ اورا خالی از حال چگونہ
تواں گفت (۹۲-۹۳/۵۶/۳)

۲۳-۲۲/۵۰۲ اگر مطالعہ جلد ثالث میسر آید در آن مکتوب فضل دی (شیخ عبدالحق بنگالی)

جلوہ گراست ہاں جامی نویند..... و مرسل را در مرآة.....

مکتوبات معصومیہ کی جلد ثالث کا یہ مکتوب نمبر ۵۶ بنام مرزا ابوالمعالی (مرزا خان)..... ذکر بعضی از احوال شیخ عبدالحق کہ از یاران است... ہے۔

حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہ نصیر خان اور اس کے بیٹے مرزا محمد صادق کو بھی ہدایت کرتے ہیں کہ شیخ عبدالحق کی صحبت اختیار کریں :

شفقت آثار حقائق آگاہ شیخ عبدالحق از یاران خوب خوب ماست
و صاحب کمالات و احوال علیہ است صحبت و خدمت او را غنیمت
دانند در کار ہا دُعاد استمداد از و طلبند..... (۲۵۶/۲۱۱/۳)

۱۰ یہ نصیر خان وہی ہے جو حضرت خواجہ محمد سعید بن حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہما کا بھی ارادت مند تھا اور اس کے نام حضرت خواجہ محمد سعید کے پانچ مکاتیب ہیں (مکتوبات سعیدیہ ۴۴، ۶۱، ۶۲، ۶۹، ۷۸)
حضرت خواجہ محمد معصوم نصیر خان کے بیٹے مرزا محمد صادق کو بھی یہی ہدایت کرتے ہوئے لکھتے ہیں :

۱۵ شیخ عبدالحق از یاران خوب خوب ماست و صاحب کمالات اگر
باد صحبت دارند و توجہ بگیرند گنجائش دارد و نیک است
(مکتوبات معصومیہ ۳/۱۹۸، ۲۴۵/۲۱۵، ۲۶۰)

حضرت خواجہ کے ایک مکتوب میں شیخ عبدالحق کی علاقائی نسبت
”بنگالی“ درج ہے (۳/۱۹۹/۲۴۶) اور دوسرے مکتوب سے معلوم
ہوتا ہے کہ بنگال ہی ان کا وطن تھا (۲/۱۰۱/۱۶۰ - اقتباس منقولہ سابقہ)

۲۰ ۹-۶/۵۰۳..... شیخ رحیم داد افغان..... کہ (از) ساکنان نواح بجوارہ..... شیخ رحیم داد
در معانی اغلب کہ راجح تر از تلاش است.....

شیخ رحیم داد کا تعلق حضرت خواجہ سیف الدین اور مفتی محمد باقر لاہوری
سے بھی تھا۔ ان حضرات کی مراسلت میں شیخ رحیم داد کا ذکر آیا ہے۔

(مکتوبات سیفیہ ۱۳۳/۱۶۰، ۱۴۸/۱۴۳)

ایک خط میں حضرت خواجہ سیف الدین مفتی محمد باقر لاہوری کو لکھتے ہیں کہ
 شیخ رحیم داد افغان نے میر محمد ابراہیم (بن میر محمد نعمان بدخشی برہانپوری) کو مکتوب
 ارسال کیا ہے (ایضاً ۱۳۵/۱۶۲) شیخ رحیم داد کو حضرت خواجہ کے داماد اور
 مولف مقامات معصومی کے والد شیخ محمد فضل اللہ کا بھی قرب حاصل تھا۔
 (تعلیقات حاضر ۳۷۴/۲۴)

۵

غلام محمد افغان (ساکن بجواڑہ)

۶/۵۰۳

شیخ غلام محمد افغان کے نام حضرت خواجہ کے دو مکاتیب ہیں۔ ایک مکتوب
 میں ان کے احوال پر مسرت کا اظہار کرتے ہوئے ان کو ”فنائے جذبہ“ کی
 بشارت دی ہے (۱/۳۷۷-۱۳۶) دوسرے مکتوب میں ان کے احوال
 پڑھ کر انہیں ”فنائی ایشخ“ کی بشارت عنایت کی ہے۔ (۳/۳۸/۶۹)
 ۱۰ روضۃ القیومیہ میں ہے کہ شیخ غلام محمد افغان حضرت خواجہ کے خلافت یافتہ تھے
 (۲/۲۴۵)

..... حاجی خان افغان (ساکن بجواڑہ)

۶/۵۰۳

حضرت مردج الشریعت نے حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہ کا یہ
 قول حاجی خان افغان کے بارے میں نقل کیا ہے :

۱۵

حاجی خان افغان لہ مرتبۃ فی الخوارق والتصرفات۔ بایں
 فقیری فرمودند کہ یک مرتبہ چوں متوجہ حال دی گشتم آن قدر عنایات
 الہی دکر مہای نامتناہی حق سبحانہ دربارہ دی مشاہدہ نمودم کہ مرا برآن
 غبطہ آمد و متحیر گشتم کہ ایں ہمہ الطاف خداوندی جل جلالہ در حق
 بندہ می باشد..... (خزینۃ المعارف ۲۴/۲۵-۲۶)

۲۰

بجواڑہ.....

۷/۵۰۳

بجواڑہ، سکھ عہد میں دو آبہ بست جالندھر پنجاب کا معروف قصبہ تھا۔
 قدیم زمانے اور مسلم عہد میں یہ بارونق شہر تھا لیکن سکھ و برطانوی دور میں اس
 کی آبادی و رونق جاتی رہی، برطانوی زمانے میں یہ ضلع ہوشیارپور کا ایک
 گاؤں تھا :

۱۔ علی الدین : عبرت نامہ ۹۱/۱

۲۔ وڈیرہ : چارباغ پنجاب ۳۰۴

..... صوفی دوست بیگ ہم درپشاور.....

۲۲-۲۱/۵۰۳

حضرت خواجہ کے دو مکاتیب صوفی دوست محمد بیگ پشوری کے نام ہیں دونوں کا موضوع کمالات و فضائل نماز ہے (۲۳۹/۱۹۰/۳، ۲۴۴/۲۲۸) ۵
صوفی دوست محمد بیگ کے ہاتھ کا لکھا ہوا ایک خطی نسخہ اذکار معصومیہ مکتوبہ ۱۰۷ھ کا عکس یہاں دیا جا رہا ہے۔
میاں شیخ حامد.....

۴/۵۰۴

ان کے نام حضرت خواجہ کا ایک مکتوب در بیان تخلص از دقائق شرک نفی و حقیقت و تحقیق کلمہ متعارفہ..... ہے (۵۰۶/۲۶/۲) جہاں ان کا نام ملا حامد درج ہے۔ حضرت مردج الشریعت نے میاں شیخ حامد کے بارے میں ۱۰
حضرت خواجہ کے یہ اقوال نقل کیے ہیں :

شیخ حامد از منظوران و خلص اصحاب حضرت ایشاں است، اُن قدر تعریف و توصیف و حصول کمالات و وصول مراتب شگرف کہ از آنحضرت در بارہ مشار الیہ مسموع شدہ در مادہ کم کسی شنیدہ شدہ است۔ چوں از مدینہ منورہ عزم مراجعت نمودند مشار الیہ ارادہ اقامت نموده در آن وقت ۱۵
بہ فقیر فرمودند کہ من متحیرم کہ ایں قسم نور از مجلس ماجد می شود، روزی در حج در راہ می رفتند و دی در رکاب پیادہ می رفت کہ مرا انعام آمد می بینم کہ قائل می گوید کہ در رکاب تو شخصی می رود اشارہ بمشار الیہ کرد کہ از نور اد عالم پُرشده است و نور او بہ آسمان چہارم رسیدہ است ۲۰
و از گذشت ولایت کبری و ولایت اعلیٰ و کمالات مرتبہ مفتدسہ وراثت و حقائق ثلاثہ و تعیین جہتی و ہر چہ فوق آنست وصول بذات بحت تعالت بوی بشارت دادند (غزینۃ المعارف ۲۴/۴۳)

حضرت خواجہ سیف الدین نے حضرت خواجہ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ ملا حامد کو حقیقت کعبہ سے مناسبت پیدا ہو گئی ہے :
ملا حامد فرمودند کہ مناسبتی بہ حقیقت کعبہ پیدا کردہ است و بہ طریق

انعکاس ازاں حقیقت بہرہ ور گشتہ است و بہ وصول حقیقت
قرآن مجید (مکتوبات سیلفیہ ۱۴۲/۱۹۸)۔

مولف روضۃ القیومیہ سے شیخ حامد کے بارے میں حضرت خواجہ کا قول نقل
کرنے میں سہو ہوا ہے۔ انہوں نے لکھا ہے کہ حضرت خواجہ نے فرمایا کہ
”شیخ حامد کا نور ساتویں آسمان سے بھی اوپر پہنچا ہے (۲۴۳/۲) حالانکہ منقولہ
بالا اقتباس میں صاف تحریر ہے کہ ان کے نور کا عروج آسمان چہارم تک ہے۔
مولانا سید زوار حسین شاہ مرحوم نے بغیر کسی سند کے انہیں ملاحضہ کو
”ملا حامد جو پوری قیاس فرما کر تذکرہ علمائے ہند سے ان کے حالات زیر نظر
”ملا حامد کے تحت لکھ دیئے ہیں۔ حالانکہ نہ تو مکتوبات معصومیہ میں ان کی نسبت
کا ذکر ہے اور نہ ہی روضۃ القیومیہ میں۔

۱۰

۱۵-۱۴/۵ شیخ عبداللطیف شکر خانی.....

ان کے نام حضرت خواجہ کے مندرجہ ذیل چار مکاتیب ہیں :

۲۰۷، ۱۶۰، ۱۱۵، ۹/۱

- ہر مکتوب میں جامع نے ان کے نام کے ساتھ ”شکر خانی“ بھی لکھا ہے۔
روضۃ القیومیہ میں حضرت خواجہ کے معاصرین میں ایک بزرگ شیخ عبداللطیف
کا نام بھی درج ہے اور لکھا ہے کہ انہوں نے حضرت میر محمد نعمان بدخشی
(اکبر آبادی خلیفہ حضرت مجدد الف ثانی) سے سلوک باطنی کی تحصیل کی (۲۴۹/۲)
لیکن ان کی نسبت ”شکر خانی“ نہیں لکھی۔ زہرۃ الخواطر (۲۴۶/۵) میں
شیخ عبداللطیف اکبر آبادی نام کے ایک مولف خطاط کا حال درج ہے۔ لیکن
وہاں بھی ان کے نام کے ساتھ شکر خانی نہیں لکھا گیا اور نہ ہی ان کا تعلق
حضرت میر محمد نعمان اکبر آبادی اور حضرت خواجہ محمد معصوم سے بتایا گیا ہے۔

۲۰

..... میر محمد خانی (رک بہ تعلیقات حاضر ۵۰۹/۵ تحت شیخ میر)

۱۶/

[والدِ نواب مکرم خان]

..... شاہ خواجہ ترمذی

۱۶/

ان کے نام حضرت خواجہ کے دو مکاتیب ہیں۔

مکتوب اول نہایت اہم ہے جس کا موضوع ہے ”در ذکر بعضی مکاشفات
حضرت پیر دستگیر خود (حضرت مجدد الف ثانی) [۱۵۳-۱۵۲/۴۵/۱]
مکتوب دوم - فی بیان الاستجابة المذكورة فی الایة الکریمہ
..... (۱۲۶/۲۸۰) - نیز ملاحظہ ہو تعلیقات حاضر (۱۹/۴۶)

..... اسد اللہ افغان

۱۶/۵۰۴

شیخ اسد اللہ افغان کے نام حضرت خواجہ کا ایک طویل مکتوب ہے (۱۵۰/۱)
۱۵۹-۱۶۶) جس میں سلوک و معرفت کے اہم سوالات بحضور حضرت خواجہ کئے
گئے ہیں اور حضرت خواجہ نے ان کے مفصل جواب دیئے ہیں۔
..... خواجہ محمد فاروق ولد خواجہ عبدالغفور سمرقندی

۱۶/۵۰۴

خواجہ محمد فاروق کے والد گرامی خواجہ عبدالغفور سمرقندی کے حالات کے لیے
دیکھئے تعلیقات حاضر (۴۳۱/۷)۔ خواجہ محمد فاروق کے نامور بھائی خواجہ محمد صدیق
پشاور کے مفصل حالات کتاب ہذا میں ملاحظہ کریں (۴۳۱-۴۳۷ مع تعلیقات)
خواجہ محمد فاروق کے نام حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہ کے مندرجہ ذیل
پانچ مکتوبات ہیں :

۱۰۹، ۱۰۸، ۱۰۶، ۹۹، ۶۰/۱

ایک مکتوب میں انہیں لکھا ہے کہ اپنے برادر کلاں کی صحبت کو غنیمت

جانو :

محبت و خدمت برادر کلاں خود را مفتنم شمرند و مشغولی را در مجلس او
تازہ دارند (۲۵۲/۱۰۸/۱)

یہاں ”برادر کلاں“ سے خواجہ محمد صدیق پشاور مراد ہیں جو حضرت خواجہ
کے اکابر و خلفاء میں سے تھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضرت خواجہ نے
خواجہ محمد فاروق کی باطنی تربیت کی ذمہ داری خواجہ محمد صدیق کو سونپ دی تھی۔
ہمارا خیال ہے کہ مکتوبات سعیدیہ میں حضرت خواجہ محمد سعید بن حضرت
مجدد الف ثانی کے جو دو مکاتیب بنام خواجہ محمد فاروق ہیں (۶۰، ۵۹) وہ
مکتوب الیہ یہی خواجہ محمد فاروق بن خواجہ عبدالغفور سمرقندی ہیں۔

ایک مکتوب میں انہیں یہ کہتے ہوئے سلسلہ قادریہ میں طالبوں کو بیعت کرنے کی اجازت دی ہے کہ ان کے اجداد بھی سلسلہ قادریہ سے تعلق رکھتے تھے (مکتوبات سعیدیہ ۵۹/۱۰۷)

۵ ممکن ہے خواجہ محمد فاروق کے والد اخوند خواجہ عبدالغفور سمرقندی حضرت مجدد الف ثانی سے وابستہ ہونے سے پہلے اپنے اجداد کے طریقہ قادریہ پر کاربند ہوں یا ان کے اجداد ہی کا تعلق سلسلہ قادریہ سے ہوگا۔ اسی مکتوب میں لکھا ہے کہ شجرہ کی نقل خواجہ محمد حنیف کابلی سے لے لیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ خواجہ محمد فاروق کابل میں رہتے تھے۔ ممکن ہے ان کا مدفن بھی کابل ہی ہو کیونکہ پشاور میں خواجہ محمد صدیق کے احاطہ قبرستان میں خواجہ محمد فاروق نام کا کوئی مدفن نہیں ہے۔

۱۰

..... مولانا جمال الدین

۱۷/۵۰۴

مولانا جمال الدین کے نام حضرت خواجہ کے دو مکتوبات ہیں :

۱۔ در آنکہ برکشوف و قانع اعتماد نباید نہاد و کمال معتبر معرفت صانع است جل و علا و در تحقیق فنا (۱/۱۷۷/۳۳۸)

۲۔ در بیان مقام جمع و ترغیب بر تحصیل - فرق بعد الجمع (۱/۱۸۱/۳۴۴)

۱۵ ملا جمال اور شیخ جمال کے نام سے بھی ایک مرید کا نام مکتوبات معصومیہ میں آیا ہے (۳/۳۰/۱۵۰)

..... مولانا محمد افضل

۱۷/۵۰۴

مکتوبات معصومیہ میں مولانا محمد افضل کے والد کا نام شیخ بدرالدین سرہندی لکھا ہوا ہے (۱/۷۰/۱۸۹)۔ یہ شیخ بدرالدین سرہندی حضرات القدس کے مولف اور حضرت مجدد الف ثانی کے خلیفہ تھے۔

۲۰

ملا بدرالدین سرہندی کے تین صاحبزادوں کے نام ہمیں معلوم ہیں اول ملا محمد شاکر (مترجم حیات الحرمین) دوم شیخ محمد اور سوم مولانا محمد افضل، شیخ محمد امین بدخشی کے ایک بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ ملا بدرالدین سرہندی کے صاحبزادے بھی سفر حج میں حضرت خواجہ کے ہمراہ تھے اور انہوں نے حضرات

کے مناقب میں رسائل تالیف کئے تھے (تفصیل کے لیے دیکھئے حنا الحرمین،
مقدمہ ۶۰-۶۱)۔

مولانا محمد افضل کے نام حضرت خواجہ کے دو مکاتیب ہیں :

۵ اول در معنی حدیث القبر روضة من رياض الجنة و بیان
بشارتی کہ حضرت مجدد الف ثانی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ بآں بشر گشتہ
بودند (۱۸۹/۷۰/۱)

دوم در ذکر بعضی مقامات عالیہ حضرت ایشاں با اشارت بآنکہ
مقام عالی مربوط باصالت و محبوبیت است (۱۹۴/۱۹۲/۱-۳۷۱)
[اس مکتوب کے متن کے لیے ملاحظہ ہو کتاب حاضر (۱۱۳-۱۱۴)]
۱۰ روضة القیومیہ میں ہے کہ مولانا محمد افضل حضرت خواجہ کے بڑے خلیفہ اور
اولیاء وقت میں تھے (۲۴۵/۲)

حضرت خواجہ کے مکتوبات میں ایک نام خواجہ محمد افضل بھی آیا ہے (۲/۱۸۸)
حضرت حجۃ اللہ کے مکتوبات میں خواجہ محمد افضل کے نام تین
مکاتیب ہیں (خزینہ ۲۹، ۳۰، ۳۱) جن میں سے دو مکاتیب میں ان کے
نام کے ساتھ لفظ ”خادم“ بھی لکھا ہوا ہے۔ گویا حضرت خواجہ کے حلقہ ارادت
۱۵ میں محمد افضل نام کے دو اصحاب تھے ایک خواجہ محمد افضل خادم اور دوسرے
مولانا محمد افضل بن ملا بدرالدین سرہندی۔

..... حاجی حسین ۱۷/۵۰۴

حاجی حسین کے نام حضرت خواجہ کے مندرجہ ذیل چار مکاتیب ہیں :

۲۰ (۱) در بیان مرتبہ جمع کہ کفر حقیقی است و ترغیب بر تحصیل مرتبہ فوق کہ
اسلام حقیقی است (۲۶/۱)

(۲) در آنکہ مقصود از فنا و بقا زوال گرفتاری ماسوی است
(۳۰۷/۱۵۳/۱)

(۳) در مشاہدات و تمخیلات را نفی باید نمود (۱۷۵/۱-۳۳۶-۳۳۷)

(۴) در شرح اذواق و مواجید کہ نوشتہ بود (۱۹۹/۱-۳۷۵-۳۷۶)

صوفی نور بیگ کے نام حضرت خواجہ کے دو مکتوبات ہیں :

۱۔ در تحریص بر دوام ذکر و اختیار عزالت (۲۰۰/۱)

۲۔ در نصیحت (۴۷/۲۱/۳)

مولانا قاسم روپڑی

ان کے نام مکتوبات معصومیہ میں صرف ایک مکتوب ہے :

در بیان آنکہ فنا و بقا بعلاقہ و ظلیت و اصالت ست چوں ...

(۹۵/۵۸/۳)

حضرت خواجہ سیف الدین کے عریضہ بنام حضرت خواجہ سے اندازہ ہوتا ہے

۱۰۔ کہ مولانا قاسم پہلے حضرت خواجہ سیف الدین سے منسلک ہوئے تھے یا حضرت خواجہ سے بیعت کے بعد تربیت کے لیے انہیں ان کے حوالے کیا گیا تھا اور یہ کہ ملا قاسم دہلی میں مقیم تھے (مکتوبات سیفیہ ۱۱/۲)

حضرت حجتہ اللہ نے تراویح کی نماز میں ملا قاسم سے قرآن پاک سننے کا ذکر کیا ہے (دلیلہ القبول ۲/۴۲/۸۵)۔

مولانا قاسم کی نسبت ”روپڑی“ ”روپڑ“ سے ہے۔

ضلع انبالہ میں روپڑ ایک گاؤں ہے اور برطانوی عہد میں سرہند کینال کا ہیڈ درکس تھا۔ اسپرل گزیٹیئر آف انڈیا ۳۳۹/۲۱، نیز عبرت نامہ (بامداد اشاریہ)

..... ملا فیض محمد فتح آبادی

ملا فیض محمد کے نام حضرت خواجہ کا مندرجہ ذیل مکتوب ہے :

در تعبیر و قانع اود تحقیق مقام شرح صدر و قبض و بسط (۱۲۳/۴۹/۳) (۱۲۴)

ان کی نسبت ”فتح آبادی“ ضلع حصار (پنجاب) کے گاؤں فتح آباد سے

ہے (اسپرل گزیٹیئر آف انڈیا ۱۲/۴۳، ۴۴)

میاں دینار خواجہ سرای شاہ جہان بادشاہ ۲۰/۵۰۲

میاں خواجہ دینار کے نام حضرت خواجہ کے دو مکاتیب ہیں :

۱۔ درنعت سرور کائنات و ترغیب بر اتباع خیر البریات علیہ وآلہ الصلوٰۃ

والتسلیمات (۶۴/۱۰/۱)

۲۔ در حدیث عارف (۲۳۴/۹۰/۱)

۱۰-۲/۵۰۵ شیخ محمد یار لمقب بہ خدا پرست خان

۵ مآثر الامراء میں ایک منصب دار محمد یار خان بن مرزا بہمن یار امتقاد خان کا ذکر ہے۔ اس کتاب میں اس منصب دار کے جو حالات بیان کئے گئے ہیں اور اس کے جس مزاج کا ذکر کیا گیا ہے اس سے قیاس کیا جاسکتا ہے کہ یہی شیخ محمد یار خدا پرست خان ہوں گے لیکن مآثر الامراء یا دیگر کتب تاریخ میں اس کا خطاب خدا پرست خان درج نہیں ہے۔ (مآثر ۳/۵۸۴-۵۸۸)

۱۰ تاریخ محمدی میں اس کا سال وفات ۱۱۳۸ھ/۱۷۲۶ء لکھا ہوا ہے۔ (۶۱) جبکہ مقامات معصومی کے اس بیان میں ۱۱۲۳ھ ہے۔ گویا سال وفات میں بھی تضاد ہے۔ مکتوبات معصومیہ میں محمد یار خادم حضرت خواجہ محمد نقشبند کے نام ایک مکتوب ہے (۱۰۴/۶۳/۳) مقامات معصومی میں ہی درج ہے کہ خدا پرست خان حضرت خواجہ کی خدمت میں چودہ سال رہے (۳۲۷)

۱۵ ۱۵-۱۳/۵۰۵ قل احمد ترک کہ مقبول حضرت ایشاں و صاحب یکدست بودہ ۱۵

شیخ قل احمد ترک کا پورا نام یوں ہے :
شیخ احمد بن خلیل معروف بہ یکدست حنفی نقشبندی جورانی، شیخ احمد یکدست کا وصال مکہ مکرمہ میں ۱۱۱۹ھ/۱۷۰۸ء کو ہوا، ان کے ہم وطن مولف محمد خلیل آنندی لکھتے ہیں :

۲۰ احمد بن خلیل المعروف بہ یکدست الحنفی النقشبندی الجوریانی نزیل مکة المكرمة الشيخ الاستاذ العارف الكامل العمدة کان من مشاهیر الاجلة والشیوخ الاخیار تلمذ للاستاذ الكبير محمد معصوم بن احمد الفاروقی السرهندی و اخذ عنه الطريقة النقشبندیہ و سلك علی یدیہ و عمتہ نفحاتہ و

- روثہ رشحاته وفاض علیہ صیب امدادہ و برکتہ فاشمروا
ورق واینع و طاب للواردین روضہ ، ودفق بالارشاد
حوضہ و قدم مکة المکرمة واستقام بہا مدة سنین و
اشتہر وفاق و اخذ عنہ الطریقة المذكورة الناس
کثیرون وکان ہو و الحجد الاستاذ محمد مراد بن
۵ علی البخاری قدس سرہما رفیقین بالتلمذہ علی الاستاذ
محمد معصوم الفاروقی المذكور و اعطاہما القبول و
اشتہرا مرہما و ظہرت لہما الکرامات و احوال العجیبة
و عقدت علی و لایتہما خناصر الاتفاق و مدہما اللہ
بمدد موعونہ و کانت وفاة المترجم بمكة المکرمة
۱۰ سنۃ تسع عشر و مائۃ و الف الجوریانی بضم الجیم
و کسر الراء ثم متتاة تحية و الف و فون و یار نسبة
الی جوریان و یکدست لفظۃ مرکبة بالناسیۃ من
کلمتین الاولی "یک" بمعنی واحد و الثانیۃ "دست"
بمعنی الید ای ذوید واحدة لان الاستاذ المترجم کان
۱۵ عاطل الید الواحدۃ فلذا اشتهر "بیکدست" رحمہ اللہ تعالیٰ
(ملک الدرر ۱ / ۱۰۴ - ۱۰۸)

- ملک الدرر کے اس اقتباس سے مندرجہ ذیل نتائج اخذ ہوتے ہیں :
- ۱۔ شیخ احمد یکدست جوریان کے باشندے تھے۔
 - ۲۔ انہوں نے مدت تک مکہ مکرمہ میں قیام کیا جہاں طالبوں کی کثیر تعداد نے
ان سے کسب فیض کیا۔
 - ۳۔ شیخ مراد بن علی البخاری شامی (خلیفہ حضرت خواجہ محمد معصوم) اور شیخ احمد یکدست
کسب سلوک کے لیے باہم حضرت خواجہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔
یہاں "محمد مراد بن علی" لکھا گیا ہے جس سے عام قاری یہ سمجھے گا کہ
شیخ مراد شامی کے صاحبزادے شیخ محمد اور شیخ احمد یکدست بیک وقت حضرت خواجہ

کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے۔ حالانکہ شیخ محمد بن شیخ مراد بن علی کی تولدات ہی حضرت خواجہ کے وصال ۱۰۷۹ھ کے بعد ۱۰۹۲ھ میں ہوئی (تعلیقات حاضر ۱۹/۴۷۰)

۴۔ شیخ احمد یک دست کا وصال مکہ معظمہ میں ۱۱۱۹ھ کو ہوا۔

۵۔ شیخ احمد یک دست کے عرف سے اس لیے معروف ہوئے کہ ان کا ایک ہاتھ نہیں تھا۔

شیخ احمد یک دست کے ترک خلفاء میں ایک بزرگ شیخ محمد امین توفادی بھی تھے جن سے معروف خطاط و مولف کتب شہر مستقیم زادہ سعد الدین سلیمان نے ظاہری و باطنی فیض پایا (تحفۃ الخطاطین ۹ حاشیہ)۔ مستقیم زادہ نے مکتوبات معصومہ کا ترکی زبان میں ۱۱۶۲-۱۱۶۵ھ کو ترجمہ کیا (تحفۃ الخطاطین، مقدمہ ۴۵-۴۶) ۱۰۔ نقشبندی سلسلہ کے افکار پر ترکی زبان میں مستقیم زادہ کی کئی قابل توجہ کتابیں ترکی کے کتب خانوں میں موجود ہیں۔ جن کا مفصل تعارف ان کی معروف کتاب تحفۃ الخطاطین کے مقدمہ میں کر دایا گیا ہے۔

..... محمد یوسف مؤذن

۱۶/۵۰۵

۱۵۔ ان کے نام حضرت خواجہ کا ایک مکتوب ہے جو مکاشفۃ حضرت مجدد الف ثانی کی شرح پر مشتمل ہے۔ جہاں ان کا نام ”محمد یوسف خادم“ درج ہے۔ (۱/۲۰۸/۳۸۷) نیز دیکھئے تعلیقات ہذا (۱۱/۴۷۰)

میر معصوم سرہندی

۱۸/۵۰۵

میر معصوم سرہندی بن میر محمد زمان راسخ (رک بہ تعلیقات حاضر ۵۰۰/۲۲-۲۳)

خواجہ مومن جذبی

۱۸/۵۰۵

۲۰۔ ان کے نام حضرت خواجہ کا مندرجہ ذیل ایک مکتوب ہے :

در تحقیق فنا عدم وجود فنا و وجود عدم و فرق در آہنا (۱/۱۲/۷۳-۷۴)

عاجی محمد جان طالقانی

۱۸/۵۰۵

ان کے نام حضرت خواجہ کا ایک مکتوب در اشارت بہ بعضی اسرار مصنفہ

قلبیہ (۱/۲۰/۹۱) ان کی علاقائی نسبت طالقانی ”طالقان“ سے ہے :

طالقان، شہری بود در خراسان قدیم، مولف حدود العالم محل آنرا میان
طخارستان و ختلان و در سرحد گوزگانان می نویسد و یا قوت در معجم البلدان
بین بلخ و مرو رودیادی کند، اصطخری گوید :
بزرگترین شہرستان طخارستان طالقان است (فرہنگ فارسی معین)
نیز ملاحظہ ہو :

۵

۱- یا قوت : المشتک ۱۲۶-۱۲۷

۲- رنجبر، احمد : خراسان بزرگ (بامداد اشاریہ)

۳- بادیل، محمد آبادی : طرائف و طرائف ۴۴۸

..... مومن بیگ برہانپوری

۱۸/۵۰۵

۱۰۔ ان کا صحیح اور پورا نام شیخ محمد مومن گیلانی ثم برہانپوری ہے (مکتوبات معصومہ
۱۴۴/۳) ایک مکتوب میں انہیں قاضی زادہ برہانپور لکھا گیا ہے (ایضاً ۱۴۳/۳/۱۲۴)
حضرت خواجہ کے مندرجہ ذیل پانچ مکاتیب ان کے نام ہیں :

۱۸۵، ۱۴۴، ۱۲۷/۳، ۹۴، ۵۸/۲

۱۵۔ حضرت خواجہ کے مکاتیب بنام شیخ ابوالمنظف برہانپوری (رک بآں) سے
معلوم ہوتا ہے کہ شیخ محمد مومن برہانپوری کی تربیت کی ذمہ داری انہیں سونپ
دی گئی تھی۔

حضرت خواجہ ایک مکتوب میں لکھتے ہیں کہ اس وقت انہیں فنا کا مرتبہ حاصل
ہے اور مقام حیرت میں ہیں (۵۸/۵۴/۳) دوسرے مکتوب میں ان کے احوال
پر حضرت خواجہ نے لکھا ہے :

۲۰۔ ”بسیار خوش وقت ساخت“ (۱۳۳/۹۰/۳)

حضرت مروج الشریعت لکھتے ہیں :

محمد مومن برہانپوری رحمۃ اللہ علیہ از نیکان اصحاب بودہ، یک چندی
باشوق تمام در خدمت عالی گذرانیدہ و بہ آثار تجلی صفحات بشر گشتہ
است۔ از علم ظاہری بہرہ وراست، بعد ازاں ترقیات را و از حقائق
ثلاثہ و حقیقت الحقائق بشر گردہ (خزینہ ۲۴/۴۳)

اگرچہ شیخ محمد مومن برہانپوری کا سال وصال معلوم نہیں ہے تاہم قیاس ہے کہ انہوں نے قبل ۱۰۸۳ھ میں انتقال کیا کیونکہ منقولہ بالا اقتباس میں حضرت مردج الشریعت نے ان کے نام کے ساتھ ”رحمۃ اللہ علیہ“ لکھا ہے جو عام طور پر متوفی افراد کے لیے ہی استعمال کیا جاتا ہے۔ حضرت مردج الشریعت کا وصال ۱۰۸۳ھ میں ہوا لہذا شیخ محمد مومن اس سے پہلے اور حضرت خواجہ محمد معصوم (متوفی ۱۰۷۹ھ) کے بعد حدود ۱۰۸۲ھ میں فوت ہوئے۔

..... میر منغل

۱۹/۵۰۵

حضرت خواجہ کا ایک مکتوب ”در ترغیب بر اتباع سنت سنۃ و رسوخ بر محبت شیخ، میر منغل کے نام ہے (۱/۲۶/۱۵۳)

..... مومن بیگ کابلی

۱۹/۵۰۵

۱۰ مومن بیگ کابلی کے نام حضرت خواجہ کا ایک مکتوب ”در آنکہ تعلق بامسوی از اشد امراض است“ ہے (۱/۷۱/۱۹۰)

..... ملا مسافر

۱۹/۵۰۵

۱۵ حضرت خواجہ کا ایک مکتوب ”در تحریص بر رضا بہ قضای الہی جل شانہ“ انہیں ملا محمد مسافر کے نام ہے (۱/۷۲/۱۹۰) حضرت مردج الشریعت کے مکتوبات میں ایک نام مسافر بیگ بھی آیا ہے۔ (خزینہ ۱۱۸/۱۳۵) ممکن ہے یہ یہی ملا محمد مسافر ہوں۔

شیخ عبد الحمید برہانپوری

۱۹/۵۰۵

۲۰ ان کے نام مکتوبات معصومیہ میں ایک مکتوب (۱/۷۷/۱۹۵) ”در آنکہ وصول بدرجہ کمال را علامات است“ ہے۔

شیخ عبد الحمید، حضرت خواجہ سیف الدین سے منسلک تھے، انہوں نے اپنے دو مکاتیب میں ان کا ذکر کیا ہے :

فضائل پناہ شیخ عبد الحمید بخدمت گرامی (بجناب حضرت خواجہ محمد معصوم) استعادت خواہد یافت از حقائق ایں جای بہ تفصیل مشار الیہ اطلاع دارد۔ بھلا آں کہ ایں مرد بزرگ خطرہ را از قلب مطلقاً منتفی می یابد و در دماغ

معلوم می کند وہ بہ عدمیت مشرف شدہ امیدوار توجہ است (مکتوبات سیفیہ ۱۲/۳)
 معلوم ہوتا ہے کہ حضرت خواجہ سیف الدین کے اورنگ زیب کی تربیت
 کے لیے قیام دہلی کے دوران جو مریدین زیر تربیت تھے ان میں شیخ عبدالحمد
 بھی شامل ہیں اس خط سے معلوم ہوتا ہے کہ شیخ عبدالحمد کو اورنگ زیب کا بھی
 قرب حاصل تھا۔ حضرت خواجہ سیف الدین اخوند شاہ مراد کو لکھتے ہیں کہ بنخاد خان
 ۵ نے مجھے لکھا ہے کہ اورنگ زیب نے شیخ عبدالحمد کے ذریعہ تمہیں ہدیہ بھیجا تو
 تم نے قبول نہیں کیا۔ (مکتوبات سیفیہ ۱۴۳/۱۸۹)
 محمد کاشف ۱۹/۵۰

ان کے نام حضرت خواجہ کے مندرجہ ذیل تین مکاتیب ہیں :

- ۱۰۔ ۱۴۲، ۱۴۲، ۸۲/۱
 ردضۃ القیومیہ میں انہیں خواجہ محمد کاشف کاشغری لکھا ہوا ہے اور یہ
 بھی بتایا ہے کہ شاہ کاشغر ان کا مرید تھا :
 حضرت کے قدیم خلفاء میں سے تھے سلوک باطنی تمام پابندیوں سمیت
 انتہائی درجے تک حاصل کیا۔ آنحضرت نے انہیں اجازت ارشاد عنایت
 کر کے کاشغری بھیج دیا، جہاں انہیں قبولیت نصیب ہوئی، شاہ کاشغر
 ۱۵ بھی ان کا مرید ہوا۔ (۲۴۲/۲)
 کاشغر، شہر مرکزی ترکستان شرقی واقع در ۱۰۰ کیلومیتری شمال
 غربی بارکندہ، در ساحل کاشغور یا (قرل صو) کہ تابع رود تاریم است
 (فرہنگ فارسی معین) نیز ملاحظہ ہو :
 بار تولد : گزیدہ مقالات تحقیقی (بامداد اشاریہ)
 ۲۰ بار تولد : ترکستان نامہ (بامداد اشاریہ)
 بادشاہ خلد مکان عنایات حضرت ایشاں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہ در بارہ
 ایشاں (اورنگ زیب) واقع است از مکتوبات قدسی آیات خصوصاً
 ہم نے کتاب حاضر کے مقدمے میں وہ تمام معلومات یکجا کر دی ہیں جو
 اورنگ زیب اور حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہ کے تعلقات کو واضح کرنے

کے لیے کافی ہیں۔

۱۴-۱۲/۵۰۶ چنانچہ خود درمکتوبی از مکتوبات جلد ثانی بایں مصراع شیخ سعدی
تصریح بایں معنی فرماید، فتح :

دیدہ سعدی دجاں ہمراہ تست
والمکتوب طویل

حضرت خواجہ کا یہ طویل مکتوب بنام اوزنگ زیب جلد ثانی میں پانچویں نمبر پر ہے۔

۲۳-۲۰/۵۰۶ بشارتِ فنا و قلب در بارہ ایشاں (اوزنگ زیب) در قلم مشکین رقم
درآمدہ بایں عبارت :

و امید است کہ دریں نزدیکی بہ فنا و قلب کہ درجہ اول است از درجات
ولایت مشرف گردند

مؤلف نے حضرت خواجہ کے مکتوب مذکورہ بالا سے یہ عبارت حافظہ کی بنیاد
پر نقل کی ہے کیونکہ انہوں نے اس کتاب میں کئی مرتبہ اعتراف کیا ہے کہ ان کے
پیش نظر مکتوبات معصومیہ کی صرف جلد اول ہی ہے۔ حضرت خواجہ اوزنگ زیب
کو بشارت دیتے ہوئے لکھتے ہیں :

ہرگز خطرہ ماسوی در باطن اوراہ نیابد بواسطہ نیانی کہ دل را از ماسوای
بحصول پیوستہ است ایں کمال نخستین کمالات ولایت است و

معبر است بفنای قلبی و (۲/۵/۲۹-۳۰)

۲۴/۵۰۶ بعد ازاں بہ نوید دخول آن ولایت (فنا و قلب) بہ زبان الہام ترجمان
مشرف شدند

ان امور کی تفصیل کے لیے دیکھئے مقدمہ کتاب حاضر

۴/۵۰۷ عبداللطیف برہانپوری کہ خیلی متشرع بودہ

شیخ عبداللطیف برہانپوری (متوفی ۱۰۶۶ھ/۱۶۵۵ء) امر بالمعروف و
نہی عن المنکر میں نہایت تشدد تھے ان کی یہی صفت اوزنگ زیب جیسے
متشرع بادشاہ کو پسند تھی جس کی وجہ سے وہ ان کا بہت معتقد تھا۔ حالات

کے لیے ملاحظہ ہو :

- ۱۔ بختاور خان : مرآۃ العالم ۲/ ۴۰۷-۴۰۸
- ۲۔ عبدی، عبداللہ خویشگی : اخبار الاولیاء قلمی ورق ۱۶۸ ب ۱۶۹
- ۳۔ ایضاً معارج الولايت - قلمی ورق ۶۲۶ ب
- ۴۔ مستعد خان : مآثر عالمگیری ۲۱۶، ۴۸۲، ۵۱۵
- ۵۔ خانی خان : منتخب الباب ۵۵۵/۲
- ۶۔ عبدالفتاح بدخشی : مفتاح العارفین قلمی
- ۷۔ محمد اسلم پسوری : فرحت الناظرین ۴۱-۴۳
- ۸۔ احوال و آثار عبداللہ خویشگی قصوری ۴۶-۴۹ (و بامداد اشاریہ)
- ۱۰۔ بادشاہ غلام منزل ہم در وقتی کہ بادشاہزادہ بودند.....
غلام منزل، شاہ عالم بہادر شاہ بن اوزنگ زیب کا لقب تھا۔
(تذکرۃ السلاطین چغتآ ۲۵)
..... محمد اعظم شاہ بحضرت شیخ سیف الحق والملة والدين وکام بخش بحضرت حجۃ اللہ
مرید بودند.....
- ۱۵۔ ان امور کی تفصیل کے لیے کتاب حاضر کا مقدمہ ملاحظہ فرمائیں۔
..... اعظم شاہ در آخر کار بہ سبب تشیع کہ از دی بہ طریق تو اتر مسموع.....
اعظم شاہ بن اوزنگ زیب کے شیعہ مذہب قبول کرنے کے سلسلے میں
ہم نے اس کتاب کے مقدمے میں دلائل دیئے ہیں۔
..... محمد فرخ سیر..... بدست مخدوم زادہ اصغر اکل محمد صدیق قدس سرہ
مرید حضرت ایشاں گردیدند.....
- ۲۰۔ رک بہ کتاب حاضر ۳۵۵ و مقدمہ کتاب ہذا
..... والدیدی (نواب مکرم خان) شیخ میر.....
شیخ میر خوافی، اوزنگ زیب کا نہایت قابل اعتماد ملازم تھا۔ مختلف
مہمات میں اوزنگ زیب کے ساتھ رہا۔ اوزنگ زیب اور دارا شکوہ کی
جنگ تخت نشینی میں وہ اوزنگ زیب کے دونوں معرکوں میں ہراول فوج کا

سردار تھا۔ اسی لڑائی میں ۱۰۶۸ھ / ۱۶۵۷ء میں جان دی۔ (تأثر الامراء ۲ / ۶۶۷-۶۶۸ صفحہ) حالات کے لیے دیگر مآخذ کے لیے دیکھئے :

Ashar Ali Mughal Nobility under Aurangzeb p 121

شیخ میر کے نام حضرت خواجہ کے چار مکانیب ہیں جن میں اُسے بزرگوار
نصائح لکھنے گئے ہیں۔ ان مکانیب میں اس کا نام "میر محمد خانی" لکھا گیا ہے
(مکتوبات مصوبہ ۱ / ۴۸، ۴۹، ۱۳۷، ۲۱۱) خواف (خاف) کے محل وقوع
کے لیے دیکھئے تعلیقات حاضر (۵۱۰ / ۷)
..... مش (زواب مکرم خان) سید میر.....

۵ / ۵۰۹

سید میر خوانی نام اور امیر خان خطاب، وہ شیخ میر خوانی کا چھوٹا بھائی تھا۔
جب شیخ میر خوانی مارا گیا تو اس کو چار ہزار ذات اور تین ہزار سوار کا منصب ملا۔
چوتھے سال جلوس عالمگیری (۱۰۶۷ھ / ۱۶۵۶ء) میں اسے کابل کا صوبہ دار
بنایا گیا اور گیا رہیں جلوس عالمگیری (۱۰۷۵ھ / ۱۶۶۴ء) تک وہ کابل کا
صوبہ دار رہا۔ اس کے بعد وہ استعفاء دے کر دہلی میں مقیم ہو گیا۔ ۱۰۸۰ھ / ۱۶۷۰ء
میں انتقال ہوا لہذا وہ تھا (تأثر الامراء ۲ / ۴۷۹-۴۸۰) نیز ملاحظہ ہو :

جیسی : تاریخ افغانستان ۱۲۳-۱۲۴

حضرت خواجہ محمد مصوم کا ایک مکتوب اسی یادداشت پناہ امیر خان کے نام ہے
جو عدد ۵۱۰۷۳ / ۱۶۶۳ء میں تحریر کیا گیا۔ یہ مکتوب "تقریریں بر تحصیل معرفت"
کے موضوع پر ہے (۱۵۷ / ۱۰۰ / ۲)

۲۰ حضرت خواجہ کے ایک خلیفہ صوفی پایندہ محمد کابل (رک بہ تعلیقات حاضر
۵۰۱ / ۱۹-۲۲) کے ساتھ امیر خان کے روابط تھے حضرت خواجہ کا ایک مکتوب
صوفی پایندہ محمد نے امیر خان کو دیا تھا (مکتوبات مصوبہ ۲ / ۲۱۲ / ۲۵۷)
حضرت خواجہ سیف الدین نے سید امیر خان کی وفات ۱۰۸۰ھ / ۱۶۷۰ء پر
بی بی عرب خانم کے نام تقریرت نامہ لکھا تھا، فرماتے ہیں :
فی داند کہ چہ نویسد و چگونہ شرح دہد کہ از استماع خبر و حشت اثر و واقعہ

ہاں خان مغفرت نشان محبوب القلوب چہ قسم الم داندوہ بہ ایں
دل نگار رسیدہ روزی کہ ایں خبر رسیدہ حالی کہ بہ جمیع اہل خانہ
طاری شد کہ تاب بیان نہ دارد (مکتوبات سیفیہ ۴۷/۶۶)

- ۵ اس مکتوب سے نہ صرف یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس خانوادے کے ساتھ
حضرات مجددیہ کے گہرے تعلقات تھے بلکہ یہ بھی مترشح ہوتا ہے کہ مکتوب الیہا
بی بی عرب خانم کا بھی حضرات سے عقیدت مندانہ تعلق تھا یہ غالباً سید امیر خان
کی بیوی ہوگی، اس خاتون کے نام حضرت خواجہ سیف الدین کے مندرجہ ذیل
مکاتیب میں :

۴۷/۶۶ ، ۱۰۷/۷۳ ، ۱۱۸/۷۹ ، ۱۷۹/۱۵۵

- ۱۰ برادر بزرگ خود (مکرم خان) محشم خان کہ نام اکبر میرابراہیم ...
سید میرابراہیم محشم خان بن شیخ میرخانی، اوزنگ زیب کے منصب داروں
میں سے تھا۔ اس کو ایک ہزاری ذات اور چار سو سوار کا منصب ملا اور اس کے
منصب میں ترقی ہوتی رہی۔ وہ مختلف مہمات میں اہم کردار ادا کرتا رہا۔ اس پر
پریشانیاں بھی بہت آئیں۔ اس کے باپ کی خدمات کے عوض اوزنگ زیب
نے اُسے بہت نوازا (ماثر الامراء ۳/۵۳۶ - ۵۳۹) ۱۱۱۹ھ/۱۷۰۸ء میں
۱۵ اس کا انتقال ہوا (تاریخ محمدی ۲۳)

میرابراہیم کے بیٹوں میں میر محمد جان سب سے قابل تھا اُسے باپ کا خطاب
محشم خان دیا گیا وہ دکن میں بخشی کے عہدے پر فائز رہا، اس کا بیٹا حشمت اللہ خان
تھا (ماثر الامراء ۶۵۲) میر جان ذی علم تھا اس کا شمار علماء میں کیا گیا ہے۔
(نزہۃ الخواطر ۶/۲۹۳)

- ۲۰ میر محمدابراہیم محشم خان کے نام حضرت خواجہ کے مندرجہ ذیل چھ مکاتیب میں :

۱۵۰/۲ ، ۱۵۱ ، ۱۵۲ ، ۱۷۳/۳ ، ۱۹۲ ، ۲۲۵

اسی طرح حضرت خواجہ سیف الدین کے بھی چھ ہی مکتوبات اس کے نام ہیں
جن میں اُسے "خان سعادت نشان محشم خان" لکھا گیا ہے۔

۳۲/۱۹ ، ۱۳۸/۱۰۸ ، ۱۷۷/۱۵۷ ، ۱۸۰/۱۵۸

حضرت خواجہ اور حضرت خواجہ سیف الدین دونوں بزرگوں نے اُسے قیمتی نصائح سے نوازا ہے اور اسے ذکر و فکر میں مصروف رہنے کی تلقین کی ہے۔
برادرِ خردِ خود (نواب مکرم خان) شمشیر خان نام اصغر میر یعقوب

۷/۵۰۹

۵ میر یعقوب مخاطب بہ شمشیر خان بن شیخ میر خوافی، یہ اپنے بھائیوں میں سب شجاع تھا۔ اپنے بھائی نواب مکرم خان کے ساتھ ۱۰۹۶ھ/۱۶۸۴ء میں افغانوں کی تنبیہ کے لیے درہ جانوس کی طرف روانہ ہوا اور سخت معرکے میں مارا گیا۔
(ماثر الامراء ۲/۶۶۸، ۶۸۲)

حضرت خواجہ کے مندرجہ ذیل دو مکاتیب اس کے نام ہیں :

۱۰ ۱۔ در تحریص بر مخالفت نفس امارہ و تصحیح عقائد (۲/۱۱/۳۶ - ۳۹) شمشیر خان

۲۔ در تحریص بر ذکر و طاعات (۳/۱۹۳/۲۴۱) باسم میر محمد یعقوب
حضرت خواجہ نے مکتوب بنام میر محمد اسحق و میر ابراہیم میں میر محمد یعقوب کے بارے میں دریافت کیا ہے :

۱۵ بر خورداری میر محمد یعقوب بہ جمعیت باشد از احوال خود گاہی نمی نویسد (۳/۱۵۹/۲۱۲)

مکتوبات معصومیہ کی جلد دوم میں جو ۱۰۷۲ھ میں مکمل ہو گئی تھی میر یعقوب کے نام خط میں جامع نے اُسے "شمشیر خان" لکھا ہے جس سے واضح ہوتا ہے کہ اُسے یہ خطاب ۱۰۷۲ھ/۱۶۶۲ء سے پہلے مل چکا تھا۔

۲۰ ۲۳-۱۵/۵۰۹ در یکی از مکاتیب قدسیہ جواب آن مندرج است

مکتوبات معصومیہ کی جلد دوم کا یہ مکتوب نمبر ۱۵۱ ہے (سہو کتابت ۱۵۳)۔ چونکہ مولف نے وضاحت کی ہے کہ اس کتاب کی تالیف کے دوران ان کے پیش نظر مکتوبات معصومیہ کی آخری دونوں جلدیں نہیں تھیں (۵۱۰/۳-۵) انہوں نے اسے حافظہ کی بنیاد پر لکھا ہے سارے منقولہ اقتباس میں حافظہ کا تصرف موجود ہے۔ پورا مکتوب اسی موضوع پر ہے۔

میر اسحق مخاطب بہ مکرم خان خوانی، شیخ میرزا کور کا دوسرا بیٹا ہے۔ اور بنگ زیب
 شیخ میر کی خدمات کے عوض اس کی اولاد کو نوازتا رہا۔ اس کے صلے میں اس نے میر اسحق کو
 بھی عمدہ منصب اور مکرم خان کا خطاب دیا۔ اُسے افغانوں کی بغادت ختم کرنے
 کے لیے بھیجا گیا۔ وہ لاہور اور ملتان کا گورنر بھی رہا۔ مولف اس کی گورنری ملتان
 ۱۰۹۹ھ/۱۶۸۸ء کے زمانے میں اس سے ملے تھے (کتاب حاضر ۳/۴۷۱-۱۸-۱۹) ۵
 مکرم خان خود استعفادے کر دہلی میں گوشہ نشین ہو گیا تھا (آثار الامراء ۳/۵۷۵-۵۷۹)
 ۱۹ محرم ۱۱۲۹ھ/۱۷۱۶ء کو اس کا انتقال ہوا (تاریخ محمدی ۳۶)۔
 نواب مکرم خان کے نام حضرت خواجہ محمد معصوم کے مندرجہ ذیل پانچ مکتوبات

ہیں :

۱۔ پہلے مکتوب کا کچھ حصہ مولف حافظہ کی بنیاد پر نقل کر چکے ہیں (۲/۱۵۱/۱۰
 ۲۵۰-۲۵۱)

۲۔ اس مکتوب میں اُسے ترک ملازمت پر مبارک باد دی ہے :
 مکتوب شریف رسیدہ مسرت بخش گردید از ترک علاقہ مذکور
 نوشتہ بودند ہزار شکر کہ بہ سہولت و عافیت میسر شد نیک و مبارک
 است۔ حق سبحانہ استقامت کرامت فرماید (۲/۱۵۲/۲۵۱-۲۵۳) ۱۵
 جلد سوم کے پہلے دونوں مکاتیب میں اس کے احوال پر تحسین کی گئی ہے
 (۳/۱۵۹، ۱۶۵) تیسرے مکتوب میں اُس سے کہا گیا ہے کہ اپنے باطنی مسائل
 کے سلسلے میں میرے فرزند میاں حضرت یعنی مردج الشریعت سے رجوع کرو
 (۳/۲۲۶/۲۷۲)

۳۔ نواب مکرم خان پر کئی مرتبہ عتاب شاہی بھی نازل ہوا۔ ایک مکتوب بنام
 بی بی خانی بنت تربیت خان مرحوم میں حضرت خواجہ محمد سعید قدس سرہ
 لکھتے ہیں :

چہ نویسید کہ از استماع خبر وحشت اثر اختلال حال برخوردار می میر محمد اسحق
 چہ قدر کلفت حاصل شد (مکتوبات سعید یہ ۷۷/۱۳۶)
 حضرت مردج الشریعت کے دو مکاتیب نواب مکرم خان کے نام ہیں

(فرزینہ ۶۹/۴۲-۴۳، ۱۰۲/۱۰۳) اسی طرح حضرت خواجہ سیف الدین کے بھی دو خطوط اس کے نام ہیں جن میں اس کی بلند ہمتی اور اس کے باطنی احوال کے عروج کا ذکر ہے (مکتوبات سیفیہ ۳۱/۱۷، ۳۷/۲۱)

حضرت حجۃ اللہ محمد نقشبند ثانی کے ساتھ بھی مکرم خان کے روابط تھے (وسیلۃ القبول ۳۶/۲۵/۱)

۵

شعراء اور صوفیہ کے تذکرہ میں اس کی علم پروری اور اہل علم و فقراء نوازی کے واقعات بکثرت درج ہیں۔ اس کے دربار میں مشہور شعراء غنیمت کنجاہی، میرا سخ سرہندی اور محمد سعید اعجاز رہتے تھے، تفصیل کے لیے دیکھئے : انصاری، نور الحسن : فارسی ادب بعہد اوزنگ زیب ۱۱، ۵۶، ۵۷، ۵۸

۴۰۸، ۳۰۳، ۷۳

۱۰

حضرت میرزا مظہر جان جاناں (۱۱۱۱-۱۱۹۵ھ/۱۷۰۰-۱۷۸۱ء) نے نواب مکرم خان کی حضرت خواجہ محمد معصوم کے ساتھ عقیدت کو سب سے زیادہ عمدہ پیرایہ بیان میں واضح کیا ہے، فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ اوزنگ زیب نے نواب سے دریافت کیا کہ تمہاری عمر کتنی ہے ؟ نواب نے جواب دیا چار سال یعنی وہ عرصہ جو میں نے اپنے پیر بزرگوار (حضرت خواجہ محمد معصوم) کی خدمت میں گزارا۔ حضرت خواجہ اس کے ہاں کھانا تناول فرمایتے تھے اور اس کے کھانے کو نور خیال فرماتے تھے (مقامات مظہری ۳۵۲-۳۵۳)

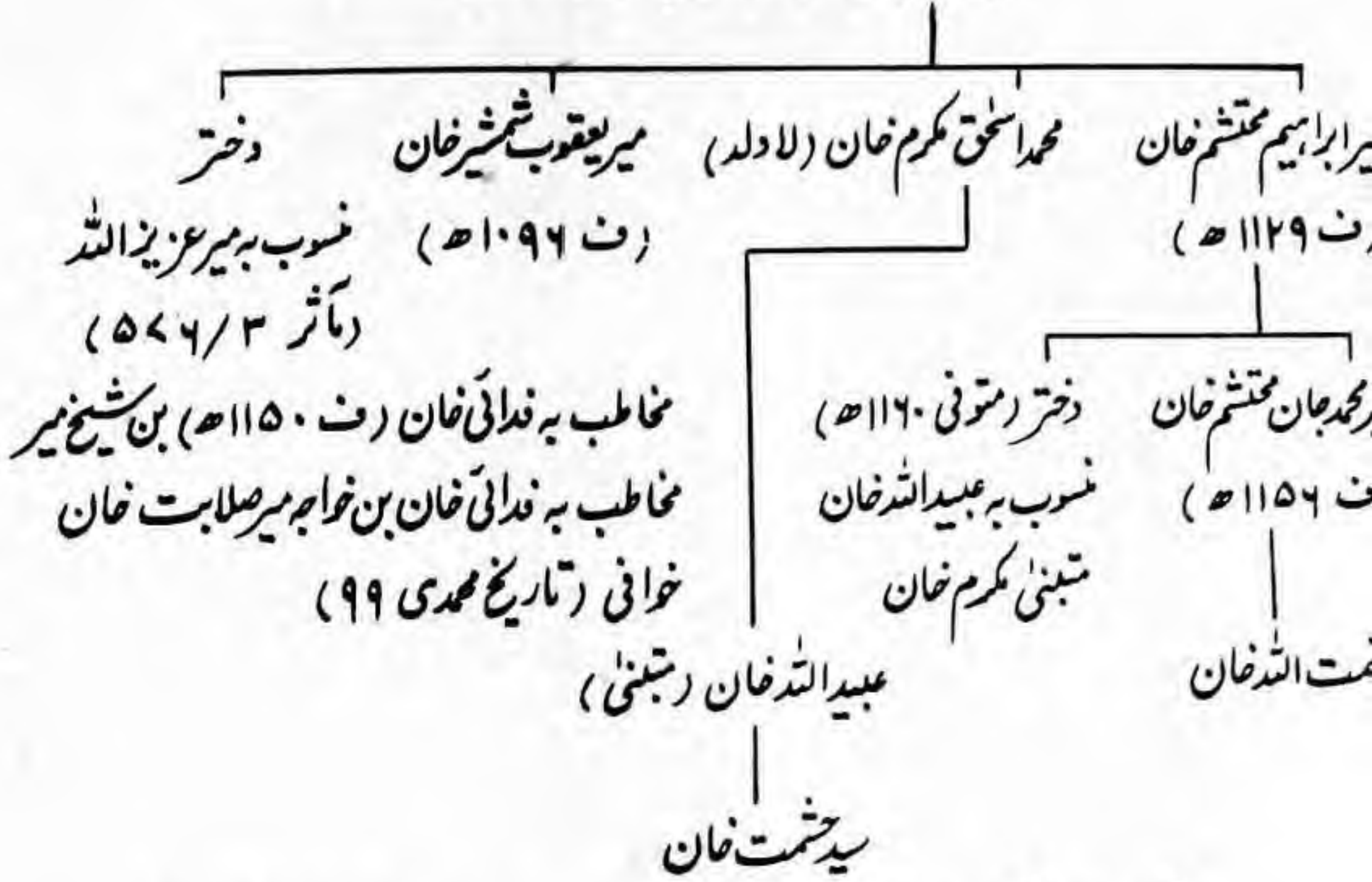
۱۵

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نواب مکرم خان مسلسل چار سال تک حضرت خواجہ کی خدمت میں رہا۔ مکرم خان لا ولد تھا اس نے عبید اللہ خان کو اپنا متبنی بنالیا (ماثر الامراء ۵۷۷/۳)

۲۰

نواب مکرم خان کے خاندانی اسماں بصورت شجرہ ملاحظہ کریں :

شیخ میرخوانی + سید میرخوانی (لاولد)



شیخ میرخوانی کی علاقائی نسبت "خواف" سے ہے یہ علاقہ قدیم زمانے میں نیشاپور کے مضافات میں تھا لیکن اب مدت دراز سے اس ولایت کا بڑا حصہ ہرات میں شامل ہے۔ (تعلیقات مایل ہردی بر جغرافیہ حافظ ابرو، مقدمہ ۳۳-۳۴) سمعانی نے اس نسبت کی یوں وضاحت کی ہے :

۱۵

الخوافی، بفتح الخاء المعجمة وفي آخرها الفاء بعد الواو والالف هذه النسبة الى خواف وهي ناحیه من نواحی نیشابور..... وهي متصلة بمحدود الزون (الانساب ۲۱۹/۵)۔

ملاحظہ ہو :

۲۰

یا قوت : معم البلدان ۳۹۹/۲
لیسترنج : بلدان الخلافة الشرقية ۳۹۸-۳۹۷
محمد معین : فرہنگ فارسی ۴۸۸/۵
بادیل، محمد آبادی : طرائف و طرائف ۲۹۴
..... جملۃ الملکی جعفر خان ۱۱/۵

جعفر خان، صادق خان میرنجشی بن طاہر و صلی بن محمد شریف ہردی کا

بیٹا اور یمن الدولہ آصف خان کا بھانجا داماد تھا۔ شاہ جہان اور اورنگزیب کے عہد میں مختلف عہدوں پر فائز رہا پھر ۱۰۷۴ھ / ۱۶۶۳ء کو اورنگزیب کے چھٹے سال جلوس میں وزیر بنادیا گیا اور اپنی وفات ۱۰۸۱ھ / ۱۶۷۰ء تک وہ اسی عہدے پر کام کرتا رہا۔ (ماثر الامراء ۱/ ۵۲۸-۵۳۱) نیز ملاحظہ ہو :

۵

حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ کے مندرجہ ذیل چار مکاتیب جعفر خان کے نام ہیں :

۱۲۳ ، ۱۱۱ ، ۹۸ ، ۹۴ / ۳

۱۰. میر سید جعفر خان کی نشست و برخاست حضرت مروج الشریعت سے بھی تھی ان کے کمالات کا ذکر کیا ہے (خرینہ ۵۴/ ۷۶)
- جعفر خان کی بیوی فرزانہ بیگم عرف بی بی جیو (بیگم جیو) بھی حضرات مجددیہ سے نہایت مخلصانہ روابط رکھتی تھی چنانچہ اس کے نام حضرت خواجہ اور حضرت حجۃ اللہ کے مکاتیب ہیں۔ تفصیل کے لیے دیکھئے کتاب حاضر پر ہمارا مقدمہ و تعلیقات ہذا (۲۱۰/ ۱۴ ، ۱۸-۲۴ ، ۲۱۱/ ۶)

۱۵

..... پسرش (جعفر خان) نامدار خان

۱۱/۵۱۰

نامدار خان بن جملۃ الملکی جعفر خان ، اہم ملکی مہمات میں شریک تھا اعلیٰ مناصب عطا ہوئے اودھ کی صوبہ داری بھی اس سے متعلق تھی اورنگ زیب کی خصوصی عنایات کے لیے دیکھئے :

۲۰

ماثر الامراء ۳/ ۶۸۲-۶۸۴ ، اظہر علی ۱۰۲ ، ۱۸۱ ، ۲۲۶

نامدار خان کا ایک بیٹا دیندار خان مخاطب بہ مرحمت خان بھی منصب دار تھا۔ (تاریخ محمدی ۸)

میر بخشی ہمت خان

۱۱/۵۱۰

میر عیسیٰ ہمت خان بن اسلام خان بدخشی کی تربیت اورنگ زیب نے کی تھی۔ ممتاز علماء اور شعراء کے علاوہ اہل ہنر و کمال اس کی محفل میں باریاب تھے۔

وہ خود شاعر تھا۔ مختلف ملکی مہموں میں اس کا اہم کردار تھا، اس کے بیٹے محمد مسیح مرید خان اور روح اللہ نیک نام خان بھی منصب دار تھے (ماثر الامراء ۷۷۴-۷۷۶)۔ میر محمد عیسیٰ سے ایک روایت مولف نقل کر چکے ہیں (۱۹/۴۴۸)۔

۵ معروف شاعر میر محمد افضل ثابت بھی ہمت خان کا بیٹا تھا۔ اس کے حالات کے مآخذ کے لیے دیکھئے :

حارثی، تاریخ محمدی ۱۰۷ (مع تعلیقات عرشی ۲۱۵-۲۱۶)

حضرت خواجہ محمد معصوم کے دو مکاتیب ہمت خان کے نام ہیں :

۱/ ۲۱۸-۳۹۵ ، ۲/ ۱۲۴-۲۱۶ ، ۲۱۷-۳۹۶

۱۰ پدرش (ہمت خان) اسلام خان ۱۱/۵۱۰

ضیاء الدین حسین بدخشی مخاطب بہ اسلام خان، اورنگ زیب کا قدیم ملازم اور اس کی شہزادگی کے زمانے سے ہی اس سے وابستہ تھا۔ اورنگ زیب نے اس کے منصب میں برابر ترقی دی اور اُسے کشمیر کا صوبہ دار بنادیا، ۱۰۷۴ھ/ ۱۶۶۳ء میں انتقال کیا۔ اُسے میر محمد نعمان بدخشی (خلیفہ حضرت مجدد الف ثانی)

۱۵ (تعلیقات حاضر ۲۲/۹۸) سے بڑی عقیدت تھی اور انہیں کے مزار (اکبر آباد) کے جوار میں دفن ہوا۔ اس کے مزار کے نزدیک اس نے ایک مسجد بھی بنوائی تھی۔ (ماثر الامراء ۱/۲۱۶-۲۱۹) نیز اسلام خان کی دختر میر محمد ابراہیم بن حضرت میر محمد نعمان بدخشی سے منسوب تھی (ایضاً ۲۱۹) حضرت خواجہ محمد معصوم کے مندرجہ ذیل مکاتیب اسلام خان میر ضیاء الدین حسین بدخشی کے نام ہیں :

۱/ ۱۵۹ ، ۳/ ۱۲ ، ۱۵۰

حضرت خواجہ نے اپنے ایک مکتوب بنام مرزا امان اللہ برہانپوری میں بھی اسلام خان کا ذکر کیا ہے (کتاب حاضر ۴۳۸)

..... طاہر خان

اس کا نام طاہر شیخ تھا۔ وہ بلخ سے شاہ جہان کے دربار میں آیا اُسے

عہدہ منصب ملے۔ پہلے داراشکوہ سے متوسل ہوا پھر جنگ تخت نشینی میں اس کی شکست کے بعد اورنگ زیب سے وابستہ ہو گیا وہ جو دھپور کا فوج دار بھی تھا (ماثر الامراء ۲/ ۷۴۷-۷۴۹)۔ اس کا لڑکا مغل خان عرب شیخ بھی منصب دار تھا (ایضاً ۳/ ۵۱۶-۵۱۸)

طاہر خان کا ایک بیٹا حیات شیخ مخاطب بہ مغل خان بھی تھا۔ اسی حیات شیخ کا ایک فرزند بہرہ مند خان مخاطب بہ مغل خان تھا۔

(تاریخ محمدی ۲۰، ۱۰۳)

قباد خان

۱۲/۵۱۰

میر آخر قباد خان، نذر محمد خان والی بلخ کے عہد حکومت میں قلعہ غوری کا محافظ تھا۔ پھر وہ ہندوستان آکر شاہ جہان اور آخر میں اورنگ زیب سے وابستہ ہو گیا تھا اُسے کئی مہمات پر روانہ کیا گیا اُسے اڑیسہ کی حکومت بھی ملی اور وہیں فوت ہوا (ماثر الامراء ۳/ ۸۹-۹۱)

ترکناز خان

۱۲/۵۱۰

اس کے اجداد توران کے باشندے تھے اس کا باپ یکہ تاز خان اورنگ زیب کا ملازم تھا اس کا چچا خواجہ خان بھی عالمگیری ملازموں میں سے تھا۔ ترکناز خان دکن میں پیدا ہوا دکن کے بعض معاملات اس کے سپرد تھے ۱۱۲۹ھ/ ۱۷۱۶ء میں فوت ہوا (ماثر ۱/ ۲۹۸)

سرانداز خان

۱۲/۵۱۰

شیر انداز مخاطب بہ سرانداز خان بن سعد انداز خان مخاطب بہ شجاعت خان کہ از امرای عالمگیر شاہی، بعد تغیر نیابت صوبہ داری اجمیر۔ در برہان پور (۱۱۱۸ھ/ ۱۷۰۷ء) فوت شد (تاریخ محمدی ۲۰، اظہر علی ۲۲۷)

سرانداز خان کے نام حضرت خواجہ کا ایک مکتوب ہے جس میں اس کے مکاشفات کی تعبیر کی گئی ہے (۳/ ۱۷۵-۲۲۵-۲۲۶)

تیرانداز خان

۱۲/۵۱۰

محمد بیگ مخاطب بہ تیرانداز خان اس کا منصب ۳۰۰/۲۰۰۰ تھا (اظہر علی ۱۹۶)

..... محمد میرک خان گزدار.....

محمد میرک گزدار کے نام حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہ کے مندرجہ ذیل چار مکاتیب ہیں :

- ۲/ ۱۱۲/ ۱۹۲ در تحریص بر تعمیر اوقات و ترغیب بر ورع و تقویٰ
 ۳/ ۴۹/ ۸۰ در بیان آنکہ چوں مطلوب حقیقی درای آفاق و انفس
 ۵ ست

۳/ ۶۰/ ۹۹ در بیان آنکہ فرع ہرچہ دارد مستفاد از اصل است
 ۳/ ۲۴۰/ ۲۸۶ در ذکر احوال حافظ محمد صادق کابلی
 موفرالذکر مکتوب میں اس کا پورا نام ”محمد میرک بیگ بخشی گزدار“
 لکھا ہوا ہے۔

- ۱۰ محمد میرک نے استدعا کی تھی کہ حضرت خواجہ اپنا کوئی خلیفہ ہماری تربیت
 کے لیے بھیجیں تو آپ نے حافظ محمد صادق کابلی (رک کتاب حاضر ۴۹۸)
 کو اس مقصد کے لیے اس کی حدود میں روانہ کیا، لکھتے ہیں :
 حقائق و معارف آگاہ انوی اعز شیخ محمد صادق از اخص و خلص
 احباب ایں جانب ست بلکہ از راہ ولادت معنوی داخل فرزندان
 ۱۵ ماست بالتماس شمار دانہ آن حدود نموده شدہ است ... (۲۸۶/۲۴۰/۳)

نیز حضرت مردج الشریعت نے بھی اس کے نام ایک خط میں خواجہ محمد صادق
 کی صحبت کو غنیمت جاننے کی تلقین کی ہے (خزینہ ۱۱۸/۱۳۵)

- حضرت حجتہ اللہ کا ایک مکتوب مرزای میرک گزدار کے نام ہے
 (وسیلة القبول ۱/ ۱۰/ ۱۶) حضرت حجتہ اللہ کے ۹ مکاتیب اس کے نام ہیں
 ۲۰ (خزینۃ المعارف ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲)
 اسی طرح حضرت خواجہ سیف الدین کا ایک مکتوب اس کے نام ہے (مکتوبات سیفیہ
 ۱۸/ ۳۳)

حضرات سے ردابط اور ان مکاتیب کے مندرجات پر مباحث کے لیے دیکھئے
 کتاب ہذا پر ہمارا مقدمہ۔

..... قطب خان (خویشگی)

۱۴/۵۱۰

قطب الدین بن نظر بہادر خویشگی قصوری (ف ۱۰۸۸/۵۱۶۷۷)
 اورنگ زیب کے منصب داروں میں سے تھا اس نے دارا اور اورنگ زیب
 کی جنگ میں اعلانیہ اورنگ زیب کی حمایت کی تھی۔ اس نے قصور کے مشہور
 نقشبندی صوفی شیخ عبدالخالق قصوری کی خدمت میں حاضر ہو کر جنگ تخت نشینی
 میں اورنگ زیب کی کامیابی کے لیے دعا کی درخواست کی (رک بہ مقدمہ
 کتاب حاضر) قطب خان خویشگی کے حالات کے لیے دیکھئے :

۱۔ مآثر الامراء ۳/۹۲-۹۶

۲۔ اطہر علی ، ۱۳۴ ، ۱۸۲

۳۔ محمد شفیع : افغانانِ قصور کا ایک خاندانہ۔ اسلامک کلچر
 (جولائی ۱۹۲۹ء ص ۴۵۸)

..... شمس خان (خویشگی)

۱۴/۵۱۰

شمس الدین بن نظر بہادر خویشگی قصوری

پہلے شاہ جہان کے عہد میں مختلف عہدوں پر رہا پھر اورنگ زیب نے
 اسے تین ہزاری ذات اور دو ہزار سوار کا منصب دیا۔ اس نے اورنگ زیب
 کے ہمراہ دکن کی مہمات میں نمایاں کردار ادا کیا۔ (مآثر الامراء ۲/۶۷۳-۶۷۴)

اطہر علی ، ۱۳۴ ، ۱۸۵

محمد شفیع ، حوالہ مذکورہ (ص ۵۷)

حضرت خواجہ کا ایک مکتوب ”دربیان ظاہر اثم و باطن اثم“ اس کے

نام ہے (۱/۳۶/۱۴۵)

الہ داد خان خویشگی

۱۴/۵۱۰

الہ داد بن اسماعیل خان حسین زئی کابل میں خدمات انجام دیتا رہا
 ۴۷ سال جلوس عالمگیری میں اُسے منصب ملا۔ جب شہزادہ محمد معظّم بن اورنگ زیب
 کو کابل کا گورنر بنا کر بھیجا گیا تو الہ داد خویشگی بھی ہمراہ تھا۔ اس کے بیٹوں میں
 رحمت خان مخاطب بہ مشہور خان بہادر خویشگی بہت کابل تھا اُسے بھی

عمدہ منصب ملے :

مآثر الامراء ۳/ ۶۴۱ - ۶۴۳ ، ۶۴۰ - ۶۵۲

۱۴/۵۱۰

شمشیر خان و پسرش الہ داد خان ترین کہ در آخر ملقب بہ ترین خان گردیدہ

حسین خان ترین مخاطب بہ شمشیر خان ، اعظم شاہ بن اورنگ زیب کا ملازم
تھا۔ جمعداری کے درجے سے امارت کے مرتبے پر فائز ہوا (مآثر الامراء ۲/ ۶۸۰-۶۸۳ ، اطہر علی ۲۳۷) اس کے دو بیٹے تھے محمد عثمان (ف ۱۱۱۹ھ/

۵

۶۱۷۰۸) اور محمد عمر (ف ۱۱۴۶ھ/ ۶۱۷۳۳) [تاریخ محمدی ۲۴، ۸۶]

شمشیر خان کے نام حضرت خواجہ کا ایک مکتوب ہے (۲/ ۱۱/ ۳۶-۳۹)
لیکن کتب تاریخ میں شمشیر خان کے مذکورہ دو بیٹوں کے سوا کسی تیسرے بیٹے
یعنی الہ داد خان مخاطب بہ ترین خان کا نام نہیں ملتا۔

۱۰

..... قلعہ دار کابل شرزہ خان

۱۵/۵۱۰

تاریخ نادر شاہی سے معلوم ہوا ہے کہ نادر شاہ کے تسخیر کابل کے وقت
(۱۱۵۱ھ/ ۶۱۷۳۹) ایک شرزہ خان کابل میں قلعہ دار تھا اس کے والد شرزہ خان
بھی آباد اجداد سے اسی خدمت پر مامور تھے :

۱۵

شرزہ خان ولد شرزہ خان کہ از قدیم بہ قلعہ دارئی کابل از جد و آبا
اقامت گزین بود (تاریخ نادر شاہی از وارد تہرانی ۱۳۰)
کیول رام نے لکھا ہے :

۲۰

شرزہ خان مغل ولد شادی خان بن جانش بہادر ، در آخر عہد
عالمگیری بہ منصب و بہ خطاب شرزہ خان سر بلند و بہ قلعہ دارئی کابل مقرر
شدہ بود ، در سنہ ۴۵ بہ نیابت نظم کابل از تغیر ناصر خان مباہات
اندوختہ۔ در عہد محمد شاہ ازیں جہان رفت (تذکرۃ الامراء ۱/ ۳۰۷-۳۰۸)

یہ شرزہ خان مقامات معصومی کے راویوں میں بھی شامل ہے (۲۱/ ۱۶۱)
وارد تہرانی کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کے آبا و اجداد بھی کابل میں
صاحب منصب تھے اور اس کے والد شادی خان کا خطاب بھی شرزہ خان
ہی تھا۔

دیوان آں جا (کابل) سید صحیح النسب یعقوب خان

۱۶/۵۱۰

میر یعقوب خان کو ۱۰۶۸ھ میں ہی مہابت خان کی صوبہ دارئی کابل کے دوران کابل کا دیوان مقرر کیا گیا۔ (عالمگیر نامہ ۱۹۵، تاریخ افغانستان از حبیبی ۱۲۳، ۱۹۰) یہاں یہ ملحوظ رہے کہ مکتوبات معصومیہ میں دو مکاتیب جس میں محمد یعقوب کے نام ہیں۔ وہ میر یعقوب دیوان کابل سے بالکل مختلف ہے یعنی وہ میر محمد یعقوب مخاطب بہ شمشیر خان بن شیخ میر خوانی ہے۔
(رک تعلیقات حاضر ۵۰۹/۷)

..... دیوان آں جا (کابل) ارشد خان.....

۱۶/۵۱۰

رک بہ تعلیقات حاضر ۳۰۲/۲۰، ۱۶/۲۴۲

امانت خان.....

۱۷/۵۱۰

میرک معین الدین احمد امانت خان خوانی بن میرک حسین، مورخین نے اس کے اخلاق حسنہ اور فقیر مشربی کا ذکر کیا ہے۔ اس کے اجداد بھی منصب دار تھے۔ مختلف عہدوں پر کام کرنے کے بعد اورنگ زیب نے صوبہ جات دکن کی دیوانی اس کے سپرد کی۔ ۱۰۹۵ھ/۱۶۸۴ء میں اس کا انتقال ہوا۔ کتاب ترجمہ شرعۃ الاسلام امانت خان کی تالیف ہے وہ خط شکستہ اور نستعلیق میں بہت مہارت رکھتا تھا۔ (مآثر الامراء ۱/۲۵۴-۲۶۳، اطہر علی ۲۱۴، ۲۲۸) اس کی اولاد کے حالات کے لیے دیکھئے :

تاریخ محمدی ۱۱، ۱۲، ۸۹، نیز مآثر الامراء (رک کاظم خان)
حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ کے دو مکاتیب اس کے نام ہیں
(۲/۸۹، ۱۵۸) جن میں اُسے پابندی شرع شریف اور بدعتیوں کی صحبت سے بچنے کی تلقین کی گئی ہے۔

..... دیانت خان

۱۷/۵۱۰

میر عبدالقادر مخاطب بہ دیانت خان بن امانت خان خوانی مذکور بھی اورنگ زیب کے منصب داروں میں سے تھا۔ اُسے بھی والد کے مرنے کے کچھ عرصہ بعد صوبہ جات دکن کی دیوانی ملی۔ دیانت خان ثانی یعنی اُس کا لڑکا

بھی منصب دار تھا۔ (ماثر الامراء ۲/۵۷-۶۱، تاریخ محمدی ۶۹، ۱۹۹) سلطان عبدالرحمن خان بلخی.....

۱۸/۵۱۰

عبدالرحمن، نذر محمد والی بلخ کا چھوٹا لڑکا تھا۔ بلخ پر مغلوں کے قبضے کے بعد اس کے بیٹوں کو ہندوستان لایا گیا۔ جب بلخ نذر محمد کو واپس کر دیا گیا تو اس کے بیٹے۔ بہیں رہ گئے۔ صرف عبدالرحمن ہی بلخ گیا لیکن جلد ہی ۱۹ جلوس شاہ جہانی میں وہ واپس ہندوستان آ گیا اس پر شاہی عنایات ہوئیں۔ بنگال میں تعینات کیا گیا۔ شاہ جہان کے بیٹوں کی جنگ تخت نشینی کے بعد وہ اورنگ زیب کی خدمت میں حاضر ہوا۔ (ماثر الامراء ۲/۸۰۳-۸۰۶) اس کے منصب کی تفصیل کے لیے دیکھئے : اطہر علی ۱۳۲، ۱۷۹

۱۰ حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہ کے مندرجہ ذیل تین مکاتیب سلطان عبدالرحمن بلخی کے نام ہیں :

۱۔ در ترغیب بر کسب مرضی حق جل و علاء (۳/۴۱/۷۷)

۲۔ در کمالات قلب انسانی (۳/۱۳۹/۱۹۲-۱۹۳)

۳۔ در فضیلت ذکر و شرح احوال اد (۲/۱۳۵/۲۰۰)

۱۵ حضرت خواجہ سیف الدین کے کئی مکاتیب سلطان عبدالرحمن کے نام ہیں نیز سلطان کا ذکر بھی ان کے مکتوبات میں متعدد مرتبہ آیا ہے۔ (رک مقدمہ کتاب حاضر)

..... سید عبدالرحیم خان

۱۸/۵۱۰

عبدالرحیم خان بن اسلام خان مشہدی، باپ کے مرنے کے بعد اُسے منصب ملا۔ انیسویں سال جلوس عالمگیری میں وہ غل خانہ (دولت خانہ خاص) کا داروغہ مقرر ہوا۔ ۲۳ جلوس عالمگیری میں اُسے "آختہ بیگی" کی خدمت ملی اور پھر بخشی گرنی سوم کا عہدہ اُسے دیا گیا ۱۰۹۲ھ/۱۶۸۱ء میں انتقال ہوا۔ (ماثر الامراء ۲/۸۰۶) نیز دیکھئے اطہر علی ۱۰۴، ۱۵۷

مرزا خان

۱۸/۵۱۰

مرزا ابوالعالی مخاطب بہ مرزا خان بن مرزا والی، شہزادہ دانیال کا داماد

تھا۔ (رک بہ تعلیقات حاضر ۵۰۲/۱۹-۲۰)

نظارۃ پناہ بختاورخان

۱۹/۵۱۰

بختاورخان کی ولادت ۱۰۳۰ھ/۱۶۲۰ء میں ہوئی۔ شاہ جہان کے بیٹوں کے مابین تخت نشینی کی جنگ میں اس نے اورنگ زیب کی حمایت میں داد شجاعت دی اور اہم عہدوں پر فائز رہا۔ ۱۰۹۶ھ/۱۶۸۵ء میں انتقال کیا۔ مقدمہ مرآۃ العالم نوشتہ ساجدہ علوی مطبوعہ لاہور) بختاورخان عہد اورنگ زیب کی مشہور تاریخ مرآۃ العالم کے مولف کی حیثیت سے معروف ہے۔

حضرت خواجہ محمد معصوم علیہ الرحمة کا ایک مکتوب بختاورخان کے نام ہے (۲۸۸/۲۴۴/۳) اسی طرح حضرت حجۃ اللہ اور حضرت خواجہ سیف الدین کے مکاتیب بھی بختاورخان کے نام ہیں۔ ان حضرات کے کئی مریدین کو اورنگ زیب کے ہاں توسل بختاورخان ہی کی کوشش و سفارش سے ملا۔ حضرات سے رد ابطل کے لیے دیکھئے کتاب حاضر یہ ہمارا مقدمہ۔

میاں معقول

۱۹/۵۱۰

میاں معقول کے نام حضرت خواجہ کا ایک مکتوب ہے (۱۱۴۱۱۵/۴۲/۳) ۱۵

..... مراد بخشی

۱۹/۵۱۰

محمد مراد خان بن مرشد قلی خان از امرای شاہ عالمی در صوبہ داری اورنگ آباد فوت (۱۱۳۲ھ/۱۷۱۰ء) شد۔ سہ ہزاری (تاریخ محمدی

(۱۶۹، ۲۷

اِذَا بَلَغْتَ تَنْظُرُونَ

۱۱/۵۱۱

قرآن ۸۴-۸۳/۵۶

اِنْ رِیْكَ وَاسِعِ الْمَغْصَرَةِ

۱۵/۵۱۱

قرآن ۳۰/۵۳

اِنَّهُ سَمِیعٌ قَرِیْبٌ

۱۵/۵۱۱

قرآن ۵۰/۳۴

۱۰-۹/۵۱۲ وَمَا تَوْفِيقِي اُنْيَبُ

قرآن ۸۸/۱۱

۲۵-۲۴/۵۱۲ وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ

قرآن ۳۵/۵

۵ ۶-۵/۵۱۳ در مفتاح سوم در محلی کہ تحریر یواقت در آمدہ دریا قوتیہ ہفتم و سیزدہم
بہ تصریح مذکور گشتہ و چون
رک بہ کتاب حاضر (۱۲۰-۱۲۱ ، ۱۲۲-۱۲۳)

۱۴/۵۱۳ وَمَا ذَالِك بعزیز

قرآن ۲۰/۱۴

۱۰ ۲-۱/۵۱۳ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا رَوْفٌ رَحِيمٌ

قرآن ۱۰/۵۹

۵/۵۱۴ رَبَّنَا عَلَيْكَ الْمَصِيرُ

قرآن ۴/۶۰

۱۱-۱۰/۵۱۴ در مکتوبی بنام جانان بیگم است تحریر فرمایند

۱۵ عاشقان ہر چند مشاق جمال
مکتوبات معصومیہ کی جلد اول میں یہ مکتوب نمبر ۵۴ ہے جس میں دیگر
اشعار کے ساتھ آپ نے یہ شعر بھی نقل کیا ہے (ص ۱۴)

جانان بیگم بنت عبدالرحیم خانِ خانان - شہزادہ دانیال کی بیوی تھی
ادھر ۱۰۰۶ھ/۱۵۹۸ء میں اس کا عقد جانان بیگم سے ہوا۔ تفصیل کے
لیے دیکھئے :

۲۰ ۱- جہانگیر : جہانگیر نامہ ۴۶۸
۲- فرید بھکی : ذخیرۃ الخوانین ۱/۴۴ ، ۵۲
۳- بلو خان : تعلیقات بر آئین اکبری ۱/۳۲۲

۲۳-۱۲/۵۱۵ از اکابر احمدیہ داعی معصومیہ سموغ گشتہ کہ از حضرت ایشاں
در وقت تشریف مرین الشریفین اتام آن نمودند کہ در اثناء طریق مزاری

کہ از مشائخ علماء و صوفیہ.....

حنات الحرمین کے مرتب نے بھی اس امر کی تصریح کی ہے :
حضرت ایشاں دامت برکاتہ در راہ ندینہ منورہ تجسس تمام دریافت
آثار و مشاہد متبرکہ چہ آثار و چہ مساجد نبوی علی صاحبہا الصلوٰۃ
والسلام والتحیۃ می کردند صہما امکن خود را بدارا موضع می رسانید
..... (۱۸۶-۱۸۸، ۲۰۳-۲۰۵)

۵ در مکتوبی از مکتوبات جلد ثالث می نویسند..... جاہلی ازیں سری گوید الولایۃ
افضل من النبوة.....

یہاں مولف سے سہو ہوا ہے۔ یہ مکتوبات حضرت مجدد کی جلد اول کے
مکتوب ۲۶۰ کا اقتباس ہے۔

۱۰ کُبُرَتْ..... الاکذِبَا ۱۱-۱۰/۵۱۷

قرآن ۵/۱۸

..... قائل این قول (الولایۃ افضل من النبوة) ابن عربی ست قدس سرہ
ابن عربی نے نصوص الحکم کی فص ۱۲ میں یہ بحث کی ہے :

۱۵ انه قال الولایۃ اعلیٰ من النبوة..... او يقول ان الولی
فوق النبی والرسول..... (نصوص ۱۳۵ طبع عقیفی)

۱۳-۱۲/۵۱۷ موجه آں عارف جام کہ شارح نصوص است.....
مولانا جامی نے نقد النصوص میں ان امور کی توجیہات کی ہیں :

نقد النصوص ۲۱۳-۲۱۴ (طبع دیلہام چنگ)

۲۰ حضرت مجدد الف ثانی..... بعد از تحریر مسطورہ دربارہ شیخ
(ابن عربی) می نویسند..... سبحان اللہ شیخ بایں گفتگو د بایں شطیحات خلاف
جواز از مقبولان بہ نظر درمی آید.....

یہاں مولف کو سہو ہوا ہے یا انہوں نے یہ عبارت مکتوبات کو پیش نظر
رکھے بغیر ہی نقل کی ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی کے الفاظ ملاحظہ ہوں :
عجائب کار و بار است شیخ محی الدین از مقبولان در نظر می آید و اکثر علوم

ادکہ مخالف آرائی اہل حق اند خطا و صواب ظاہری توند..... ایں فقیر
را در مادہ شیخ محی الدین کہ اور از مقبولان می داند و علوم مخالفہ او
را خطا و مضری بیند جمعی ہستند ازین طائفہ کہ ہم شیخ را طعن و ملامت
می کنند و ہم علوم او را تحفظہ می نمایند..... (۱/۲۶۶/۴۷۰)

۵ نام کہ از قصبات مشہورہ حضرت سرہند است ۱۲-۱۱/۵۱۹

نام، بضم سین مہملہ و تشدید نون قصبہ ایست از توابع سہرند
(سلسلہ الاولیاء قلمی ورق ۸۳ ب حاشیہ)

قصبہ نام ضلع شگر در میں ہے اوز پٹیا لہ کے جنوب مغرب میں ۴۳ میل
کے فاصلے پر واقع ہے۔

۱۰ عارف معنوی شیخ زین الدین بنوڑی قدس سرہ کہ در ایں جا (نام) ۱۳-۱۲/۵۱۹

آسودہ است.....

تھانیسرد کرناں ۲۳/۵۱۹

تھانیسربہت قدیم قصبہ ہے۔ ہندومت کا مرکز اور برطانوی عہد میں
پنجاب کے ضلع کرناں کی تحصیل تھا۔ محمود غزنوی نے اس پر حملہ کیا تھا :

۱۵

۲۰-۱۹/۵۲۰ فَإِنَّ حِزْبَ اللَّهِ هُمُ الْغَالِبُونَ

قرآن ۵۶/۵

۱۲/۵۲۲ كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِي شَأْنٍ

قرآن ۲۹/۵۵

۲۰

۱۰-۹/۵۲۰ لَقَدْ جَاءَكُمْ..... رَحِيمٌ

قرآن ۱۲۸/۹

۲۳-۲۲/۵۲۰ بَشَرٍ لَّنَا مَعَشَرَ الْإِسْلَامِ.....

یہ شعر قصیدہ بردہ - فضل سابع ص ۲۷ سے ماخوذ ہے (مطبوعہ تاج پکینی لاہور)

۱۹/۵۲۸ یَا رَبِّ وَاجْعَلْ

قصیدہ بردہ - فصل عاشر، ص ۳۵

۱۵-۱۲/۵۲۹ یَا اَکْرَمَ الْخَلْقِ یَا سَمِیْمَ الْمُتَّقِمِ

قصیدہ بردہ شریف، فصل عاشر ۳۲-۳۵

۱۹/۵۲۹ وَمَا أَرْسَلْنَاكَ

قرآن ۲۱/۱۰۷

۵/۵۳۰ قَابِ قَوْسَیْنِ اِوَادَنِیْ

قرآن ۵۳/۹

۱۰/۵۳۱ قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ

قرآن ۳۱/۳

۱۴-۲/۵۳۳ فَاِنَّ فَضْلَ فِی الظُّلُمِ

یہ اشعار قصیدہ بردہ کی فصل ثالث ۹-۱۳ سے منقول ہیں۔

۱۷/۵۳۳ کَمْ اَبْرَءَتْ

قصیدہ بردہ - فصل خامس - ۲۰

۱۸/۵۳۳ وَ قَدْ مَتَّكَ

قصیدہ بردہ - فصل سابع ۲۵

۱۹/۵۳۳ حَاشَا اَنْ

قصیدہ بردہ، فصل تاسع ۳۳

۲۱-۲۰/۵۳۳ یَا نَفْسُ فِی الْقِسْمِ

یہ دونوں اشعار قصیدہ بردہ، فصل عاشر - ۳۵ سے منقول ہیں۔

۱۷/۵۳۸ رَبِّ الْمَشْرِقِیْنَ وَالْمَغْرِبِیْنَ

قرآن ۵۵/۱۷

۱۹-۱۸/۵۳۸ رَبِّ اغْفِرْ لِّیْ اَنْتَ الْوَهَّابُ

قرآن ۳۸/۳۵

۲۱/۵۳۸ وَاِنَّ لَهُ مَا ي

قرآن ۲۵/۳۸

۹-۸/۵۳۹ مثل اهل بیتی

رک بہ تعلیقاتِ حاضر (۲۹/۵-۶) و احادیثِ ثنوی ۱۱۱

۱۰-۹/۵۳۹ اصحابی کالنجوم

حدیث - کنوز الحقائق، جامع صغیر ۲/۲۸، کتاب اللع ۱۲۰ (بحوالہ

احادیثِ ثنوی ۱۹، ۳۵)

۱۲/۵۳۹ انه قریب مجیب

یہ قرآن پاک کی اس آیت سے ماخوذ ہے -

ان رقی قریب مجیب - (۱۱/۶۱)

ماخذ مقدمہ و تعلیقات

مخطوطات

- ۱- آدم بنوڑی شیخ: خلاصۃ المعارف، مملوکہ خلیل الرحمن داؤدی مرحوم، لاہور
- ۲- ابو البقا بہاء الدین: جامع المقامات (بسال ۱۰۲۶ھ / ۱۶۱۷ء) کتابخانہ گنج بخش، اسلام آباد نمبر ۸۳۴
- ۳- آغر خان دیدہ مغل: گلزار اسرار الصوفیہ، انڈیا آفس، لندن (۱۹۰۱ء)
- ۴- اجملی، محمد میرن جان نقشبندی: خازن الشعراء، مخزنہ کتب خانہ انڈیا آفس، لندن نمبر ۸۹۹-۳۱۰۵، روٹو گراف مملوکہ جناب مشفق خواجہ، کراچی
- ۵- احمد شطاری، صوفی: رسالہ سوال و جواب دارا شکوہ و صوفی احمد، نیشنل میوزیم، کراچی
- ۶- افضل محمد: رسالہ وراحوال شیخ محمد بن سید حسن محمد بن عبدالملک، خطی مملوکہ محمد اقبال مجددی، لاہور
- ۷- انساب الطاہرین (انساب اولاد حضرت مجدد الف ثانی)، مخزنہ کتابخانہ خانقاہ شاہ ابوالخیر، دہلی
- ۸- بختاور خان و محمد بقا سہارنپوری: ریاض الاولیاء، کتابخانہ برٹش میوزیم، لندن (ریو ۳/۹۷۵)
- ۹- بدرالدین سرہندی، شیخ: مجمع الاولیاء، کتابخانہ انڈیا آفس، لندن (۱۹۰۵ء)
- ۱۰- ایضاً: سنوات الاتقیاء، کتب خانہ مولانا غلام محی الدین قصوری، قصور، پاکستان
- ۱۱- بہاء الدین بن ابراہیم شطاری: رسالہ شطاریہ، مشمولہ ”شاہ محمد غوث گوالیاری، احوال و آثار“ مقالہ برای حصول درجہ پی ایچ ڈی، نوشتہ محمد ادریس، دانشگاه تہران
- ۱۲- تحفۃ السلاسل (احوال مشائخ شطاریہ)، بسال ۱۰۴۹ھ، مملوکہ محمد اقبال

مجددی، لاہور

۱۳- توکل بیگ: نسخہ احوال شاہی (حالات ملا شاہ بدخشی) کتابخانہ برٹش میوزیم، لندن، ۱۳۰۳/۱۳۰/۱۳۰

۱۴- ثناء اللہ پانی پتی، قاضی: رسالہ در انساب اولاد حضرت مجدد الف ثانی، مخزنہ خانقاہ شاہ ابوالخیر، دہلی

۱۵- جہان شاہ، نجمۃ اختر: سراج العالمین، نیشنل لائبریری آف پاکستان، اسلام آباد

۱۶- حسام الدین سہارنپوری: مرافض الروافض، مملوکہ جناب خلیل الرحمن داؤدی، لاہور

۱۷- خواجہ کلان بن خواجہ باقی باللہ: مبلغ الرجال، مخزنہ خانقاہ شاہ ابوالخیر، دہلی

۱۸- خواجہ کلاں: زاد المعاد (احوال خواجہ حسام الدین احمد دہلوی) مرتبہ محمد اقبال مجددی، (زیر طبع)

۱۹- خواجہ خرد: شرح رباعیات، مخزنہ کتابخانہ خانقاہ شاہ ابوالخیر، دہلی

۲۰- رسالہ رد روافض، (مؤلف نامعلوم) مملوکہ جناب خلیل الرحمن داؤدی، لاہور

۲۱- شاہ محمد قریشی: مخزن ہدایت و مرآت المعرفت ۱۲۸۱ھ مخزنہ کتابخانہ مرکزی پنجاب یونیورسٹی لاہور ذخیرہ آذر نمبر ۸۲۳۱

۲۲- شرف الدین محمد زبگیر: روضۃ السلام (در حالات شیخ عبدالسلام نقشبندی کشمیری) مخزنہ کتابخانہ انڈیا آفس، لندن

۲۳- شمس الدین: عنایات الہیہ (احوال شیخ عنایت اللہ نقشبندی) نیشنل میوزیم آف پاکستان، کراچی، ۱۵۵۶ - ۱۹۶۱ N. M.

۲۴- شیر محمد: بازنامہ (بعہد اکبر بادشاہ) خطی مملوکہ جناب خلیل الرحمن داؤدی، لاہور

۲۵- صفراحمہ معصومی: معدن الجواہر (احوال شیخ محمد صبغت اللہ سرہندی)، مملوکہ

مولانا محمد ہاشم جان مجددی، ٹنڈو سائیں داد، سندھ

۲۶- عبدالحق محدث دہلوی، شیخ: تحصیل التعرف فی معرفۃ الفقہ والتصوف، بخط

مولانا غلام مرتضیٰ بیربلوی، بسال ۱۲۹۴ھ، مملوکہ جناب خلیل الرحمن داؤدی،
لاہور

۲۷- عبدالحی احراری: کمالات مجددیہ و مقامات احمدیہ، مملوکہ مولانا ایوب جان
بنوڑی، پشاور

۲۸- عبدالرحمن چشتی: مراۃ الاسرار، مملوکہ مولوی محمد یعقوب فراہی، کوئٹہ

۲۹- عبدالفتاح بدخشی: مفتاح العارفین (تذکرہ عرفاء) ذخیرہ شیرانی، کتابخانہ
مرکزی، پنجاب یونیورسٹی، لاہور، نمبر ۱۶۱۳ / ۲۲۶۳

۳۰- عبدی، عبداللہ خویشگی قصوری: معارج الولايت، ذخیرہ آذر، کتابخانہ مرکزی
پنجاب یونیورسٹی، لاہور نمبر ۲۵-۱ پیچ

۳۱- ایضاً: اخبار الاولیاء، مملوکہ مولانا محمد طیب ہمدانی مرحوم، قصور

۳۲- عبید اللہ، مروج الشریعت، شیخ: رسالہ فی قرأت خلف الامام، مخزنہ کتابخانہ
خانقاہ مجددیہ، قلعہ جواد، کابل

۳۳- غلام محمد کابلی: انوار السالکین، مملوکہ جناب خلیل الرحمن داؤدی، لاہور

۳۴- غلام یحییٰ بہاری، مولانا: کلمات الحق، بسال ۱۱۸۴ھ مخزنہ کتابخانہ خانقاہ

احمدیہ سعیدیہ، موسیٰ زئی شریف، ضلع ڈیرہ اسماعیل خان

۳۵- غوثی مائٹوی: گلزار ابرار، جون رائے لینڈ لاہوری، مانچیسٹر، انگلینڈ

۳۶- فضل احمد معصومی پشاور، شیخ: رسالہ در اسباق طریقہ نقشبندیہ، ذخیرہ صدائی،

پشاور یونیورسٹی لاہوری، پشاور - ۳۳۹

۳۷- فضل اللہ مجددی سرہندی: (i) عقیدہ صوفیان (ii) شجرہ نقشبندیہ، ذخیرہ آذر،

کتابخانہ مرکزی، پنجاب یونیورسٹی لاہور - F-12/5305

F-12/8305

۳۸- فقیر اللہ علوی شکار پوری، شیخ: وثیقۃ الاکابر، کتابخانہ اسلامیہ کالج، پشاور

۳۹- قطب الدین محمد اشرف حسین: وہب زبیر، مخزنہ کتابخانہ خانقاہ

احمدیہ سعیدیہ، موسیٰ زئی شریف، ضلع ڈیرہ اسماعیل خان

- ۴۰- کمال محمد سنبھلی واسطی: اسرار یہ (احوال صوفیہ) مخزنہ کتابخانہ ندوۃ العلماء، لکھنؤ
- ۵- کمال الدین محمد احسان: روضۃ القیومیہ، مخزنہ کتابخانہ خانقاہ مولانا غلام نبی للہی، للہہ، جہلم
- ۴۱- گول، بہلول برکی جالندھری: فوائد الاسرار، مملوکہ جناب خلیل الرحمن داؤدی
- ۴۲- محمد ادیس اعوان: شرح احوال و آثار شاہ محمد غوث گوالیاری و تصحیح بحر الحیات، مقالہ برائے حصول درجہ پی ایچ ڈی، دانشگاہ تہران، ۱۹۷۲ء
- ۴۳- محمد اشرف شطاری لاہوری: جامع الفوائد، مملوکہ محمد اقبال مجددی، لاہور
- ۴۴- محمد اشرف بن خواجہ محمد معصوم سرہندی: حل المغلقات فی الرد علی اہل الضلالت، مخزنہ خانقاہ مجددیہ، قلعہ جواد، کابل
- ۴۵- محمد اعظم دیدہ مری: فیض مراد (احوال شیخ محمد مراد تنگ کشمیری ف ۱۱۳۱ھ)، ذخیرہ شیرانی کتابخانہ مرکزی، پنجاب یونیورسٹی، لاہور
- ۴۶- محمد امین بدخشی، شیخ: المفاضلہ بین الانسان والکعبہ، کتابخانہ اسلامیہ کالج، پشاور
- ۴۷- ایضاً: نتائج الحرمین (احوال شیخ آدم بنوڑی ف ۱۰۵۳ھ) جلد اول، مخزنہ کتابخانہ اسلامیہ کالج پشاور، جلد سوم مخزنہ کتابخانہ انڈیا آفس، لندن، نمبر ۶۵۲
- ۴۸- محمد باقر لاہوری، شیخ: منہی الایجاز لکشف الاعجاز، مخزنہ کتابخانہ گنج بخش، مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، اسلام آباد، نمبر ۴۱۲۳
- ۴۹- ایضاً: دام حق، مخزنہ کتابخانہ گنج بخش، اسلام آباد نمبر ۴۸۹۸
- ۵۰- ایضاً: حاشیہ قرآن مجید بخط شیخ محمد باقر لاہوری، مملوکہ محمد حلیم، مکتبہ خاور، لاہور
- ۵۱- محمد بن غلام غوث بٹالوی: شرائف غوثیہ (احوال خانوادہ قادریہ بٹالویہ)، مخزنہ نیشنل میوزیم آف پاکستان، کراچی 1902-56 N.M.
- ۵۱- محمد حسن جان مجددی: رسالہ در نفی رفع سبابہ بخط مولف، مخزنہ کتابخانہ مولانا

- محمد ہاشم جان مجددی، کوئٹہ
- ۵۳- محمد خلیل اللہ: اویسیہ (حالات بندگی مخدوم محمد اسماعیل سرہندی)، مملوکہ جناب خلیل الرحمن داؤدی، لاہور
- ۵۴- محمد شاہ فی الحال: حجۃ الحق فی دفع اعتراضات شیخ عبدالحق، مملوکہ حاجی علی اللہ، قندھار
- ۵۵- ایضاً: مواہب القیوم فی تائید الاحمد والمعصوم، مملوکہ حاجی علی اللہ، قندھار
- ۵۶- محمد صادق کشمیری ہمدانی: طبقات شاہ جہانی، کتابخانہ انڈیا آفس لندن، (۱-۷۰۵)
- ۵۷- محمد صالح آفندی: مجمع البحرین (عربی ترجمہ)، مخزنہ امپیریل لاہوری، کلکتہ
- ۵۸- محمد صالح کنجاہی: سلسلۃ الاولیاء بخط مصنف، مملوکہ ڈاکٹر قریشی احمد حسین، گجرات
- ۵۹- محمد عاقل لاہوری: تحفۃ المسلمین، مملوکہ محمد اقبال مجددی، لاہور
- ۶۰- محمد عمر چمکنی پشاور: ظواہر (احوال شیخ سعدی لاہوری)، نیشنل میوزیم، کراچی
- ۶۱- محمد فرخ مجددی سرہندی: اصطلاحات الصوفیہ، کتابخانہ خانقاہ مولانا غلام نبی للہی، للہ شریف، جہلم
- ۶۲- ایضاً: کشف الغطاء عن اذہان الاغیاء، مملوکہ مولانا محمد ہاشم جان مجددی، کوئٹہ
- ۶۳- ایضاً: النجاة عن طریق الغواة، مملوکہ جناب جی معین الدین، لاہور
- ۶۴- ایضاً: الحد الفاصل بین سید الاعتقاد و بین الزندقۃ والاحاد، مملوکہ جناب جی معین الدین، لاہور
- ۶۵- ایضاً: رسالۃ وحدت الوجود، کتابخانہ خانقاہ مجیبیہ، پھلواڑی شریف، پٹنہ، بہار
- ۶۶- محمد قاضی، مولانا: سلسلۃ العارفین (احوال حضرت خواجہ عبید اللہ احرار)، مخزنہ کتابخانہ گنج بخش، مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، اسلام آباد- نمبر ۵۹۵۱
- ۶۷- محمد مراد تنگ کشمیری: حسنات المقر بین، کتابخانہ دولتی، لینن گراڈ، روس

- ۶۸- محمد مراد ننگ کشمیری: تحفۃ الفقراء مرتبہ محمد اقبال مجددی، (زیر طبع)
- ۶۹- ایضاً: تحقیقات، کتابخانہ خانقاہ نقشبندیہ سراجیہ، کندیاں، میاں والی
- ۷۰- محمد مراد بن حبیب پشوری: رسالہ کلمہ چند در احوال علمائے سوء، کتابخانہ انڈیا آفس، لندن، (نتائج الحرمین جلد سوم کے ساتھ مجلد ہے)
- ۷۱- محمد معصوم، خواجہ: رسالہ در اذکار یومی و لیلی جامع حاجی محمد عاشور بخاری، کتابخانہ انڈیا آفس، لندن
- ۷۲- محمد معین ٹھٹھوی: بہجۃ النظر فی براۃ الابرار، مملوکہ مولانا محمد ہاشم جان مجددی، کوئٹہ
- ۷۳- محمد نقشبند ثانی حجۃ اللہ: رسالہ تحفۃ السلوک، نیشنل میوزیم، کراچی (N.M.1975-109/2)
- ۷۴- محمد ہاشم ٹھٹھوی، مخدوم: اتحاف الاکابر بمرویات الشیخ عبدالقادر، کتابخانہ جامعۃ العین
- ۷۵- محمد ہاشم کشمی: رسائل خواجہ محمد ہاشم کشمی، مملوکہ حضرت پیر ابوالخیر عبداللہ جان، پشاور
- ۷۶- ایضاً: دیوان ہاشم، کتابخانہ انڈیا آفس، لندن (نمبر ۲۸۹۸-۱-۱ تھے)
- ۷۷- مشتاق رام گجرات: کرامت نامہ (حالات شاہ دولہ دریائی گجراتی) مملوکہ و مکتوبہ جناب سید شریف احمد شرافت نوشاہی، مرحوم، لاہور
- ۷۸- مشرقی، نورالحق دہلوی: زبدۃ التوارخ، کتابخانہ برٹش میوزیم، لندن (ریو- ۲۲۲/۱ ب)
- ۷۹- معین الدین خاوندی کشمیری: زبدۃ التفاسیر، مملوکہ جناب خلیل الرحمن داؤدی، لاہور
- ۸۰- ایضاً: کنز السعادت، پنجاب پبلک لائبریری، لاہور
- ۸۱- ملا شاہ بدخشی: کلیات، کتابخانہ مولوی فضل صدیقی، پشاور

۸۲- نظام الدین شکار پوری: اوج مورد اسرار نقشبند، مملوکہ مولانا محمد ہاشم جان مجددی، کوئٹہ

۸۳- وحدت، عبدالاحد سرہندی، شیخ: چہار چمن وحدت، کتابخانہ خانقاہ نقشبندیہ، کندیال

۸۴- ایضاً: لطائف المدینہ (احوال خواجہ محمد سعید سرہندی) مرتبہ محمد اقبال مجددی، (زیر طبع)

۸۵- ہندی، بھگوان داس: حقیقہ ہندی، کتابخانہ آیۃ اللہ مرعشی، قم، روٹو گراف، مملوکہ ڈاکٹر سید عارف نوشاہی، اسلام آباد

مطبوعات عربی:

۸۶- آزاد، غلام علی بلگرامی: سبحة المرجان فی آثار ہندوستان، مرتبہ فضل الرحمن ندوی، علی گڑھ، مسلم یونیورسٹی، ۱۹۷۶ء

۸۷- ابن اثیر، عزالدین الجزری: اللباب فی تہذیب الانساب، بغداد، مکتبہ المثنی (سن)

۸۸- ابن جوزی: صفة الصفوة، بیروت، ۱۹۷۹ء

۸۹- ابن حوقل: صورة الارض، بیروت، ۱۹۷۹ء

۹۰- ابن عربی، محی الدین، شیخ اکبر: فصوص الحکم، مرتبہ ابوالعلاء العفیفی، بیروت، ۱۹۸۰ء

۹۱- ایضاً: فتوحات المکیہ، مرتبہ عثمان یحییٰ، قاہرہ، الہیۃ المصریۃ العلمیۃ للکتاب، ۱۹۸۵-۱۹۹۲

۹۲- ابن العماد حنبلی: شذرات الذهب، بیروت، ۱۹۷۹ء

۹۳- ابن ماجہ، امام: سنن ابن ماجہ مرتبہ فواد عبدالباقی، بیروت، ۱۹۷۵ء

۹۴- احمد سعید مجددی مہاجر مدنی: اثبات المولد و القیام مرتبہ محمد اقبال مجددی، ترکی، ۱۹۸۲ء

۹۵- احمد نگر، عبدالنبی: دستور العلماء، حیدر آباد، دکن: دائرۃ المعاف

العثمانیہ، ۱۳۲۹ھ

- ۹۶ اصہبانی، ابو نعیم، حافظ: حلیۃ الاولیاء، بیروت، ۱۹۸۰ء
- ۹۷ بایزید انصاری: مقصود المومنین، مرتبہ میر ولی خان مسعودی، اسلام آباد، مجمع البحوث الاسلامیہ، ۱۹۷۶ء
- ۹۸ بخاری، امام محمد اسماعیل: صحیح البخاری، مرتبہ فواد عبدالباقی، بیروت
- ۹۹ بروکلمان، کارل: تاریخ الادب العربی ترجمہ عبدالحلیم النجار و یقوب بکر، قاہرہ، دارالمعارف ۱۹۶۸-۱۹۷۷ء
- ۱۰۰ برہان الدین ابراہیم کردی: الامم یقاظ الہمم، حیدر آباد دکن، دائرۃ المعارف العثمانیہ، ۱۳۲۸ھ
- ۱۰۱ بزرگ تہرانی: الذریعہ الی تصانیف الشیعۃ، تہران، ۱۹۷۲ء
- ۱۰۲ بغدادی، اسماعیل پاشا: ہدیۃ العارفین (ذیل کشف الظنون)، بیروت (س ن)
- ۱۰۳ بقلی، محمد قذیل: التعریف بمصطلحات صبح الاعشی، قاہرہ، ۱۹۸۳ء
- ۱۰۴ بوسیری، امام محمد شرف الدین: قصیدہ بُردہ (مع اردو ترجمہ محمد افضل میر)، لاہور، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، (س ن)
- ۱۰۵ ترمذی، امام عیسیٰ: سنن ترمذی، بیروت ۱۳۷۲ھ
- ۱۰۶ حاجی خلیفہ: کشف الظنون عن اسامی الکتب والفنون، مرتبہ محمد شرف الدین یالتقایا، بیروت، مکتبہ المثنیٰ (س ن)
- ۱۰۷ ذہبی، حافظ امام، شمس الدین: سیر اعلام النبلاء، بیروت موسسۃ الرسالۃ، ۱۹۸۱-۱۹۸۸ء
- ۱۰۸ ایضاً: معرفۃ القراء الکبار مرتبہ محمد جاد الحق، قاہرہ، ۱۹۶۹ء
- ۱۰۹ ایضاً: میزان الاعتدال مرتبہ البجاوی، قاہرہ، ۱۹۶۳ء
- ۱۱۰ زامباور: معجم الانساب ترجمہ زکی محمد حسن باک و حسن احمد محمود،

بیروت، ۱۹۸۰ء

- ۱۱۱- زرکلی، خیرالدین: الاعلام، بیروت، ۱۹۵۹ء
- ۱۱۲- زغلول، محمد سعید: موسوعة اطراف الحديث النبوی الشریف، بیروت، ۱۹۸۹ء
- ۱۱۳- سکی، تاج الدین: طبقات الشافعیہ، مرتبہ محمد علی التجار، قاہرہ، ۱۹۴۹ء
- ۱۱۴- سبط ابن جوزی: مراۃ الزمان، حیدرآباد، دکن، دائرۃ المعارف عثمانیہ، ۱۹۵۱ء
- ۱۱۵- سخاوی، شمس الدین محمد: الضوء اللامع لاهل القرن التاسع، بیروت، دارمکتبۃ الحیات ۱۳۵۵ھ
- ۱۱۶- سرکیس، یوسف لیان: معجم المطبوعات العربیہ والمغربیہ، مصر، ۱۹۲۸ء
- ۱۱۷- سلامی، تقی الدین محمد: منتخب المختار، بغداد، ۱۹۳۸ء
- ۱۱۸- سلامی، محمد بن رافع: الوفيات مرتبہ صالح مہدی عباس، بیروت، ۱۹۸۲ء
- ۱۱۹- سلمی، ابو عبد الرحمن: طبقات الصوفیہ مرتبہ نور الدین شریب، قاہرہ، ۱۹۵۳ء
- ۱۲۰- سمعانی، عبد الکریم: الانساب مرتبہ ابو عبد الرحمن معلی، حیدرآباد، دکن، نظامیہ ۱۹۶۳-۱۹۸۲ء
- ۱۲۱- شوکانی، محمد بن علی: البدر الطالع، بیروت، دارالمعرفۃ (س ن)
- ۱۲۲- صالحیہ، محمد عیسیٰ: المعجم الشامل للتراث العربی المطبوع، قاہرہ، ۱۹۹۳ء
- ۱۲۳- عبد المجید خان خالدي: الحقائق الوردیہ، قاہرہ، ۱۳۰۸ھ
- ۱۲۴- عبد اللہ بن سالم بصری: الامداد بمعرفۃ علو الاستاد، حیدرآباد، دکن، ۱۳۲۱ھ
- ۱۲۵- عبد القادر عیدروسی: النور السافر، قاہرہ، (س ن)
- ۱۲۶- عبد المومن: مرآصد الاطلاع، بیروت، ۱۹۵۴ء

- ۱۲۷- عبدالحی حسنی: الثقافة الاسلامیه فی الهند، دمشق، مجمع العلمی، ۱۹۵۸ء
- ۱۲۸- ایضاً: نزهة الخواطر، حیدرآباد، دکن، دائرة المعارف العثمانیہ ۱۹۶۲-۱۹۷۰ء
- ۱۲۹- عبدالحی کتانی فاسی: فہرس الفہارس مرتبہ احسان عباس، بیروت، ۱۹۸۶ء
- ۱۳۰- عبدالحی لکھنوی: عمدہ الرعاہ حاشیہ علی شرح الوقایہ، کراچی
- ۱۳۱- عسقلانی، ابن حجر: تہذیب التہذیب، بیروت، ۱۹۶۸ء
- ۱۳۲- غزی، نجم الدین: الکواکب السائرہ، بیروت، ۱۹۵۴ء
- ۱۳۳- فاسی، عبدالغافر: تاریخ نيسابور، تہران، ۱۳۶۲ھ
- ۱۳۴- فخر الدین دہلوی، شاہ: رسالہ فخر الحسن، فیصل آباد، ۱۹۹۳ء
- ۱۳۵- فقیر اللہ علوی شکار پوری: قطب الارشاد، کوئٹہ، ۱۳۹۷ھ
- ۱۳۶- قرشی، ابی محمد عبدالقادر: الجواهر المضیئہ، حیدرآباد دکن، دائرة المعارف، ۱۳۲۲ھ
- ۱۳۷- قزانی، محمد مراد کی: نفائس السانحات فی تذیل الباقیات الصالحات (معروف بہ تکلمہ رشحات)، بکر، ترکی (س-ن)
- ۱۳۸- ایضاً: تعریب المکتوبات للامام الربانی المجدد للالف الثانی، استنبول (س-ن)
- ۱۳۹- قزوینی، زکریا: آثار البلاد، بیروت، دار صادر، (س-ن)
- ۱۴۰- قشیری، امام عبدالکریم: رسالہ، بیروت، ۱۹۹۸ء
- ۱۴۱- قلعشندی، احمد بن علی: صبح الاعشی، قاہرہ، ۱۹۱۸ء
- ۱۴۲- کاشی، عبدالرزاق: اصطلاحات الصوفیہ مرتبہ سپرنگر، لاہور، ۱۹۷۴ء
- ۱۴۳- کمالہ، عمر رضا: معجم المؤلفین، بیروت، ۱۹۵۷ء
- ۱۴۴- مجیبی، محمد بن فضل اللہ: خلاصۃ الاثر، بیروت، طبع عکسی
- ۱۴۵- محسن ترہٹی: الیانع الجنی، دیوبند ۱۳۴۹ھ (حاشیہ کشف الاستار عن

رجال معانی الآثار

- ۱۴۶- محمد بن جعفر کتانی: الرسالة المستطرفة، کراچی، ۱۹۶۰ء
- ۱۴۷- محمد بن سلیمان بغدادی: الحديقة النديه، استنبول، ترکی، مکتبۃ الشیخ
- ۱۴۸- محمد بیگ برہانپوری: عطیۃ الوہاب الفاصلہ بین الخطاء والصواب، (طبع بر حاشیہ عربی ترجمہ مکتوبات حضرت مجدد الف ثانی) استنبول ترکی، (سن)
- ۱۴۹- محمد مظہر مجددی مہاجر مدنی: المناقب الاحمدیہ والمقامات السعیدیہ، قزان، ۱۸۹۶ء
- ۱۵۰- ایضاً: رشحات عنبریۃ مرتبہ محمد اقبال مجددی، استنبول، ترکی، ۱۹۷۹ء
- ۱۵۱- مرادی، محمد خلیل: سلك الدرر، بغداد، مکتبۃ المثنیٰ (سن)
- ۱۵۲- نبھانی، یوسف بن اسماعیل: جامع کرامات الاولیاء، قاہرہ، ۱۳۲۹ھ
- ۱۵۳- ایضاً: الشرف الموبد لآل محمد، بیروت، ۱۳۰۹ھ
- ۱۵۴- ونسک: المعجم المفہرس لالفاظ الحدیث النبوی، لائیدن، بریل، ۱۹۳۶-۱۹۶۹ء
- ۱۵۵- یافعی، ابو محمد عبداللہ: مراۃ الجنان، حیدرآباد، دکن، دائرۃ المعارف النظامیہ، ۱۳۹۰ھ
- ۱۵۶- یاقوت حموی: معجم البلدان، بیروت (طبع عکسی از اشاعت قدیم)
- ۱۵۷- یسین بن ابراہیم سنھوتی: الانوار القدسیہ، قاہرہ، ۱۳۱۰ھ
- مطبوعات فارسی**
- ۱۵۸- آزاد، غلام علی بلگرامی: خزائن عامرہ، لکھنؤ، مطبع نولکشور، ۱۸۷۱ء
- ۱۵۹- ایضاً: مآثر الکرام، لاہور، مکتبۃ احیاء العلوم الشرقیہ، ۱۹۷۱ء
- ۱۶۰- ایضاً: سرو آزاد مرتبہ عبداللہ خان و عبدالحق، حیدرآباد، دکن، کتب خانہ آصفیہ، ۱۹۱۳ء

- ۱۶۱- ابوبکر عبداللہ بلخی: فضائل بلخ مرتبہ عبدالحی حبیبی، تہران، بنیاد فرہنگ ایران، ۱۳۵۰ ش
- ۱۶۲- ابوالحسن سید محمد حسنی: تحفۃ السلام (احوال شیخ عبدالسلام نقشبندی کشمیری)، لکھنؤ، مطبع نولکشور، ۱۸۹۷ء
- ۱۶۳- ابوطاہر سمرقندی: سمریہ مرتبہ ایرج افشار، تہران، موسسہ فرہنگی جہانگیری، ۱۳۷۰ ش
- ۱۶۴- ابوالفضل علّامی: آئین اکبری، کلکتہ، ایشیائیک سوسائٹی آف بنگال ۱۸۶۷-۱۸۷۷ء و انگریزی ترجمہ و تعلیقات بلوخمّان، جلد اول، لاہور، ۱۹۷۵ء
- ۱۶۵- ایضاً: اکبرنامہ جلد سوم، کلکتہ، ایشیائیک سوسائٹی آف بنگال، ۱۸۸۶ء جلد دوم، سوم، لکھنؤ، مطبع نولکشور، ۱۸۸۱ء
- ۱۶۶- ایضاً: مہا بھارت، مقدمہ (نوشتہ ابوالفضل)، لکھنؤ، نولکشور ۱۸۷۸ء
- ۱۶۷- ایضاً: رقعات ابوالفضل (ہر سہ دفتر)، لکھنؤ، مطبع نولکشور، ۱۸۷۹ء
- ۱۶۸- ابوالحسن محمد باقر بن محمد: مقامات حضرت خواجہ نقشبند، بخارا، ۱۳۲۸ھ
- ۱۶۹- احمد ابوالخیر مکی: ہدیہ احمدیہ (انساب اولاد حضرت مجدد الف ثانی)، کانپور، مطبع انتظامی، ۱۳۱۳ھ
- ۱۷۰- احمد تھوی، قاضی و آصف خان قزوینی: تاریخ الفی مرتبہ سید علی آل داؤد، تہران، ۱۳۷۸ ش
- ۱۷۱- احمد منزوی: فہرستوارہ کتابہای فارسی، تہران، انجمن آثار و مفاخر فرہنگی، ۱۳۷۴ ش
- ۱۷۲- ایضاً: فہرست مشترک نسخہ ہای خطی فارسی پاکستان، اسلام آباد، مرکز تحقیقات فارسی، ایران و پاکستان ۱۴ جلدیں
- ۱۷۳- احمد علی: قصر عارفان، مرتبہ محمد باقر، لاہور، اورینٹل کالج میگزین، ۱۹۶۵-۱۹۶۶ء
- ۱۷۴- اخلاص، کشن چند: ہمیشہ بہار (تذکرہ شعرای فارسی) مرتبہ وحید قریشی،

کراچی، انجمن ترقی اردو، ۱۹۷۳ء

- ۱۷۵- اسفرائی، عبدالرحمن و شیخ علاء الدولہ سمنانی: مرشد و مرید (مکاتبات) مرتبہ ہرمان لنڈت، تہران، ۱۳۵۱ ش
- ۱۷۶- اسفرائی، عبدالرحمن: کاشف الاسرار مرتبہ ہرمان لنڈت، تہران، ۱۳۵۸ ش
- ۱۷۷- اصغر علی: جواہر فریدی، لاہور، ۱۸۸۸ء
- ۱۷۸- اصح، = میرزا، محمد اصح
- ۱۸۰- اقبال جستانی (جامع) چہل مجلس (ملفوظات شیخ علاء الدولہ سمنانی) مرتبہ نجیب مائل ہروی، تہران، ۱۳۶۶ ش
- ۱۸۱- اقتدار حسین صدیقی: مجمع الافکار (مجموعہ مکاتیب، مکتوب سرمد) پٹنہ، خدا بخش لاہوری، ۱۹۹۳ء
- ۱۸۲- اکبر ثبوت: فیلسوف شیراز در ہند، تہران، ۱۳۸۰ ش
- ۱۸۳- الہ بخش گڈھ مکیسری: مونس الذاکرین، بریلی ۱۸۸۸ء
- ۱۸۴- الہدیہ چشتی: سیر الاقطاب، لکھنؤ، مطبع نولکشور، ۱۹۱۳ء
- ۱۸۵- امیر حسن سجری: فوائد الفواد (ملفوظات خواجہ نظام الدین اولیاء) مرتبہ محمد لطیف ملک، لاہور، ۱۹۶۶ء
- ۱۸۶- امیر خرد کرمانی: سیر الاولیاء، دہلی، ۱۳۰۲ھ
- ۱۸۷- امین علاء الدین نقشبندی: حقیقت تصوف و بخشی از طریقہ نقشبندیہ، ترجمہ از بہاء الدین بہا، کابل، محاذ ملی اسلامی، ۱۳۷۱ ش
- ۱۸۸- باخزری، عبدالواسع نظامی: مقامات جامی مرتبہ نجیب مائل ہروی، تہران، نشرنی، ۱۳۷۱ ش
- ۱۸۹- بارتولد، وی وی: ترکستان نامہ ترجمہ کریم کشاورز، تہران، بنیاد فرهنگ ایران، ۱۳۵۲ ش
- ۱۹۰- ایضاً: گزیدہ مقالات تحقیقی ترجمہ کریم کشاورز، تہران، ۱۳۵۸ ش
- ۱۹۱- باقی باللہ خواجہ: کلیات مرتبہ برہان احمد فاروقی و ابوالحسن زید فاروقی، لاہور،

۱۹۶۷ء

- ۱۹۲- باویل، محمد آبادی: ظرائف و طرائف، تہران، ۱۳۵۷ ش
۱۹۳- بایزید بیات: تذکرہ ہمایوں و اکبر، کلکتہ، ایشیاٹک سوسائٹی آف بنگال،

۱۹۴۱ء

- ۱۹۴- بدرالدین سرہندی، شیخ: وصال احمدی، حیدرآباد، سندھ، ۱۳۸۸ھ
۱۹۵- ایضاً: حضرات القدس جلد دوم مرتبہ محبوب الہی، لاہور، محکمہ اوقاف، ۱۹۷۱ء
۱۹۶- بحر العلوم، ملا عبدالعلی: وحدت الوجود، مرتبہ ابوالحسن زید فاروقی، قندھار،

۱۹۷۲ء

- ۱۹۷- بخٹاور خان: مراۃ العالم مرتبہ ساجدہ علوی، لاہور، ادارہ تحقیقات پاکستان،
۱۹۷۹ء

- ۱۹۸- بدایونی، عبدالقادر: منتخب التواریخ، کلکتہ، ایشیاٹک سوسائٹی آف بنگال،
۱۸۶۸-۱۸۶۹ء

- ۱۹۹- ایضاً: نجات الرشید مرتبہ سید معین الحق، لاہور، ادارہ تحقیقات پاکستان،
۱۹۷۲ء

- ۲۰۰- برتلس ویچ: تصوف و ادبیات تصوف، ترجمہ سیروس ایزدی، تہران
۲۵۳۶ ش

- ۲۰۱- برہان، محمد حسین: برہان قاطع مرتبہ محمد معین، تہران، امیرکبیر، ۱۳۷۱ ش
۲۰۲- برہان الدین شطاری برہانپوری: ثمرات الحیات (ملفوظات شیخ برہان الدین
شطاری)، جامع عاقل خان رازی، حیدرآباد، دکن، مطبع ٹمس الاسلام
۲۰۳- برہمن، چندر بھان: دیوان مرتبہ عبدالجید فاروقی، احمد آباد، گجرات، ۱۹۶۷ء
۲۰۴- بیولر، آر تھر: فہارس تحلیلی ہشتگانہ مکتوبات احمد سرہندی، لاہور، اقبال
اکیڈمی، ۲۰۰۱ء

- ۲۰۵- پر بود چندر ودی: گلزار حال یا طلوع قمر معرفت مرتبہ تارا چند و امیر حسن
عابدی، علی گڑھ، ۱۹۶۱ء

- ۲۰۶- تسبیحی، محمد حسین: کتابخانہ ہای پاکستان، اسلام آباد، مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، ۱۹۷۷ء
- ۲۰۷- تقی حیدر قلندر (مرتب) تعلیمات قلندریہ (مجموعہ مکتوبات صوفیہ سلسلہ قلندریہ)، لکھنؤ، (سن)
- ۲۰۸- تقی علی قلندر: روض الازہر فی آثار القلندر، رام پور، ۱۳۳۶ھ
- ۲۱۰- جامی، عبدالرحمن: نفحات الانس مرتبہ محمود عابدی، تہران، ۱۳۷۰ش
- ۲۱۱- ایضاً: نقد النصوص مرتبہ ولیم چتیک، تہران، ۱۳۹۸ھ
- ۲۱۲- ایضاً: سررشتہ طریقہ خواجگان مرتبہ عبدالحی حبیبی، کابل، ۱۳۴۳ش
- ۲۱۳- ایضاً: تحفۃ الاحرار، ہفت رورنگ و دیوان مرتبہ ہاشم رضی، تہران، ۱۳۴۱ش
- ۲۱۴- جلال الدین تھانیسری: ارشاد الطالبین مرتبہ نور احمد امرتسری، امرتسر، ۱۳۲۷ھ
- ۲۱۵- جمالی، حامد بن فضل اللہ: سیر العارفین، دہلی، مطبع رضوی، ۱۳۱۱ھ
- ۲۱۶- جہان آراء، شہزادی: مونس الارواح مرتبہ قمر جہان بیگم، کراچی، ۱۹۹۲ء
- ۲۱۷- ایضاً: رسالہ صاحبیہ (احوال ملا شاہ بدخشی) مرتبہ محمد اسلم، مشمولہ جنرل ریسرچ سوسائٹی آف پاکستان، لاہور، ج ۱۶ ش ۴، ج ۱۷ ش ۱، انگریزی ترجمہ از سردار علی احمد خان، لاہور
- ۲۱۸- جہانگیر بادشاہ: توزک جہانگیری مرتبہ سرسید احمد خان، علی گڑھ، ۱۸۶۴ء
- ۲۱۹- حارثی، محمد بن رستم: تاریخ محمدی مرتبہ امتیاز علی خان عرشی، علی گڑھ، ۱۹۶۰ء
- ۲۲۰- حاکم، عبدالحکیم لاہوری: تذکرہ مردم دیدہ مرتبہ سید عبداللہ، لاہور، ۱۹۶۱ء
- ۲۲۱- حبیب اللہ: ذکر جمیع اولیای دہلی مرتبہ شریف حسین قاسمی، ٹونک، ۱۹۸۸ء
- ۲۲۲- حبیبی، عبدالحی: تاریخ افغانستان (در عصر گورگانی ہند)، کابل، ۱۳۲۰ش
- ۲۲۳- ایضاً: ظہیر الدین محمد بابر بادشاہ، کابل، ۱۳۵۱ش
- ۲۲۴- ایضاً: ”رفع یک اشتباہ قدیم در بارہ ترک و ترک و اصل خلجیان افغان“ مقالہ مشمولہ یادنامہ ایرانی مینورسکی، مرتبہ مجتبیٰ مینوی و ایرج افشار، تہران،

۱۹۶۹ء

۲۲۵- حمید الدین خان: احکام عالمگیری مع اردو ترجمہ خالد حسن قادری، لاہور،

۱۹۹۳ء

۲۲۶- حدود العالم با مقدمہ بار تولد و تعلیقات مینورسکی ترجمہ میر حسین شاہ، کابل،

۱۳۴۲ ش

۲۲۷- حسین دوست سنبھلی: تذکرہ حسینی، لکھنؤ، مطبع نولکشور، ۱۲۹۲ھ

۲۲۸- حکمت، علی اصغر: جامی، تہران، ۱۳۶۳ ش

۲۲۹- حمید شاعر قلندر: خیر المجالس (ملفوظات خواجہ نصیر الدین محمود چراغ دہلی)

مرتبہ خلیق احمد نظامی، علی گڑھ، ۱۹۵۹ء

۲۳۰- حیرت اکبر آبادی: مقالات الشعراء مرتبہ ثار احمد فاروقی، دہلی، علمی مجلس،

۱۹۶۸ء

۲۳۱- خانی خان، محمد ہاشم: منتخب اللباب جلد دوم، حصہ دوم، کلکتہ، ایشیا ٹک سوسائٹی

آف بنگال، ۱۸۷۴ء

۲۳۲- خلیل، محمد ابراہیم کابلی: مزارات کابل، کابل، ۱۳۲۹ ش

۲۳۳- خلیل، محمد ابراہیم سندھی: تکملہ مقالات الشعراء مرتبہ حسام الدین راشدی،

حیدرآباد، سندھ، ۱۹۵۸ء

۲۳۴- خواند امیر، غیاث الدین: حبیب السیر، تہران، ۱۳۵۳ ش

۲۳۵- خوشگو، بندر ابن داس: سفینہ خوشگو مرتبہ عطاء الرحمن کاکوی، پٹنہ، ۱۹۵۹ء

۲۳۶- خیام پور: فرہنگ سخنوران، تبریز، ۱۳۴۰ ش

۲۳۷- داراشکوہ، شہزادہ: سفینۃ الاولیاء، لکھنؤ، مطبع نولکشور، ۱۹۰۰ء

۲۳۸- ایضاً: سکینۃ الاولیاء (حالات میاں میر لاہوری) مرتبہ تارا چند و جلالی

نائینی، تہران، ۱۹۶۵ء

۲۳۹- ایضاً: بھگود گیتا مرتبہ جلالی نائینی، تہران، ۱۹۸۰ء

۲۴۰- ایضاً: سراکبر (ترجمہ اوپنیشد) مرتبہ تارا چند و جلالی نائینی، تہران، ۱۹۶۱ء

- ۲۴۱- ایضاً: حسانت العارفین مرتبہ مخدوم رہین، تہران، ۱۳۵۲ ش
- ۲۴۲- ایضاً: مجمع البحرین مرتبہ محفوظ الحق، کلکتہ، ایشیا ٹک سوسائٹی آف بنگال، ۱۹۲۹ء
- ۲۴۳- ایضاً: جوگ بشٹ مرتبہ امیر حسن عابدی، علی گڑھ، مسلم یونیورسٹی، ۱۹۶۸ء،
منہاج السالکین ترجمہ جوگ بشٹ مترجم ابوالحسن، لکھنؤ، نولکشور، ۱۹۰۷ء
- ۲۴۴- ایضاً: طریقت الحقیقت، گوجرانوالہ، ۱۸۹۵ء
- ۲۴۵- ایضاً: راہ ہدی ترجمہ رسالہ حق نما مترجم احمد علی بٹالوی، لاہور، ملک چین دین، (سن)
- ۲۴۶- ایضاً: دیوان دارا شکوہ مرتبہ احمد نبی خان، لاہور، ریسرچ سوسائٹی آف پاکستان، ۱۹۶۹ء
- ۲۴۷- ایضاً: رموز تصوف (سوال و جواب دارا شکوہ و بابا لال داس بیراگی)، لاہور (سن)
- ۲۴۸- داریوش شایکان: ادیان و مکتبہای فلسفی ہند، تہران، امیرکبیر، ۱۳۶۲ ش
- ۲۴۹- دائرۃ المعارف آریانا، کابل
- ۲۵۰- درویشہ، اخوند: ارشاد الطالبین، لاہور، مطبع مصطفائی، ۱۲۸۳ھ
- ۲۵۱- ایضاً: تذکرۃ الابرار والاشرار، پشاور (سن)
- ۲۵۲- رکن الدین، شیخ: لطائف قدوسی (احوال و ملفوظات شیخ عبدالقدوس گنگوہی)، دہلی، ۱۳۱۱ھ
- ۲۵۳- رکن الدین محمد: ارشادات فریدی معروف بہ مقابیس المجالس (ملفوظات خواجہ غلام فرید چاچڑاں والے)، آگرہ، ۱۳۲۱ھ و بہ بعد
- ۲۵۴- رحمن علی: تذکرہ علمای ہند، لکھنؤ، مطبع نولکشور، ۱۹۱۳ء
- ۲۵۵- رازی، عاقل خان: واقعات عالمگیری مرتبہ محمد عبداللہ چغتائی، لاہور، ۱۹۳۶ء
- ۲۵۶- رازی، عاقل خان = برہان الدین شطاری، شیخ: ثمرات الحیات.....

- ۲۵۷- رافت، رؤف احمد: در المعارف (ملفوظات شاہ غلام علی دہلوی)، استنبول، ۱۹۷۴ء
- ۲۵۸- راشدی، حسام الدین: تکرہ شعرائی کشمیر مولفہ اصح میرزا، لاہور، ۱۹۶۸ش
- ۲۵۹- رفیع الدین دہلوی، شاہ: دغ الباطل (در رد کلمات الحق مولانا غلام یحییٰ بہاری) مرتبہ عبدالحمید سواتی، گوجرانوالہ، ۱۹۷۶ء
- ۲۶۰- رنجبر، احمد: خراسان بزرگ، تہران، ۱۳۶۳ش
- ۲۶۱- روز بہان بقلی: شرح شطیحات، مرتبہ ہنری کوربن، تہران، ۱۳۶۰ش
- ۲۶۲- روز بہان خنمی: مہمان نامہ بخارا مرتبہ منوچہر ستودہ، تہران، ۱۳۵۵ش
- ۲۶۳- ساقی، مستعد خان: مآثر عالمگیری، کلکتہ، ایشیاٹک سوسائٹی آف بنگال، ۱۸۷۱ء
- ۲۶۴- ستوری، سی، اے: ادبیات فارسی، روسی ترجمہ برگل، فارسی ترجمہ جماعت مترجمین، تہران، موسسہ مطالعات و تحقیقات فرہنگی، ۱۳۶۲ش
- ۲۶۵- سجان رائے بٹالوی: خلاصۃ التواریخ مرتبہ ظفر حسن، دہلی، ۱۹۱۸ء
- ۲۶۶- سجاد، سید جعفر: فرہنگ لغات و اصطلاحات و تعبیرات عرفانی، تہران، ۱۳۵۴ش
- ۲۶۷- ایضاً: فرہنگ معارف اسلامی، تہران، ۱۳۶۳ش
- ۲۶۸- سجاد، اخوند عبدالحق سرہندی: مسائل شرح وقایہ، دہلی، مطبع مرتضوی، ۱۲۸۵ھ
- ۲۶۹- سرخوش: کلمات الشعراء، لاہور، شیخ مبارک علی، ۱۹۴۲ء
- ۲۷۰- سلمان بن سعد اللہ: احوال مشائخ کبار (ملفوظات شیخ محمد اشرف شطاری لاہوری) مرتبہ محمد اقبال مجددی، اسلام آباد، مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، ۲۰۰۰ء
- ۲۷۱- سمنانی، علاء الدولہ، شیخ: مصنفات فارسی مرتبہ نجیب مائل ہروی، تہران،

۱۳۶۹ ش

- ۲۷۲- ایضاً: العروة لاهل الخلوة والجلوة مرتبة نجیب مآئل ہرودی، تہران، ۱۳۶۲ ش
 ۲۷۳- ایضاً: خرقہ ہزار معنی مرتبہ محمد تقی دانش پڑوہ، مقالہ مشمولہ مجموعہ خزانیہا، تہران،

۱۳۹۴ ش

- ۲۷۴- سنگ محمد بدخشی: تاریخ بدخشاں مع تتمہ مولفہ میرزا فضل علی بیگ سرخ افسر،
 مرتبہ منوچہر ستودہ، تہران، ۱۳۶۷ ش

- ۲۷۵- سنگین بیگ: سیر المنازل مرتبہ شریف حسین قاسمی، دہلی، ۱۹۸۲ء
 ۲۷۶- سلیم، غلام حسین: ریاض السلاطین، کلکتہ، ایشیاٹک سوسائٹی آف بنگال،

۱۸۹۱ء

- ۲۷۷- سیف الدین سرہندی، خواجہ: مکتوبات سیفیہ مرتبہ غلام مصطفیٰ خان، کراچی
 (سن)

- ۲۷۸- شاہ آغا، عبداللہ جان: مونس المخلصین (احوال خواجہ محمد حسن جان مجددی)،
 ٹنڈوسائیں داد، سندھ، ۱۳۶۸ھ

- ۲۷۹- ایضاً: فیض البرکات من عین المکتوبات (موضوعی ترتیب مکتوبات امام
 ربانی)، لاہور (سن)

- ۲۸۰- شفیق، پچھی نرائن: بساط الغنائم، حیدرآباد، دکن، نظام المطابع، ۱۳۱۳ھ

- ۲۸۱- شوکت حسین الہ آبادی، ذکر المعارف (تذکرہ شیخ محبت اللہ الہ آبادی)

الہ آباد، ۱۳۴۲ھ

- ۲۸۲- شہاب الدین: مقامات امیر کلال، بخارا، ۱۳۲۸ھ

- ۲۸۳- شیرخان لودھی: مراۃ الخیال، کول (علی گڑھ)، مطبع فتح الاخبار، ۱۸۴۸ء

- ۲۸۴- صادق کیا: نقطویان یا سیخانیان، تہران، ۱۳۲۰ ش

- ۲۸۵- صبا، محمد مظفر حسین: روز روشن، تہران، ۱۳۴۳ ش

- ۲۸۶- صلاح بن مبارک بخاری: انیس الطالبین مرتبہ خلیل ابراہیم صاری اوغلی،

تہران، ۱۳۷۱ ش

- ۲۸۷- طباطبائی، غلام حسین: سیر المتاخرین، کلکتہ، ۱۸۳۲ء و جلد اول، لکھنؤ، مطبع نولکشور، ۱۸۹۷ء
- ۲۸۸- عارف نوشاہی: احوال و سخنان خواجہ عبید اللہ احرار، تہران، مرکز نشر دانشگاهی، ۱۳۸۰ ش
- ۲۸۹- عالی، نعمت خان: وقائع، لکھنؤ، مطبع نولکشور، ۱۹۲۸ء
- ۲۹۰- عالمگیر، اورنگزیب: رقعات عالمگیر مرتبہ نجیب اشرف ندوی، اعظم گڑھ، دارالمصنفین، ۱۹۳۰ء
- ۲۹۱- عبدالباقی نہاوندی: مآثر رحیمی، کلکتہ، ایشیاٹک سوسائٹی آف بنگال، ۱۹۲۵-۱۹۳۱ء
- ۲۹۲- عبد اللہ انصاری ہروی: مناجات مرتبہ حامد ربانی، تہران، ۱۳۶۸ ش
- ۲۹۳- ایضاً: طبقات الصوفیہ مرتبہ عبدالحی حبیبی، کابل، ۱۳۴۱ ش
- ۲۹۴- عبد اللہ جان سرہندی فاروقی: گلہای چمن، (سن)
- ۲۹۵- عبدالحق سجادول = سجادول، عبدالحق سرہندی
- ۲۹۶- عبدالحق محدث دہلوی، شیخ: اخبار الاخیار، دہلی، مطبع مجتہائی، ۱۳۳۲ھ
- ۲۹۷- ایضاً: مدارج النبوة، لکھنؤ، مطبع نولکشور، ۱۸۶۷ء
- ۲۹۸- ایضاً: کتاب المکاتیب والرسائل، دہلی، مطبع مجتہائی، ۱۲۹۷ھ
- ۲۹۹- ایضاً: رسالہ نوریہ سلطانیہ مرتبہ محمد سلیم اختر، اسلام آباد، ۱۹۸۵
- ۳۰۰- ایضاً: اشعة اللمعات فی شرح المشکوٰۃ، لکھنؤ، مطبع نولکشور، ۱۳۰۲ھ
- ۳۰۱- عبد الحمید لاہوری: بادشاہ نامہ، کلکتہ، ایشیاٹک سوسائٹی آف بنگال، ۱۸۶۶-۱۸۷۲ء
- ۳۰۲- عبد الکریم مدرس: تذکار الرجال، جلد اول (احوال مولانا خالد نقشبندی)، جلد دوم (احوال مشائخ متوسل بہ مولانا خالد کردی نقشبندی) بزبان فارسی و کردی، بغداد، ۱۹۷۹ء
- ۳۰۳- عبد اللہ خان قطب الملک: بالمکند نامہ مرتبہ ستیش چند، علی گڑھ، مسلم

یونیورسٹی، ۱۹۷۲ء

- ۳۰۴- عبید اللہ مروج الشریعت: حسانت الحرمین (ملفوظات و مکاشفات حضرت خواجہ محمد معصوم سرہندی) فارسی ترجمہ مولانا محمد شاکر سرہندی تحقیق و تعلیق و اردو ترجمہ محمد اقبال مجددی، موسیٰ زئی، خانقاہ احمدیہ سعیدیہ، ۱۹۸۱ء
- ۳۰۵- ایضاً: خزینۃ المعارف (مکتوبات خواجہ عبید اللہ مروج الشریعت) مرتبہ غلام مصطفیٰ خان، حیدرآباد، سندھ، ۱۹۷۳ء
- ۳۰۶- عضد الدین محمد چشتی: مقاصد العارفین مرتبہ نثار احمد فاروقی، ٹونک، عربک اینڈ پرشین ریسرچ انسٹیٹیوٹ، ۱۹۸۴ء
- ۳۰۷- عطار، فرید الدین نیشاپوری: تذکرۃ الاولیاء مرتبہ محمد استعلامی، تہران، زوار، ۱۳۶۰ ش
- ۳۰۸- علی، ناصر علی سرہندی: دیوان ناصر علی، دہلی، مطبع مرتضوی، ۱۲۶۲ھ
- ۳۰۹- علی انور قلندر: تصفیہ شرح تسویہ، کاکوری، خانقاہ قلندریہ، (سن)
- ۳۱۰- علی الدین لاہوری: عبرت نامہ، لاہور، پنجابی ادبی اکادمی، ۱۹۶۱ء
- ۳۱۱- علی محمد خان: مراۃ احمدی، مرتبہ نواب الدین، بڑودھا، ۱۹۷۷ء، جلد اول، بمبئی، ۱۳۰۷ھ
- ۳۱۲- علی ہجویری، گنج بخش لاہوری: کشف المحجوب مرتبہ یوکوفسکی، تہران، ۱۳۵۸ ش
- ۳۱۳- غلام حسن کھویہا: تاریخ حسن، جموں و کشمیر ریسرچ ڈیپارٹمنٹ، سرینگر ۱۹۵۶ء
- ۳۱۴- غلام سرور لاہوری، مفتی: خزینۃ الاصفیاء، لکھنؤ، مطبع ثمرہند، ۱۸۷۳ء
- ۳۱۵- ایضاً: گنج سروری معروف بہ گنج تاریخ، لکھنؤ، مطبع نولکشور، ۱۳۰۷ھ
- ۳۱۶- غلام علی دہلوی شاہ: مقامات مظہری، دہلی، مطبع احمدی، ۱۲۶۹ھ
- ۳۱۷- ایضاً: مکاتیب شریفہ جامع شاہ رؤف احمد رافت مجددی، لاہور، ۱۳۷۱ھ
- ۳۱۸- ایضاً: ایضاح الطریقت، لاہور، ۱۳۷۶ھ

- ۳۱۹- ایضاً: رسائل سبعة سیارہ، مطبع علوی، ۱۲۸۴ھ
- ۳۲۰- فانی، محسن کشمیری: مثنویات فانی مرتبہ امیر حسن عابدی، جموں و کشمیر، اکیڈمی آف کلچر، ۱۹۶۴ء
- ۳۲۱- فخر مدبر، مبارک شاہ: آداب الحرب والشجاعت مرتبہ احمد سہیلی خوانساری، تہران، اقبال، ۱۳۴۶ ش
- ۳۲۲- فرای، رچرڈ: بخارا ترجمہ محمود محمودی، تہران، ۱۳۴۸ ش
- ۳۲۳- فروزانفر، بدیع الزمان: احادیث مثنوی، تہران، ۱۳۶۱ ش
- ۳۲۴- ایضاً: شرح احوال و نقد و تحلیل آثار عطار، تہران، ۱۳۵۴ ش
- ۳۲۵- فرید بھکری: ذخیرۃ الخواتین مرتبہ معین الحق، کراچی، ۱۹۶۸-۱۹۷۰ء
- ۳۲۶- فضل اللہ قندھاری: عمدۃ المقامات (احوال مشائخ مجددیہ)، ٹنڈو سائیں داد، سندھ، ۱۳۵۵ھ
- ۳۲۷- فقیر اللہ علوی شکارپوری: مکتوبات جامع محمد فاضل انصاری، لاہور، مطبع اسلامیہ، ۱۹۱۹ء
- ۳۲۸- ایضاً: طریق الارشاد، کابل، ۱۹۸۱ء
- ۳۲۹- فوفلزی، عزیز الدین و کیلی: تیمور شاہ درانی (طبع دوم)، کابل، ۱۳۴۶ ش
- ۳۳۰- فیضی، ابوالفیض: انشای فیضی مرتبہ اے ڈی ارشد، لاہور، مجلس ترقی ادب، ۱۹۷۳ء
- ۳۳۱- ایضاً: کلیات فیضی مرتبہ اے ڈی ارشد، لاہور، ادارۃ تحقیقات پاکستان، ۱۹۶۷ء
- ایضاً: من، کانپور، مطبع نولکشور، ۱۸۸۹ء
- ۳۳۲- قابل خان، ابوالفتح: آداب عالمگیری مرتبہ چودھری عبدالغفور، لاہور، ادارۃ تحقیقات پاکستان، ۱۹۷۱ء
- ۳۳۳- قاسم، قدرت اللہ: مجموعۃ نغز مرتبہ حافظ محمود شیرانی، لاہور، پنجاب یونیورسٹی، ۱۹۳۳ء

- ۳۳۴۔ قانع ٹھٹھوی: تحفۃ الکرام، بمبئی، ۱۳۰۴ھ، و جلد سوم حصہ اول مرتبہ
حسام الدین راشدی، حیدرآباد، سندھ، سندھی ادبی بورڈ، ۱۹۷۱ء
- ۳۳۵۔ قشیری، امام: رسالہ قشیریہ (قدیم فارسی ترجمہ) مرتبہ بدیع الزمان فروزانفر،
تہران، ۱۳۶۱ش
- ۳۳۶۔ قندھاری، عارف: تاریخ اکبری مرتبہ سید معین الدین ندوی، سید اظہر علی،
امتیاز علی عرشی، رام پور، رضا لائبریری، ۱۹۶۲ء
- ۳۳۷۔ کاشفی، فخر الدین حسین: رشحات عین الحیات، تہران، ۱۹۷۷ء
- ۳۳۸۔ ایضاً: فتوت نامہ سلطانی مرتبہ جعفر مجبوب، تہران، ۱۳۵۰ش
- ۳۳۹۔ کامگار حسینی: مآثر جہانگیری مرتبہ عذرا علوی، ایشیا پبلشنگ ہاؤس،
بمبئی، ۱۹۷۸ء
- ۳۴۰۔ کامور خان: تذکرۃ السلاطین چغتاء مرتبہ مظفر عالم، ایشیا پبلشنگ ہاؤس،
بمبئی، ۱۹۸۰ء
- ۳۴۱۔ کنبوه، محمد صالح: عمل صالح مرتبہ وحید قریشی و دیگران، لاہور، مجلس ترقی
ادب، ۱۹۷۲ء
- ۳۴۲۔ کھنسر و اسفندیار: دبستان مذاہب مرتبہ رحیم رضا زادہ ملک، تہران، ۱۳۶۲ش
- ۳۴۳۔ کیول رام: تذکرۃ الامراء مرتبہ معین الحق و انصار زاہد خان، کراچی، ۱۹۸۶ء
- ۳۴۴۔ لاری، رضی الدین عبدالغفور: تکملہ حواشی نقحات الانس مرتبہ بشیر ہروی، کابل،
۱۳۴۳ش
- ۳۴۵۔ لعل بیگ: ثمرات القدس مرتبہ سید کمال حاج سید جوادی، تہران،
۱۳۷۶ش
- ۳۴۶۔ لیسترنج: جغرافیہ خلافت شرقی ترجمہ محمود عرفان، تہران، ۱۳۶۴ش
- ۳۴۷۔ ماتھر، رام پرشاد: ہندو تیوہاروں کی دلچسپ اصلیت، پٹنہ، خدا بخش
لائبریری، ۱۹۹۱ء
- ۳۴۸۔ مجدد الف ثانی، شیخ احمد سرہندی: مکتوبات امام ربانی مرتبہ نور احمد امرتسری،

امرتسر، ۱۳۳۲ھ

- ۳۴۹- ایضاً: رسائل مجددیہ مرتبہ محبوب الہی، لاہور، ادارہ سعدیہ مجددیہ، ۱۹۶۵ء
- ۳۵۰- ایضاً: مکاشفات غیبیہ جامع خواجہ محمد معصوم سرہندی، مرتبہ غلام مصطفیٰ خان، حیدرآباد، سندھ، ۱۹۶۵ء
- ۳۵۱- محمد اقبال مجددی: بدخشی، محمد امین، مقالہ، مشمولہ دانش نامہ جہان اسلام و ایران، تہران ۱۳۸۷ش
- ۳۵۲- ایضاً: بدرالدین سرہندی، مقالہ مشمولہ، دانش نامہ جہان اسلام و ایران، ۱۳۷۵ش
- ۳۵۳- محمد امین قزوینی: پادشاہ نامہ (بخش تراجم اعیان) مرتبہ محمد سلیم اختر، مشمولہ رسالہ، اردو، کراچی، انجمن ترقی اردو، ج ۵۵ ش ۱، ۳ (۱۹۷۹ء)
- ۳۵۴- محمد اکرم براسوی: اقتباس الانوار، لاہور، مطبع کریمی، ۱۸۹۵ء
- ۳۵۵- محمد اعظم: تحفۃ الطاہرین مرتبہ بدر عالم، حیدرآباد، سندھ، سندھی ادبی بورڈ، ۱۹۵۶ء
- ۳۵۶- محمد اعظم دیدہ مری: تاریخ کشمیر اعظمی، مقبوضہ کشمیر، ۱۳۵۵ھ
- ۳۵۷- محمد باقر لاہوری: کنز الہدایات مرتبہ نور احمد امرتسری، امرتسر، ۱۳۳۵ھ
- ۳۵۸- محمد بشیر حسین: فہرست مخطوطات شفیع، لاہور، دانشگاه پنجاب، ۱۹۷۲ء
- ۳۵۹- محمد بن منور: اسرار التوحید فی مقامات الشیخ ابی سعید مرتبہ ذبیح اللہ صفا، تہران، ۱۳۵۴ش
- ۳۶۰- محمد تقی دانش پڑوہ: کتابخانہ ہای عراق و عربستان سعودی، مشمولہ نشریہ نسخہ ہای خطی، شمارہ ۵، تہران، دانشگاه، ۱۳۴۶ش
- ۳۶۱- محمد پارسا بخاری: فصل الخطاب مرتبہ جلیل مسگر نژاد، تہران، مرکز نشر دانشگاهی، ۱۳۸۱ش
- ۳۶۲- ایضاً: تحقیقات، دہلی، ۱۳۹۱ھ
- ۳۶۳- ایضاً، (منسوب) شرح فصوص الحکم مرتبہ جلیل مسگر نژاد، تہران، ۱۳۶۶ش

- ۳۶۴- ایضاً: قدسیہ مرتبہ احمد طاہری عراقی، تہران، طہوری، ۱۹۷۵ء، طبع دیگر مرتبہ ملک محمد اقبال، اسلام آباد، مرکز تحقیقات فارسی، ۱۹۷۵ء
- ۳۶۵- محمد حسن جان مجددی: انیس المریدین (احوال شیخ عبدالرحمن مجددی) امرتسر، مطبع مجددی، ۱۳۱۵ھ
- ۳۶۶- ایضاً: انساب الانجاب (انساب اولاد حضرت مجدد الف ثانی)، ٹنڈو سائیں داد، سندھ، ۱۳۴۰ھ
- ۳۶۷- محمد حسین زکوڑی: روضۃ الاولیاء، امرتسر، ۱۳۳۳ھ
- ۳۶۸- محمد زمان لواری: ملوک الکلام مرتبہ نیاز ہمایونی، حیدرآباد، سندھ، ۱۹۷۷ء
- ۳۶۹- محمد سعید سرہندی، خواجہ: مکتوبات سعیدیہ جامع علامہ محمد فرخ مجددی، لاہور، ۱۳۸۵ھ
- ۳۷۰- محمد صادق ہمدانی کشمیری: کلمات الصادقین (تذکرہ مدفونین دہلی تا ۱۰۲۳ھ) مرتبہ محمد سلیم اختر، اسلام آباد، مرکز تحقیقات فارسی، ۱۹۸۸ء
- ۳۷۱- ایضاً: طبقات شاہ جہانی مرتبہ محمد اسلم خان، بخش فارسی، دانشگاه دہلی (طبقہ ۹-۱۰) دہلی، ۱۹۹۰-۱۹۹۳ء
- محمد صالح کنبوه = کنبوه، محمد صالح لاہوری
- ۳۷۲- محمد عالم صدیقی: لمحات من نفحات القدس، تاشکند، ۱۳۲۷ھ
- ۳۷۳- محمد غوث گوالیاری: بحر الحیات، دہلی، مطبع رضوی، ۱۳۱۱ھ
- ۳۷۴- محمد غوث لاہوری شیخ: رسالہ در کسب سلوک و بیان معرفت، پشاور، ۱۲۸۳ھ
- ۳۷۵- محمد کاظم شیرازی: عالمگیر نامہ، کلکتہ، ایشیاٹک سوسائٹی آف بنگال، ۱۸۶۸ء
- ۳۷۶- محمد مظہر مجددی مہاجر مدنی: مناقب احمدیہ و مقامات سعیدیہ، دہلی، اکمل المطابع، ۱۳۷۷ھ
- ۳۷۷- محمد معصوم، خواجہ: مکتوبات معصومیہ، جلد اول، کانپور، مطبع نظامی، ۱۳۰۴ھ، جلد دوم، لدھیانہ، ظہور پریس، ۱۳۲۴ھ، جلد سوم مرتبہ مولانا نور احمد امرتسری، امرتسر، ۱۳۴۰ھ، جلد اول و دوم مرتبہ غلام مصطفیٰ خان، کراچی، ۱۹۷۶ء

- ۳۷۸- ایضاً: اذکار معصومیہ، مرتبہ عبدالمجید سیفی، لاہور، ۱۳۸۲ھ
- ۳۷۹- معین الفقراء، احمد بن محمود: تاریخ ملازادہ (در مزارات بخارا) مرتبہ احمد گلچین معانی، تہران ۱۳۳۹ ش
- ۳۸۰- محمد معین، ڈاکٹر: فرهنگ فارسی، تہران، امیرکبیر، ۱۳۶۰ ش
- ۳۸۱- محمد نعمان بدخشی: رسالہ سلوک مرتبہ غلام مصطفیٰ خان، حیدرآباد، سندھ، ۱۹۶۹ء
- ۳۸۲- محمد نقشبند ثانی، حجتہ اللہ: وسیلۃ القبول الی اللہ والرسول مرتبہ غلام صطفیٰ خان، حیدرآباد، سندھ، ۱۹۶۳ء
- ۳۸۳- محمد ہاشم کشمی: زبدۃ المقامات، لکھنؤ، مطبع نولکشور، ۱۳۰۷ھ
- ۳۸۴- محمد یحییٰ لاہوری، ڈاکٹر: ملا شاہ بدخشی، مقالہ مشمولہ نذر رحمن، لاہور، ۱۹۶۶ء
- ۳۸۵- میرزا، محمد اصلح: تذکرہ شعرائی کشمیر مرتبہ حسام الدین راشدی، لاہور، اقبال اکیڈمی، ۱۹۶۸ء
- ۳۸۶- مریم میراحمدی: دین و دولت در عصر صفوی، تہران، ۱۳۶۹ ش
- ۳۸۷- مشکور، محمد جواد: فرهنگ فرق اسلامی، مشهد، ۱۳۶۸ ش
- ۳۸۸- مظہر جانِ جاناں شہید: مکاتیب مرتبہ عبدالرزاق قریشی، بمبئی، ۱۹۶۶ء
- ۳۸۹- معتمد خان: اقبال نامہ جہانگیری، کلکتہ، ایشیاٹک سوسائٹی آف بنگال، ۱۸۶۵ء
- ۳۹۰- مقامات شیخ عبدالخالق غجدوانی و شیخ عارف ریو کروی مرتبہ سعید نفیسی، مشمولہ فرهنگ ایران زمین ۲ / ۱۳۳۳ ش
- ۳۹۱- مہمند خست: مولانا خالد نقشبندی و پیروان طریقت او، تہران، ۱۳۶۸ ش
- ۳۹۲- میر تقی میر: نکات الشعراء، اورنگ آباد، ۱۹۳۵ء
- ۳۹۳- مینوی، مجتبیٰ: یادنامہ مینورسکی ایرانی، تہران، دانشگاه، ۱۹۶۹ء
- ۳۹۴- مینورسکی، وی وی: تعلیقات بر حدود العالم، مشمولہ حدود العالم، کابل، ۱۳۴۲ ش
- ۳۹۵- ناصر الدین بخاری، تحفۃ الزائرین (تذکرہ بزرگان مدفون در بخارا)، بخارا، ۱۳۲۸ھ

۳۹۶- ثناری بخاری، بہاء الدین حسن: مذکر احباب مرتبہ سید محمد فضل اللہ، حیدرآباد، دکن، ۱۹۶۹ء

۳۹۷- نرنجی، ابوبکر محمد: تاریخ بخارا مرتبہ مدرس رضوی، تہران، ۱۳۵۱ ش

۳۹۸- نصرآبادی، محمد طاہر: تذکرۃ الشعراء مرتبہ وحید دستگردی، تہران، ۱۳۶۱ ش

۳۹۹- نصر اللہ هوتکی: توضیحات مکتوبات امام ربانی، کابل، ۱۹۷۷ء

۴۰۰- نظام الدین بلخی مزاری: تحفۃ المرشد (احوال شیخ فضل احمد معصومی پشاور)، لاہور، ۱۹۱۲ء

۴۰۱- نظام الدین احمد بخشی: طبقات اکبری، کلکتہ، ۱۹۳۶ء

۴۰۲- نظام الدین تھانیسری: ریاض القدس (تفسیر)، بجنور، کریم المطابع، ۱۳۰۵ھ

۴۰۳- نظام غریب یمنی: لطائف اشرفی، (ملفوظات شیخ اشرف جہانگیر سمنانی) دہلی، ۱۲۹۸ھ

۴۰۴- نفیسی، سعید: تاریخ نظم و نثر در ایران و در زبان فارسی، تہران، ۱۳۴۴ ش

۴۰۵- نوائی، میر علی شیر: مجالس النفائس مرتبہ علی اصغر حکمت، تہران، ۱۳۶۳ ش

۴۰۶- نور محمد، قاضی: جنگ نامہ (احمد شاہ درانی کے ساتویں حملہ ہند کے واقعات)

مرتبہ گنڈا سنگھ، مرتسر، ۱۹۳۹ء

۴۰۷- وارد، محمد شفیع تہرانی: تاریخ نادر شاہی (نادر نامہ) مرتبہ رضا شعبانی، تہران، ۱۳۳۹ ش

۱۳۳۹ ش

۴۰۸- واضح، ارادت خان: تاریخ ارادت خان مرتبہ غلام رسول مہر مولانا، لاہور،

ادارہ تحقیقات پاکستان، ۱۹۸۱ء

۴۰۹- وحدت، عبدالاحد: گلشن وحدت (مکتوبات حضرت وحدت) جامع شیخ

محمد مراد تنگ کشمیری، مرتبہ عبداللہ جان فاروقی، کراچی، ۱۹۶۶ء

۴۱۰- وڈیرہ، گنیش داس: چار باغ پنجاب مرتبہ کرپال سنگھ، امرتسر، ۱۹۶۵ء

۴۱۱- وکیل احمد سکندر پوری: ہدیہ مجددیہ، دہلی مطبع مجتہائی، ۱۳۰۹ھ

۴۱۲- ایضاً: انوار احمدیہ، دہلی، مطبع مجتہائی، ۱۳۰۹ھ

- ۴۱۳- ولی اللہ محدث دہلوی، شاہ: انفاس العارفین، دہلی، مطبع مجتہائی، ۱۳۲۵ھ
- ۴۱۴- ایضاً: انتباہ فی سلاسل الاولیاء اللہ، دہلی، آرمی برقی پریس، ۱۳۴۲ھ
- ۴۱۵- ہندی، بھگوان داس: سفینہ ہندی مرتبہ عطاء الرحمن کاکوی، پٹنہ، ۱۹۵۸ء
- ۴۱۶- یاقوت حموی: برگزیدہ مشترک ترجمہ محمد پروین گنابادی، تہران، ابن سینا، ۱۳۴۷ش

- ۴۱۷- یزدی، شرف الدین: ظفر نامہ، تہران ۱۳۳۶ش
- ۴۱۸- یعقوب چرخ، مولانا: فی نامہ مرتبہ خلیل اللہ خلیلی، کابل، ۱۹۷۳ء
- ۴۱۹- یوسف ہمدانی، شیخ: رتبۃ الحیات مرتبہ احمد امین ریاحی، تہران، ۱۳۶۲ش

مطبوعات ترکی

- ۴۲۰- احرار، خواجہ عبید اللہ: رسالہ والدیہ، ترکی ترجمہ ظہیر الدین بابر بادشاہ مرتبہ اکمل ایوبی، علی گڑھ، مسلم یونیورسٹی، ۱۹۶۸ء
- ۴۲۱- توسون، نجدت: بہاء الدین نقشبند (مقالہ برائے حصول درجہ پی ایچ ڈی)، انقرہ، ۲۰۰۲ء
- ۴۲۲- مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی: مکتوبات ترکی ترجمہ حسین حلمی ایشیق، استنبول، ۱۹۷۵ء
- ۴۲۳- محمد معصوم، خواجہ: مکتوبات قدسیہ مترجم مستقیم زادہ سلیمان سعد الدین آفندی، استنبول، ۱۸۶۰ء
- ۴۲۴- مستقیم زادہ سلیمان سعد الدین آفندی: تحفۃ الخطاطین، استنبول، ۱۹۲۸ء
- ۴۲۵- نوائی، میر علی شیر: نسائم المحبت مرتبہ کمال ارسلان، استنبول، استنبول یونیورسٹی، ۱۹۷۹ء

مطبوعات اردو

- ۴۲۶- آزاد، عماد الحسن فاروقی: ہند اسلامی تہذیب کا ارتقاء، دہلی، مکتبہ جامعہ، ۱۹۸۵ء
- ۴۲۷- ابوالحسن، سید: آئینہ اودھ، کانپور، مطبع نظامی، ۱۳۰۵ھ

۴۲۸- ابوالحسن علی ندوی: تاریخ دعوت و عزیمت، کراچی، مجلس نشریات اسلام، ۱۹۸۰ء (جلد چہارم)

۴۲۹- ابوالخیر محمد زبیر: سندھ کے صوفیہ نقشبندیہ، حیدرآباد، سندھ، ۱۹۹۶ء

۴۳۰- احمد خان، سرسید: آثار الصنادید مرتبہ خلیق انجم، دہلی، ۱۹۹۰ء

۴۳۱- احمد حسین خان امرہوی: جواہر معصومیہ (سوانح حضرت خواجہ محمد معصوم سرہندی)، لاہور (سن)

۴۳۲- احمد قادری، سید: تذکرہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی، پٹنہ، ۱۹۵۰ء

۴۳۳- اختر محمد خان رام پوری: جواہر ہاشمیہ (احوال خواجہ محمد ہاشم کشمی)، حیدرآباد، دکن، ۱۹۳۹ء

۴۳۴- ادیس احمد: سرہند میں فارسی ادب، دہلی، ۱۹۸۸ء

۴۳۵- اسد علی: ہندی ادب کے بھگنی کال پر مسلم ثقافت کے اثرات، ترجمہ ماجدہ اسد، دہلی، ۱۹۷۹ء

۴۳۶- اشفاق علی خان: ملا جیون اور ان کے معاصر علماء، لکھنؤ، ۱۹۸۲ء
اطہر مبارک پوری: دیار پورب میں علم اور علماء، دہلی، ندوۃ المصنفین، ۱۹۷۸ء

۴۳۷- اکرام، ایس، ایم: رود کوثر، لاہور، ۱۹۷۰ء

۴۳۸- الطاف علی بریلوی: حیات حافظ رحمت خان، کراچی، ۱۹۶۳ء

۴۳۹- انصاری، نور الحسن: فارسی ادب بعہد اورنگ زیب، دہلی، ۱۹۶۹ء

۴۴۰- برکت علی، منشی: مرآۃ الحقائق (احوال شیخ عبدالحق محدث دہلوی)، رام پور، ۱۳۲۲ھ

۴۴۱- بحر العلوم، ملا عبدالحی: وحدت الوجود ترجمہ و حواشی ابوالحسن زید فاروقی، دہلی، ۱۹۷۱ء

۴۴۲- پرساد، اوم پرکاش: اورنگ زیب، ایک نیا زاویہ نظر، پٹنہ، ۱۹۹۰ء

۴۴۳- تارا چند: تمدن ہند پر اسلامی اثرات ترجمہ محمد مسعود احمد، لاہور، ۱۹۶۳ء

- ۴۴۴- جہلمی، فقیر محمد: حدائق الحنفیہ، لکھنؤ، مطبع نولکشور، ۱۹۰۶ء
- ۴۴۵- جنیدی، محمد محبوب: حیات آصف، حیدرآباد، دکن، ۱۳۶۵ھ
- ۴۴۶- چشتی، نور احمد: تحقیقاتِ چشتی، لاہور، (پیسہ اخبار ایڈیشن)، ۱۳۲۴ھ
- ۴۴۷- چغتائی، عبداللہ: فنونِ لطیفہ بعہد اورنگزیب، لاہور، ۱۹۵۷ء
- ۴۴۸- حسن عسکری، سید: ہندوستان کے عہدِ وسطیٰ پر مقالات، پٹنہ، ۱۹۹۵ء
- ۴۴۹- ایضاً: عہدِ وسطیٰ کی ہندی ادبیات میں مسلمانوں کا حصہ، پٹنہ، ۱۹۹۵ء
- ۴۵۰- حفیظ اللہ: سلاطینِ ہند کی علم پروری، پٹنہ، ۱۹۵۶ء
- ۴۵۱- خباز، ملا حسین کشمیری: ہشت شرائط خواجگان نقشبندیہ (اردو ترجمہ)، لاہور، (سن)

- ۴۵۲- خلیل الرحمن: تاریخ برہانپور، دہلی، ۱۳۱۷ھ
- ۴۵۳- خورشید حسین بخاری: تذکرہ شاہ سکندر کیسٹلی، لاہور، ۱۹۷۶ء
- ۴۵۴- ڈار محمد ابراہیم: جہاں آراء بیگم کی ایک غیر معروف تصنیف صاحبہ، مشمولہ مضامین ڈار، بمبئی (سن)

- ۴۵۵- رافت، رؤف احمد مجددی: جواہر علویہ (احوال مشائخ نقشبندیہ تا شاہ غلام علی دہلوی)، لاہور، ۱۹۱۹ء

- ۴۵۶- رحمن علی: تذکرہ علماء ہند ترجمہ و حواشی محمد ایوب قادری، کراچی، ۱۹۶۱ء
- ۴۵۷- رحیم بخش امر دہوی: تواریخ واسطیہ، مراد آباد، مطبع گلزار احمدی، ۱۳۲۲ھ
- ۴۵۸- زوار حسین: حضرت مجدد الف ثانی، کراچی، ادارہ مجددیہ، ۱۹۷۲ء
- ۴۵۹- ایضاً: انوارِ معصومیہ (احوال حضرت خواجہ محمد معصوم سرہندی)، کراچی، ۱۹۸۰ء
- ۴۶۰- زید، ابوالحسن فاروقی: مقاماتِ خیر (حالات شاہ ابوالخیر مجددی دہلوی)، دہلی، ۱۳۹۲ھ

- ۴۶۱- ایضاً: حضرت مجدد اور ان کے ناقدین، دہلی، ۱۹۷۷ء
- ۴۶۲- ایضاً: ہندوستانی قدیم مذاہب اور میرزا مظہر، دہلی، ۱۹۹۰ء
- ۴۶۳- سراج احمد خان: مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانی کی دینی و معاشرتی

اہمیت، حیدرآباد، سندھ، ۱۹۷۷ء

۳۶۴- سکندر خان: تاریخ وادی چھچھ پشاور، ۱۹۸۲ء

۳۶۵- سلامت رائے: تاریخ سودان، لدھیانہ، ۱۹۳۵ء

۳۶۶- سیتا رام کوہلی: مہاراجہ رنجیت سنگھ، الہ آباد، ۱۹۳۸ء

۳۶۷- شائستہ خان: فہرست مخطوطات فارسی رضا لائبریری، رام پور، پٹنہ، ۱۹۹۵ء

۳۶۸- شبلی نعمانی: مقالات شبلی ج ۷، اعظم گڑھ، دارالمصنفین، ۱۹۳۸ء

۳۶۹- ایضاً: مضامین عالمگیر، کانپور، ۱۹۱۱ء

۳۷۰- شبیر احمد خان غوری، تسویہ کی شروح و جروح، مقالہ مشمولہ ”تصوف برصغیر

میں“، پٹنہ، خدا بخش لائبریری، ۱۹۹۲ء

۳۷۱- شرافت، شریف احمد نوشاہی: شریف التواریخ (احوال مشائخ سلسلہ نوشاہیہ)،

لاہور، ۱۹۷۹-۱۹۸۴ھ

۳۷۲- شوق، احمد علی: تذکرہ کاطلان رام پور، دہلی، ۱۹۲۹ء

۳۷۳- صباح الدین عبدالرحمن: بزم تیموریہ، اعظم گڑھ، دارالمصنفین، ۱۹۷۳ء

۳۷۴- ایضاً: ہندوستان کے عہد وسطی کا فوجی نظام، اعظم گڑھ، ۱۹۶۰ء

۳۷۵- ایضاً: ہندوستان کے سلاطین، علماء اور مشائخ کے تعلقات پر ایک نظر، اعظم

گڑھ، ۱۹۶۴ء

۳۷۶- ایضاً: اورنگ زیب اور اس کے معاصر مشائخ، مقالات یوم عالمگیر، کراچی،

۱۹۶۶ء

۳۷۷- صدیقی، منظور الحق: تاریخ حسن ابدال، لاہور، ۱۹۷۷ء

۳۷۸- صدیقی، مقبول احمد: راجپوت اور مغل زن و شوکی معاشرت، الہ آباد، ۱۹۴۶ء

۳۷۹- صمصام الدولہ شاہ نواز خان: مآثر الامراء ترجمہ محمد ایوب قادری، لاہور

۱۹۶۸-۱۹۷۰ء

۳۸۰- ظہور الدین احمد: پاکستان میں فارسی ادب، لاہور، ۱۹۷۴ء

۳۸۱- عارف، محمود الحسن: تذکرہ قاضی محمد ثناء اللہ پانی پتی، لاہور، ۱۹۹۵ء

- ۳۸۲- عبدالاول جو پوری: مفید المفتی، ملتان، ۱۳۰۱ھ
- ۳۸۳- عبدالسلام مبارک پوری: سیرۃ البخاری، پٹنہ، ۱۹۰۸ء
- ۳۸۴- عبدالعزیز دہلوی، شاہ: فضائل صحابہ و اہل بیت مرتبہ محمد ایوب قادری، لاہور، ۱۹۶۷ء
- ۳۸۵- عزیز احمد: برصغیر میں اسلامی کلچر ترجمہ جمیل جالبی، لاہور، ۱۹۹۷ء
- ۳۸۶- علی محمد خان: خاتمہ مراۃ احمدی (تاریخ اولیاء گجرات) ترجمہ سید ابو ظفر ندوی، احمد آباد، ۱۹۹۳ء
- ۳۸۷- غلام سرور لاہوری، مفتی: حدیقۃ الاولیاء تحقیق و تعلیق محمد اقبال مجددی، لاہور، ۲۰۰۰ء
- ۳۸۸- غلام رسول قصوری: شجرۃ انساب، اردو ترجمہ، لاہور، ۱۹۳۵ء
- ۳۸۹- غلام علی دہلوی، شاہ: مقامات مظہری، تحقیق و تعلیق و ترجمہ محمد اقبال مجددی، لاہور، ۲۰۰۱ء
- ۳۹۰- غلام مصطفیٰ خان: حضرت مجدد الف ثانی، ایک تحقیقی جائزہ، حیدر آباد، سندھ، ۱۹۶۵ء
- ۳۹۱- ایضاً: خواجہ محمد ہاشم کشمی، مقالہ مشمولہ، ارمغان فاروقی، دہلی، ۱۹۸۷ء
- ۳۹۲- ایضاً: سراج البیان (مجموعہ مقالات)، کراچی، ۱۹۹۲ء
- ۳۹۳- فریدی، نسیم احمد امروہوی: خواجہ باقی باللہ اور صاحبزادگان، لکھنؤ، مکتبہ الفرقان، ۱۹۷۸ء
- ۳۹۴- فوق، محمد دین: تذکرۃ العلماء والمشاخ معروف بہ تذکرہ علمائے لاہور، لاہور، ۱۹۳۰ء
- ۳۹۵- ایضاً: سوانح علامہ عبدالحکیم سیالکوٹی، لاہور، ۱۹۲۴ء
- ۳۹۶- قاتل، مرزا محمد حسن: ہفت تماشا، ترجمہ محمد عمر، دہلی، مکتبہ برہان، ۱۹۶۸ء
- ۳۹۷- قدوسی، اعجاز الحق: شیخ عبدالقدوس گنگوہی اور ان کی تعلیمات، کراچی، ۱۹۶۱ء
- ۳۹۸- قطب الدین، محمد: وظیفہ مسنونہ (تلخیص حسن حصین)، دہلی، مطبع احمدی (ن ن)

- ۴۹۹- کمال الدین محمد احسان: روضۃ القیومیہ (حالات مشائخ مجددیہ)، لاہور، ۱۳۳۵ھ
- ۵۰۰- کنہیالال: تاریخ لاہور، لاہور، ۱۸۸۴ء
- ۵۰۱- محمد اسحاق: علم حدیث میں پاک و ہند کا حصہ، لاہور، ادارہ ثقافت اسلامیہ، ۱۹۷۷ء
- ۵۰۲- محمد اسلام شاہ: داراشکوہ کے مذہبی عقائد، لاہور، سنگ میل، ۱۹۶۸ء
- ۵۰۳- محمد اسلم پسروی: فرحت الناظرین، ترجمہ و حواشی محمد ایوب قادری، کراچی، ۱۹۷۲ء
- ۵۰۴- محمد اسلم، پروفیسر: دین الہی اور اس کا پس منظر، لاہور، ۱۹۷۰ء
- ۵۰۵- ایضاً: تاریخی مقالات، لاہور، ۱۹۷۰ء
- ۵۰۶- ایضاً: سرمایہ عمر (مجموعہ مقالات)، لاہور، ۱۹۷۶ء
- ۵۰۷- محمد اقبال مجددی: احوال و آثار عبداللہ خوشگی قصوری، لاہور، ۱۹۷۲ء
- ۵۰۸- ایضاً: حضرت مجدد کے دفاع میں لکھی جانے والی کتابیں، مقالہ مشمولہ نور اسلام، شرقپور، (حضرت مجدد الف ثانی نمبر)، ۱۹۸۸ء
- ۵۰۹- ایضاً: شیخ محمد مراد ننگ کشمیری، مقالہ مشمولہ نور اسلام شرقپور، (اولیائے نقشبند نمبر)، ۱۹۷۹ء
- ۵۱۰- ایضاً: حدائق داؤدی، مقالہ مشمولہ برہان، دہلی مئی ۱۹۷۰ء
- ۵۱۱- محمد حنیف: حیات و آثار حضرت میاں محمد عمر چمکنی، پشاور، ۲۰۰۲ء
- ۵۱۲- محمد امین بدخشی: مناقب الحضرات (جلد سوم نتائج الحرمین) ترجمہ معین نظامی، آزاد کشمیر، خانقاہ فتحیہ، ۲۰۰۲ء
- ۵۱۳- ایضاً: مقامات مجددیہ و مناقب حضرات معصومیہ، اردو ترجمہ لاہور (سن)
- ۵۱۴- محمد سلیم: داراشکوہ، احوال و افکار، لاہور، ۱۹۹۵ء
- ۵۱۵- محمد شفیع: فرخ یا فرسنگ، مقالہ مشمولہ اورینٹل کالج میگزین، لاہور، اگست ۱۹۳۳ء

- ۵۱۶- محمد شفیع: مقالات مولوی محمد شفیع مرتبہ احمد ربانی، لاہور، ۱۹۸۱ء
- ۵۱۷- محمد صالح کولابی: ہدایت الطالبین، لاہور (سن)
- ۵۱۸- محمد عزیز الدین حسین: اسرار یہ، تعارفی مقالہ مشمولہ، تصوف برصغیر میں، پٹنہ، ۱۹۹۲ء
- ۵۱۹- محمد عمر: تصوف پر ہندوستانی اثر، کراچی، ۱۹۹۲ء
- ۵۲۰- ایضاً: اٹھارہویں صدی میں ہندوستانی معاشرت، دہلی، ۱۹۷۳ء
- ۵۲۱- ایضاً: ہندوستانی تہذیب کا مسلمانوں پر اثر، دہلی، ۱۹۷۵ء
- ۵۲۲- محمد عمران ٹونگی، قاضی: معین بن محمود کشمیری اور ان کی تصانیف، مقالہ مشمولہ معارف، اعظم گڑھ، دارالمصنفین، مارچ ۱۹۶۷ء جنوری ۱۹۸۴ء
- ۵۲۳- محمد مسعود احمد: سیرت مجدد الف ثانی، کراچی، ۱۹۷۶ء
- ایضاً: شاہ محمد غوث گوالیاری، میرپور، ۱۹۶۴ء
- ۵۲۴- محمد معصوم رام پوری: ذکر السعیدین فی سیرۃ الوالدین، رام پور، مطبع مظہر العلوم، ۱۳۰۸ھ
- ۵۲۵- محمد معصوم، خواجہ: مکتوبات معصومیہ ترجمہ سید زوار حسین، کراچی، ۱۹۷۸ء
- ۵۲۶- محمود احمد عباسی: تاریخ امروہہ ۳ جلد، دہلی، ۱۹۳۲ء
- ۵۲۷- محمود شیرانی: پنجاب میں اردو مرتبہ خورشید احمد خان یوسفی، اسلام آباد
- ۵۲۸- مجیب اللہ ندوی: فتاویٰ عالمگیری اور اس کے مؤلفین، لاہور، ۱۹۸۸ء
- ۵۲۹- مسعود انور کاکوروی: کواکب (مقالات راجع بہ علماء ہند)، کاکوری، ۱۹۸۷ء
- ۵۳۰- ملکا پوری، عبد الجبار: محبوب ذی المہن تذکرہ اولیائے دکن، حیدرآباد، دکن، ۱۳۳۱ھ
- ۵۳۱- میر تقی میر: ذکر میر ترجمہ و تحقیق نثار احمد فاروقی، لاہور، ۱۹۹۶ء
- ۵۳۲- نجیب اشرف ندوی: مقدمہ رقعات عالمگیر، اعظم گڑھ، دارالمصنفین، ۱۹۳۰ء
- ۵۳۳- نذیر احمد، ڈاکٹر: اکبری دور کا فارسی ادب، مقالہ مشمولہ تحقیق، حیدرآباد، سندھ
- ۵۳۴- نبی احمد، چودھری: وقائع عالمگیر، حیدرآباد، دکن، ۱۹۳۰ء

۵۳۵- نظامی، خلیق احمد: حیاتِ شیخ عبدالحق محدث دہلوی، دہلی، ندوۃ المصنفین، ۱۹۵۳ء

۵۳۶- ایضاً: تاریخ مشائخ چشت جلد اول و پنجم، دہلی، ادارہ ادبیات دلی، ۱۹۸۰-۱۹۸۴ء

۵۳۷- ایضاً: شاہ ولی اللہ کے سیاسی مکتوبات، دہلی، ندوۃ المصنفین، ۱۹۶۹ء

۵۳۸- ایضاً: تاریخی مقالات، دہلی، ۱۹۶۶ء

۵۳۹- نقوش، رسالہ، لاہور نمبر، فروری ۱۹۶۲ء

۵۴۰- ہدایت علی جے پوری: معیار السلوک، کانپور، ۱۳۴۵ھ

۵۴۱- ولی اللہ محدث دہلوی، شاہ: نادر مکتوبات ترجمہ نسیم احمد فریدی، لاہور، ۱۹۹۹ء

۵۴۲- ویمبری: تاریخ بخارا، ترجمہ، لاہور، مجلس ترقی ادب، ۱۹۵۹ء

۵۴۳- یار جنگ، مرزا: حکومت اورنگ زیب کی اصلی تاریخ، دہلی، ۱۹۲۵ء

۵۴۴- یوسفی، الہ بخش: یوسف زئی پٹھان، کراچی، ۱۹۶۱ء

European Sources.

- 545-Abidi, S.A.H: Chandra Bhan Brahman, his life and works, Islamic culture Hyderabad Deccan, Vol.40, April, 1966.
- 546-Afonso, J.C: Letters from the Mughal court. (First Jesuit Mission to Akbar), Bombay, 1980.
- 547-Abul-fazal Allami: Ain-i-Akbari, (vol.1.) tran. by H. Blochmann, Calcutta, Asiatic society of Bengal, 1927, vol.II.III, by H.S. Jarret. Delhi, 1984.
- Akbar Name, trans by H. Beveridge, Calcutta, Asiatic society of Bengal, 1939.
- 548-Ambashthya, B.P(ed): Contributions on Akbar and the Parsees, Patna, Janaki, Prakshan, 1976.
- 549-Anayat Khan: Shah Jahan Nama, Trans. Fuller, ed by W.E. Begley and Z.A. Desai, Delhi, Oxford University Press, 1990.
- 550-Ansari, M.A: Social life of the Mughal Emperors, Delhi, 1983.
- 551-Ibid: European travellers under the Mughals, Delli, 1975.
- 552-Ibid: Administrative Documents of Mughal India, Delhi, B.R. Publishing Cop. 1984.

- 553-Ashraf Khan: Raqaim-i-Karaim, tran.by A. Husain, Delhi, Idarah-i-Adabiyat-i-Delli, 1990.
- 554-Athar Ali: Apparatus of Empire, Delli, Oxford University Press, 1985.
- 555-Ibid: Mughal Nobility under Aurangzeb, Bombay, Asia Publishing House, 1970.
- 556-Augustus, F: The Emperor Akbar, trans.by A. Beveridge, Calcutta, 1890.
- 557- Azra Alavi: Socio-Religious Outlook of Abul-Fazal. Delhi, Idarah-i-Adbiyat-i-Delli, 1983.
- 558- Bartholomew, J.G: Hand-Gazetteer fo India, Calcutta, school Books Society, 1909.
- 559- Behn, W.H: Index Islamicus (1665-1905), Millersville, Adiyok, 1989.
- 560- Bernier, F: Travels in the Mughal Empire, London, 1891.
- 561- Bendrey, v.s: Tarikh-i-Ilahi, Aligarh, 1972.
- 562- Bilimoria, J.H.(trans): Rukaat-i-Alamgiri, Delhi, 1972.
- 563- Best, Thomas: The voyage of Thomas Best to the East Indies, ed.by Foster, London, 1934.
- 564- Basham, A.L: Cultural History of India, Oxford, Oxford University Press, 1975.
- 565- Bani Parsad: History of Jahangir, Allahabad, 1940.
- 566- Baqir Najm-i-Sani,: Mauizah-i-Jahangiri, (ed. Trans) by Sajida S A: New yourk, State

- University press, 1989.
- 567- Babur,Z. : Babur Nama, trans. by A.S. Beveridge, Lahore, Sang-i- Meel, 1975.
- 568- Brockelmann,C: Geschichte der Arabischen Litterature, Leiden,E.J.Brill,1942.
- 569- Buehler,A.F: Sufi Heirs of the Prophet,(The Indian Naqshbandiyya and The Rise of the Mediating sufi shaykh),South Carolina, University of South Carolina Press,1998.
- 570- Broecke,V.D: A Dutch chronicle of Mughal India, Lahore, 1978.
- 571- Burn,Richard: Cambridge History of India,vol.IV. Delhi, 1957
- 572- Caroe,olaf: The Pathans,Oxford University Press.Karachi.
- 573- Chakravesty,K.K: Gwalior Fort,Delhi,1984.
- 574- Chandra,Satish: Parties and Politics at the Mughal Court, Delhi,1979.
- 575- Ibid: Medieval India, Delhi,1982.
- 576- Chaudhuri,K.N: Trade and civilisation in Indian ocean, Delhi, Munshiram,1985.
- 577- Choudhary,M.L.R: State and Religion in Mughal India, Calcutta,1951.
- 578- Chaudhary,A: Socio-Economic History of Mughal India, Delhi, 1987.
- 579- Choudhary,M.L.R: The Din-i-Ilahi,Delhi, Munshiram,

- 1985.
- 580- Choubey, O.B.S: *Traces of Indian Philosophy in Persian Poetry*, Delhi, Idara-i-Adbiyat-i-Delli, 1985.
- 581- Crawford, D.G: *History of Indian Medical Service*, Calcutta, 1914.
- 582- Corbin, H: *The Man of light in Indian sufism*, Trans.by Nancy Pearson, London, 1978.
- 583- Ibid: *Creative Imagination in the sufism of Ibn 'Arabi*, London, 1969
- 584- Currie, P.M: *Shrine and cult of Muin-al din Chishti of Ajmer*, Delhi, Oxford university press, 1989.
- 585- Darbair, N: *Northern India under Aurangzeb*, Meerut, 1982.
- 586- De Leat: *The Empiror of the great Mogal*, Trans by T.S. Hoyland, Delhi, 1974.
- 587- Dughlat, M.Haider: *Tarikh-i-Rashidi*, Trans by N.Elias, London, Sampson low 1895.
- 588- Eaton, Richard, M: *Sufis of Bijapur*, Princeton, 1978.
- 589- Elliot and Dowson: *History of India as told by its own Historians*, (rep), Lahore, 1976.
- 590- *Encyclopaedia of Islam* (new edition)
- 591- Etche, H: *Catalogue of persian Manuscripts in the Library of India Office*, Oxford, 1903-37.
- 592- Fatima, Z.B: *Nuskha-i-Ahwal-i-shahi*, Journal of

- the Punjab University Historical society, Lahore, Vol. xxiii, No.2. jan-sept. 1985
- 593- Farooqi. N.R: Mughal- Ottoman Relations. Dehli, Idara-i-Adbiyat-i- Delli, 1989,
- 594- Farooqi, Zahirudin: Aurangzeb and his Times, Bombay, 1935
- 595- Farooqi, Burhan Ahmad: The Mujaddid's conception of Tauhid, Lahore. 1940
- 596- Fauzia, Z.A: Abdul Qadir Badauni, as a Man and Historiographer, Delhi, Idarah-i-Adabiyat-i-Delli, 1987.
- 597- Franklin,W: The History of the Reign of Shah Aulum, London, 1798.
- 598- Friedmann,Yohanan: Shaykh Ahmad Sirhindi,(An outline of his thought and study of his image in the eyes of Posterity), Montreal, McGill University,1971.
- 599- Ibid: Medieval Muslim Views of Indian Religions, Journal of American Oreintal Society,vol.95,No-2.(1975).
- 600- Foster,W: Early Travels in India, (1583-1619). Lahore,1978.
- 601- Fauja Singh,(ed): Sirhind through the Ages, Patiala, Panjabi University, 1972.
- 602- Ganda Singh: Ahmad Shah Durrani, Bombay, 1959.
- 603- Ibid: Banda Singh Bahadur(life of....).

Amritsar, 1935.

- 604- Ibid:; Sirhind in the eighteenth century, (sirhind through the Ages, pp.91-114) o.p.c.
- 605- Gaborieau, M(ed): Naqshbandis (Historical Development and Present situation of a Muslim Mysticar Order), Istanbul, 1990.
- 606- Ghauri, I.A: War of succession between the sons of Shah Jahan, Lahore, 1964.
- 607- Grey, C: The Merchant of Venturers of London, London, 1932.
- 608- Gurgaon District Gazetteer, Lahore, 1910.
- 609- Goswamy, B.N. and J.S. Grewal: The Mughals and the Jogis of Jakhbar, simla, 1967.
- 610- Ibid: The Mughals and Sikh Rulers and the Vaishnavas of Pindori, Simla, 1969.
- 611- Gupta, H.R: Later Mughals History of the Panjab. Lahore, 1976.
- 612- Haar, J.G.T.ter: Follower and Heir of the Prophet: Shaykh Ahmad Sirhindi, as Mystic, Leiden, Het Oosters Institute, 1992.
- 613- Ibid: The Spiritual Guide in the Naqshbandi Order, (Legacy of Medieval Persian Sufism, ed. L. Lewisohn, London, 1992, pp.311-21.
- 614- Hallissey, R.C: Rajput Rebellion Against Aurangzeb,

- London, 1977.
- 615- Hashmi, B.A: Sarmad, His life and Quatrains, (Islamic Culture Hyderabad, Deccan, vol.7, Oct. 1933, vol, 8, Jan.1934.
- 616- Hasrat, B.J: Dara Shikuh, Life and works, Delhi, Munshiram, 1982.
- 617- Hutchison, L: European Freebooters in Mughal India, Bombay, 1964.
- 618- Iqtidar Alam Khan: Political Biography of a Mughal Noble (Munim Khan, Khan-i-Khanan), Delhi, Munshiram, 1973.
- 619- Imperial Gazetteer of India, Oxford, 1909.
- 620- Inayat Khan: Shah Jahan Nama, trans. by Fuller, ed. by Begley and Z.D. Desai, Delhi, Oxford University press. 1990.
- 621- Inayatullah Khan Kashmiri: Kalimat-i-Taiyibat, ed. by A. Husain, Delhi, 1982.
- 622- Irfan Habib: The Agrarian system of Mughal India, Bombay, 1963.
- 623- Ibid: The Political Role of Shaikh Ahmad Sirhindi and Shah Waliullah, Enquiry, 5. (1961) pp. 36-55
- 624- Ibid: Atlas of the Mughal Empire, Dehli, Oxford University Press, 1986.
- 625- Irvine, W: Later Mughals (ed. by) J.N. Sarkar, Calcutta, 1922.
- 626- Ishwari Parsad: The life and Times of Humayun, Lahore, (N.D).

- 627- Hermansen, M: The conclusive Argument from God: Shah wali Allah of Delhi's Hujjat Allah al-Baligha, Leidon 1996.
- 628- Izutsu, T: Sufism and Tuoism, Berkeley, University of California, Press, 1984.
- 629- Jarric, Father, P: Akbar and the Jesuites, Delhi, 1979.
- 630- Joshi, R: Afghan Nobility and the Mughals (1526-1707) Delhi, vikas, 1985.
- 631- Kavar M. Ashraf: Life and conditions of the people of Hindustan, Delhi, 1970.
- 632- Kaul, H.K: Traveller's India, Delhi, Oxford University Press, 1979.
- 633- Khan, A.D: History of the sadarat in Medieval India, Delhi, 1988.
- 634- Khushwant Singh: History of the Sikhs (1469-1947) Delhi, Oxford University Press, 1977.
- 635- Kirpal Singh: Life of Maharaja Ala Singh of Patiala, Amritsar, 1954.
- 636- Krishnamurti, R: Akbar, the Religious Aspect, Baroda, Maharaja Sayajirao University of Baroda Press, 1961.
- 637- Kumar, Anil: Asaf Khan and His Times, Patana, 1986.
- 638- Lane- Pole: Aurangzeb, Delhi, (n.d.)
- 639- Lannoy, R: The speaking Tree, (A study of Indian culture and society), London, Oxford university Press, 1971.
- 640- Latif, M: Lahore (Its Historical, Architectural

- Remains and Antiquities) Lahore, 1892.
- 641- Legall, D: The Ottoman Naqshbandiyya in Pre-Mujaddidi Phase (A study in Islamic Religious culturel and its transmission) unpublished Dissertation, Princeton university, 1992.
- 642- Locke, C: The First English Men in India, London, 1930.
- 643- Luther, U.M: Historical Routes of North west Indian subcontinent, Lahore to Delhi, Delhi, Sagar pub; 1990.
- 644- Maclagan, E: The Jesuits and the great Mughals, Delhi, 1990.
- 645- Malik, Zahir Uddin: The Reign of Muhammad Shah, Bombay, 1977.
- 646- Malleson, C.G.B: Akbar, Lahore, 1979
- 647- Manucci, N: Storia Do Mongor, Trans by W. Irvine, Delhi, Munshiram, 1981.
- 648- Martin, F: India in 17th century, trans by L. Varadarajan, Delhi, Manohar, 1981.
- 649- Mcier, Fritz: Zwei Abhandlungen uber Die Naqshbandiyya, Istanbul, 1994.
- 650- Mohibul Hasan: Babur, Delhi, Manohar, 1985.
- 651- Monserrate, S.J: The commentary of Father Monserrate on his Journey to the court of Akbar, trans by J.S, Hoyland.

- Delhi, 1992.
- 652- Muhammad Yasin: Social History of Islamic India, Delhi, Monshiram, 1974.
- 653- Muhammad Umer: Islam in Northern India (During eighteenth century), Delhi, 1993.
- 654- Muhammad Mujeeb: The Indian Muslims, London, 1967.
- 655- Muhammad Ishaq: India's contribution to the study of Hadith literature, Dacca, 1955.
- 656- Mukhia, Harbans: Historians and Historiography during the Reign of Akbar, Delhi, 1976.
- 657- Morland, W.H: The Agraian system of Moslem India, Delhi, 1968.
- 658- Ibid: India at the Death of Akbar, Delhi, 1962.
- 659- Ibid: From Akbar to Aurangzeb, Delhi, 1972.
- 660- Muni Lal: Jahngir, Delhi, Vikas, 1983.
- 661- Nagar, Ishwardas: Futuh-at-i-Alamgiri, trans. by Tasneem Ahmad, Delhi, 1978.
- 662- Naik, C.R: Abdur-Rahim Khan-i-Khanan and his literary circle, Allahabad, 1966.
- 663- Nair, P.Th: British Beginings in Bengal, Calcutta, 1991.
- 664- Nathan, Mirza: Baharistan-i-Ghaybi, Assam, 1936
- 665- Nijjar, B.s: Panjab under the great Mughals, Lahore, 1980.
- 666- Naqvi, H.Kh: Mughal Hindostan, Cities and Industries, (1556-1803), Karachi, 1974.

- 667- Nizami, K.A: Akbar and Religion, Delhi, 1989.
- 668- Ibid: Naqshbandi Influcnce on Mughal Rulers and Politics, Islamic Culture, H. Deccan. Vol.39. No.1 Jan. 1965, pp 41-52.
- 669- Ibid: Shattari Saints and their attitude towards the state, Medieval India, Aligarh, Vol.1, No.2 oct. 1950- pp.56-70
- 670- Ibid: Life and Times of Sh. Farid-ud-Din Ganj-i-Shakar, Aligarh, 1955.
- 671- Ibid: Persian literature under Akbar, Medieval India, Vol.III, 1958, pp.300-28
- 672- Ibid: State and Culture in Medieval India, Delhi, Adam, 1985.
- 673- Ibid: Studies in Medieval Indian History and Culture, Allahabad, 1966.
- 674- ibid: The Suhrawardi Silsilah and its Influence on Medieval Indian politics, Medieval India, Aligarh, Vol.III 1957-58
- 675- Ovington. J: A: Voyage to Suratt (in 1689) ed. by J.P. Guha Delhi, 1982
- 676- Panjab Past and Present, (Journal Panjabi Patiala university, Patiala)
- 677- Pandey, R.K: Life and Achievements of M.Bairam Khan, Bareilly. 1978.

- 678- Pant, D: Commercial Policy of the Mughals, Delhi, 1978.
- 679- Patiala and its Historical surroundings, Patiala, 1967.
- 680- Pearson, J.D: Index Islamicus, London, 1906-2000
London, Mansell.
- 681- Pelseaert, F: Jahangir's India, Trans. by Morland, Delhi, 1972.
- 682- Prasad, R.N: Raja Man Singh of Ambar, Calutta, 1966.
- 683- Prasad, R.C: Early English Travellers in India, Delhi, 1980.
- 684- Prawdin. M: The Builders of the Mughal Empire, London, 1963.
- 685- Qamruddin, M: Life and Times of Prince Murad Bakhsh, Calcutta, 1974.
- 686- Qamaruddin: Mehdavi Movement in India, Delhi, 1985.
- 687- Qanungo, K.R: History of the Jats, Calcutta.
- 688- Qureshi, I.H: Ulema in Politics, Karachi, 1974.
- 689- Ibid: Akbar, the Founder of the Mughal Empire, Karachi, 1979.
- 690- Rafat, M.B: Religious and Quasi-Religious Departments, of the Mughal period, Delhi, 1984.
- 691- Refai, Ghulam, M: Aurangzeb and Dara Shikoh, conflict of Ideologies (included, Essays in Indian History in honour of C.C. Davies, ed. by Donovan williams,

- Bombay, 1973, pp. 137-151.
- 692- Rahim, M.A: Social and Cultural History of Bengal, Karachi, 1963.
- 693- Raychaudhuri, T: Bengal under Akbar and Jahangir, Delhi, 1969.
- 694- Raychaudhuri and Irfan Habib: Cambridge Economic History of India, Vol.I (1200-1750), Delhi, Orient Longman, 1984.
- 695- Ray, K: Education in Medeval India, Delhi, B.R, Corp. 1984.
- 696- Riazul Islam: Sufism in South Asia, Karachi, Oxford university Press, 2002.
- 697-Rieu, Charles: Catalogue of Persian manuscripts in the British Museum, 3 vols London, (1879-95)
- 698- Rizvi, S.A.A: Muslim Revivalist Movements in Northern India, Agra, Agra University, 1965.
- 699- Ibid: Religious and Intellectual History of the Muslims in Akbar's Reign, Delhi, 1975.
- 700- Ibid: History of sufism in India, Delhi, Munshiram, 1986.
- 701- Ibid: A Socio-Intellectual History of the Isna Ashari Shi'is in India, Delhi, Munshiram. 1986
- 702- Ibid: Land marks of South Asian civilization, Delhi, Munshiram. 1983

- 703- Roe, Thomas and John Fryer: Travels in India in the
seventeenth century,
Delhi, 1993.
- 704- Roe, Thomas: The Embassy of Sir Thomas Roe to
India (1615-19) Delhi, 1990
- 705- Sajida, S.A: Religion and state during the reign
of Mughal Emperor Jahangir,
Nonjuristical perspectives. stvdia
Islamica, Paris, fasciulo LXIX.
- 706- Saksena, B.P: History of Shah Jahan of Dehli,
Allahabad, 1932
- 707- Saleem, Ghulam Husain: Riyazu-s-salatin, trans by Abdul
Subhan, Delhi, 1975
- 708- Saleem Akhtar, M: Maulana M. Sadiq and M. Hasan
Kashmiri, Journal of Pakistan
Historical Society, Karachi, July, 1977
- 709- Saran, P: Provincial government of the
Mughals, Lahore.
- 710- Sarda, H.B: Ajmer, Calcutta, 1963.
- 711- Sarkar, Jadu Nath: History of Aurangzeb (5vols) Calcutta,
1925.
- 712- Ibid: India of Aurangzeb, Calcutta, 1901
- 713- Ibid: Chaitanya's life and teachings, Delhi
Orient Longman, 1980
- 714- Ibid: Studies in Aurangzeb's Reign, Delhi,
1989.
- 715- Ibid: Fall of the Mughal Empire, (4vols)
Calcutta, 1932-50

- 716- Sarkar, Jagdish Narayan: The life of Mir Jumla, Delhi
Rajesh, 1979
- 717- Ibid: Indo-Muslim Relations in Medieval
India, Delhi, 1985
- 718- Ibid: Islam in Bengal, Calcutta, 1972
- 719- Schimmel, A: Mystical Dimensions of Islam,
Chappel Hill, University of North
Carolina press, 1975
- 720- Shea and A. Troyer: The Dabistan, Lahore 1971
- 721- Sharma, K: Bhakti, and the Bhakti movement,
Delhi, Munshiram, 1987
- 722- Sharma, S.R: Religious Policy of the Mughal
Emperors, Lahore. 1975
- 723- Sharda, S.R: Sufi thought (its development in the
Punjab.) Delhi 1974
- 724- Sheo Narain, P: Dara Shikoh as an Author, J. Panjab
Historical Society, Lahore, vol. II.
pp.21-38 (1913)
- 725- Sherwani, H.K: The Bahmanis of the Deccan, Delhi,
1985
- 726- Ibid: History of the Qutb Ghahi dynasty,
Delhi, 1974
- 727- Siddiqui, I. H: Mughal relations with the Indian
Ruling Elite, Delhi. 1983
- 728- Siddiqui, M.S: The Bahmani sufis, Delhi, 1989
- 729- Smith, W.C: The Crystallization of Religious
Communities in Mughal India, Yad
Namah Irani-i-Minosky, ed. by

Mujtaba Minovi and Iraj Afchar,
Tehran, 1969

730- Smith, V.A:

Akbar, the great Mughal, Delhi, 1967

731- Sinha, S.N:

Subah of Allahabad under the Great
Mughals. Delhi, 1983

732- Sirhind Cannal Atlas, 1920

733- Storey, C.A:

Persian Literature, London, 1970-
1972

734- Srivastava, A.L:

Akbar the great, Agra, 1973

735- Srivastava, M.P:

Society and culture in medieval India
(1206-1707) Allahabad, 1974

736- Ibid:

Social Life under the Great Mughals.
Allahabad, 1978

737- Ibid:

Social and Cultural trends in Islamic
India (1206-1719), Allahabad, 1989

738- Tara Chand:

Influence of Islam on Indian culture,
Lahore 1979

739- Ibid:

Society and State in Mughal Period,
Lahore, 1979

740- Tariq Ahmad:

Relio-Political ferment in the north
west frontier during the Mughal
period (the Raushaniya Movement),
Delhi, 1982

741- Thekkedath, J:

History of Christionity in India vol. II,
(1542-1700) Bangalore, 1982

742- Trimminghum, J.S:

Sufi orders in Islam, Oxford, 1971

743- Troll, C.W(ed):

Muslim Shrines in India, Delhi,
Oxford, 1989

- 744- Wahid Husain: Administration of Justice During Muslim Rule in India, Delhi, 1977.
- 745- Wheeler ,J.T: Early Travels in India, Delhi, Deep. Pub. 1974.
- 746- Ibid: Annals of Madras Presidency, (1639-1748) Delhi, 1990.
- 747- Wellers Emy : Akbar's Religious Thought, Reflected in Muslim Painting, London, 1952.
- 748- Yusuf Husain Khan: Glimpses of Medieval indian Culture, Bombay, 1962
- 749- Zain Khan: Tabaqat-i-Babari, trans by Hasan Askari, Delhi, 1982
- 750- Zubaid Ahmad: Contribution of Indo-Pakistan to Arabic Literature, Lahore, 1968

عکسیات مشمولہ مقامات معصومی

- ۱- مزار مبارک حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی، سرہند شریف۔
- ۲- مسجد ملحقہ مزار شریف حضرت مجدد الف ثانی کی ایک قدیم تصویر
- ۳- روضہ مبارک حضرت خواجہ محمد معصوم سرہندی، سرہند شریف
- ۴- عواف المعارف بخط حضرت خواجہ محمد صادق بن حضرت مجدد الف ثانی یہ مبارک خطی نسخہ حضرت خواجہ محمد معصوم کے خلیفہ میر سید شرف الدین حسین لاہوری (رک مقامات معصومی ۳/۷۵) کی ملکیت رہا ہے اس کے بعد ان کے بیٹے محمد پناہ کے قبضہ میں آیا (مخطوطہ کے آخرین اوراق پر ان کی تحریریں اور مہریں ہیں) آخری مہر کتب خانہ مولوی سید رجب علی خان بہادر کی ہے جو نسخہ کے اولین ورق پر ثبت ہے۔
- ۵- مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانی جلد اول اور ثانی کا وہ خطی نسخہ جس کی تصحیح و مقابلہ خود حضرت خواجہ محمد معصوم نے اپنے دست مبارک سے کیا تھا اور یہ بخط شیخ روح اللہ (مقامات معصومی ۴/۳۳۲-۱۲-۱۸) بسال ۱۰۷۷ھ کے ایک درمیانی ورق پر ان امور کی تفصیل حضرت خواجہ کے خلیفہ اور مکتوبات معصومیہ کی جلد ثالث کے جامع حاجی محمد عاشور بخاری نے لکھی ہے، اس کے ترقیمہ پر ان کے تملیکی دستخط اس طرح ہیں ”تمت مکتوبات جلد ثانی حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مما يتعلق بالفقیر الحقیر حاجی محمد عاشور بخاری عفی عنہ“۔ اس مبارک خطی نسخہ کی اگست ۱۹۷۶ء کو حضرت مرشدی ضیاء المشائخ محمد ابراہیم مجددی شہید نے خانقاہ نقشبندیہ قلعہ جواد کابل میں زیارت کروائی اور اس کے ان تین اوراق کا عکس عنایت کیا ہے، قیاس ہے کہ ۱۹۷۷ء کے خونین انقلاب افغانستان کے دوران یہ متبرک نسخہ بھی تلف ہو گیا ہوگا۔
- ۶- انیس الطالبین تالیف شیخ صلاح بن مبارک پر حاجی محمد عاشور بخاری خلیفہ حضرت

خواجہ محمد معصوم کے تملیکی دستخط، مخزنہ کتابخانہ خانقاہ نقشبندیہ، کندیاں ضلع میانوالی
مقامات معصومی (۳/۲۹۸)

۷- فصل الخطاب بخط مؤلف یعنی حضرت خواجہ محمد پارسا بخاری کا خطی نسخہ حاجی محمد عاشور
بخاری (رک شمارہ ۵) کو ناقص الآخر دستیاب ہوا تھا جس کے افتادہ اوراق کی کتابت
انہوں نے خود کی تھی، مخزنہ آستانہ حضرت شاہ ابوالخیر دہلوی، کوئٹہ پاکستان، اس خطی نسخہ
کی دریافت سے علمی دنیا کو فصل الخطاب کا سال تکمیل ۸۱۲ھ پہلی بار معلوم ہوا ہے۔

(مقامات معصومی ۳/۲۹۸)

۸- (تفسیر) منتهی الایجاز لکشف الاعجاز ۱۱۰۳ھ تصنیف شیخ محمد باقر لاہوری، خطی مملوکہ
جناب خلیل الرحمن داؤدی لاہور۔

۹- مواہیر و استفتاء شیخ محمد باقر لاہوری، مفتی لاہور و خلیفہ حضرت خواجہ محمد معصوم سرہندی
مملوکہ جناب مولانا عبدالرشید قاسمی، شاہدرہ، لاہور (مقامات معصومی ۳/۲۵۲،
حدیقۃ الاولیاء ۳/۲۷۳)

۱۰- حضرات القدس (جلد دوم) بخط عبدالرزاق بن محمد ہاشم ۱۱۲۶ھ کے پہلے زائد ورق
پر حضرات نقشبندیہ کے قطعات تاریخ وفات خصوصاً قطعہ تاریخ وصال شیخ محمد یوسف
(رابع) گردیزی ملتانی (ف ۱۰۹۳ھ) (خلیفہ حضرت خواجہ محمد معصوم) خطی مملوکہ
جناب ڈاکٹر مہر عبدالحق، ملتان۔

۱۱- خلاصۃ المعارف از شیخ آدم بنوڑی پر تحریر و مواہیر شیخ محمد امین بدخشی (مؤلف
نتائج الحرمین) مرید حضرت خواجہ محمد معصوم و خلیفہ شیخ آدم بنوڑی، مملوکہ جناب
خلیل الرحمن داؤدی مرحوم، لاہور۔

۱۲- اورنگ زیب عالمگیر کا ایک غیر مطبوعہ مکتوب جو اس نے دارالشکوہ کو شکست دینے کے
بعد خوشخبری کے طور پر حضرت خواجہ محمد سعید اور خواجہ محمد معصوم کے نام سرہند ارسال
کیا۔ جو مکتوبات حضرت مجدد الف ثانی خطی مخزنہ کتاب خانہ گنج بخش، اسلام آباد۔

نمبر ۱۴۲۹ کے زائد ورق پر منقول ہے۔

اورنگ زیب کا ایک اور غیر مطبوعہ خط بنام خواجہ سیف الدین سرہندی عکس مبنی بر نسخہ مذکورہ

۱۳- اذکار معصومیہ بخط صوفی دوست محمد بیگ پشاوری بسال ۱۰۷۶ھ (مقامات معصومی ۴/ ۵۰۳/ ۲۱-۲۲) خطی مملوکہ محمد اقبال مجددی، لاہور

۱۴- دو اجازت نامہ ارشاد برائے شیخ محمد مراد تنگ کشمیری (ف ۱۱۳۱ھ) از شیخ عبدالاحد وحدت سرہندی و شیخ علی رضا فاروقی سرہندی، مخزنہ کتاب خانہ ملی تہران (فہرست مائیکرو فلمہا مخزنہ کتاب خانہ مرکزی دانشگاه تہران - ۱/ ۶۳۰)

۱۵- زبدۃ التفاسیر مؤلف خواجہ معین الدین کشمیری بن خواجہ خاوند محمود لاہوری، بسال ۱۰۶۹ھ مؤلف نے بتایا ہے اورنگ زیب کی تخت نشینی سے بیس سال قبل ہندوستان کے مسلمانوں کے دینی اعتبار سے پریشان کن احوال تھے پھر اللہ تعالیٰ نے اورنگ زیب کو تاج و تخت دیا جس نے ملک کو شرک، بدعت اور طغیان سے پاک کیا تو مؤلف نے شکر نعمت کے طور پر یہ کتاب لکھ کر اورنگ زیب کو ۱۰۷۱ھ میں پیش کی، اس کے پہلے زاید ورق پر مؤلف کے خود نوشت الفاظ قابل توجہ ہیں:

و كانت كتابة في عصر مصنفه وجاء به الى السلطان

الزمان اورنگ زیب بہادر عالم گیر فی سنہ احدى و

سبعین و الف سن ہجرية صلى الله عليه وسلم

خطی مملوکہ جناب خلیل الرحمن داؤدی مرحوم، لاہور

۱۶- بخاری شریف کا وہ خطی نسخہ جو خواجہ معین الدین خاوندی کشمیری (مذکور شمارہ ۱۴) کی

ملکیت رہا اور اس کے پہلے ورق پر ان کی تحریر و مہریں مع مہر کتاب خانہ اورنگ زیب

یہ خطی نسخہ جناب خلیل الرحمن داؤدی مرحوم کے پاس ۱۹۸۵ء میں آیا تھا۔

۱۷- کشف المحجوب بخط خواجہ خاوند محمود نقشبندی معروف بہ حضرت ایشاں لاہوری بسال

۱۰۱۴ھ مملوکہ جناب چودھری عبدالعزیز، کراچی اس سے قبل یہ خطی نسخہ دارالعلوم دیوبند کے کتب خانہ کی زینت تھا۔

۱۸- بازنامہ مولفہ شیر محمد کا وہ ورق جہاں اکبر بادشاہ کو ”قطب الاقطاب“ لکھا گیا ہے، خطی مملوکہ جناب خلیل الرحمن داؤدی مرحوم، لاہور

۱۹- مقامات معصومی، خطی مخزومی خانقاہ شاہ ابوالخیر، دہلی کا آخری ورق مقامات معصومی کے پہلے ورق پر حضرت ابوالحسن زید فاروقی کی تحریر مقامات معصومی، خطی مملوکہ پروفیسر محمد سعد سراجی مرشد بابا خانقاہ احمدیہ سعیدیہ، موسیٰ زئی، ضلع ڈیرہ اسماعیل خان کا آخری ورق

۲۰- معدن الجواہر تالیف میر صفرا احمد معصومی (مؤلف مقامات معصومی) کا ایک ورق، مملوکہ مولانا محمد ہاشم جان مجددی، ٹنڈو ساکین داد، سندھ

۲۱- تحفۃ المرشد (در حالات شیخ فضل احمد پشوری) تالیف نظام الدین بلخی مزارعی مطبوعہ لاہور، ۱۹۱۲ء

۲۲- مؤلف مقامات معصومی کے پوتے شیخ فضل احمد معصومی پشوری بن شیخ نیاز احمد بن میر صفرا احمد معصومی کی تالیف اسباق طریقہ نقشبندیہ کا ترجمہ اور ان کی مہر، ذخیرہ مولانا فضل صدانی بنوڑی، کتاب خانہ مرکزی پشاور یونیورسٹی، پشاور (نمبر ۳۳۹)

۲۳- مہر و تحریر شیخ عبدالاحد معروف بہ میاں کالو بن حاجی غلام محمد معصوم بن شیخ محمد اسماعیل بن شیخ صبغت اللہ بن حضرت خواجہ محمد معصوم، اولین ورق خطی نسخہ مکتوبات حضرت مجدد الف ثانی مخزونہ کتاب خانہ گنج بخش، اسلام آباد جمع مہر ”سروباغ احمد و معصوم و قیوم الزمان- عارفین و حاجی و عبدالاحد، شذعیان (حدیقۃ الاولیاء ۲۷۴)

۲۴- مکتوب شیخ صفی اللہ ملقب بہ قیوم جہان بدست خود و مہر، مملوکہ مولانا محمد ابراہیم خلیل مجددی، گلزار خلیل، سامارو، تھر پارکر، سندھ

۲۵- اجازت نامہ از شیخ صفی اللہ قیوم جہاں برائے شیخ محمد حیات و ملا محمد کاظم بسال ۱۱۹۶ھ

مملوکہ مولانا محمد ابراہیم خلیل مجددی مذکور

۲۶- اجازت نامہ ارشاد از علامہ مخدوم محمد ابراہیم ٹھٹھوی برائے میاں محمد حیات مذکور بسال

۱۱۹۶ھ مملوکہ مولانا محمد ابراہیم خلیل مذکور

۲۷- مکتوب شیخ عبدالقیوم بن حاجی محمد فضل اللہ مجددی قندھاری (مؤلف عمدۃ المقامات)

۲۸- مکاشفات غیبیہ از حضرت مجدد الف ثانی کے خطی نسخہ پر شیخ ابوالقاسم بن شیخ صبغت

اللہ بن حضرت خواجہ محمد معصوم (مقامات معصومی ۳/ ۲۸۳) کی تملیکی مہر و تحریر، جمع

مہر ابوالقاسم مرید معصوم مطلق، مملوکہ جناب خلیل الرحمن داؤدی۔

۲۹- محیط برہانی (رک کشف الظنون ۲/ ۱۶۱۹) کے خطی پر شاہ فقیر اللہ علوی شکار پوری

نقشبندی (ف ۱۱۹۵ھ) کی تحریر اور مہر اس خانوادہ کے دیگر افراد کی تملیکی مہر یہ

خطی نسخہ خانقاہ نقشبندیہ قلعہ جواد کابل کے کتاب خانہ کی زینت تھا، حالیہ انقلاب

افغانستان کے دوران وہاں سے جناب خلیل الرحمن داؤدی مرحوم کے ہاں آیا ہے۔

۳۰- رسالہ مبدا و معاد تصنیف حضرت مجدد الف ثانی پر شیخ عبدالقیوم سرہندی مجددی اور

دیگر حضرات مجددیہ کی تحریرات، مملوکہ جناب خلیل الرحمن داؤدی، مرحوم

۳۱- ظواہر (در حالات شیخ سعدی لاہوری خلیفہ شیخ آدم بنوڑی) تالیف میاں محمد عمر چمکنی

کے آخر میں مؤلف کے دست مبارک کی تحریر۔

۳۲- رسالہ اثبات المولد والقیام تالیف شاہ احمد سعید مجددی مہاجر مدنی کے بخط مؤلف کے

آخری ورق کا عکس۔ مطبوعہ مکتبہ سراجیہ، خانقاہ احمدیہ سعیدیہ، موسیٰ زئی۔

۳۳- فتوح الاوراد تالیف ملا فتح محمد برہانپوری کے اولین ورق پر شاہ محمد مظہر بن شاہ احمد سعید

کی مہر و تحریر، خطی مملوکہ جناب پروفیسر محمد سعد سراجی مرشد بابا خانقاہ احمدیہ سعیدیہ،

موسیٰ زئی، مشمولہ رشحات عنبریہ، مطبوعہ شرقپور

۳۴- (i) مکتوبات معصومیہ جلد اول مطبوعہ مطبع نظامی کانپور، ۱۳۰۲ھ

(ii) مکتوبات معصومیہ جلد دوم مطبوعہ ظہور پریس، لدھیانہ ۱۳۲۲ھ

(iii) مکتوبات معصومیہ جلد سوم مرتبہ مولانا نور احمد امرتسری، مطبوعہ روز بازار، امرتسر، ۱۳۴۰ھ

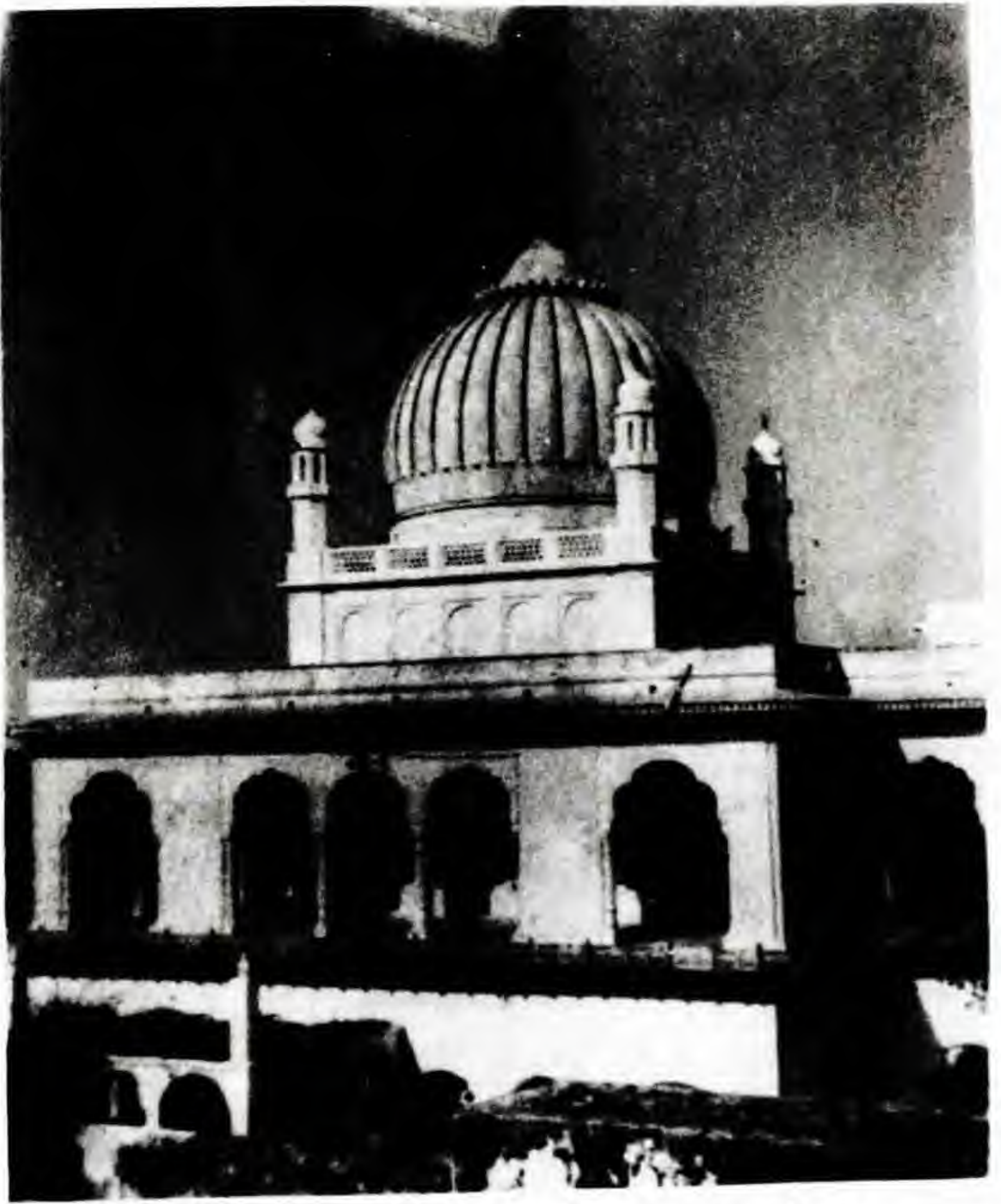
۳۵- شرح وقایہ فارسی مترجم شیخ عبدالحق سجادول سرہندی خلیفہ حضرت خواجہ محمد معصوم (مقامات معصومی ۳/۸۰) مطبوعہ مطبع مرتضوی دہلی، ۱۲۸۵ھ انتساب بہ اورنگ زیب عالمگیر (آغاز کتاب صفحہ ۳)

۳۶- دیوان ناصر علی سرہندی مرید حضرت خواجہ محمد معصوم (مقامات معصومی ۴/۲۲/۹-۱۰) مطبوعہ مطبع مرتضوی (دہلی)، ۱۲۶۲ھ

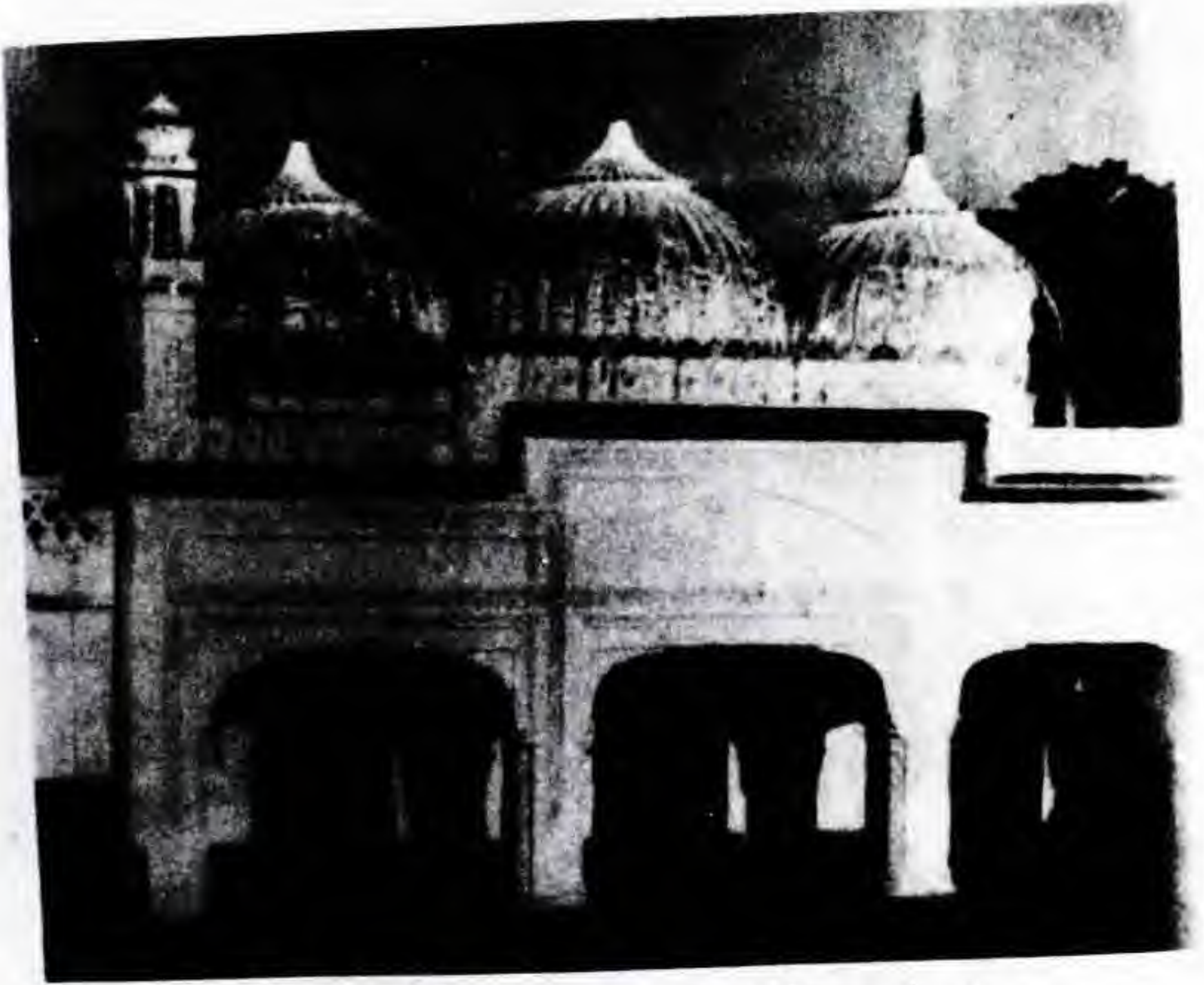
۳۷- مرقد خواجہ محمد صدیق پشاور خلیفہ حضرت خواجہ محمد معصوم (مقامات معصومی ۳/۲۳۲) در پشاور نزد ریلوے لائن ۱۹۸۵ء ان کے ساتھ ان کے والد گرامی اخوند عبدالغفور سمرقندی (خلیفہ حضرت مجدد الف ثانی، مقامات معصومی ۳/۲۳۲) کی قبر بھی قدیم اور اصل حالت میں ہے (ایضاً ۴/۳۲۳)

- ۳۸- حجرۂ اعتکاف خواجہ محمد صدیق پشاور کی ایک دیوار، تباہ شدہ حجرہ کا ایک منظر۔
- ۳۹- مزار شیخ غلام محمد مجددی (متوفی ۱۱۷۸ھ) بن شیخ غلام محمد معصوم سرہندی در پشاور شہر
- ۴۰- مزار شیخ غلام حسن مجددی (ف ۱۲۲۰ھ) بن شیخ غلام محمد مجددی مذکور۔ پشاور شہر۔
- ۴۱- مؤلف مقامات معصومی کے پوتے شیخ فضل احمد پشاوری (ف ۱۲۳۲ھ) بن شیخ نیاز احمد بن شیخ صفر احمد معصومی کا مزار، واقع محلہ فضل حق، پشاور شہر (مقامات معصومی جلد اول، مؤلف کے احوال)

عکسپات



۱۔ مزار مبارک حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی، سرہند شریف۔



۲- مسجد ماحقہ مزار شریف حضرت مجدد الف ثانی کی ایک قدیم تصویر



۳- روضہ مبارک حضرت خواجہ محمد معصوم سرہندی، سرہند شریف

بسم الله الرحمن الرحيم
 الحمد لله رب العالمين
 والصلاة والسلام على
 سيدنا محمد وآله
 وبعد فقد حضر
 في دار السلام
 في يوم الاثنين
 في شهر ربيع الثاني
 سنة ١٢٦٦
 حضر
 في دار السلام
 في يوم الاثنين
 في شهر ربيع الثاني
 سنة ١٢٦٦

لا اله الا الله



مناجاة العارف اوراق
 ١٤٦

دار السلام
 المكتبة
 دار السلام
 المكتبة

۳۔ عواف المعارف بخط حضرت خواجہ محمد صادق بن حضرت مجدد الف ثانی یہ مبارک خطی نسخہ حضرت خواجہ محمد معصوم کے خلیفہ میر سید شرف الدین حسین لاہوری (رک مقامات معصومی ۳/ ۴۷۵) کی ملکیت رہا ہے اس کے بعد ان کے بیٹے محمد پناہ کے قبضہ میں آیا (مخطوطہ کے آخرین اوراق پر ان کی تحریریں اور مہر ہیں) آخری مہر کتب خانہ مولوی سید رجب علی خان بہادر کی ہے جو نسخہ کے اولین ورق پر ثبت ہے۔

و تھیں لکھتے تھے کہ میرزا محمد صادق بن حضرت مجدد الف ثانی یہ مبارک خطی
 نسخہ حضرت خواجہ محمد معصوم کے خلیفہ میر سید شرف الدین حسین لاہوری (رک
 مقامات معصومی ۳/ ۵۷۷) کی ملکیت رہا ہے اس کے بعد ان کے بیٹے محمد پناہ کے
 قبضہ میں آیا (مخطوطہ کے آخرین اوراق پر ان کی تحریریں اور مہر ہیں) آخری مہر
 کتب خانہ مولوی سید رجب علی خان بہادر کی ہے جو نسخہ کے اولین ورق پر ثبت ہے۔

۴- عواف المعارف بخط حضرت خواجہ محمد صادق بن حضرت مجدد الف ثانی یہ مبارک خطی
 نسخہ حضرت خواجہ محمد معصوم کے خلیفہ میر سید شرف الدین حسین لاہوری (رک
 مقامات معصومی ۳/ ۵۷۷) کی ملکیت رہا ہے اس کے بعد ان کے بیٹے محمد پناہ کے
 قبضہ میں آیا (مخطوطہ کے آخرین اوراق پر ان کی تحریریں اور مہر ہیں) آخری مہر
 کتب خانہ مولوی سید رجب علی خان بہادر کی ہے جو نسخہ کے اولین ورق پر ثبت ہے۔

ش ت علاء الدین و حضرت خواجہ محمد صادق بن حضرت مجدد الف ثانی یہ مبارک خطی
 نسخہ حضرت خواجہ محمد معصوم کے خلیفہ میر سید شرف الدین حسین لاہوری (رک
 مقامات معصومی ۳/ ۵۷۷) کی ملکیت رہا ہے اس کے بعد ان کے بیٹے محمد پناہ کے
 قبضہ میں آیا (مخطوطہ کے آخرین اوراق پر ان کی تحریریں اور مہر ہیں) آخری مہر
 کت خانہ مولوی سید رجب علی خان بہادر کی ہے جو نسخہ کے اولین ورق پر ثبت ہے۔

حضرت خواجہ محمد معصوم رحمہ اللہ

خلیفہ میر سید شرف الدین حسین لاہوری

خلیفہ میر سید شرف الدین حسین لاہوری

خلیفہ میر سید شرف الدین حسین لاہوری

خلیفہ میر سید شرف الدین حسین لاہوری

خلیفہ میر سید شرف الدین حسین لاہوری

خلیفہ میر سید شرف الدین حسین لاہوری

خلیفہ میر سید شرف الدین حسین لاہوری

خلیفہ میر سید شرف الدین حسین لاہوری

خلیفہ میر سید شرف الدین حسین لاہوری

خلیفہ میر سید شرف الدین حسین لاہوری

خلیفہ میر سید شرف الدین حسین لاہوری

خلیفہ میر سید شرف الدین حسین لاہوری

خلیفہ میر سید شرف الدین حسین لاہوری

خلیفہ میر سید شرف الدین حسین لاہوری

خلیفہ میر سید شرف الدین حسین لاہوری

خلیفہ میر سید شرف الدین حسین لاہوری

خلیفہ میر سید شرف الدین حسین لاہوری

خلیفہ میر سید شرف الدین حسین لاہوری

خلیفہ میر سید شرف الدین حسین لاہوری

خلیفہ میر سید شرف الدین حسین لاہوری

خلیفہ میر سید شرف الدین حسین لاہوری



الحمد لله رب العالمین اضعاف ماحدہ بسیع خلقہ و کما یحب ربنا و یرضی الصلوٰۃ و
 علی من ارسلہ رحمۃ للعالمین کما ذکرہ الذکر و کما غفل عن ذکرہ الغافلون کما
 لا یجری و علی آلہ و اصحابہ البرۃ النقی النقی اما بعد فہو وہی آید کہ این دفتر اول است
 از مکتوبات قدسی آیات حضرت غوث الہمیشی و طب العارفین برہان الولایۃ المجد
 حجتہ الشریفہ المصطفویہ شیخ الاسلام و السلیلین شہنا و اما بنا الشیخ احمد الفاروقی
 النقی ہندی سید اللہ سبحانہ و ابقاہ ابن حقیق قبل البصاعت کترین خاک شہان
 مقدس و رکابہ یار محمد امجدید اللہ خشی الطالقالی جمع نور و تالافتی ازان بطالان جن
 ح و ملا رسد و السؤل من اللہ سبحانہ العزیز و التوفیق کتب اول و ثان و
 سکت باسم الطاهر و ارم و ظهور رسم خاص از توحید و بیان عروجات کبریا
 حد و افع شد است و الخفاف و رجات بہت و ظهور مراتب بعضی از اہل
 سیر بر رکوب او نمود نوشتہ اند عرضہ داشت کترین مذکور احمد مذکورہ عرضہ سائد
 حسب الامر الشریف کسبای میاید و احوال بر بیان را معروض میدار و کہ و راستار

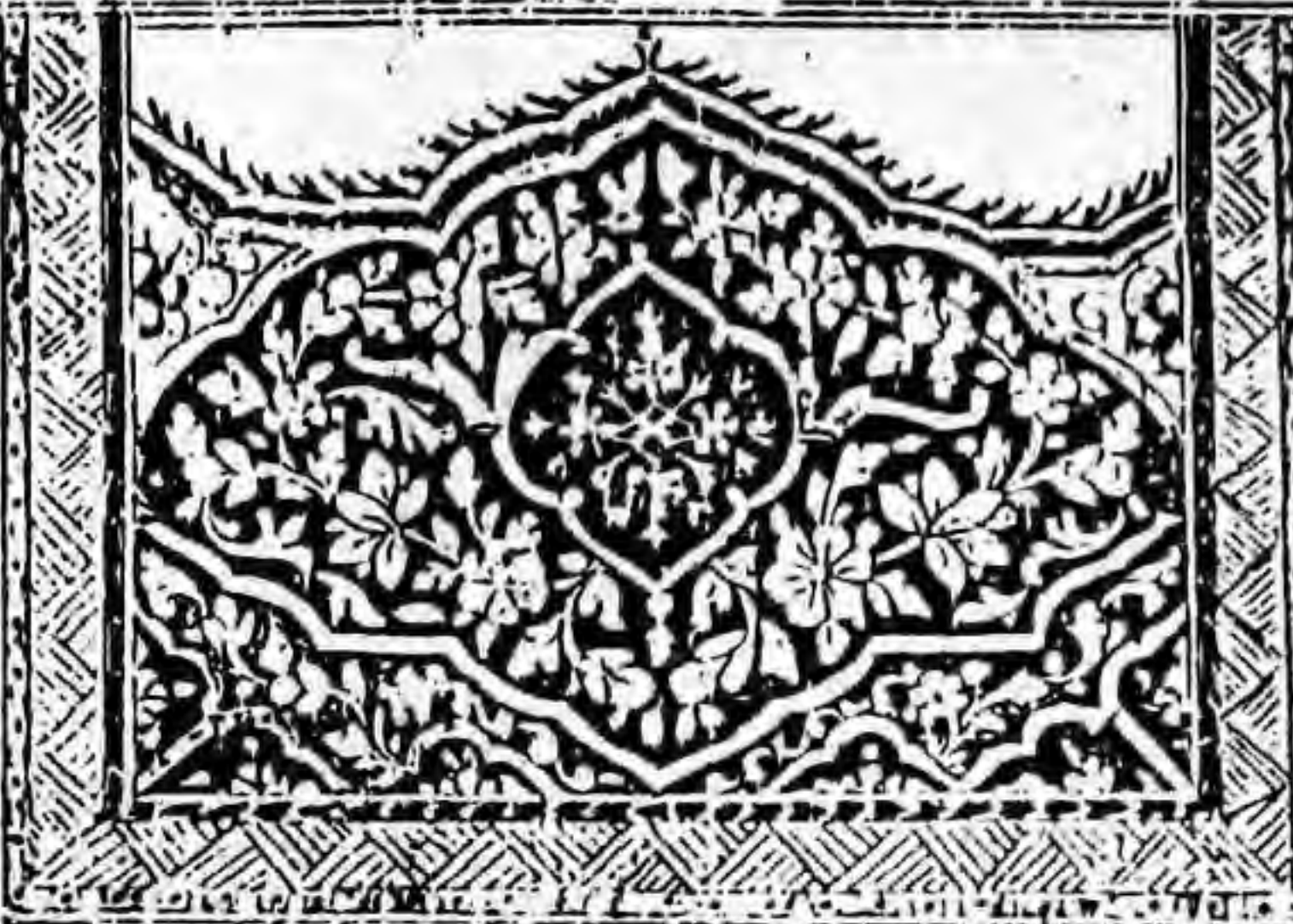
- ۵- مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانی جلد اول اور ثانی کا وہ خطی نسخہ جس کی تصحیح و مقابلہ خود حضرت خواجہ محمد معصوم نے اپنے دست مبارک سے کیا تھا اور یہ بخط شیخ روح اللہ (مقامات معصوی ۳/ ۳۳۲/ ۱۲-۱۵) بسال ۱۰۷۷

۵۔ مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانی جلد اول اور ثانی کا وہ خطی نسخہ جس کی تصحیح و مقابلہ خود حضرت خواجہ محمد معصوم نے اپنے دست مبارک سے کیا تھا اور یہ بخط شیخ روح اللہ (مقام امت معصومی ۳/۳۳۲/۱۲-۱۸) بسال ۱۰۷۷

۷۔ فصل الخطاب بخط مؤلف یعنی حضرت خواجہ محمد یار سا بخاری کا خطی نسخہ حاجی محمد عاشور

بخاری (رک شمارہ ۵) کو ناقص الآخر دستیاب ہوا تھا جس کے افتادہ اوراق کی کتابت انہوں نے خود کی تھی، مخزنہ آستانہ حضرت شاہ ابوالخیر دہلوی، کوئٹہ پاکستان، اس خطی نسخہ کی دریافت سے علمی دنیا کو فصل الخطاب کا سال تکمیل ۸۱۲ھ پہلی بار معلوم ہوا ہے۔

(مقامات معصومی الم / ۳۹۸)



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

محمد ك يا من ابان من نحر من كلامه البسيط
 الحقيقى الا زلي الا يدى كينوز كنه المنز لتلغيا
 واحكاما على ارسالك البنا افضل من انزلتها عليه
 عليه وعلينا اشبالا وانعاما الذى يسلك تعالى
 الرصد حوله يميننا وشمالا خلفا وقداما وامر
 يا ناني تنزيلك عليه ان نصلي عليه وسلم صلوة
 وسلاما اللهم صل عليه وعلى اله وصحبه وسلم
 وزده شريفا وكراما وايقائك اياه معجز اله دائما
 ومدامنا وابائنا رطب شما طبط بمنجد به عليه
 السلام فى الوثن منه بدم قاطم كلاما وجعلك
 نوره فى سلوك الهدى امامنا قد وق وامامنا و
 متنا نك على العباد بكشف حقائقه ومعانيه
 فهامنا والمامنا لا سيما على عبدك المسكين محمد

۸- (تفسير) منتهى الایجاز لکشف الاعجاز ۱۱۰۳ھ تصنیف شیخ محمد باقر لاهوری، خطی مملوک
 جناب خلیل الرحمن داؤدی لاهور۔

باقر بن شرف الدین العباسی الحسینی نسبا
 الداهوری مولانا ومقاماً بالتوفیق بمیق
 التفسیر الموجز الا یبق ابداء وانما الملتقط
 من الزبر الموثوق بها استناداً واهتماماً المحتوی
 ما نسخ له فی بعض المواضع الحقا وانضماماً المبین
 وجوه المناسبة بین الآیات فی اکثر الاخراب التز
 الحالی بالحواشی المفیدة واحتماء عن اطنا به مقصد
 و مراد الحالی عن طرفی القصید فكان یدر ذلك قوماً
 المسمى بمنتہی الایجاز لكشف الاعجاز قد یشیر الیه
 منه تاريخه انشاء وتماماً المجعل مرصد العاقبة
 عاقبة مقصد عرف الله له عترات وانما و ذریعة
 لان یحشره تعالى فی الذین یدیتون لربهم سجداً و
 قیاماً والذین یصرف عنهم العذاب وقد كان غلاماً
 والذین از احاط بهم الجاهلون قالوا سلاماً فانه
 تعالى لا ینہر السائل و یعد له من الجنة مستقراً ومقاماً
 و یطیب له فیها مشوی ومقبلاً وان لم تكن مرقد
 ومناماً و یرحم الله تعالى العائدين علی الخطأ فیهنا

الفاضل احمد
 و احمدی علیہ

۸- (تفسیر) منتہی الایجاز لكشف الاعجاز ۱۱۰۳ھ تصنیف شیخ محمد باقر لاهوری، خطی مملوک
 جناب خلیل الرحمن داؤدی لاهور۔

رحمہ اللہ اوصلیٰ بیدار شیخ محمد امین بدخشی فی حبس
امام طبری عند الاغوات



عالم و عارف بیک شیخ محمد علی بن موسیٰ صوبت زبده
العارفین شیخ محمد امین در مکتب مبارک باین فقیر سرده
جزاها للہ تعالیٰ عننا و عن اولادنا

المالک الحنفی ہوا سید سجاد
والجبار الفقیر قسلا لم یحی الدین
رفعی اللہ تعالیٰ عنہ

سید سلطان فقیر و امیر
بازو و شیخ و دارائی زلی آدم مکرم بعد از ان لا ادرم کردن از دست
بر صاحب عالم نامت اسرار دینی حشر و عذاب
السیکسہ بنم این را ادری آدم

باید بیدار شیخ محمد امین
این اسرار و اسرار دینی از ان

۱۱- خلاصۃ المعارف از شیخ آدم بنوڑی پر تحریر و مواہیر شیخ محمد امین بدخشی (مؤلف
نتائج الحرمین) مرید حضرت خواجہ محمد معصوم و خلیفہ شیخ آدم بنوڑی، مملوکہ جناب
خلیل الرحمن داؤدی مرحوم، لاہور۔

هذه رسالة المفاضلة بين الإنسان والكلب

النفذية

acc No. 12

ان شاء

هذه اصل الواقعة والمباينة
بين اسيد آدم والشيخ احمد
القشاشي والتوفيق
بن كلامها في المفصلة
بين الانسان والكمه
سنة



۱۱/۲ المفاضلہ پر شیخ محمد امین بخشی کی ہر دو تحریریں



۱۲۔ اوزنگ زیب کا ایک غیر مطبوعہ خط حضرت خواجہ سیف الدین سرہندی کے نام۔ عکس مبنی بر خطی نسخہ مکتوبات حضرت مجدد (آخری ودق) مخزنہ کتابخانہ گنج بخش، مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان۔ راولپنڈی۔ نمبر ۱۴۲۹۔ تحقیق محمد اقبال مجددی

هو الله احد
حضر ائمة ائمة محمد الله الرحمن الرحيم

من حرم الحمد وسلام على عباده الذين اصطفى اياه بعد فتيون العتبة
التي جرت التمسيد على الاحد ابن قطب الطريقة والنفيس
محمد سعيد قدس سره والمجد النافع الصالح الشيخ محمد ابا بكر
لما حل بطريقه العتبة على يد بر الخيرة اكتب بها جملتها
توصيها وانا لست حافل واوامر صاحبها السيد الفقيه
من الشنا والبرهان وكالات الدولة المشقة الصعبة والمكبر
والعلماء وكالات الدولة نظام الشرفاء والمجاهدين

والفقيه والعلامة وغيره واجرتنا بحد الطريقة الزيدية القسدية
للمطلب ونسبكم منازل السلوك فيها وذلك بشرط الاستقامة والحرية
والطريقة وانما نحن ذلك بعد الاستدلال والمنهج والاحتياط
الاحد من العتبة قدس سره ارفع السلام على من اتبع الهدى والتمس
مناقبه المصطفى على والعلامة والسما العبد
مقدار الشكر والحق في سخط مبدك محزون ولا يشك في سخطه حزين
بما حق حق حق باسم الاحمد ارحم الراحمين
على عتبة الذين اصطفى اياه بعد فان الحق الصالح الاعوان الاكرم المبرزين
بطلب الامير الاكرم قوم تلك من تلك الطريقة فاستعدت في القف
المجا من الشريفة والموت اسم محمد لله الكسبي دام جلاله
فانهم هم ارادة ولوقام لوه ابر العرقان وميد رزية الرحمان
فصل في الهداية وغوث سيد اندراج النهاية في البداية في الهداية
عمر المظفر الشيخ عبد الله الهند اسلم الله تعالى وابناه وبلغ بنوه في الهداية
مبلغ الرجال وحسن من جنابه في الهداية في الهداية في الهداية
وغيره انما القادريه واجرتنا في الهداية في الهداية في الهداية
جنته في الهداية في الهداية في الهداية في الهداية في الهداية
فمن ان الهداية في الهداية في الهداية في الهداية في الهداية
جنته في الهداية في الهداية في الهداية في الهداية في الهداية
ملازمه في الهداية في الهداية في الهداية في الهداية في الهداية
جنته في الهداية في الهداية في الهداية في الهداية في الهداية
ملازمه في الهداية في الهداية في الهداية في الهداية في الهداية
جنته في الهداية في الهداية في الهداية في الهداية في الهداية

۱۳- دو اجازت نامه ارشاد برائے شیخ محمد مراد علی کشمیری (ف ۱۱۳۱ھ) از شیخ عبدالاحد

وحدت سرہندی و شیخ علی رضا فاروقی سرہندی، مخزن کتاب خانہ ملی تہران (نہرست

ماہر و فہمہا مخزن کتاب خانہ مرکزی دانشگاہ تہران - ۶۳۰/۱)

لؤلؤة الملل السال

لمس من العصر

وكانت في عصر مصنفه

وحاضر السلطان

احد سبعة

محمود علي

محمد

۱۵- زبدة التفاسیر مؤلف خواجہ معین الدین کشمیری بن خواجہ خاوند محمود لاہوری، بسال ۱۰۶۹ھ مؤلف نے بتایا ہے اورنگزیب کی تخت نشینی سے بیس سال قبل ہندوستان کے مسلمانوں کے دینی اعتبار سے پریشان کن احوال تھے پھر اللہ تعالیٰ نے اورنگزیب کو تاج و تخت دیا جس نے ملک کو شرک، بدعت اور طغیان سے پاک کیا تو مؤلف نے شکر نعمت کے طور پر یہ کتاب لکھ کر اورنگزیب کو ۱۰۷۰ھ میں پیش کی، اس کے پہلے زاید ورق پر مؤلف کے خودنوشت الفاظ قابل توجہ ہیں:

وكانت كتابة في عصر مصنفه وجاء به الى السلطان

الزمان اورنگ زیب بہادر عالم گیر فی سنہ احدی و

سبعین والفاء من ہجریۃ صلی اللہ علیہ وسلم

خطی مملوکہ جناب خلیل الرحمن داؤدی مرحوم، لاہور

البتوت والافضل والجمال، هو الذي جعل الله دينه افضل الاديان، وجعل امته
 خيرا امتا بالحجة والبرهان، وكرم اولاده بالقرآن والعرف، واتباع آيات التوراة
 وعظم اصحابه بالايصال الى اوج العرفان، وكرم بعض اصحابه تحت الشجرة
 ببيعة الرضوان، وبشر من بيدهم بدخول الجنان، ابا بكر وعمر وعثمان وعلي
 وابا طلحة والزبير وعبد الرحمن، ولما عينة وسعدا وسعدا اهل العرفان بالذين
 انعم الله عليهم من النبيين والصلوات والتهمة والهاجيين بالامانة، فبحسب
 بشرى في آخر عري بلقائك وانت مني غير غضبان، اكره زليد ومع قريي والرحم
 في غريبي، ووحيد ارجائي وخلاي واخوان، تشهدان لا اله الا الله و
 تشهدان محمد عبده ورسوله شهادة تجنيان من عذاب النيران، اما بعد فيقول العبد
 الضعيف النخيف المسكين المستعين بالفيض المستعان معين الدين صليبه
 الارشاد والهداية جامع نفوت الخفايا والرؤاية زبدة العارفين قدوة
 وارث الانبياء والمرسلين خواجه خاوند محمود النقشبدي لعلوي الحسيني
 غفرلها في بحر الرحمة والرضوان، ويجعل قبره هار وصد من رايض الجنان، لا كما
 اكثر الناس في ظلمة البدعة والكفر والفساد، ولا يدرون الخلاص منها الا بشا
 النان، وكنت فيما بينهم مترد اماراة اريد الخروج من البلدة التي قد كثرت فيها
 البدعة والاهواء، وكثرة امر نفسي بالصبر فيها رجا، من الله كشف هذا البلاء
 العظيم وحي طائفة المدا على هذا الحالة عشرين سنة كت فيهم اليه واليه

۱۵- زبدة التفاسير مؤلف خواجه معين الدين كشميري بن خواجه خاوند محمود لاهوري، بسال
 ۱۰۶۹ھ مؤلف نے بتایا ہے اور نگزیب کی تخت نشینی سے بیس سال قبل ہندوستان کے
 مسلمانوں کے دینی اعتبار سے پریشان کن احوال تھے پھر اللہ تعالیٰ نے اور نگزیب کو
 تاج و تخت دیا جس نے ملک کو شرک، بدعت اور طغیان سے پاک کیا تو مؤلف نے
 شکر نعمت کے طور پر یہ کتاب لکھ کر اور نگزیب کو ۱۰۷۱ھ میں پیش کی، اس کے پہلے

فاذا فرج الله عنا وعن جميع المؤمنين فضيلة العظمى وكرمه العجيم
 الحمد لله على كل حال وظهر هذه البلدة بالهدى والهدى والشرك واهل
 الطغيان بوجود السلطان الاعظم العظم المنعم والناث على دين محمد المكرم
 صلى الله عليه وعلى الله واصحابه وسلم وفضيل صاحب الهند والعراق بمحمد
 الروح الشريف الفراء والملة الحنيفة البيضاء مقام البدعة وقاتل الكفرة
 والبدعة نجي السنة مساجد العامل بقوله صلى الله عليه وسلم اذا رايت الرجل
 يتعاهد المجد فاشهدوا بالامان فان الله يقول انما يعمر مساجد الله من امن بالله
 واليوم الآخر والذين لم يللوا في العلم بالله المستغني عن التصفية بعناية الله
 صاحب السيف والشمس ووزراء العالم محتاجين الى تدبيره ورايه وحاله برهان
 نبي استحقاق الخلافة ابو المصطفى محمد بن محمد بن عبد الله بن عبد الله بن عبد الله
 وابقاء خلافة الله ملكه وسلطانه وافاض علينا برده واحسانه اللهم اجعله
 رحيمًا على العلماء والفقهاء والغريباء والرعية والجانبة فحلت لي جميع
 المؤمنين بعمه عظمة بوجوده الشريف المنيع العزيز فاردت ان اشكر نعمة الله
 اذ خصنا من غرور اصحاب البدعة والضلال بتأليف تفسير كلام الله وان لم يكن
 اهلا هذا رجاء ان اغرط في سلك المنير بسببه واتال خطا عظيمًا ببركته
 فجعلته عاصمة لحضرة السلطان المدوح الزيد بن ابي الله المكرم بتكرار الله
 المتشعر وهو الذي مشاخ زمانه معترفون بتعظيمهم غيادتهم بعبادته

۱۵- زبدة التفاسير مؤلف خواجہ معین الدین کشمیری بن خواجہ خاوند محمود لاہوری، بسال
 ۱۰۶۹ھ مؤلف نے بتایا ہے اورنگزیب کی تخت نشینی سے بیس سال قبل ہندوستان کے
 مسلمانوں کے دینی اعتبار سے پریشان کن احوال تھے پھر اللہ تعالیٰ نے اورنگزیب کو
 تاج و تخت دیا جس نے ملک کو شرک، بدعت اور طغیان سے پاک کیا تو مؤلف نے
 شکر نعمت کے طور پر یہ کتاب لکھ کر اورنگزیب کو ۱۰۷۱ھ میں پیش کی

کتاب مستطاب مع الکتاب بعد کتاب اللہ صحیح البخاری

یا کتب

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الحمد لله رب العالمین
والصلاة والسلام على
سيدنا محمد وآله الطيبين
الطاهرين
اللهم اني اعوذ بك من
الغفلة والكسل والسهو
والخمول والجمود والارهاق
والعجز والشيخوخة
والجبن والبخل والقسوة
والظلم والظن والظن
والظن والظن والظن
والظن والظن والظن



بسم اللہ الرحمن الرحیم
الحمد لله رب العالمین
والصلاة والسلام على
سيدنا محمد وآله الطيبين
الطاهرين
اللهم اني اعوذ بك من
الغفلة والكسل والسهو
والخمول والجمود والارهاق
والعجز والشيخوخة
والجبن والبخل والقسوة
والظلم والظن والظن
والظن والظن والظن
والظن والظن والظن

قال ديبه اسم من تسمي الحديث من اهل بيتي
او من تسمي من اهل بيتي بنو من انار

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الحمد لله رب العالمین
والصلاة والسلام على
سيدنا محمد وآله الطيبين
الطاهرين
اللهم اني اعوذ بك من
الغفلة والكسل والسهو
والخمول والجمود والارهاق
والعجز والشيخوخة
والجبن والبخل والقسوة
والظلم والظن والظن
والظن والظن والظن
والظن والظن والظن

الكتاب

۱۶- بخاری شریف کا وہ خطی نسخہ جو خواجہ معین الدین خاوندی کشمیری (مذکور شماره ۱۳) کی ملکیت رہا اور اس کے پہلے ورق پر ان کی تحریر و مہر میں مع مہر کتاب خانہ اورنگ زیب یہ خطی نسخہ جناب خلیل الرحمن داؤدی مرحوم کے پاس ۱۹۸۵ء میں آیا تھا۔

نہ ہو اندر روزگار وی صرف نکلد و مراوردان نیست او فہمی کہ اندر
 ہر کلمہ کی بولی برکتی بسیار باشد از باندہ را و باید کہ اگر قوال خوش خواند و
 اگر اندر گوید کہ خوش بخوانی و اگر خوش خواند و یا شعر ناموزون کو کہ بدیج را
 پراکندہ کرد اندر گوید کہ بتر خوان و ہر گاہ باونی خصوصت نکند و ویرا اندر بیست
 نہ ہو و حوالہ بخن کند و وی را بیست نہ ہو و اگر وی را سماع گرفتہ باشد
 و ہر از آن مضرب نبودہ باشد شربا نیست کہ صوفی خواند و اندر تکرار اینچنان نکرد
 با کہ بوقت آرمیدہ باشد و مرسلطان وقت را تملکین کند تا برکات آن
 ہر رسید و بندہ علی بن عثمان الجلائی ام رضى اللہ عنہ آف دوست دارم کہ
 بہتد یا ترا سماع نکند از اند کہ طبع ایشان بشویدہ شود کہ اندران خطا
 عظیم است و آفت آن ہرگز نیست کہ زنان از بای و یا از جای بدرویش
 تا اگر باشند اندر حال سماع ایشان و ازین نہ ہنما را حاجا ہای صعب آف
 ہر یکی از احوادث اندر میانہ باشد از بعد آنکہ جمال منصوفہ ابغملہ اندر مذہب سماع
 اند و صدق از میانہ بر انداختہ و من استغفار کنم از آنچه رفتہ است بر من از
 چنان اس این آف و شفقت خوانم از خداوند تعالی نا ظاہر و باطن مرا از آفت نگاه
 دارد و وصیت میکنم ترا و خوانندگان این کتاب را بر رعایت حقوق این کتاب و
 را بدعا حفظ ایان یاد آرند و باللہ التوفیق و الحمد للہ رب العالمین و الصلوٰۃ
 علی سلالہ علی رسولہ محمد و آلہ و صحابہ اجمعین و سلم تسلیما
 اگر کتب کثیرا بہت تمام بنمایم غرہ التالیف و التالیف
 ہر روز یکشنبہ بوقت دو پہر

۱۷- کشف الحجب بخط خواجہ خاوند محمود نقشبندی معروف بہ حضرت ایشان لاہوری بسال

۱۰۱۳ھ مملوکہ جناب چودھری عبدالعزیز، کراچی اس سے قبل یہ خطی نسخہ دارالعلوم

دیوبند کے کتب خانہ کی زینت تھا۔



واقبال نشسته ویدال کرامت ویک بیک ببطا
 استخیر و استجرت حج و اعیان الشریعہ
 هر کدام بر اسماء ایت آفتاب سید
 غایت اوج الصلوٰۃ والنسلا و مرعلیہ
 اجمعین الی یوم الدین کتاب بر ضحای ارباب
 اولوالباب مخفی و مستور نماید کہ جوف
 حضرت شہنشاہی خلد رفت بنای ارشاد
 دستکای ظل اللہ فی الارضین المختص
 بعنایت رب العالمین عید المثل والنیل
 فی الافاق جالس التشریف السلطنۃ بالانوار
 والاستحقاق حافظ بلرد اللہ و ناصر
 عباد اللہ ماحی آثار البدعۃ والضرارۃ
 قطب الاقطاب شہا الخرافۃ الذی یستدکک
 شعاع سماء ببحر صفوف اکامد و بعون اللہ
 المظفر والمنصور علی اعدائہ بفضل اللہ

۱۸- باز نامہ مولفہ شیر محمد کاوہ ورق جہاں اکبر بادشاہ کو "قطب الاقطاب" لکھا گیا ہے، خطی
 مملو کہ جناب خلیل الرحمن داؤدی مرحوم، لاہور

مقامات معصومی

مقامات معصومی

محرمہ ۱۲۹۳ھ در مدینہ منورہ علی صاحبہا السلام

۱۳۵

مقامات معصومی تصنیف شیخ صفیر احمد بن فتنہ اللہ بن عبد القادر بن محمد
 ابن عبد الرزاق بن مخدوم عبد اللہ رحمۃ اللہ علیہ
 والدہ تصنیف بی بی صفیہ دختر مرادہ الوثقی حضرت مجتہد
 شریف علیہ السلام تصنیف ابن کتاب و تصانیف کثیرہ
 شروع نموده این کتاب سیدی ابوالدالہ حضرت شاہ
 محمد الدین مدنی ابوالخیر فاروقی مجددی قدس سرہ
 رحمہ اللہ معروضہ علی صاحبہا الف الف
 صلوات و تحنن فرمیدہ و از تعلیم فرمودہ عبدالحق
 صاحب رزم رستم تصنیفات شماره ۱۰۰
 در دست مرتب گردید - الحقہ اللہ تعالیٰ
 علامہ کاملین العارفین - ابوالحسن زید الفاروقی

مقامات معصومی کے پہلے ورق پر حضرت ابوالحسن زید فاروقی کی تحریر

والا با سماء کثیره منازات چنانچه در خطبه کتاب به بشارت
 قطب الاقطاب قبول مآب حضرت ابی ان مرقوم گشته و این
 از برکات معصومی بطهور پوسته و نبات فیومی رجاست
 و الحمد لله رب العالمین قد حصل الفراغ من تصنیف هذا الکتاب
 الذی هو لبه باب

مقامات معصومی، خطی مملوک پروفسور محمد سعید سرانی مرشد بابا خان احمدی سعیدی
 موسی زلی، طبع در بهار اسلام خان کا آخری ورق



بسم الله الرحمن الرحيم
الحمد لله العلي الاعلى حمد اكثر طبيا من ركافيه ومن ركافيه كما
ربنا ومرضنا والصلاة والسلام على الانبياء الاكابر وعلى عبد الله
المصطفى خاتم النبيين سيد المرسلين امام المؤمنين سيد المرسلين
الذي محمد المصطفى صاحب قباب قوسين اوداد
وعلى ائمة شمس التقى وصحبه نجوم الهدى واثناء الى يوم
المحزى كما يليق لعلو شأنهم ويكرى ما تاقب الظلم
والفيا ثبت ازكرو دكار خود شرمند محمد الدين احمد ابن
عمار الزمان خمس الاوقات و قدوة اهل الله الشيع محمد فضل الله
قد سماه الله سبحانه بسره الاقدس السرمندى الفاروقى النسب
الاحمدى المعصومى ينما بركه حزن مرمت عبيد و عبيد

۲۰- معدن الجواهر تالیف میر صفر احمد معصومى (مؤلف مقامات معصومى) کا ایک ورق،
مملوکہ مولانا محمد ہاشم جان مجددی، ٹنڈو ساہیو، داد، سندھ

فصل الثماني في ذكر الصالحين : 2024

الحمد لله

لقد رزقنا الله من عباده المتقين شيخنا الفاضل
مجددي سجاد الدين خاتما من زكوة في سنة ١٣٣١ هـ



رواقية كتاب زمان غوث بهمان حضرت جیو صاحب

فصل الثماني في ذكر الصالحين : ١٣٣١ هـ

في سنة ١٣٣١ هـ

۲۱- تحفة المرشد (در حالات شیخ فضل احمد پشاورى) تالیف نظام الدین لجنی مزارى مطبوعہ

لاہور، ۱۹۱۲ء

چشم نورانی و جود جان الهی

مجلس

14

با یکی کمال عمر بخشد و اولاد در شهر مصلحتی حضرت می صابر آنم بود
 زاد الله برکاتهم فی السالین و سلم الله علیهم و علی آئینهم
 المستقرین که اسم مبارک درین شهر 
 میگذرد و رسوم است که
 یکم غلطه دقیر بر نقیر حقیر الانام که نیز الانام است بعد جراح
 قلمی نموده شد و این غلطه را از قدیم تا بام دامن کبر این جناب
 فیض نایب است و موجود عیون از زمین توجه بهات فیض است
 ایشان چنان است که قلمها را این رساله غلطه از رنگ
 و کدورت این بیاض کرد و این بر کنه در وسیله
 که از گیاه فاضل ذکر آنست فل غسق و کنه از آن حال
 و آن حال نارضی بار کنه است و بعد را در عباد است و بعد
 گرداند و چنانست مشغول باشد خداوند این جناب
 حضرت رسالت بنابر و آنست که حضرت صفت بنابر

۱۰۰
 ۱۰۱
 ۱۰۲
 ۱۰۳
 ۱۰۴
 ۱۰۵
 ۱۰۶
 ۱۰۷
 ۱۰۸
 ۱۰۹
 ۱۱۰
 ۱۱۱
 ۱۱۲
 ۱۱۳
 ۱۱۴
 ۱۱۵
 ۱۱۶
 ۱۱۷
 ۱۱۸
 ۱۱۹
 ۱۲۰
 ۱۲۱
 ۱۲۲
 ۱۲۳
 ۱۲۴
 ۱۲۵
 ۱۲۶
 ۱۲۷
 ۱۲۸
 ۱۲۹
 ۱۳۰
 ۱۳۱
 ۱۳۲
 ۱۳۳
 ۱۳۴
 ۱۳۵
 ۱۳۶
 ۱۳۷
 ۱۳۸
 ۱۳۹
 ۱۴۰
 ۱۴۱
 ۱۴۲
 ۱۴۳
 ۱۴۴
 ۱۴۵
 ۱۴۶
 ۱۴۷
 ۱۴۸
 ۱۴۹
 ۱۵۰
 ۱۵۱
 ۱۵۲
 ۱۵۳
 ۱۵۴
 ۱۵۵
 ۱۵۶
 ۱۵۷
 ۱۵۸
 ۱۵۹
 ۱۶۰
 ۱۶۱
 ۱۶۲
 ۱۶۳
 ۱۶۴
 ۱۶۵
 ۱۶۶
 ۱۶۷
 ۱۶۸
 ۱۶۹
 ۱۷۰
 ۱۷۱
 ۱۷۲
 ۱۷۳
 ۱۷۴
 ۱۷۵
 ۱۷۶
 ۱۷۷
 ۱۷۸
 ۱۷۹
 ۱۸۰
 ۱۸۱
 ۱۸۲
 ۱۸۳
 ۱۸۴
 ۱۸۵
 ۱۸۶
 ۱۸۷
 ۱۸۸
 ۱۸۹
 ۱۹۰
 ۱۹۱
 ۱۹۲
 ۱۹۳
 ۱۹۴
 ۱۹۵
 ۱۹۶
 ۱۹۷
 ۱۹۸
 ۱۹۹
 ۲۰۰
 ۲۰۱
 ۲۰۲
 ۲۰۳
 ۲۰۴
 ۲۰۵
 ۲۰۶
 ۲۰۷
 ۲۰۸
 ۲۰۹
 ۲۱۰
 ۲۱۱
 ۲۱۲
 ۲۱۳
 ۲۱۴
 ۲۱۵
 ۲۱۶
 ۲۱۷
 ۲۱۸
 ۲۱۹
 ۲۲۰
 ۲۲۱
 ۲۲۲
 ۲۲۳
 ۲۲۴
 ۲۲۵
 ۲۲۶
 ۲۲۷
 ۲۲۸
 ۲۲۹
 ۲۳۰
 ۲۳۱
 ۲۳۲
 ۲۳۳
 ۲۳۴
 ۲۳۵
 ۲۳۶
 ۲۳۷
 ۲۳۸
 ۲۳۹
 ۲۴۰
 ۲۴۱
 ۲۴۲
 ۲۴۳
 ۲۴۴
 ۲۴۵
 ۲۴۶
 ۲۴۷
 ۲۴۸
 ۲۴۹
 ۲۵۰
 ۲۵۱
 ۲۵۲
 ۲۵۳
 ۲۵۴
 ۲۵۵
 ۲۵۶
 ۲۵۷
 ۲۵۸
 ۲۵۹
 ۲۶۰
 ۲۶۱
 ۲۶۲
 ۲۶۳
 ۲۶۴
 ۲۶۵
 ۲۶۶
 ۲۶۷
 ۲۶۸
 ۲۶۹
 ۲۷۰
 ۲۷۱
 ۲۷۲
 ۲۷۳
 ۲۷۴
 ۲۷۵
 ۲۷۶
 ۲۷۷
 ۲۷۸
 ۲۷۹
 ۲۸۰
 ۲۸۱
 ۲۸۲
 ۲۸۳
 ۲۸۴
 ۲۸۵
 ۲۸۶
 ۲۸۷
 ۲۸۸
 ۲۸۹
 ۲۹۰
 ۲۹۱
 ۲۹۲
 ۲۹۳
 ۲۹۴
 ۲۹۵
 ۲۹۶
 ۲۹۷
 ۲۹۸
 ۲۹۹
 ۳۰۰
 ۳۰۱
 ۳۰۲
 ۳۰۳
 ۳۰۴
 ۳۰۵
 ۳۰۶
 ۳۰۷
 ۳۰۸
 ۳۰۹
 ۳۱۰
 ۳۱۱
 ۳۱۲
 ۳۱۳
 ۳۱۴
 ۳۱۵
 ۳۱۶
 ۳۱۷
 ۳۱۸
 ۳۱۹
 ۳۲۰
 ۳۲۱
 ۳۲۲
 ۳۲۳
 ۳۲۴
 ۳۲۵
 ۳۲۶
 ۳۲۷
 ۳۲۸
 ۳۲۹
 ۳۳۰
 ۳۳۱
 ۳۳۲
 ۳۳۳
 ۳۳۴
 ۳۳۵
 ۳۳۶
 ۳۳۷
 ۳۳۸
 ۳۳۹
 ۳۴۰
 ۳۴۱
 ۳۴۲
 ۳۴۳
 ۳۴۴
 ۳۴۵
 ۳۴۶
 ۳۴۷
 ۳۴۸
 ۳۴۹
 ۳۵۰
 ۳۵۱
 ۳۵۲
 ۳۵۳
 ۳۵۴
 ۳۵۵
 ۳۵۶
 ۳۵۷
 ۳۵۸
 ۳۵۹
 ۳۶۰
 ۳۶۱
 ۳۶۲
 ۳۶۳
 ۳۶۴
 ۳۶۵
 ۳۶۶
 ۳۶۷
 ۳۶۸
 ۳۶۹
 ۳۷۰
 ۳۷۱
 ۳۷۲
 ۳۷۳
 ۳۷۴
 ۳۷۵
 ۳۷۶
 ۳۷۷
 ۳۷۸
 ۳۷۹
 ۳۸۰
 ۳۸۱
 ۳۸۲
 ۳۸۳
 ۳۸۴
 ۳۸۵
 ۳۸۶
 ۳۸۷
 ۳۸۸
 ۳۸۹
 ۳۹۰
 ۳۹۱
 ۳۹۲
 ۳۹۳
 ۳۹۴
 ۳۹۵
 ۳۹۶
 ۳۹۷
 ۳۹۸
 ۳۹۹
 ۴۰۰
 ۴۰۱
 ۴۰۲
 ۴۰۳
 ۴۰۴
 ۴۰۵
 ۴۰۶
 ۴۰۷
 ۴۰۸
 ۴۰۹
 ۴۱۰
 ۴۱۱
 ۴۱۲
 ۴۱۳
 ۴۱۴
 ۴۱۵
 ۴۱۶
 ۴۱۷
 ۴۱۸
 ۴۱۹
 ۴۲۰
 ۴۲۱
 ۴۲۲
 ۴۲۳
 ۴۲۴
 ۴۲۵
 ۴۲۶
 ۴۲۷
 ۴۲۸
 ۴۲۹
 ۴۳۰
 ۴۳۱
 ۴۳۲
 ۴۳۳
 ۴۳۴
 ۴۳۵
 ۴۳۶
 ۴۳۷
 ۴۳۸
 ۴۳۹
 ۴۴۰
 ۴۴۱
 ۴۴۲
 ۴۴۳
 ۴۴۴
 ۴۴۵
 ۴۴۶
 ۴۴۷
 ۴۴۸
 ۴۴۹
 ۴۵۰
 ۴۵۱
 ۴۵۲
 ۴۵۳
 ۴۵۴
 ۴۵۵
 ۴۵۶
 ۴۵۷
 ۴۵۸
 ۴۵۹
 ۴۶۰
 ۴۶۱
 ۴۶۲
 ۴۶۳
 ۴۶۴
 ۴۶۵
 ۴۶۶
 ۴۶۷
 ۴۶۸
 ۴۶۹
 ۴۷۰
 ۴۷۱

۲۲- مؤلف مقامات معصومی کے پوتے شیخ فضل احمد معصومی پشاوری بن شیخ نیاز احمد بن میر صفرا احمد معصومی کی تالیف اسباق طریقہ نقشبندیہ کا ترجمہ اور ان کی مہر، ذخیرہ مولانا فضل صدیقی بنوڑی، کتاب خانہ مرکزی پشاور یونیورسٹی، پشاور (نمبر ۳۳۹)

172

۱۰۰
 ۱۰۱
 ۱۰۲
 ۱۰۳
 ۱۰۴
 ۱۰۵
 ۱۰۶
 ۱۰۷
 ۱۰۸
 ۱۰۹
 ۱۱۰
 ۱۱۱
 ۱۱۲
 ۱۱۳
 ۱۱۴
 ۱۱۵
 ۱۱۶
 ۱۱۷
 ۱۱۸
 ۱۱۹
 ۱۲۰
 ۱۲۱
 ۱۲۲
 ۱۲۳
 ۱۲۴
 ۱۲۵
 ۱۲۶
 ۱۲۷
 ۱۲۸
 ۱۲۹
 ۱۳۰
 ۱۳۱
 ۱۳۲
 ۱۳۳
 ۱۳۴
 ۱۳۵
 ۱۳۶
 ۱۳۷
 ۱۳۸
 ۱۳۹
 ۱۴۰
 ۱۴۱
 ۱۴۲
 ۱۴۳
 ۱۴۴
 ۱۴۵
 ۱۴۶
 ۱۴۷
 ۱۴۸
 ۱۴۹
 ۱۵۰
 ۱۵۱
 ۱۵۲
 ۱۵۳
 ۱۵۴
 ۱۵۵
 ۱۵۶
 ۱۵۷
 ۱۵۸
 ۱۵۹
 ۱۶۰
 ۱۶۱
 ۱۶۲
 ۱۶۳
 ۱۶۴
 ۱۶۵
 ۱۶۶
 ۱۶۷
 ۱۶۸
 ۱۶۹
 ۱۷۰
 ۱۷۱
 ۱۷۲
 ۱۷۳
 ۱۷۴
 ۱۷۵
 ۱۷۶
 ۱۷۷
 ۱۷۸
 ۱۷۹
 ۱۸۰
 ۱۸۱
 ۱۸۲
 ۱۸۳
 ۱۸۴
 ۱۸۵
 ۱۸۶
 ۱۸۷
 ۱۸۸
 ۱۸۹
 ۱۹۰
 ۱۹۱
 ۱۹۲
 ۱۹۳
 ۱۹۴
 ۱۹۵
 ۱۹۶
 ۱۹۷
 ۱۹۸
 ۱۹۹
 ۲۰۰
 ۲۰۱
 ۲۰۲
 ۲۰۳
 ۲۰۴
 ۲۰۵
 ۲۰۶
 ۲۰۷
 ۲۰۸
 ۲۰۹
 ۲۱۰
 ۲۱۱
 ۲۱۲
 ۲۱۳
 ۲۱۴
 ۲۱۵
 ۲۱۶
 ۲۱۷
 ۲۱۸
 ۲۱۹
 ۲۲۰
 ۲۲۱
 ۲۲۲
 ۲۲۳
 ۲۲۴
 ۲۲۵
 ۲۲۶
 ۲۲۷
 ۲۲۸
 ۲۲۹
 ۲۳۰
 ۲۳۱
 ۲۳۲
 ۲۳۳
 ۲۳۴
 ۲۳۵
 ۲۳۶
 ۲۳۷
 ۲۳۸
 ۲۳۹
 ۲۴۰
 ۲۴۱
 ۲۴۲
 ۲۴۳
 ۲۴۴
 ۲۴۵
 ۲۴۶
 ۲۴۷
 ۲۴۸
 ۲۴۹
 ۲۵۰
 ۲۵۱
 ۲۵۲
 ۲۵۳
 ۲۵۴
 ۲۵۵
 ۲۵۶
 ۲۵۷
 ۲۵۸
 ۲۵۹
 ۲۶۰
 ۲۶۱
 ۲۶۲
 ۲۶۳
 ۲۶۴
 ۲۶۵
 ۲۶۶
 ۲۶۷
 ۲۶۸
 ۲۶۹
 ۲۷۰
 ۲۷۱
 ۲۷۲
 ۲۷۳
 ۲۷۴
 ۲۷۵
 ۲۷۶
 ۲۷۷
 ۲۷۸
 ۲۷۹
 ۲۸۰
 ۲۸۱
 ۲۸۲
 ۲۸۳
 ۲۸۴
 ۲۸۵
 ۲۸۶
 ۲۸۷
 ۲۸۸
 ۲۸۹
 ۲۹۰
 ۲۹۱
 ۲۹۲
 ۲۹۳
 ۲۹۴
 ۲۹۵
 ۲۹۶
 ۲۹۷
 ۲۹۸
 ۲۹۹
 ۳۰۰
 ۳۰۱
 ۳۰۲
 ۳۰۳
 ۳۰۴
 ۳۰۵
 ۳۰۶
 ۳۰۷
 ۳۰۸
 ۳۰۹
 ۳۱۰
 ۳۱۱
 ۳۱۲
 ۳۱۳
 ۳۱۴
 ۳۱۵
 ۳۱۶
 ۳۱۷
 ۳۱۸
 ۳۱۹
 ۳۲۰
 ۳۲۱
 ۳۲۲
 ۳۲۳
 ۳۲۴
 ۳۲۵
 ۳۲۶
 ۳۲۷
 ۳۲۸
 ۳۲۹
 ۳۳۰
 ۳۳۱
 ۳۳۲
 ۳۳۳
 ۳۳۴
 ۳۳۵
 ۳۳۶
 ۳۳۷
 ۳۳۸
 ۳۳۹
 ۳۴۰
 ۳۴۱
 ۳۴۲
 ۳۴۳
 ۳۴۴
 ۳۴۵
 ۳۴۶
 ۳۴۷
 ۳۴۸
 ۳۴۹
 ۳۵۰
 ۳۵۱
 ۳۵۲
 ۳۵۳
 ۳۵۴
 ۳۵۵
 ۳۵۶
 ۳۵۷
 ۳۵۸
 ۳۵۹
 ۳۶۰
 ۳۶۱
 ۳۶۲
 ۳۶۳
 ۳۶۴
 ۳۶۵
 ۳۶۶
 ۳۶۷
 ۳۶۸
 ۳۶۹
 ۳۷۰
 ۳۷۱
 ۳۷۲
 ۳۷۳
 ۳۷۴
 ۳۷۵
 ۳۷۶
 ۳۷۷
 ۳۷۸
 ۳۷۹
 ۳۸۰
 ۳۸۱
 ۳۸۲
 ۳۸۳
 ۳۸۴
 ۳۸۵
 ۳۸۶
 ۳۸۷
 ۳۸۸
 ۳۸۹
 ۳۹۰
 ۳۹۱
 ۳۹۲
 ۳۹۳
 ۳۹۴
 ۳۹۵
 ۳۹۶
 ۳۹۷
 ۳۹۸
 ۳۹۹
 ۴۰۰
 ۴۰۱
 ۴۰۲
 ۴۰۳
 ۴۰۴
 ۴۰۵
 ۴۰۶
 ۴۰۷
 ۴۰۸
 ۴۰۹
 ۴۱۰
 ۴۱۱
 ۴۱۲
 ۴۱۳
 ۴۱۴
 ۴۱۵
 ۴۱۶
 ۴۱۷
 ۴۱۸
 ۴۱۹
 ۴۲۰
 ۴۲۱
 ۴۲۲
 ۴۲۳
 ۴۲۴
 ۴۲۵
 ۴۲۶
 ۴۲۷
 ۴۲۸
 ۴۲۹
 ۴۳۰
 ۴۳۱
 ۴۳۲
 ۴۳۳
 ۴۳۴
 ۴۳۵
 ۴۳۶
 ۴۳۷
 ۴۳۸
 ۴۳۹
 ۴۴۰
 ۴۴۱
 ۴۴۲
 ۴۴۳
 ۴۴۴
 ۴۴۵
 ۴۴۶
 ۴۴۷
 ۴۴۸
 ۴۴۹
 ۴۵۰
 ۴۵۱
 ۴۵۲
 ۴۵۳
 ۴۵۴
 ۴۵۵
 ۴۵۶
 ۴۵۷
 ۴۵۸
 ۴۵۹
 ۴۶۰
 ۴۶۱
 ۴۶۲
 ۴۶۳
 ۴۶۴
 ۴۶۵
 ۴۶۶
 ۴۶۷
 ۴۶۸
 ۴۶۹
 ۴۷۰
 ۴۷۱



بالا این کتاب



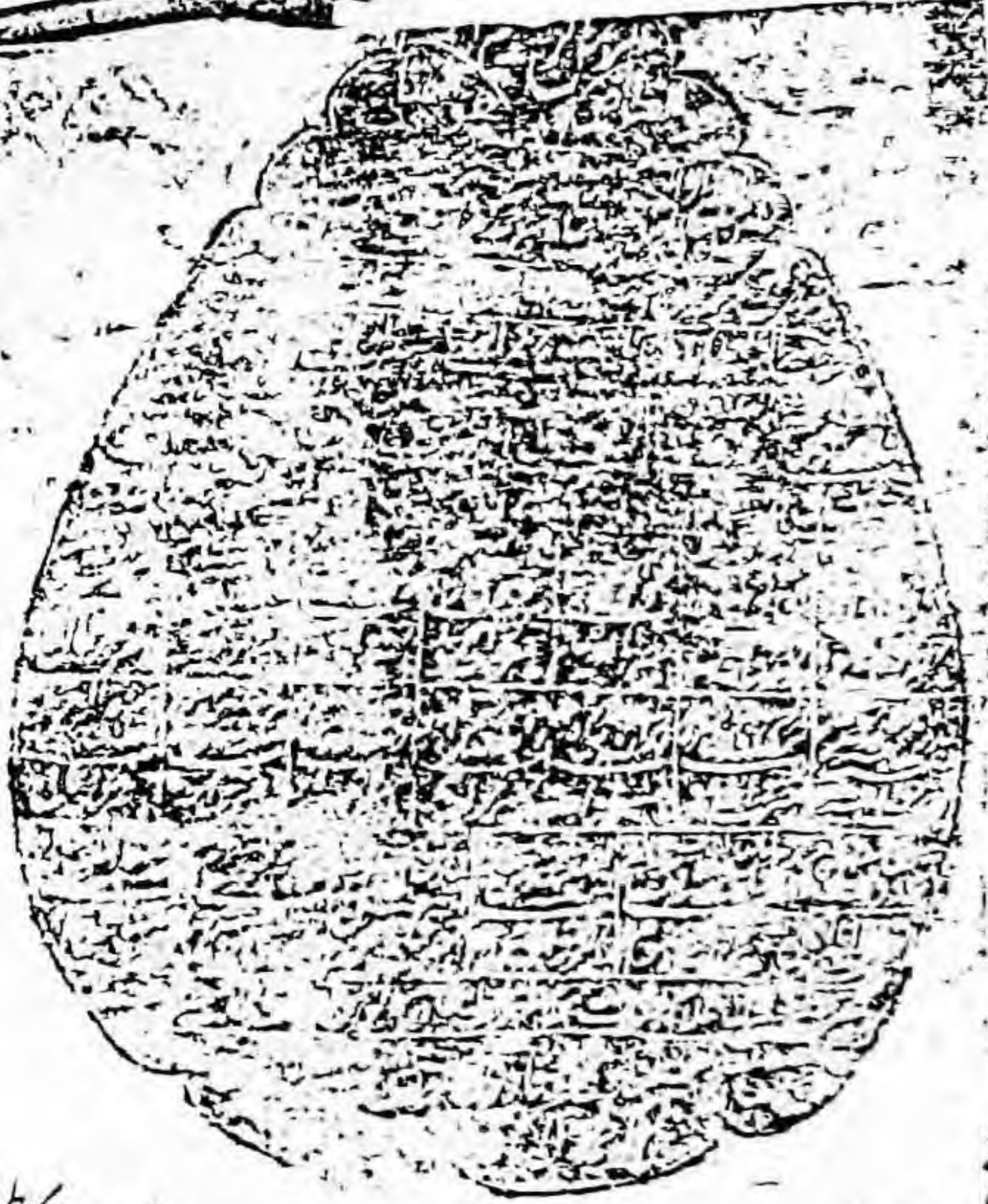
۲۳- مہر و تحریر شیخ عبدالاحد معروف بہ میاں کالو بن حاجی غلام محمد معصوم بن شیخ محمد اسماعیل بن شیخ صبغت اللہ بن حضرت خواجہ محمد معصوم، اولین ورق خطی نسخہ مکتوبات حضرت مجدد الف ثانی مخزنہ کتاب خانہ گنج بخش، اسلام آباد جمع مہر ”سرو باغ احمد و معصوم و قیوم الزمان- عارفین و حاجی و عبدالاحد، شد عیان (حدیقۃ الاولیاء ۲۷۴)

دست خط سار در صورت
شاه صفی المود
المود در خط - قیوم جهان

سازدستان دارین محفل و صلیوات عارفان
ازین قیوم صفی المود سلم کند عبرت به نام و علی الصلاة والسلام
نامه و جمله و در صورت سار در خط و در صورت سار در خط
مستول در به رسالت سار در خط و در صورت سار در خط
نام و در خط و در صورت سار در خط و در صورت سار در خط
کو در خط و در صورت سار در خط و در صورت سار در خط
لفظه و در خط و در صورت سار در خط و در صورت سار در خط
تجاریه و در خط و در صورت سار در خط و در صورت سار در خط
لقد المرام و در خط و در صورت سار در خط و در صورت سار در خط
فقد و در خط و در صورت سار در خط و در صورت سار در خط
ان و در خط و در صورت سار در خط و در صورت سار در خط
بر و در خط و در صورت سار در خط و در صورت سار در خط

دست خط سار در صورت
شاه صفی المود
المود در خط - قیوم جهان

۲- مکتوب شیخ صفی الله ملقب به قیوم جهان بدست خود و مهر، مملوک مولانا محمد ابراهیم خلیل
مجددی، گلزار خلیل، سامارو، تهر پارکر، سندھ



دانشمند قوطی اندر علیہ صحت لکھنؤ
 مرید صارت الذمہ کار سائنسہ مدظلہ کاظم
 ۹۶

۲۵- اجازت نامہ از شیخ صفی اللہ قیوم جہاں برائے شیخ محمد حیات و ملا محمد کاظم بسال ۱۱۹۶ھ

مملوکہ مولانا محمد ابراہیم خلیل مجددی مذکور

بسم الله الرحمن الرحيم والحمد لله رب العالمين
 وآلہ وصحبہ واولیائہ وارانہ صفوۃ العباد ربنا محمد
 بن عبد اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وکنتہ سبحان فی ارض ربوبہ
 در اینو لایح غرض ماه محرم الحرام ۱۱۹۶ھ بعد از نماز مسنون
 و حصول این رتبت بن رات فقیہ الکتاب صحابی و فاضل کرام بود
 از ارجحان بود و درین صفت کجاست و الرکات بان کلمات
 و بعد از آن معکوف طریقی که کسر الما بعد و سیرت بعد طریقت
 است و حصول کمال در این صفت و در کمال کمال و در کمال کمال
 مع بنیاد آله و علمهم السلام و العلم و الرکات و در کمال کمال
 و لا یزال یکر ملا علی شمس مع بنیاد آله و علمهم السلام و الرکات
 فی الصدق و انفسها فی القیامات است و لا یزال یکر ملا علی شمس
 و متعین طریقی علی صفت کجاست و در کمال کمال و در کمال کمال
 رحمت نعمند باید که کمال و در کمال کمال و در کمال کمال
 و در کمال کمال و در کمال کمال و در کمال کمال
 اخذ نماید و تربیت مجید کویا باین فقر و در کمال کمال
 و در کمال کمال و در کمال کمال و در کمال کمال
 الاستقامت علی الشریعۃ المظهرۃ بالذلیقۃ المرصیۃ و الحقیقۃ النورانیۃ
 علی من اشبع الهدی و التزم مسالک المصطفیٰ علیہ و علی آله من العلو و العلو
 الفضل و انبیا و من البقیات و البقیات و البقیات و البقیات



۲۶- اجازت نامہ ارشاد از علامہ مخدوم محمد ابراہیم ٹھٹھوی برائے میاں محمد حیات مذکور بسال

۱۱۹۶ھ مملوکہ مولانا محمد ابراہیم خلیل مذکور

بسم الله صلياً وسلماً أما بعد الكثر الجليل ابراهيم بن شيخه ومخدومه
 عليه اللطيف بن المزدوم والهاشم السعدي التنوي بدعونه بعد
 آتونة من آل حارث بن عبد المطلب أن اللاخوة الكرام والاحبة العظام
 والاحلة القمام اولى الفضائل الجسام المولى محمد اكرم وشیخ محمد طیبی
 وشیخ محمد الکامل وشیخ محمد الحیات قد استجابوا وشیخ فاجرت هم کما کنت
 محار من حضرت جدی المرحوم محمداً ومن صوته الى المعفور موصلاً

والی المیرود من ابیه امی جدی المرحوم المرتضی هو عی شیخ علامه الموری
 مجمع الکلام الشیخ عبد القادر مفتی مکته شرفها لله تعالی ورضی عنه اجماعاً
 سلسله فی جمع ما یسر فی الاجازة مما انی به الجدمرحوم فی کتابه الخاف
 فی روایات الشیخ عبد القادر من کتب التفاسیر وام البلاد و الفرائد و
 الخیر فی القوائد و علم الحدیث و الفقه و الکلام اصولاً و فروعاً
 و ما یشتمل علی غریب من الابیات و القصاید و الاوراد و الاذکار و الحمد
 لله تعالی و الصلوة والسلام علی رسولہ المعنی و آله و صحبه و اولیائه و ائمه اولی



۲۶- اجازت نامہ ارشاد از علامہ مخدوم محمد ابراهیم ٹھٹھوی برائے میاں محمد حیات مذکور بسال
 ۱۱۹۶ھ ملوک مولانا محمد ابراهیم خلیل مذکور

بسم الله الرحمن الرحيم وصالحا که از لوازم این اسلام است
از فقیر حقیر عبد القیوم سرمدی در صفت و صفات این ملک و دولت
حضرت علی بن ابی طالب غفر الله عنه و آله و عترته
از اولاد الامام و اقربا و انصار و غیره که از سر که حضرت قبله کا هر چه
قدریا نرسد و توان بخندد و بیدار نام که که از اجاله و طمان معلوم می شود که حال
مذکور در نزد حکیم صراحتی نور چشمی که بزرگ است این وجه مذکور در این کتاب است
این عبدی که نامش بوبکر قرظی است که بزرگ است این وجه مذکور در این کتاب است
بانه در این وجه مذکور در این کتاب است برادران این حقیر برسد که علامت احمد بزرگ را در هر وجه و عین
الطریق همراه برادر مرثیه او که دخل و رشتن این حقیر در این جهت هر کار رسد و ملاقات حقیر در نقد
صفت قبله کا هر چه که بایستیم و الباقی است بتکلی از وجه میراث حضرت قبله کا هر چه
و در این نزد حدیثی نامی که در این کتاب است برادر محمد که در این کتاب است در هر وجه و عین
ان در کاغذ این حقیر موجود است همراه قواد و انوار و این وجه مذکور در این کتاب است
این حقیر می رسند که این بکند لابد قدر معروضه خود را که گفته اند این وجه و الباقی است
بتکلی و بگوید بالارحمة محمد از نام برادر محمد که در این کتاب است در این وجه و عین
در این کتاب است برادر برادران و غیره و در این کتاب است در این وجه و عین
بعضی که در این وجه که از مال و شرک در میان است این حقیر می رسند که این وجه و الباقی است
مستحقه و تقبله می و را تو اخذ می به با بود نامی که در این کتاب است در این وجه و عین

۲۷ - مکتوب شیخ عبد القیوم بن حاجی محمد فضل الله مجددی قندهاری (مؤلف عمدة المقامات)

الحسن الثالث من المحيط

منبجته من مناخ اسامى اقل عباد
فقير الله من عبدك عز الحنفى
يعنى نفسه تاسع رجب



Handwritten Arabic calligraphy, likely a library stamp or ownership mark, featuring stylized script and a circular emblem at the top left.

هو الكائن في ظل غلام صديق
محدثي نصرتي فاروق النضب

۲۹۔ محیط برہانی (رک کشف المظنون ۲/ ۱۶۱۹) کے خطی پر شاہ فقیر اللہ علی شکار پوری
نقشبندی (ف ۱۱۹۵ھ) کی تحریر اور میر اس خانوادہ کے دیگر افراد کی تملیکی مہریں یہ
خطی نسخہ خانقاہ نقشبندیہ قلعہ جواد کامل کے کتاب خانہ کی زینت تھا۔ حالیہ انقلاب
افغانستان کے دوران وہاں سے دستہ خلیل الرحمن داؤدی مرحوم کے ہاں آیا ہے۔

سج

القول

مثلاً

الدر

لدر

لدر

لدر

لدر

لدر

لدر

لدر

لدر

لدر

لدر

لدر

لدر

لدر

۳- رسالہ مبداء و معاد تصنیف حضرت مجدد الف ثانی پر شیخ عبدالقیوم سرہندی مجددی اور دیگر حضرات مجددیہ کی تحریرات، مملوکہ جناب علیل الرحمن داؤدی، م

صفا قلب مع الدرس مطع عنه كلفه السكالك الحس من حوہا و اسبر لا
 ترؤل عن احد ولو ترجع في الموار غير انما التضعف تارة وتقدر
 والحرية من روق النفس حاضرة في حق الصديقين والصفاء المذمومة تعني
 عن العارفين والعبد ينتقل في الاحوال حتى يصير الى لغت الروح
 فيطوى له الدرر من يمشي على الماء ويغيب عن البصار ويصعد الى
 ويظهر في غير محل من القرى والصحرا والحب في الدرس النقص في الله
 من اولئك النوراني الديمان والدمر بالمعروف والنبى عن المنكر و احب
 على من امكنه بما امكنه وكرامات الاولياء ثابتة وهي في الحقيقة حجة
 معجرات الانبياء اذ في باد الادلة على كمال التابع وهو متوقف على كمال
 المتبوع والكل المتبوع عن افضل المحبوبين نبيا المصطفى وسيدنا
 المحتجب المحصور بالشفاعة الكبرى والوسيلة العظمى صاحب قلوب
 اوادنى واقف السرار دنى فتدلى صلى الله عليه وسلم على الروضات
 البررة السق وبارك وسلم صلوة وسلاما لا تعد ولا تحصى
 حرره احقر عباد الله المحمدي احمد سعيد المجددي لنسبائه
 في جواب كتاب محسوب على الجعفرى ۱۲



۳۲- رسالہ اثبات المولد والقیام تالیف شاہ احمد سعید مجددی مہاجر مدنی کے بخط مؤلف کے
 آخری ورق کا عکس۔ مطبوعہ مکتبہ سراجیہ، خانقاہ احمدیہ، حیدرہ، ممبئی، زئی۔



فتوح الاوراد استمد الفقراء ضعفاء
 السيد الاكبر محمد مظفر بن شيخ احمد سعيد رافعي
 الجاني رضوان الله عليه ملك الشرائع
 في هذه الدنيا وفي قلبه الغنى والقدس



۳۳- فتوح الاوراد تالیف ملا فتح محمد برہانپوری کے اولین ورق پر شاہ محمد مظہر بن شاہ احمد سعید
 کی مہر و تحریر، خطی مملوکہ جناب پروفیسر محمد سعد سراجی مرشد بابا خانقاہ احمدیہ معینیہ،
 موسیٰ زئی، مشمولہ رشحات عنبرہ، مطبوعہ شری قیور

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

سوانحی

سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم

مکتوبات حضرت خواجہ معصوم صاحب دوم

سید الشاہدینا مولوی محمد ایوب صاحب ایم اورایل

وکیل ایڈووکیٹ محال سکونت پیر لوویانہ

واسطے سلمان ہندوستان پنجاب کے فائدہ کی غرض سے

طبع کراچی

انتہام خاکسار عبد الکریم خیر کے

ظہور پریس لوویانہ میں طبع ہوئے

۲۵۔ رجب الاول ۱۳۲۳ھ بمطابق ۲۰۔ اپریل ۱۳۲۳ھ

فہرست فی جلد دوم

طبع اول

تعداد جلد ۱۰۰

۱۱ اجازت کوئی صاحب قصہ طبع نہ فرماوے۔ ورنہ نقصان اٹھانا پڑے گا۔

(ii) مکتوبات معصوم جلد دوم مطبوعہ ظہور پریس، لدھیانہ ۱۳۲۳ھ

مِنْ طَيْبَةِ كَبْجَرَةٍ طَيِّبَةٍ تَابَتْ فِي السَّمَاءِ

لَهُ الْحَمْدُ بِرَأْسِ جَزِيرَةِ خَاطِرِ نَجْوَتِ + آخِرِ آمَدِ زِلْسِ بِرَدِّهِ تَقْدِيرِ بِدِيدِ

أَعْنَى

بِفَضْلِ رَحْمَانِي وَإِنْدَادِ يَزْدَوَانِي



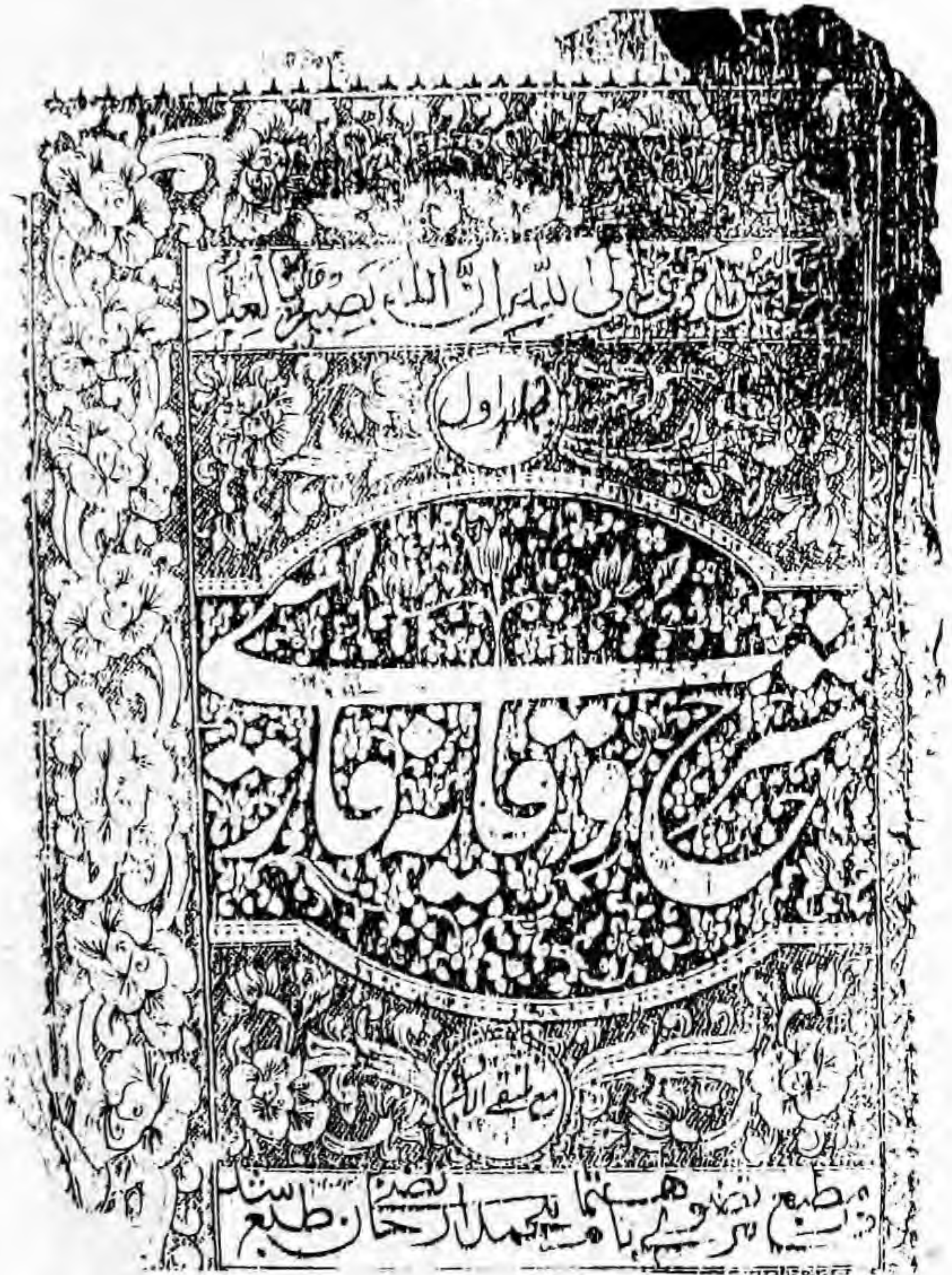
حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہ

بائیں نوی

بِإِسْتِثْمِ وَصِيحِ خَاكِ سَارِ نَوْرِ أَحْمَدِ عَفَا اللَّهُ عَنْهُ بِسُورِي ثُمَّ امْرُتْسَرِي

كَرْمَطْبَعِ زِيَارِ سِرِّ مَسْكِنِ الْغَنِيَا كَوْنِ نَدْرِ حَكْدِيدِ
سَرِ نَزْلِ امْرِئِ رَايَا شَيْخِ عَبْدِ الْغَنِيَا مَلِكِ مَطْبُوعِ

(iii) مکتوبات معصومہ جلد سوم مرتبہ مولانا نور احمد امرتسری، مطبوعہ روز بازار، امرتسر،



۳۵- شرح وقایع فارسی مترجم شیخ عبدالحق سجادل سرہندی خلیفہ حضرت خواجہ محمد معصوم
 (مقامات معصومی ۳/۳۸۰) مطبوعہ مطبع مرتضوی دہلی، ۱۲۸۵ھ انتساب بہ اورنگ
 زیب عالمگیر (آغاز کتاب صفحہ ۳)



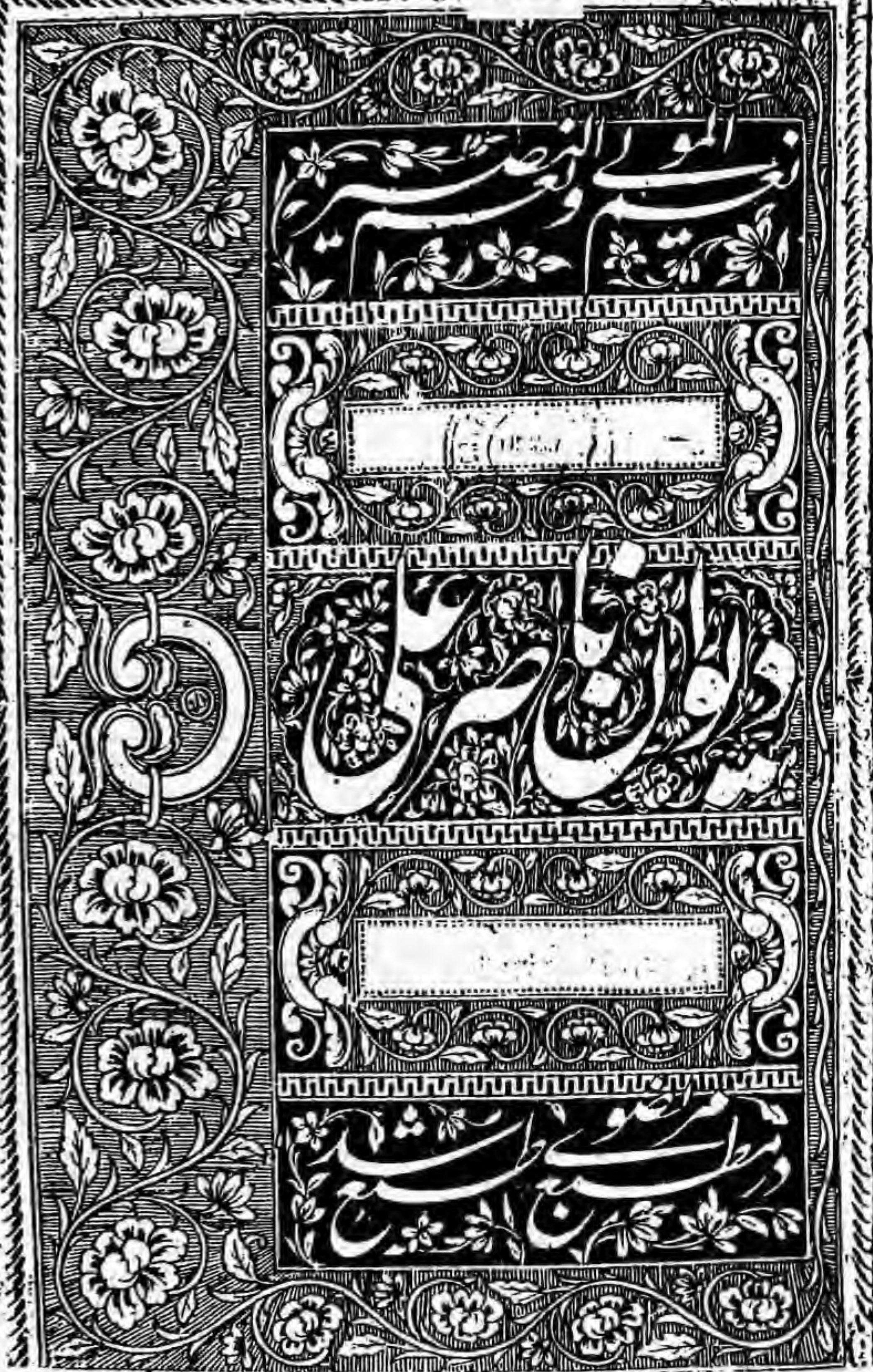
الحمد لله رب العالمین للعلوۃ و السلام علی خیر خلقہ محمد وآلہ فی اصحابہ اجمعین بعد از یاد گیری و تفسیر و تفسیر
عبدالحق سجادل سرہندی کہ از غنیو ان جوانی ز نام اختیار مین خیر را قاید توفیق اکبر غرناہ بصیرت
البرکت خیر الاقطاب لما ذالوا و مولی للکتاب الی ہایات الکمال شیخ العالمین وارث الانبیاء
والرسلین الشیخ الاکبر والایام الاعظم شیخنا و سیدنا حضرت شیخ محمد معصوم ادام اللہ تعالیٰ طلال افادہ
رسانید و مین الفاس حضرت اقدس مقام از نوایہ نماید صحبت اسی تگرف پیرمند شد بشا کہ تفصیل
میلانی دار ولایت گرینین زبان شود ہر سوی یکسہ کر تو از ہزار تو انم کردہ با وجود آن نعمت ایتنا
ایزدی حل شدہ آریہا عات فراغ ازان صحبت بنا بر کتابت جیل کہ مطابقت کتب دیگر از طلبہ علم و اہم شفعان
ترجمہ شرح وقایہ معنیوم بطریقیکہ در مین مطالعہ مقبہ مین طلبہ علم بکار آید و تسوایین اشارت کردہ ازان قوت و
چنانکہ حل عبارت ترکیب آن حل مین از الفاظ و اعراب آن ازان معنیوم می شود اما چون مقصود ازان این بود
کہ مذکور شد رعایت و زمرہ در آن بانصرام فی پوست لہذا بعضی از اہل زمانہ بر مراد نارسید بر عجاہ
گفتہ اند خصوصاً بعضی از شاگردان این فقیر در گفتگو را دراز کردہ بودند ہذا کہ بعضی از مخلصان اند از ان
کلیہ کردند و خاطر این حیرت زنی اختیار ازان در بار شد لیکن چون بر ترجمہ کورسی شقت کشیدہ بود ہذا
از ان بر خاطر گران می نماید اما چون گفتگو ایشان بر نیالی بجای کشید کہ منہاجتہ اند و ہذا فہ چیز گفتند

الحمد لله رب العالمین
والسلام علی خیر خلقہ
محمد وآلہ فی اصحابہ اجمعین
بعد از یاد گیری و تفسیر و تفسیر

عبدالحق سجادل سرہندی
کہ از غنیو ان جوانی
ز نام اختیار مین
خیر را قاید توفیق
اکبر غرناہ بصیرت
البرکت خیر الاقطاب
لما ذالوا و مولی
للکتاب الی ہایات
الکمال شیخ العالمین
وارث الانبیاء
والرسلین الشیخ
الاکبر والایام
اعظم شیخنا و سیدنا
حضرت شیخ محمد
معصوم ادام اللہ
تعالیٰ طلال افادہ
رسانید و مین
الفاس حضرت اقدس
مقام از نوایہ
نماید صحبت اسی
تگرف پیرمند شد
بشا کہ تفصیل
میلانی دار ولایت
گرینین زبان شود
ہر سوی یکسہ کر
تو از ہزار تو انم
کردہ با وجود آن
نعمت ایتنا
ایزدی حل شدہ
آریہا عات فراغ
از ان صحبت بنا
بر کتابت جیل کہ
مطابقت کتب دیگر
از طلبہ علم و اہم
شفعان ترجمہ
شرح وقایہ معنیوم
بطریقیکہ در مین
مطالعہ مقبہ مین
طلبہ علم بکار
آید و تسوایین
اشارت کردہ ازان
قوت و چنانکہ حل
عبارت ترکیب آن
حل مین از الفاظ و
اعراب آن ازان
معنیوم می شود
اما چون مقصود
از ان این بود
کہ مذکور شد
رعایت و زمرہ
در آن بانصرام
فی پوست لہذا
بعضی از اہل
زمانہ بر مراد
نارسید بر عجاہ
گفتہ اند
خصوصاً بعضی
از شاگردان
این فقیر در
گفتگو را دراز
کردہ بودند
ہذا کہ بعضی
از مخلصان
اند از ان
کلیہ کردند
و خاطر این
حیرت زنی
اختیار ازان
در بار شد
لیکن چون
بر ترجمہ
کورسی شقت
کشیدہ بود
ہذا فہ چیز
گفتند



۳۵- شرح وقایہ فارسی مترجم شیخ عبدالحق سجادل سرہندی خلیفہ حضرت خواجہ محمد معصوم
(مقامات معصومی ۳/۳۸۰) مطبوعہ مطبع مرتضوی دہلی، ۱۲۸۵ھ انتساب بہ اورنگ
زیب عالمگیر (آغاز کتاب صفحہ ۳)



۳۶- دیوان ناصر علی سرہندی مرید حضرت خواجہ محمد معصوم (مقامات معصومی ۳/۲۲/۹-

۱۰) مطبوعہ مطبع مرتضوی (دہلی)، ۱۲۶۲ھ

www.narfat.com



۳- مرقد خواجہ محمد صدیق پشاورى خليفہ حضرت خواجہ محمد معصوم (مقامات معصوى ۱۳/۲۳۲) در پشاور نزد ريلوے لائن ۱۹۸۵ء



ن کے ساتھ ان کے والد گرامی اخوند عبدالغفور سمرقندى (خليفہ حضرت مجدد الف ثانی، مقامات معصوى ۱۳/۲۳۲) کی قبر بھی قدیم اور اصل حالت میں ہے (ایضاً ۱۴/۳۲۳)



۳۸- حجرۂ اعتکاف خواجہ محمد صدیق پشاوری کی ایک دیوار، تباہ شدہ حجرہ کا ایک منظر۔



۳۹- مزار شیخ غلام محمد مجددی (متوفی ۱۱۷۸ هـ) بن شیخ غلام محمد معصوم سرہندی در پشاور شہر



۴۰- مزار شیخ غلام حسن مجددی (ف ۱۲۴۰ھ) بن شیخ غلام محمد مجددی مذکور۔ پشاور شہر۔



۴۱- مؤلف مقامات معصومی کے پوتے شیخ فضل احمد پشاوری (ف ۱۲۳۲ھ) بن شیخ نیاز احمد بن شیخ صفرا احمد معصومی کا مزار، واقع محلہ فضل حق، پشاور شہر (مقامات معصومی جلد اول، مؤلف کے احوال)

فلا

نقد النصوص

سن نقد النصوص

في شرح نقوش النصوص

بیت واستعداد آنست که قابلیت وصف فی ذاتی است انضمام شرطی این علی العزلی و
ج امر دیگر خارج و کان هذا القابل اراد بالقبلیة الاستعداد والکلی و بالآلة استعداد خبر
المعبر

کتاب الشریفة

ما در عارون

نقصان ز قابل است و کز نه علی الدوام
فیض سعادت شرح کمال مقابله است

در طری

طالع حسن

ما لم یالیه



نقد النصوص پر حضرت خواجہ محمد معصوم کے ایک صاحبزادے کی مہر (۱۱۰۹ھ)
خطی مخزنہ کتابخانہ مجمع بخش، اسلام آباد نمبر ۱۳۲۹

محمد اقبال مجددی

(مرتب کتاب حاضر)

۱۔ پیدائش: ۱۵ ستمبر ۱۹۵۰ء بمقام قصور (من مضافات لاہور) پنجاب، پاکستان

۱۔ تعلیم: ایم اے تاریخ (درجہ اول) پنجاب یونیورسٹی، لاہور

۳۔ شغل: ایسوی ایٹ پروفیسر و صدر شعبہ تاریخ

گورنمنٹ اسلامیہ کالج سول لائنز، لاہور

۴۔ تالیفات

تذکرہ علمائے ساہووالہ، احوال و آثار سید شرافت نوشاہی، احوال و آثار عبداللہ خواجہ شکی
قصوری، مقامات مظہری (تحقیق و تعلق و ترجمہ)، حسانات الحرمین (تحقیق و تعلق و ترجمہ)،
ملفوظات شریفہ شاہ غلام علی دہلوی (تحقیق و تعلق)، اثبات المولد والقیام (تحقیق و تقدیم)
رشحات عنبریہ (تحقیق و تقدیم)، حدیقتہ الاولیاء (تحقیق و تعلق)، لطائف المدینہ (تحقیق و
تقدیم و ترجمہ)، احوال مشائخ کبار (تحقیق و تعلق)، زاد المعاد (تحقیق و تقدیم و ترجمہ)،
معمولات مظہریہ (تحقیق و تقدیم و تعلق)، کمالات مظہریہ (تحقیق و تعلق) بشارات مظہریہ
(تحقیق و تعلق)، تذکرہ علماء و مشائخ پاکستان و ہند (مجموعہ مقالات)

۵۔ مقالات

اب تک تقریباً ایک ہزار تحقیقی مقالات دنیا کے موقر جرائد میں طبع ہو چکے ہیں یہ مضامین
عارف (اعظم گڑھ، دارالمصنفین)، برہان (دہلی، ندوۃ المصنفین)، مجلہ علوم اسلامیہ
(علی گڑھ)، اورینٹل کالج میگزین (لاہور)، مجلہ تحقیق (لاہور)، صحیفہ (لاہور) بصائر
(کراچی)

اردو دائرہ معارف اسلامیہ پنجاب یونیورسٹی لاہور (۱۶ مقالات)، دانشنامہ جہان اسلام،
تہران (۲۰ مقالات)، دانشنامہ زبان و ادب فارسی در شبہ قارہ (۲۵۰ مقالات)، تہران، ایران۔

Maqāmāt -i- Ma'sūmi

Life, works and Teachings of a prominent sufi
and reviver of seventeenth century,
Khawaja Muhammad Ma'sum Sirhindi
(c. 1007 - 1079 a.h. /1599 - 1668 a.d.)

Vol. (IV)
Explanatory Notes

By-
Muhammad Iqbal Mujaddidi

2004

Zia-Ul-Quran Publications
Lahore, Karachi, Pakistan

